بفضلہ تعالیٰ

ترجمہ اردو مقامات مع الآثار و مصا

معروف بہ

مناقب العارفین

مصنفہ

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت شمس الدین افلاکی رحمۃ اللہ علیہ شاگرد زین الدین
عبدالمومن توقانی و مرید خاص حضرت چلپی عارف قدس سرہ

تصنیف ۷۱۸ھ

جس میں

مصنف نے مولانا روم صاحب کے دادا صاحب سے لیکر مولانا کی اولاد تک کے
حالات سنہ ۷۵۴ھ ہجری تک لکھے ہیں۔ اور سلسلہ بیعت کو بھی بیان کیا ہے مصنف
نے مولانا روم صاحب کو خود دیکھا۔ اور انکی خدمت میں رہا۔ ظاہر ہے کہ کیسے عجیب و
غریب حالات ہونگے

خاکسار حافظ احمد علیخان نے سلیس اردو میں ترجمہ کر کے

اپنے مطبع

احمدی ریاست رامپور واقع کوچہ لنگر خانہ میں چھاپا

ماہ جون سنہ ۱۹۳۱ء

حالات کتاب ترجمہ مقامات مولانا روم صاحب

۱ - مصنف کتاب ہر ایک واقعہ کو بیان کرنے مین علی الاکثر راوی کا نام بھی لکھا ہو - ۲ - مصنف نے مولانا کے دادا کے واقعات - انکی والد کے حالات خود مولانا کے روزمرہ کے حالات - سماع کی کیفیت روزمرہ کی گفتگو نشست و برخاست کو طریقے چلنے کے حالات - عام عادات و اخلاق اور انکی بیٹے اور پوتون کے جداگانہ فصلون مین مفصل حالات لکھے ہین -

فہرست ابواب و فصول مقامات مولانا روم صاحب

حالات تفصیلی فصل اول

مناقب مولانا بہاء الدین البلخی -

جلال الدین حسین خطیبی کا شاہ علاء الدین محمد خوارزم شاہ والئے خراسان کی بیٹی سے عقد -

مولانا بہاء الدین کی ولایت بلخ کا انتقال -

مولانا بہاء الدین کیطرف سے شاہ خراسان کو لوگون کا متشکک کرنا - بہاء الدین کا بدخشان بلخ سے روانہ ہونا

میرے پیر و مرشد دام اللہ جلالہ کی عنایت بے نہایت شامل حال تھی کہ میں انکے حکم سے یہ مناقب جمع کئے۔ بزرگان دین کے جو کچھ حالات میں نے لکھے ہیں وہ محض ظاہری حالات ہیں اور وہ بھی سالکان راہ حقیقت کے مبتدیوں کی فہم اور سمجھ کے بقدر لکھے ہیں۔ ورنہ تو یہ لوگ حالات باطنی تو آسمان سے زمین تک بھی نہیں سماتے۔ کہاں انسان ضعیف اور کہاں ذات باری عزاسمہ۔

گر مجال گفت بودے گفتنیہا گفتمے
حق زتو خوشتر نگوید تو مہل فتراک دین

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ۔ اللہ تعالے اپنے فضل سے اس کتابکو آراستہ۔

فہرست فصول کتاب

فصل اوّل

ذکر مناقب مولانا بہاء الدین محمد ابن حسین ابن احمد خطیبی البلخی البکری رضی اللہ عنہ

ملک بلخ و خراسان سے ہجرت کا حال - آپکے خاندان کی کیفیت - اور آپکے ساتھ جو اس وقت مصیبتین نازل ہوئین اُنکے بیانات ہین -

بموجب کتب اور بیانات کے یہ معلوم ہوا ہے کہ جلال الدین محمد خوارزم شاہ کا باپ علاء الدین محمد خرم شاہ خراسان کا بادشاہ تھا - یہ بادشاہ نہایت بڑا اور بہت تھا اور خراسان کے امراء رؤسا اور بادشاہ سب اسکے مطیع اور مسخر تھے - اس بادشاہ کی ایک لڑکی تھی کہ حسن اور جمال مین اپنا نظیر نہین رکھتی تھی - مگر بادشاہ کی نظر مین کوئی ایسا شخص نہ تھا جسکے ساتھ اُسکی شادی کرے اور اس قضیئے سے نجات پائے - جب لڑکی بالغ ہوگئی تو علاء الدین بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ لڑکی کیلئے کوئی اچھے خاندان کا شخص ہماری برابری کا نہین ملتا ہے اب کیا تدبیر کیجائے - علاء الدین کا وزیر عالم اور عقلمند تھا اُسنے کہا کہ شاہان اسلام کے حکم و علما کے کرام مین آیا ہے الملوک حکام علی الناس والعلماء حکام علی الملوک (مخلوق کے حاکم بادشاہ ہین اور بادشاہ کے حاکم علما ہین) بادشاہ نے دریافت کیا کہ ایسا عالم اور عاقل کوئی ہے؟ وزیر نے عرض کیا کہ ہمین دار السلطنت بلخ مین جلال الدین حسین خطیبی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے موجود ہین - خراسان دار الاسلام اُنہین کے بزرگونکی برکت اور جہاد سے ہوا ہے تمام علوم اور فنون مین کل عالمون مین انگشت نما ہین - ہنوز نوجوان ہین - تیس سال عمر ہے مجاہدے اور ریاضتین کی ہین کہ تقوے مین فرشتون پر بھی تفوق ہے - سُنا ہے کہ جب کو ہمیشہ یہ تردد پیدا ہوا کہ احکام دینی اور سنت احمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین ہوا اور شرع کے کامون مین کبھی سستی اور کاہلی نہین کی - مگر صد

...ہی جاتی ہے کہ ابھی تک عقد نکاح نہین کیا ہے۔ جس روز یہ خیال ہوا اُسی شب کو ...سلطان المرسلین حبیب رب العالمین محمد امین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ...ت ہوئی اور ارشاد ہوا کہ بادشاہ خراسان کی لڑکی سے عقد کرو۔ اسیطرح حکم الٰہی سے ...ت کو بادشاہ تا... وزیر سلطنت کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور حکم ہوا کہ ...یکا عقد بیٹے جلال الدین حسین خطیبی سے کردیا صبحکو وزیر بہت خوش خوش بادشاہ وملکہ کے حضور مین گیا۔ بادشاہ اور ملکہ کو وزیر کیطرح بشارت ہو ہی چکی تھی ...ی اوحسن اتفاق پر سب حیران تھے۔ وزیر بادشاہ کی اجازت سے جلال الدین خطیبی کیخدمت مین گیا تاکہ خواب کا حال عرض کرے۔ حضرت خطیبی ...سے اپنا خواب بیان کیا۔ چنانچہ بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی اور حق ...حاصل کیا۔

...ہے کہ حضرت جلال الدین حسین خطیبی نوعمری مین اسقدر پرہیزگار اور عالم زمانہ تھے ...الدین نیشاپوری فخر رازی اور شرف عاقلی جیسے علما جنکی ایک عالم ...ہے اُنکے شاگرد تھے اِن کے علاوہ دو تین ہزار شاگرد مفتی صاحب نہاد صاحب ...تھے۔ غرضکہ شادی سے نو مہینے کے بعد آپکے صاحبزادے حضرت بہاءالدین ...پیدا ہوئے مگر اُنکی عمر دو سال ہی کی تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ ...لانا بہاءالدین ولد پورے جوان نہوئے تھے کہ وعظ و نصیحت شروع کردی۔ ایک روز ...وعظ مین فرمانے لگے کہ اے امرا صنی محمد خوارزم شاہ اور بدعتیو! یہ خوب سمجھ لو ...کے لاکھہ ایسے دلون کو ستایا ہے جو راحت مین تھے اور دولت کے خزانون کو بیکار ...ہے۔ روشنی حق کو تم دو تین آدمیون کی سیاہی اعمال نے تاریک کر رکھا ہے۔ ...ت صرف اس وجہ سے ہے کہ کفر غالب ہے اور شہوت کا تقاضا ہے نفس و...

شہوت کے غلبے نے تمہیں بیکار کر دیا ہے اور جب افعال خیر سے بیکاری ہوگی تو نہ
بد صادر ہونگے۔ اور تاریکی باطن۔ وسوسہ۔ خیالات بد۔ اور فاسد خطرے اور مکر اُسے
ہوگی۔ اسلیے کہ عقل اس عالم میں مسافر ہے۔ اور نفس اپنی بادشاہت میں حکمراں
اور نفس کی مملکت کا مالک شیطان ہے۔

خوارزم شاہ حضرت مولانا بہاء الدین ولد کا مرید تھا۔ اور اکثر اوقات اپنے اُستاد
فخر رازی کیساتھ مولانا کیخدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ ہر ایک مجلس میں مولانا کے
عشق الٰہی کے سوختہ جان اپنی جانوں کو کھیلجاتے تھے اور حاضرین کے مُنہ سے چیخ
اور عاشقان صادق کے جنازے نکلتے تھے۔ مولانا ہمیشہ مذہب حکما اور
کی تردید کرتے تھے اور اتباع شرع محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی ترغیب لاتے تھے جب
آپکے وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری ہوا تو اُس وقت کے بد اندیش بالطبع رنجیدہ
منفعل ہوئے۔ باہم اتفاق کر کے نیا مضمون تراشا اور حضرت مولانا کی نسبت
لگانے لگے۔ چنانچہ خوارزم شاہ سے یہ کہا گیا کہ مولانا نے تمام بلخ کو گرویدہ
اور سب مخلوق اُن سے متفق ہوگئی ہے۔ اب مولانا ہمیں اور بادشاہ کو مطلق
نہیں لاتے۔ اور ہماری تصانیف کو نہیں مانتے۔ اور کہتے ہیں کہ علم ظاہر تو علم کا
ایک شاخ ہے اب قریب قت ہے کہ وہ دعوے سلطنت کرینگے اور عوام الناس
بالکل متفق ہیں۔ فوراً اس معاملہ میں تدبیر کرنی چاہئے۔ خوارزم شاہ یہ سُنکر حیران
کہ کیا کروں اور کسطرح مولانا سے اس باب میں گفتگو کروں۔ مگر مولانا کے جو دوست
مخلص دربار رس تھے اُنہوں نے فوراً مولانا کو اس واقعہ کی اطلاع کر دی۔ دوسرے
شاہ نے اپنے دربار کے ایک خاص آدمی کو مولانا کیخدمت میں بھیجا اور عرض کیا
بلخ کی سلطنت قبول فرمائیں تو آج سے کل سلطنت اور ملک اور فوج آپکی ہے مجھے
ملجائے کہ کسی دوسرے ملک کو چلا جاؤں اسلئے کہ ایک ملک میں دو بادشاہ

ن ہین۔ خدا کا شکر ہے کہ جناب کو دوسری سلطنت نصیب ہے۔ ایک دنیا کی دوسرے
خرت کی۔ اگر دنیا کی سلطنت سب مجھے بخشی جائے تو آپکے احسانات و الطاف قدیم سے
چھ بعید نہین ہے۔ جب آپنے یہ پیام سُنا تو فرمایا کہ بادشاہ اسلام سے میرا سلام کہو اور
رض کرو کہ دنیائے فانی کی بادشاہت و فوج و خزانہ بادشاہون کے لیئے ہی زیبا ہے ہم
قیرونکو بادشاہت اور سلطنت کیطرح مناسب نہین ہے۔

کسے کہ نوبت الفقر و فخر زد جانش — چہ التفات نماید بتاج و تخت و لوا

م بہت خوشی سے یہان سے سفر کرتے ہین تاکہ بادشاہ اور اُسکے عزیز اور دوست اطمینان
سے رہین۔ جب شاہی پیام رسان پلٹ کر چلا گیا مولانا نے اپنے دوستون کو حکم دیا کہ بسم اللہ
فر کا انتظام کرو۔ اور یہی ہونا چاہیئے تھا۔ چنانچہ تین سو اونٹون پر کتب خانہ اور اسباب خانہ
ری اور زادراہ آپکا اور آپکے دوستون کا لادا گیا۔ آپکی رکاب مین چالیس آدمی زاہد کامل
المزمانہ تھے۔ جسطرح کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے وقت اصحاب
ہ وزاری کرتے تھے۔ اسیطرح آپکے سفر کیوقت تمام اہل بلخ جو مرید اور دوست صادق تھے گریہ وزاری کرتے تھے
ز فساد کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ خوارزم شاہ کو اِسحالت سے اندیشہ ہوا اسلیئے اُسنے کچھ معتمد آدمی دیکر
ضرت کی خدمت مین بھیجا اور اپنے فعل پر نادم ہو کر توبہ کا اظہار کیا۔ تاکہ مخلوق کو کچھ تسکین ہو
شی کی نماز کے بعد بادشاہ اور وزیر دونون مولانا کی خدمت مین آئے اور بہت عجز و زاری
ہ مولانا سفر نکرین۔ لیکن مولانا نے ایک نمانی۔ مجبور ہو کر بادشاہ نے عرض کیا کہ آپ ایسے
قت تشریف لیجائین کہ آدمیون کو خبر نہو۔ ورنہ فساد اور خرابی کا بہت بڑا اندیشہ ہے
مولانا نے یہ بات بھی قبول فرمائی۔ جمعہ کے روز وعظ و نصیحت بہت طول طویل فرمائی۔
مجلس خوب گرم تھی مخلوق کا شور حد سے گزر گیا تھا۔ آنکھونسے گویا دریا جاری تھے۔ اثنائے
وعظ مین مولانا نے بادشاہ کیطرف خطاب کر کے فرمایا کہ اے ملک فانی کے بادشاہ آگاہ ہو
گو تو نہین واقف ہی لیکن تو سلطان ہے تو مین بھی سلطان ہون مجھے سلطان امرا کہتے ہین

تو مجھے سلطان علما کہتے ہین - اور تو میرا مرید بھی ہے - اصل یہ ہے کہ تیری سلطنت ایک سانس کے ساتھ وابستہ ہے اسطرح میری سلطنت بھی ایک نفس کیساتھ وابستہ ہے - جسوقت سانس نکل جائیگی نہ تو بیگانہ تیرے عزیز و قریب نہ بادشاہت رہے گی نہ فوج و لشکر کان لم تکن بالامس (گویا کہ کل نہتی) بالکل نیست و نابود ہو جائینگے - لیکن میری جان نکلنے کے بعد میری اولاد قیامت کے دن تک قایم رہیگی - کل سبب و نسب ینقطع الا سببی و نسبی (کل رشتے اور نسب بجز میرے رشتے اور نسب کے قطع ہو جائینگے) بس مین تو یہان سے جاتا ہون لیکن سمجھے، واضح رہے کہ میرے پیچھے تاتاریونکا لشکر آئیگا جو گویا اسکا لشکر ہے اور جنگ اور خلقت خدا کے غضب سے ہی - وہ کل خراسان پر قابض ہونگے اور اہل بلخ کو موت کا شربت چکھائینگے - تمام ملک کو زیر و زبر کر دینگے اور شاہان وقت سے طرح طرح کے عذاب سے ملک لینگے - اور آخر کو خود تو سلطان روم کے ہاتھ سے مارا جائیگا -"

کہتے ہین کہ اسی تقریر مین مولانا نے ایک ایسا نعرہ مارا کہ بہت کثرت سے آدمی بیہوش ہو گئے اور منبر محراب سے نکل کر خود بخود صحن مسجد مین آگیا - اِس واقعہ کی ہیبت سے بہت سے آدمیونکی جان نکل گئی -

شنبہ کے دن خدا پر بھروسا کر کے بلخ سے بغداد کیطرف کوچ کیا - مولانا کی ایک دایہ تھی جسکا نام نصیب تھا اور بہت بڑی عالمہ اور صاحب فتوے تھی اِسکو اور اُسکے شوہر کو بلخ مین چھوڑ گئے تھے - بعض کہتے ہین یہ عورت مولانا کی بہن تھی - اُس زمانہ مین حضرت مولانا **جلال الدین رومی** کی عمر پانچ سال کی تھی اور اُنکے بھائی **علاء الدین محمد** کی عمر سات سال کی تھی -

حکایت - دوستون مین سے ایک صاحب روایت کرتے تھے کہ خلیفہ زمان **چلپی حسام الدین** قدس سرہ العزیز کے مکان پر جاڑے کے سخت موسم مین بلخ کا

…بڑا جلسہ ہوا۔ اُس روز مولانا روم کو بہت ہی وجد طاری ہوا اُسکے بعد اپنا سینۂ مبارک …ور عاشقانہ آہین بھر کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ مدت ہوئی کہ ایک صاحب دلکو دلی …پہنچا تھا اُسکا عوض خراسان بیچارے سے آج تک لیا جا رہا ہے۔ خراسان …روز ویران ہوتا جاتا ہے اور اُسکی آبادی ہرگز ممکن نہیں ہے اور یہ شعر پڑھے۔

تا دل مرد خدا نامد بدرد ۔ ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

خشم مردان خشک گرداند سحاب ۔ خشم دلہا کرد عالمہا خراب

…کے بعد چلپی حسام الدین نے مولانا سے اُس بیان کا حال دریافت کیا مولانا نے …الد کے مذکورۂ بالا قصہ کو اول سے آخر تک بیان فرمایا۔

…غرضکہ شہر بلخ سے مولانا بہاء الدین مکہ کو روانہ ہوئے۔ راہ مین جسقدر آبادیان تھین …کے معتبر لوگون کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خواب مین بشارت دی …سلطان العلما بہاء الدین ولد بلخی آتے ہین خوب اعتقاد اور اہتمام سے استقبال …ر خاطر و مدارات سے پیش آؤ۔ چنانچہ جس جس مقام پر آپ پہنچے وہان کے باشندون نے …یک منزل استقبال کیا اور پورے اعزاز سے مہمانی کی

…قیام وسفر کرتے ہوئے جب بغداد کے قریب پہنچے شہر کے محافظ شہر سے باہر …کو آئے تاکہ معلوم ہو کہ کس قوم کے آدمی ہین۔ حضرت مولانا بہاء الدین ولد نے …ی کیکر عماری سے سر نکال کر فرمایا کہ من اللہ والی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (خدا کی طرف سے …ن اُسیکی طرف جاتا ہون۔ سوائے اللہ کے اور کوئی مدد دینے والا نہین ہے) …رمایا وہ لامکان سے آتا ہون اور لامکان کو جاتا ہون۔ سمجھا نون کوہان بات سے …ی تعجب ہوا۔ انھون نے ایک شخص کو خلیفہ کے پاس روانہ کیا تاکہ اس معاملہ کی …کرے۔ خلیفۂ بغداد بھی اس جماعت نووارد کے حالات سنکر حیران ہوگیا۔ اور کسی …شیخ المشائخ زمان شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

کو طلب فرماکر یہ حال بیان کیا۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے خلیفۂ بغداد سے فرمایا کہ سو
بہاء الدین ولد کے اور کوئی دوسرا آدمی نہین آیا ہے۔ اِسلئے کہ اِس قسم کے کلمات
گفتار آجکل بجز اُنکے اور کسیکو حاصل نہین ہے۔ اِسیوقت شیخ علیہ الرحمۃ کیساتھ بغدا
کل معززین اور عوام الناس نہایت ذوق وشوق اور سچی عقیدتمندی سے اِست
اُٹھہ کھڑے ہوئے۔ جب شیخ علیہ الرحمۃ مولانا کے سامنے آئے اپنے خچر سے اُ
اور مولانا کے زانو کو بوسہ دیا۔ اور خلوص کے ساتھ اپنی خانقاہ کیطرف لیچلے۔
نے فرمایا کہ طالب علمون کے لئے مدرسہ نہایت مناسب ہے اور مدرسہ مستنصر
مقیم ہوئے۔ شیخ شہاب الدین نے خود مولانا کے پاؤن کا موزا اُتارا اور جب خل
مولانا بہاء الدین نے شیخ علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ میرا ارادہ اِسجگہ اور اِسی شہر مین قیا
لیکن یہ شہر مین آپکو بخشتا ہون اور مینے اب زیارت بیت اللہ کا احرام باندھ لیا۔
کہ اُسیوقت خلیفہ بغداد نے تین ہزار دینار مصری سونیکی تہالی مین رکھکر بہت
مولانا کو بطور دعوت بھیجے۔ مگر مولانا نے قبول نہین کئے اور فرمایا کہ خلیفہ کا مال مش
اور حرام ہے جو شخص ہمیشہ نشۂ شراب مین رہے۔ اور راگ ونغمہ سُنے اُسکے نہ شہر مین
اور نہ اُسکا مونہ دیکھنا چاہئے جب یہ بات خلیفہ نے سُنی بہت ہی شرمندہ و
ہوا۔ لوگون کا بیان ہے کہ خلفائے بغداد مین کوئی خلیفہ اُسکی طرح۔ ظالم۔ گنہگار
نہین تہا۔ اُسنے شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کو دربار مین بُلاکر کہا کہ مین مولانا بہار
ملنا چاہتا ہون۔ شیخ نے فرمایا کہ مولانا کسیطرح آپکی ملاقات کے روادار نہین ہین
اِدہر مولانا کی ہیبت اور مہابت مین اُدہر خلیفہ وقت کی خوف سیاست مین سخت
کہ کیا کرون۔ خلیفہ نے کہا کچہ ہی ہو مگر ایسی تدبیر کیجئے کہ مین مولانا کی زیارت کرلون۔
علیہ الرحمۃ نے فرمایا خیر شاید جمعہ کے دن موقع ہاتہ آجائے۔ شیخ شہاب الدین خلی

پاس سے اٹھکر مولانا کیخدمت مین تشریف لائے اور فرمایا اہل بغداد نہایت خلوص اور عشق سے آپکے وعظ کے مشتاق ہین فان الذکری تنفع المومنین (نصیحتین مسلمانون کو فائدہ منہ ہوتی ہین) امید ہے کہ وہ لوگ ناامید نہ کئے جائینگے۔ مولانا وعظ پر رضامند ہوگئے۔ اُسیوقت ہر طرف شہر مین منادی ہوگئی کہ جمعہ کے روز بہاء الدین ولد بلخی وعظ فرمائین گے۔ جمعہ کے دن تمام بغداد کے باشندے جامع مسجد مین جمع ہوئے ہر طرف سے خوش آواز حفاظ آیات اور رکوع پڑہنے لگے۔ وعظ مین مولانا نے اسقدر عجیب و غریب مطالب اور نکات بیان فرمائے کہ کل حاضرین بالکل مست اور بیخود ہوگئے۔ اور خلیفہ بغداد کو حد سے زیادہ رقت ہوئی وعظ کے ختم پر مولانا نے سر مبارک سے دستار اُتار کر خلیفہ سے مخاطب ہوکر فرمایا "اے بیٹے آل عباس! افسوس کہ تو خلف صالح نہین ہے۔ اسطرح زندگانی بسر کرنا اور ایسی دین و دنیا سے بیغفلتی اختیار کرنا ہرگز درست نہین ہے۔ کیا تو نے یہ طریقہ زندگی کتاب اللہ مین پڑھا ہے۔ حدیث نبوی مین دیکھا ہے۔ یا اقوال خلفائے راشدین اور اعمال ائمہ دین سے ثابت ہے۔ یا مشائخ طریقت سے کوئی دلیل حاصل ہوئی ہے۔ آخر کچھ کہو تو اگر یہ امور نہین ہین تو پھر کیون ناپسندیدہ افعال کرتا ہے۔ اور ایسے کام کیون مباح کر رکھے ہین اور کسلیئے شرع کے رستے سے روگردانی ہے۔ کیا اللہ تعالے کے وبال کا خوف نہین ہے اور حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے شرم نہین آتی۔ سنہ آراستہ دست بہ بازار آئی * زان روز نہ ترسی کہ گرفتار آئی۔ اب مین تجھے بشارت دیتا ہون کہ چھوٹی آنکھین اور سرخ مونہ والے یعنی مغل عنقریب یہان آتے ہین۔ اللہ تعالے کا یہ حکم ہے کہ وہ تجھے شہید کرین۔ نہایت بُری طرح تجھے ہلاک کرین۔ اور دین محمدی کا انتقام تجھسے لین۔ اس واقعہ کا انتظار کر۔ پردۂ غفلت کو دل اور آنکھون سے ہٹا اور کان کھولکر سُن۔ اللہ تعالے کی درگاہ مین توبہ و استغفار کر۔ اس ارشاد سے خلیفہ دہاڑین مار مار کر روتا تھا۔ اور اُسروز کے وعظ مین ستائیس آدمیونکی جانین نکل گئین اور نماز جنازہ پڑہائی گئی

خلیفہ نے بہت سے گھوڑے سامان اور زر نقد بھیجا مگر بہاء الدین ولد نے کوئی چیز قبول نہ کی اور فرمایا کہ بقدر ضرورت میرے پاس اسباب اور مال موجود ہے۔ مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں اگر میں اُسکے تحفہ کو لیلوں تو گویا حکم الٰہی کی مزاحمت کرتا ہے۔ لا راد لقضائه ولا معقب لحکمه۔ یفعل الله ما یشاء و یحکم ما یرید (کوئی چیز اسکے حکم کو رد کر سکتی ہے نہ مانع ہوسکتی ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے)۔

ابھی مولانا نے بغداد سے سفر نہیں کیا تھا کہ خلیفہ کو یہ خبر پہنچی کہ پانچ لاکھ کے قریب چنگیزی مغل بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں۔ اور خراسان کے کئی شہر اُنھوں نے غارت کر دیے مال لوٹ لیا اور زن و مرد کو غلام بنا لیا۔

لوگوں کا بیان ہے کہ جسوقت چنگیزخان نے بلخ کا محاصرہ کیا۔ اہل شہر نے سخت مقابلہ کیا اسی جنگ میں چنگیزخان کا بیٹا توقی خان مارا گیا۔ بیٹے کی موت کے رنج سے اُسنے حکم دیدیا کہ بچے۔ عورت مرد جو ہاتھ لگیں۔ زندہ نہ چھوڑو۔ حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کرو اور شہر کی کل زمین کو ذبح کر ڈالو۔ لکھا ہے کہ دس بارہ ہزار مسجدیں اور محل جلا کر خاک کر دیے گئے۔ دو ہزار قرآن شریف مسجدوں میں جلگئے۔ علاوہ عوام الناس کے قریب پچاس ہزار کے وہ لوگ قتل ہوئے جو متقی۔ طالب علم۔ اور محدث تھے۔ کل تعداد مقتولین کی دو لاکھ بیان کیجاتی ہے۔ اور لوٹ کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ تمام ملک کو ویران اور خراب کر کے مغلوں نے خوارزم شاہ کا پیچھا کیا تاکہ اُسکو بھی قتل کریں۔ جس زمانہ میں مغلوں کی فوج بلخ کو قتل و غارت کر رہی تھی۔ اُس زمانہ میں مولانا بہاء الدین ولد کے ایک مرید صاحب کشف و کرامات بلخ میں موجود تھے شہر کے ذی رتبہ لوگ اُنکے پاس گئے اور کہا کہ بارگاہ الٰہی میں آپ ہمارے لئے دعا کریں اور ہمارے گناہوں کی شفاعت کریں۔ تاکہ اِس بلا سے نجات ملے۔ وہ بزرگ رات بھر گریہ وزاری میں مصروف رہے اور دعا کرتے رہے سحر کے وقت انھوں نے ہاتف غیبی کا یہ قول سُنا کہ "اے کافرو بدکار و انکو قتل کر دو" چنانچہ اس معاملہ سے تین دن کے بعد

اس بزرگ اور سب جماعت کو مغلوں نے شہید کیا۔

اس قسم کی خبریں سنکر خلیفہ بغداد کو بہت ہی ملال ہوا۔ اسکی حالت بالکل بدل گئی اور سلطنت کے زوال کے آثار نظر کے سامنے آگئے۔ **منقول ہے** کہ وعظ سے تیسرے روز بہاءالدین ولد کونیہ کی راہ سے کعبہ شریف کو روانہ ہوئے۔ اور مکہ معظمہ سے پلٹ کر دمشق میں آئے اسوقت دمشق میں **ملک اشرف** کی حکومت تھی۔ اہل شام آپکے گرویدہ ہو گئے اور چاہتے تھے کہ آپ دمشق میں قیام فرمائیں۔ مگر آپ راضی نہوئے۔ اور فرمایا حکم الٰہی یہ ہے کہ میری اولاد کا مسکن **قونیہ** ہو اور میری خاک بھی وہیں رہے۔ سنہ ۱۴ھ میں جب شہر ملاطیہ سے روانہ ہوئے تو چنگیز خان مر چکا تھا اور اُسکا بیٹا **اوکتائی خان** تخت نشین تھا اسوقت روم میں سلطان علاءالدین نیا نیا تخت نشین ہوا تھا۔ سنہ ۱۶ھ میں یہ خبر سیواس میں سنی کہ جلال الدین خوارزم شاہ مغلوں کے مقابلہ سے بھاگ گیا اور شہر اخلاط کا محاصرہ کئے ہوئے ہے تاکہ اپنی تختگاہ بنائے۔ سلطان علاءالدین کیقباد نے ملک اشرف بادشاہ شام کے اتفاق سے بلاد ارزنجان میں یاسی[1] جومن میں خوارزم شاہ کو شکست دی۔ خوارزم شاہ وہاں سے جزیرہ کیطرف بھاگ گیا۔ وہیں کردوں نے اسے گرفتار کرکے قتل کر دیا۔

کشتہ شد ظالم جہانے زندہ شد — ہر یکے از نو خدا را بندہ شد

در فنا دا ندر پئے کو کندہ بود — زانکہ ظلمش بر سرش آئندہ بود

منقول ہے کہ جس وقت مولانا بہاءالدین ولد بغداد میں مدرسہ مستنصریہ میں مقیم تھے آدھی رات کے وقت پانی ہر روز طلب کرتے تھے۔ آپکے فرزند مولانا جلال الدین رومی

سلہ اس مقام کا نام اسی طرح لکھا تھا۔ محمد بن احمد منشی نسوی نے سیرۃ سلطان جلال الدین منکبرنی میں جو عربی زبان میں ہے اس مقام کا نام یاسیجان لکھا ہے۔ المترجم۔

اُسیوقت دجلہ پر تشریف لیجاتے - مدرسہ مین قفل پڑا ہوتا تھا حضرت یوسف علیہ السلام
کیطرح قفل خودبخود کھل جاتا تھا - اور جب دجلہ سے پانی بھرکر واپس آتے تو پھر قفل آپ سے
آپ بند ہوجاتا تھا مدرسہ کا دربان ایک باخلاص - صاحبدل اور روشن ضمیر آدمی تھا
اُسنے چند بار یہ حالت دیکھی مگر خاموش رہا - جب برابر یہی صورت دیکھی تو بغداد کے مشائخ
سے اِسحال کو بیان کردیا - مولانا بہاءالدین ولد کو غالباً کشف سے یہ حال معلوم ہوگیا
آپ اِس معاملہ کے اظہار سے شرمندہ ہوئے اور دربان کو افشائے راز پر تنبیہ کی - دربان
اپنی اِس حرکت سے تائب ہوا اور مرید ہوگیا -

شہر ملاطیہ سے روانہ ہوکر ارزنجان سے گزر رہے تھے کہ مولانا کے خاص مرید و مخلصین سے
خواجہ علی و شیخ جامی وغیرہ نے عرض کیا کہ ارزنجان مین قیام فرمائین - مولانا نے فرمایا کہ اِس
شہر مین قیام کا حکم نہین ہے - اسلئے کہ وہان بدکار لوگ زیادہ ہین اور روایت ہے کہ
ملک فخرالدین والئے ارزنجان اولیا کا معتقد اور روشن دل تھا اور اُسکی بی بی
عصمت خاتون تو گویا عفت و عصمت مین عائشہ وقت اور خدیجہ زمان تھی -
اور اُسکا مرتبہ ولایت مشہور تھا - عالم غیب سے اسکو یہ اطلاع ہوئی کہ مولانا بہاءالدین جو اسکے شہر
سے گزر رہے ہین - وہ اُسیوقت گھوڑے پر سوار ہوکر مولانا کے ملنے کو روانہ ہوئی -
ملک فخرالدین کو بھی اُسکے غلامون نے اِس امر کی اطلاع کی وہ بھی چند سوارونکے ساتھ
عصمت خاتون کے پیچھے پیچھے چلدیا - اور ارزنجان کے **آق شہر** کے پاس مولانا
کیخدمت مین پہنچے - دونون گھوڑون سے اُترکر قدمبوس ہوئے - مولانا نے بہت
شفقت فرمائی - اور دونون کو مرید کیا - ملک فخرالدین نے شہر مین چلنے کیواسطے بہت
اصرار کیا - مگر آپنے قبول نہین فرمایا اور ارشاد کیا کہ اگر تم میرے طالب اور عاشق ہو
تو اِس قصبہ مین ایک مدرسہ میرے لئے بناؤ تاکہ مین وہان کچھ دن ٹھہرون - چنانچہ
ملک فخرالدین نے آق شہر مین ایک مدرسہ بنایا - مولانا چار سال تک اُس مدرسہ مین

درس دیا۔ اور ملکہ عصمت خاتون خدمت مین رہتی تھی۔ جب حکم الٰہی سے ملک فخر الدین اور ملکہ عصمت خاتون کا انتقال ہوگیا تو مولانا وہاں سے منزل بمنزل توابعات قونیہ مین سے شہر **لارندہ** مین تشریف لائے۔ لارندہ مین سلطان اسلام **علاء الدین** کیقباد کیطرف سے **امیر موسی** بطور نائب کے حاکم تھا۔ یہ شخص قوم کا ترک تھا۔ بہادر۔ سادہ دل۔ اور طالب صادق اولیا کا تھا۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ ایک ایسے بزرگ خراسان سے آئے ہین تو شہر کے معززین اور فوج کیساتھ پیادہ پا استقبال کو گیا اور مرید ہوا۔ اُسنے اپنے مکان مین لانے کیلئے بہت التجا کی مگر مولانا نے منظور نہین کیا۔ البتہ یہ فرمایا کہ مدرسہ بنا دیا جائے۔ چنانچہ **امیر موسی** نے وسط شہر مین مدرسہ بنایا۔ کہتے ہین کہ سات سال کے قریب یا اس سے کچھ زیادہ آپ وہان مقیم رہے۔

مولانا جلال الدین رومی جب بالغ ہوگئے تو مولانا بہاء الدین نے اُنکا عقد خواجہ شرف الدین لالائے سمرقندی کی لڑکی سے کر دیا۔ یہ شخص نہایت معزز اور شریف خاندان کا تھا۔ اُسکی بیٹی **گوہر خاتون** بھی جمال و کمال مین اپنا نظیر نہین رکھتی تھی اُنہین **گوہر خاتون** سے سلطان بہاء الدین ولد چھ سو تیئیس ہجری مین پیدا ہوے۔ کہتے ہین کہ سلطان بہاء الدین ولد جب کسی جلسہ مین اپنے والد مولانا **جلال الدین** رومی کیساتھ جاتے تو لوگ اُنہین یہ جانتے تھے کہ دونون بھائی ہین۔ سلطان ولد کی پیدائش کیوقت مولانا روم کی عمر اٹھارہ سال کی تھی اور سلطان ولد ہر جگہ اپنے والد کے پیچھے بیٹھا کرتے تھے۔ منفرضکہ **مولانا بہاء الدین** ایک عرصہ تک **لارندہ** مین مقیم رہے۔ حاسد اور چغلخورون نے سلطان علاء الدین سے یہ کہا کہ مولانا خراسان سے روم مین آگئے ہین اور اُنکے نور ولایت سے روم کی ولایت منور ہو گئی ہے لیکن آجتک ظل سبحانی کو اُسکی خبر بھی نہین ہوئی۔ امیر موسی جو خاص شاہی بندہ ہے وہ مرید ہوگیا ہے اور اُسنے مولانا کو **لارندہ** مین روک لیا ہے۔ اُنکے لئے مدرسہ تعمیر کیا ہے اُسکو مطلق بادشاہ کا خوف نہین ہوا اور اسقدر جرأت کر بیٹھا۔ یہ سُنکر سلطان کو بہت ہی

غصہ آیا مگر وزیر دربار نے اپنی تدبیرون سے غصہ کو دہیما کیا اور عرض کیا کہ پہلے اِس واقعہ کی تحقیق کرلیجائے اُسکے بعد امیر موسی کو سزا دیجائے۔ سلطان نے ایک پروانہ امیر موسی کو لکہا اور اُسمین نہایت غصہ اور برہمی سے یہ دریافت کیا گیا کہ آج تک مولانا کی تشریف آوری کا کیون تذکرہ نہین کیا گیا اور کس لئے اطلاع نہین کی۔ اور کیون سُستی اور کاہلی کی۔ جسوقت یہ عتاب آمیز تحریر امیر موسی کو پہنچی تو اُسکا نپتا ہوا مولانا کیخدمت مین حاضر ہوا اور وہ حکم شاہی دکہایا۔ مولانا بہاء الدین نے فرمایا کہ سلطان علاء الدین شراب پیتا ہے اور راگ سُنتا ہے مین کیونکر اُسکا مُونہ دیکہہ سکتا ہون۔ اِس سے پہلے خود امیر موسی نے مولانا سے درخواست کی تہی کہ سلطان کو آپکے حال کی اطلاع کرے مگر آپنے ہرگز نہ مانا۔ القصہ مختصر مولانا نے امیر موسی سے فرمایا کہ تم فوراً سلطان کے پاس جاؤ اور جو کچہ تمنے میری زبان سے سُنا ہے سلطان سے کہدو۔ امیر موسی فوراً سلطان کیخدمت مین حاضر ہوا۔ سلطان نے مولانا کا حال دریافت کیا اور سارا قصہ بیان کردیا۔ سلطان اِس خبر کو سُنکر نہایت خوش ہوا اور اللہ تعالے کا شکر ادا کیا کہ ایسے عارف کامل کے قدم سے ملک روم کو عزت نصیب ہوئی اور اپنی حالت پر رویا بہی۔ اور امیر موسی سے کہا کہ اگر مولانا قونیہ مین قدم رنجہ فرمائین اور اپنے اور اپنی اولاد کیواسطے اِسی شہر کو وطن بنالین تو مین پہر کبہی نغمہ و راگ نہ سنونگا۔ گو مین کسیکا مرید نہین ہوا ہون۔ مگر اب اُنکا غلام اور مرید ہون امیر موسی کو خلعت دیا اور دربار کے چند سردارونکو اُسکے ہمراہ مولانا کیخدمت مین بہیجا۔ اُنہنے جاکر ادائے پیام کردیا۔ مولانا لارندہ سے اپنے کُل ہمراہیون اور اولاد کے ساتہ قونیہ کو روانہ ہوئے سلطان علاء الدین کُل امرا اور فوج کے ساتہ استقبال کو شہر سے باہر آیا۔ مولانا کو دُور سے دیکہکر سب گہوڑون سے اُتر پڑے اور مولانا کے قدم کو چوما۔ سلطان چاہتا تہا کہ مولانا سے مصافحہ کرے۔ مگر آپنے بجائے ہاتہون کے عصا بڑہا دیا۔ اُسوقت مولانا کی ہیبت اور گرم نظر سے سلطان کانپ اُٹہا۔

ہیبت حق است این از خلق نیست
ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

ہیبت بازست بر کبک نجیب   خرمگس را نیست زان ہیبت نصیب

سلطان کی یہ نیت تہی کہ اپنے محل مین مولانا کو ٹہرائے مگر آپنے انکار کیا اور فرمایا۔ علماء کے لئے مدرسہ۔ شیوخ کیلئے خانقاہ۔ امیرونکے لئے محل۔ تاجرونکے لئے مکان۔ اور عوام کیلئے میخانہ مناسب ہی۔ آپ **التونیان** کے مدرسہ مین مقیم ہوئے۔ کہتے ہین اُسوقت تک **قونیہ** مین سوائے اس مدرسہ کے اور کوئی مدرسہ نتہا۔ اور شہر کی شہر پناہ بہی نہتی۔ شاہانہ رسم کے موافق سلطان اور شہر والون نے بہت کچہ سامان نقد و جنس پیش کیا مگر مولانا نے قبول نہین کیا اور یہ کہا کہ تمہارے مال مین اشتباہ ہے میرے بزرگون نے جو غنیمت اور جہاد کا مال چہوڑا ہے وہ میرے پاس بہت ہے کسی چیز کی ضرورت نہین ہے اُسوقت کے لوگونکو آپکے اس تقوی سے بہت ہی تعجب ہوا۔ اکثر ہشیار مرد عورت آپکے مرید ہوئے خود سلطان اور ارکان سلطنت بہی آپکے اس برتاؤ سے حیران تہے۔ قونیہ مین دو جوان آپکے مرید خالص تہے۔ ایک نان بائی تہا اور دوسرا قصاب۔ مولانا نے دونونکو ایک ایک ہزار دینار دیدئے اور یہ فرما دیا کہ بقدر رکہانا روز درویشونکے لئے مدرسہ مین بہیجدیا کرین۔

منقول ہے کہ ایکروز سلطان علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بہت بڑا جلسہ کیا مولانا کو بہی اُس جلسہ مین مدعو کیا۔ شہر کے کل علما۔ عارف۔ حکما۔ اور بزرگ جلسہ مین موجود تہے مولانا جب تشریف لائے تو سلطان نے استقبال کیا اور یہ عرض کیا کہ آپ تخت پر بیٹہین۔ اور بادشاہت کرین۔ مین آپکا غلام ہون اور بطور نائب خدمت انجام دونگا۔ اور میرے ظاہر وباطن کے آپ مالک ہین۔ مولانا نے بہی سلطان کے حال پر نہایت عنایتین فرمائین۔ حاضرین مجلس نے سلطان کے ادب اور انصاف کی بہت تعریف کی اور فرمایا۔ ای بادشاہ فرشتہ خصلت یہ ملک تجہکو مبارک ہو۔ تونے ملک دنیا اور ملک آخرت دونون حاصل کرلئے۔ سلطان نہایت رغبت اور اعتقاد سے آپکا مرید ہوا۔ اور سلطان کی پیروی مین دربار کے امرا اور لشکری بہی مرید ہوگئے اس خوشی مین فقرا و مساکین کو بہت سامان تقسیم کیا۔ اور خوب بکہیر ہوئی۔ اسی اثنا مین سلطان کے دلمین یہ خطرہ آیا کہ اگر مولانا کچہ وعظ و نصیحت بہی فرماتے تو خوب ہوتا۔

مولانا نے اسوقت فرمایا۔ اے شاہ جہان! تمہین میرے متعلق تو یہ اطلاع دیگئی تھی کہ سلطان العلماء آتے ہین۔ یہ تو نہین کہا تھا کہ کوئی مصنف آتا ہے جو تمہارے لئے کتاب تصنیف کریگا۔ اگر اخلاص دلی سے مراقبہ کرو اور باطن کو خطرات غیر سے پاک رکھو تو بغیر زبان ہلائے سب دل کے مطلب اور مقصد حاصل ہو جائینگے۔

هر کرا دامن درست است و معد آن نثار دل بدان کس میرسد

دامن تو آن نیاز است و حضور هین منه در دامن آن سنگ فجور

ثقہ لوگون نے روایت کی ہے کہ اُس زمانہ مین قاضی بہاءالدین طبری ایک بہت بڑے قاضی تھے اُنھون نے ایکروز سلطان سے مولانا کے متعلق از روے حسد کچھ چند برائیان کین۔ اتفاقاً مولانا کی موجودگی مین قاضی بھی سلطان کے محل مین آگئے۔ مولانا نے فرمایا۔ قاضی صاحب میرے معاملہ مین آپ زبان بند رکھئے اور مجھے تکلیف نہ دیجئے۔ تھوڑے ہی روز مین آپ مر جائین گے اور آپکی اولاد مین سے بھی کوئی باقی نہ رہیگا۔ مشیت الٰہی یہی ہے کہ سب خاندان تمہارا تباہ ہو جائیگا اور سلطان کی مدت العمری تمہاری رشوت سے نجات پائین۔ لیکن میری آل و اولاد قیامت تک رہیگی کہ تھوڑے ہی دنون مین قاضی بہاءالدین طبری اور اُنکی کل قوم اور اولاد مر گئی۔ قاضی طبری کی ناک سے سات روز تک خون جاری رہا اور اسی مرض مین انتقال ہوا۔ اسی زمانہ مین **قونیہ** کی فصیل شہر اور برج قلعہ تعمیر ہوئے۔

منقول ہے کہ ایک مدت کے بعد مولانا بہاءالدین ولد علیل ہوئے۔ سلطان علاءالدین عیادت کو آیا اور بہت رویا اور عرض کیا کہ میری آرزو تو یہ تھی کہ آپ تخت نشین ہوتے اور مین سوار لشکر بنتا۔ اور اُنکے ذریعے ملک [illegible] فتح نصیب حاصل کرتا۔ مولانا نے فرمایا اگر تیری یہی نیت ہے تو مین بھی اس عالم دنیا سے آخرت کا سفر کرتا ہون۔ اور تیرے بھی تھوڑے

دن باقی ہیں۔ علالت سے تیسرے دن جمعہ کے دن چاشت کے وقت بتاریخ ۱۸ ربیع الاول ۶۲۸ھ مولانا نے انتقال فرمایا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

رفت آن طاؤس عرشی سوی عرش — چون رسید از ہاتفانش بوی عرش

مولانا کے انتقال سے سلطان کو یہ صدمہ ہوا کہ سات روز تک محل سے باہر نہیں نکلا اور چالیس دن تک سلطنت کا دربار بند رہا۔ چالیسویں روز برابر قلعہ کی جامع مسجد میں قرآن شریف کی ختم پڑھوائے اور سب کے دن کھانا تقسیم کیا۔ اور اہل شہر کو خیرات تقسیم کی۔ مزار کے گرد احاطہ کھنچوایا اور لوح تربت پر تاریخ وفات کندہ کر کے لگائی گئی۔ مولانا کی وفات کے چند روز بعد سلطان علاءالدین کا بھی انتقال ہو گیا۔

گل بہ گلزار کسے بروے بماند — او نیز برفت و زندگانی بتو داد

مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا (جنت میں اُن مقبول بندوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے بڑے بڑے احسانات کیے یعنی نبی اور صدیق اور شہید اور دوسرے نیک بندے۔ اور اُن لوگوں کا ساتھ بھی کیا ہے۔ اچھا ساتھ ہے۔ سورۃ ۴۔ آیت ۶۹)

روایت۔ ولئے ربانی مستور قباب سبحانی شیخ جمال نسلی مولانا کے نہایت خاص مرید بیان کرتے ہیں کہ قاضی حسن نامی ایک معزز شخص اور پورا عالم تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کتب معارف اور فتاوی کے دیباچوں سے آپکا لقب سلطان العلما محو کر دے۔ مولانا کو یہ کیفیت معلوم ہو گئی۔ فرمایا عنقریب اسکا نام اور کیفیت دفتر عالم سے مٹ جائیگی۔ پانچ روز بعد قاضی حسن کا انتقال ہو گیا۔ مولانا کی یہ حالت تھی کہ ہر وقت لوگوں کے دلوں کی باتیں ظاہر کرتے تھے۔ اور واقعات آئندہ کی اطلاع دیتے تھے اور امور کی نسبت ایسی صحیح باتیں بیان

کرتے تھے کہ سننے والے حیران رہجاتے تھے۔ جو مولانا کے منکر تھے وہ بھی گروہ گروہ آتے اور کرامتین دیکھکر مرید ہوتے تھے۔ مگر بہت سے منکر انکار کیحالت مین بے ایمان مرگئے منقول ہے کہ سید برہان الدین محقق ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہونے کا بھی یہی باعث تھا کہ علمائے بلخ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب مین یہ بشارت پائی کہ اب مولانا کو سلطان العلما کہا کرو۔ اور اُسکو اپنا بزرگ اور سردار تصور کرو۔

حکایت۔ ایکدن درس عام مین علم کلام کی بحث مین جلال الدین حصیری زیادہ گفتگو کرنے لگا مولانا نے عصا لیکر اُسپر حملہ کیا اور فرمایا۔ اے مردک کم سمجھ۔ العصا لمن عصا شتان بین الدرہ والحصی (گنہگار کیلئے سزا ہے اور موتی اور کنکر مین بڑا فرق ہی تو ان کتابون پر ناز کرتا ہے۔ اگر یہ تمام کتابین دنیا سے مٹ جائیں اور سندین باقی نرہین اور مدرس جاتے رہین تو پھر کس کتاب کا سبق پڑھیگا کوشش کر اور لطیفہ دل کے صفحہ کو ازبر یاد کر۔ یہ سبق ابدالاباد تک تیری جان کا مونس رہیگا۔ اور کبھی تجھے فراموش نہوگا۔ وہ کیا علم ہے؟ وہ عشق ہی کہ مرنیکے بعد تیرا دستگیر ہوگا۔ چنانچہ خود فرماتے ہین۔

اے فقیہ از بہر علم عشق آموز تو — زانکہ بعد از مرگ حل و حرمت ایجاب کو

حکایت۔ منقول ہے کہ ایکروز مولانا روم صاحب اپنے والد ماجد کے مناقب مین بیان فرمانے لگے کہ جمعہ کے روز بلخ مین والد نے وعظ مین فرمایا کہ اللہ تعالے نے قیامت کے دن مسلمانونکے نیک اعمال۔ اور عمدہ اخلاق۔ اور احسان مومنین کے بدلے مین جنت۔ حورین اور محل عطا فرمائیگا۔ اتفاقاً ایک نہایت بوڑھا آدمی ایک گوشہ سے اُٹھا اور عرض کرنیلگا یا امام المسلمین دنیا مین تو ہم حصول مال مین مصروف رہے اور آخرت مین حور وقصور کے تماشے مین مشغول ہونگے تو پھر دیدار خدا کی حکایت کی کیا اصلیت ہے۔ آپنے فرمایا۔ اے عزیز! حور اور جنت [illegible] بنانے کیواسطے ایک رمز ہے۔ ورنہ دراصل وہ دیدار الٰہی ہی ہے۔ اللہ تعالے

سے گے دیدار کے بہت سے نام ہین - ہر بنی ہوئی چیز سے بنانیوالے کو دیکھینگے اور ہر ذرہ سے آفتاب حقیقت مطالعہ کرین گے -

حکایت - شمع جمع یاران شیخ محمود صاحب قران رحمتہ اللہ علیہ مولانا روم کے ایک مرید بیان کرتے تہے کہ پوستین دوزونکے عام مین **اخی ناطور** ایک صاحب مولانا بہاءالدین ولد کے مریدوہین سے تہے - انکی عمر ایکسو دنل سال کی ہتی - مین اُس زمانہ مین بچہ تہا - ایکدن چند صاحب مولانا کے مناقب بیان کر رہے تہے **اخی ناطور** نے بیان کیا کہ ایکروز مولانا بہاءالدین نے راہ مین دیوان شاہی کے ایک سپاہی کو دیکہا کہ ایک مظلوم کو ستارہا ہے آپنے اپنی عصا اُس سپاہی کے ماری اور وہ اُسیوقت مرگیا - لوگ اُٹہاکر دفن کر آئے سلطان اسلام کے دلمین خطرہ گذرا کہ بلا وجہ یہ شخص قتل ہوا - خدا جانے اِسمین کیا مصلحت ہے - مولانا نے سلطان سے کہلا بہیجا کہ تم تردد نہ کرو - بغیر اُسکے حکم کے کوئی پتا بہی درخت سے جدا نہین ہوتا ہم

ہیچ برگے مے نیفتد از درخت بے قضا وحکم آن سلطان تخت

نے درحقیقت ایک کتے کو قتل کیا ہے - اور اُسکے ظلم سے انسانون کو بچا دیا - سلطان نے اُس سپاہی کی قبر کہلوائی - دیکہا کہ قبر مین کالا کتا پڑا ہوا ہے - سلطان نے اپنی اِس حرکت کی بہت معذرت کی - مولانا نے کہا کہ اُس شخص مین حیوانیت بڑہی ہوئی ہتی اور کتے کی سی عادت ہتی آخر کتے کی ہی صورت ہوگئی اور اِسیصورت مین قیامت کو اُٹہیگا -

سیرتے کاندر وجود ت غالب است ہم بران تصویر حشرت واجب است

سلطان یہ باتین سنکر بہت رویا اور مولانا کے قدم چومے اور استغفار کی - **اخی ناطور** سے یہ بہی روایت ہے کہ سلطان علاءالدین نے مولانا سے وعظ کی درخواست کی - مولانا نے حکم دیا کہ قالغی کے قبرستان مین منبر رکہا جاوے - کل شہر کے زن و مرد وہان جمع ہوئے - آپنے اُسروز - حشر ونشر - محاسبۂ اعمال - سوال وجواب نکیرین - میزان - پلصراط و بہشت و دوزخ

اور اہل بہشت کے فرق وغیرہ کے متعلق ایسی تقریر کی کہ بڑے بڑے عالم متحیر تھے۔ آدمی روتے روتے بیتاب ہوگئے تھے۔ اسی حال میں ایک قبر پھٹ گئی اور اس میں ایک مردہ کفن پہنے ہوئے نکلا اور کلمہ طیبہ پڑھا۔ اور پھر قبر میں لیٹ گیا۔ یہ واقعہ دیکھکر ہیبت سے کئی ہزار آدمی بیہوش ہوگئے۔ اور بہت سے مرگئے۔ اخی ناطور قصہ بیان کرتے تھے کہ یہ کرامت اپنے ان ظاہری آنکھوں سے دیکھی۔ اسروز بے حساب عورت اور مرد مرید ہوئے۔ اس معاملہ کو ایک مہینہ نہیں ہوا تھا کہ مولانا نے انتقال فرمایا۔ یہ بھی منقول ہے کہ مولانا کے مرید نہایت پُر ذوق اور صاحب تقوے و ریاضت تھے۔ اکثر مولانا کے ساتھ قبرستان میں جاتے تھے اور آہستہ آہستہ قرآن پڑھتے۔ جس وقت مولانا دعا کیواسطے ہاتھ اٹھاتے تھے قبروں میں سے بھی آمین کیواسطے ہاتھ باہر نکل آتے تھے۔

روایت۔ حضرت سلطان ولد قدس سرہ روایت کرتے ہیں کہ ایکدن میرے والد مولانا بہاءالدین کے مزار پر مراقب بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بار بار لاحول پڑھتے تھے۔ میں نے لاحول پڑھنے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ اس صحرا میں لوگ گھوڑے دوڑاتے ہیں [illegible] نقصان کیا ہے۔ فرمایا انہیں مولانا بہاءالدین کا کچھ خوف نہیں ہے کہ وہ یہاں دفن ہیں۔

روایت۔ ایک درویش کا بیان ہے کہ مولانا روم کی ہمیشہ سے یہ عادت تھی جب کوئی مشکل پیش آتی اپنے والد کی قبر پر آکر مراقبہ کرتے اور مشکل کو حل کر لیتے تھے اور ایک روز آپ اپنے والد مولانا بہاءالدین کی تربت پر مراقبہ میں تھے کہ تربت کے قریب سے ایک شخص گھوڑا دوڑاتا ہوا نکلا۔ وہ سوار سلطان علاءالدین کے خواصوں میں سے تھا اور اسکو سرہنگ ولد فخرالدین شاہد کہتے تھے۔ مولانا روم کو سخت غصہ آیا۔ اور فرمایا اس شخص کو کیا نہیں معلوم ہے کہ مولانا بہاءالدین ولد کا پسینا تربت کے اطراف میں پھیلا ہوا ہے

اور اُنکا جسم مبارک اِس زمین مین مدفون ہے۔ اِدہر آپنے یہ فرمایا۔ اُدہر گہوڑے نے ڈالے
گرادیا۔ سوار رکابونمین الجھا ہوا تہا اور گہوڑا بہاگتا پہرتا تہا۔ یہان تک کہ سوار کا جسم پاش
پاش ہوگیا۔ یہ اِسلیئے ہوا تاکہ بے ادبونکو اُسجگہ کی عظمت معلوم ہوجاے اور عبرت حاصل ہو
اور اسد تعالےٰ کے دوستون کی غیرت سے ڈرتے رہین۔ اور بوجہ غرور کے کوئی گستاخی
نہ کرین۔

بدز گستاخی کسوف آفتاب　　　شد عزازیلی ز جرأت رد باب

روایت۔ منقول ہے کہ مولانا بہاءالدین ولد کا تصرف ان دنون یہانتک کامل تہا
جب کوئی مرید سامنے آتا فرماتے کہ آنکھین تمہاری آلودہ فساد مین ہین اور مجہ پر اُن آنکھونسی
نظر ڈالتے ہو پہلے قطرات عبرت سے آنکھین دہولو اُسوقت مردان خدا کو دیکھو تاکہ انوار غیبی
کی صفائی تمہین نظر آئے۔ بعض وقت کسی مرید سے کہتے اے فلان تو نے راہ مین کسی امر
پر نظر ڈالی تہی۔ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے۔ ہماری صحبت مین ایسا نکرو۔ کسی سے فرماتے تو نے
بچے کو کہلایا ہے پہلے طہارت کرلو۔ اسد تعالےٰ طاہر ہے۔ اور پاک لوگونکو دوست رکہتا ہے

چشم آلودہ مکن در خط و خال　　　کان شہنشاہ لقاے آید ت
در سفید آلودہ با شکی مے شوی　　　زان کہ آن اشک روان می آیدت

حکایت۔ چند صاحبونکا بیان ہے کہ ایکروز حضرت سلطان ولد نے فرمایا کہ فقیہ
احمد مولانا بہاءالدین ولد کیخدمت مین علم فقہ حاصل کرتے تہے۔ فقیہ احمد تارک الدنیا۔
سادہ دل اور مولانا بہاءالدین کے مرید بہی تہے۔ میرے دادا مولانا بہاءالدین کی ایک نظر
کی بدولت کچہ اور ہی عالم ہوگیا کتابین پہینک دین۔ اور کچہ ایسی بیخودی پیدا ہوئی کہ جنگلونکو
چلے گیے اور دریائے حیرت و قدرت مین مستغرق ہوگئے۔ مدتون پہاڑونمین پہرتے رہے
اور ریاضت کرتے تہے۔ آلاخر کار حضرت اویس قرنی رضی اسد عنہ کے پرتو سے بالکل مجذوب
ہوگیے۔ چند صاحبون نے فقیہ احمد کی نسبت مولانا بہاءالدین سے دریافت کیا

مولانا نے فرمایا کہ جس شراب کے بڑے بڑے پیمانہ میں پی رہا ہون فقیہ احمد کو اُس میں سے صرف ایک قطرہ ملا ہی۔ اور میرے والد یعنی مولانا رومؒ صاحب فرماتے تھے کہ مولانا شمس الدین تبریزی کے دریائے مستی کے مقابل فقیہ احمد کی مستی صرف ایک بوند ہے۔

تو از شراب مستی من ہم ز بوئے مستم ۔۔۔ تو نیز مست اندک در بزم کیقبادی

حکایت۔ لکھا ہے کہ شیخ حلاج اُن لوگون میں تہے جنکی نظر سے دوئی کا پردہ اُٹھہ گیا تھا۔ حضرت مولانا بہاءالدین ولد کے انتقال کے بعد فقراء سے وہیان مول لیتے اور اُنہین پانی مین ترکر کے روزہ اُسی سے افطار کرتے تہے۔ اور کسب حلال سے جو کچھ ملتا تھا اُسکو جمع کرتے جاتے تہے۔ جب مجتمع رقم کی تعداد دوسو تین سو ہوجاتی تو مولانا رومؒ کے قدمون پر نثار کر جاتے تہے۔ جبتک وہ زندہ رہے یہی حالت رہی۔ جب شیخ حلاج کا انتقال ہوا غسال بُلایا گیا اور اُسنے طہارت کیواسطے لاش کے ستر عورت کیطرف ہاتھہ بڑہایا شیخ حلاج نے غسال کا ہاتھہ اِس زور سے پکڑا کہ وہ چلاّکر بیہوش ہوگیا۔ لوگون نے ہاتھہ چھڑانے کیلئے بہت زور کیا مگر ہاتھہ نہ چھوٹا۔ جناب مولانا رومؒ صاحب کو اطلاع کی۔ آپ خود تشریف لائے۔ اور لاش کے کان مین کہا کہ غسال نے آپکو پہچانا نتہا۔ معاف کیجئے۔ اور اسکا گناہ میری خاطر سے بخش دیجئے اُسیوقت غسال کا ہاتھہ چھوڑ دیا۔ شیخ کے انتقال سے تین دن کے بعد غسال کا بھی اِنتقال ہوگیا۔

روایت ہی۔ کہ ایکدن حضرت سلطان ولد فرماتے تہے کہ میرے دادا مولانا بہاءالدین ولد کا انتقال بچاسی برس کی عمر مین ہوا ہے۔ اور آپ ہمیشہ قبرستانون مین جایا کرتے اور دعا مانگتے کہ اللہ تعالیٰ تو مجھے خوش خلق اور متحمل کر۔ لوگونسے فرماتے تہے کہ دِن مین تو قبرستان کی اور رات کو آسمانکے تارونکی سیر کیاکرو۔ اِسلئے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور وصیت ہے۔ اِسکے ذریعہ سے بہت سے عجائبات دیکہین گے۔

روایت ہی کہ مولانا بہاءالدین کے مونہہ مین کثرت ریاضت اور مجاہدہ سے

چند دانت باقی رہگئے تھے۔ اور راتکے تہجد اوردن کی ریاضتون سے ایک ساعت بہی فرصت نہین ملتی تھی۔ لوگون نے دریافت کیاکہ آپنے یہ محنت کیون اختیار کی ہے۔ فرمایاکہ یہ محنت اولاد اور احباب کیواسطے ہے۔

روایت ہی کہ کسی صاحب نے مولانا بہاءالدین کو خواب مین دیکہاکہ آپکا قد اسقدر بلند ہے کہ سرعرش الٰہی سے ملاہواہے۔ اُس شخص نے خواب مین دریافت کیا کہ یہ درجہ کیونکر حاصل ہُوا۔ فرمایاکہ یہ میرے بیٹے مولانا جلال الدین محمد رومی کے مجاہدے اور ریاضت کی برکت ہے۔ تمام ارواح انبیا۔ اور آسمانون کے ملائک اُسکے جمال کے مشتاق ہین۔ کل اولیائے کامل اُسکے طریقہ کو پسند کرتے ہین۔ اسوجہ سے میری روح کو فخر حاصل ہے۔ وہ بڑہتی ہے۔ اگر عرش الٰہی مانع نہوتاتو میرا قد خلاکی حد سے بہی نکلجاتا۔ اور اسقدر بلند ہوتاکہ اسکی ہیبت سے ارواحکی جانین بہی نکلجاتین۔

این قدر خود درس شاگردان ماست	کرو فرِ ملحمہ باباکجاست
تاکجا آن جاکہ جا را راہ نیست	جز سنا برق مہ اللہ نیست

از ہمہ اوہام و تصویر است دُور	نور نور و نور نور و نور نور

نقل خط جو مولانا نے ملک طغان تکین رحمۃ اللہ علیہ خوارزم شاہ کے داداکو ایک قاضی کی سفارش مین لکہا تہا جسکو قید کر دیاتہا۔ بعد سلام و دعا کے اُس بادشاہ کو ظاہر ہو جسکی ملک اور آرائش مین ستارونکی نحوست اور سعادت بیکار ہے۔ بجز نکوکاری کے کسی اور کام کو کمال حاصل نہین ہوسکتا۔ قوت اور غلبہ کیطرف مائل نہوناچاہئے۔ حقیقت مین غلبہ دین اور تقوے سے ہے لیظھرہ علی الدین کلہ قاضی امام رومی عرف مین دیانت اور صلاحیت سے آراستہ ہے۔ اور تقوے کی معاونت کرتاہے۔ کہ وتعاونوا علی البر والتقوے (اورنیکی اور پرہیز گاری کے کامون مین ایک دوسرے کی مددگار ہوجاؤ)

والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

اِس تحریر کو دیکھکر بادشاہ سے نے قاضی بڑی کو شیوخیت چھوڑ دیا اور بہت دلجوئی کی اور خلعت دیا۔ دوسری بار ایک مظلوم کی عارشن مین یہ تحریر خوارزم شاہ کو لکھی تھی۔

اُس درگاہ کا شکر ہے جو مظلومونکا مرجع۔ اور ظالمون کے ظلم سے
مظلومونکو نجات دینے والی ہے خصوصاً اصحاب تصوف کی خبرگیری کرتی ہے
جو خاندان تربیت سلاطین درگاہ الٰہی کی کرتا ہے اُنکی نصرت کے ذکر جمیل
زمانون پر باقی رہتے ہین۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ اس زیور سے آراستہ ہین۔

حکایت منقول ہے کہ امیر بدرالدین گہرتاش معروف بہ بدر وار سلطان علاءالدین کیقباد کا خدمتگار خاص تھا۔ یہ شخص نہایت بزرگ دیندار دولتمند اور بخشیر تھا اور سلطانی خاص محل کا داروغہ بھی تھا۔ مولانا بہاءالدین ولد سے اُسکو اعتقاد اس طرح ہوا کہ ایکروز مولانا مسجد سلطانی مین وعظ فرمارہے تھے۔ آیتون کے شان نزول اور حقیقت اسرار الٰہی کو بہت تفصیل سے بیان کرتے تھے۔ بدرالدین گہرتاش نے اپنے دل مین کہا کہ کیا صاف ذہن اور استحضار علم و کثرت مطالعہ ہے کہ اس روانی سے بیان کرتے چلے جاتے ہین مولانا نے اسیوقت امیر بدرالدین کو ارشاد کیا کہ کوئی رکوع شروع کرو۔ اُس نے بیساختہ قد افلح المومنون شروع کیا اور آپنے اُسکی تفسیر مین نکات عجیبہ بیان فرمائے اور کہا کہ اسیطرح بلا مطالعہ کتب کئی جمعہ تک یون ہی بیان کرونگا۔ بدرالدین نے سلطان سے اپنے خطرہ کا حال بیان کیا۔ اور آگے بڑہکر منبر کو بوسہ دیا اور مرید ہوگیا۔ مولانا نے کہا کہ اس نعمت مریدی کے شکریہ مین میری اولاد کے واسطے ایک مدرسہ تعمیر کرو چنانچہ امیر بدرالدین نے مدرسہ بنایا۔ اور جب تک زندہ رہا۔ اپنی ذات کو مولانا کے خاندان کی خدمت مین وقف کر دیا تھا۔

حکایت منقول ہے کہ خلیفہ بغداد نے شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کو
بطور سفیر سلطان علاء الدین کیقباد کے پاس بھیجا۔ جس وقت شیخ قونیہ تشریف لائے سلطان
قلعہ کوالہ کو بطریق سیر جا چکا تھا۔ اور مولانا بہاء الدین کو بھی ساتھ لیگیا تھا سفیر کی آمد
کی اطلاع ہونے پر شیخ علیہ الرحمہ کو قلعہ کوالہ میں بلالیا۔ سلطان کی ملاقات کے بعد
مولانا نے شیخ رح کی نہایت مدارات کی اور بہت اعزاز کیا۔ شیخ رح نے بغداد میں جو مولانا کی
خدمت کی تھی۔ مولانا اسکا اعادہ فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ سہروردی نہایت گرامی
قدر ہیں اور بہت قریب کے رشتہ دار ہیں۔ اتفاقاً اسی شب میں سلطان نے ایک
عجیب خواب دیکھا۔ متحیر ہو کر بیدار ہوا اور شیخ رح و مولانا سے بیان کیا کہ میں نے خواب میں
یہ دیکھا کہ میرا سر سونے کا ہے سینہ چاندی کا۔ اور ناف سے نیچے تک کانسی کا۔ دونوں رانیں تانبے
کی۔ اور دونوں پاؤں رانگ کے ہو گئے ہیں۔ بڑے بڑے تعبیر دینے والے اس
خواب کی تعبیر سے عاجز آ گئے شیخ رح نے مولانا سے کہا کہ آپ اسکی تعبیر فرمائیں۔ مولانا نے
فرمایا کہ اے سلطان جبتک تو زندہ ہے تیرے زمانہ میں رعایا نہایت آسودہ حال و رخوش
رہیگی۔ اور وہ زمانہ مثل سونے کے عزیز ہوگا۔ تیرے بعد تیرے بیٹے کا عہد حکومت مثل چاندی کے
بمقابلہ سونے کے ہوگا۔ اور پوتے کا زمانہ مثل کانسی کے ہوگا۔ اور بہت کم لوگوں کو
ثروت نصیب ہوگی۔ جب سلطنت تیسرے بطن میں پہنچیگی جہاں درہم برہم ہو جائیگا مخلوق
میں صفائی قلب۔ وفائے عہد۔ اور شفقت باقی نہ رہیگی۔ بطن چہارم اور پنجم کے زمانہ
حکومت میں ممالک روم بالکل خراب اور برباد ہو جائینگے۔ تمام ملک میں مفسد پھیل جائینگے
اور خاندان **سلجوقیون** کا زوال پذیر ہوگا۔ ملک میں بدنظمی ہوگی۔ مجہول النسب اور کمینے
اعلے عہدوں پر ہونگے جسطرح کہ ہمارے بادشاہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔
اذا وصل الامر الی غیر اہلہ فانتظر الساعۃ (جب نا قابل لوگوں کے سپرد خدمات
ہونے لگیں تو قیامت کو قریب سمجھو) ہر طرف خوارج کا خروج ہوگا۔ اور مغلوں کی وجہ سے

کل عالم ویران ہوگا۔ علمائے دین اور شیوخ طریقت کا نشان نہ ملیگا۔ زمین سے برکتین اُٹھہ جائینگے۔ اور مخلوق بیچاری قیامت کبرے کو ڈہونڈہیگی۔ یہ تعبیر سنکر سلطان اور حاضرین زار زار رونے لگے۔ اور سلطان نے اُسروز مولانا کو بہی خلعت قیمتی دیا۔ اور شہر کے کل حکما اور فقرا کو بہت کچہ دیا۔ اور دعا کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ آخر مین یہی واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

ہرچہ اندر آئینہ بیند جوان | پیر اندر خشت بیند پیش ازان

روایت حضرت سلطان ولد فرماتے تہے کہ میرے دادا بہاء الدین ولد نہایت طاقتور جسیم اور قوی تہے۔ زادہ بسطۃ فی العلم والجسم (اُنکے علم کو قوت اور جسم کو طاقت دی) سے گویا متصف تہے۔ ہڈی بہت چوڑی تہی۔ بغداد کی راہ مین ایکبار تین بدمعاشون کو ایک ایک ضرب مین قریب المرگ کردیا تہا۔ اُنہون نے توبہ کی اور مطیع ہوگئے۔ غزا اور جہاد مین قدم بہ قدم حیدر کرار کے تہے۔

روایت۔ سلطان ولد یہ بہی فرماتے تہے کہ میرے والد مولانا روم صاحب سے کسینے کہا کہ فلان شخص قرآن خوانی پر طعنہ زنی کرتا ہے۔ آپنے فرمایا۔ بیہودہ بکتا ہے۔ ہرگز طعنہ زنی روا نہین ہے اگر وہ شخص میرے والد بہاء الدین ولد کا مرید ہے تو اُنکی آخر وقت تک یہ حالت رہی کہ قرآن اور تفسیر پڑہتے تہے اور نماز کو ادا کرتے تہے۔ قرآن شریف پڑہنے مین ہر کلمہ کو پانچ پانچ چہہ چہہ بار ادا کرتے تہے اور تکرار کلمات کیحالت مین اُنکے جسم سے ایک نور ظاہر ہو کر آسمان تک پہنچتا تہا۔

روایت۔ مولانا سلطان ولد فرماتے تہے جب مین اپنے باپ اور دادا کی تربت دیکہتا ہون تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونون مزارون سے دو نور آسمانکیطرف نکل جاتے ہین اور پہر دونون نور ایک ہوجاتے ہین۔ اِسکا یہ اِشارہ ہے کہ ہم دونون ایک ہی ہین۔ اور ایک ہی نور ہین۔

چون ازیشان مجتمع بینی دو یار ÷ ہم یکے باشند و ہم شش صد ہزار

روایت ۔سلطان ولد فرماتے ہین کہ مولانا روم صاحب نے انتقال کیوقت فرمایا ۔سلطان ولد آگاہ ہو کہ ہم اور ہمارے سب مرید قیامت کے دن مولانا بہاءالدین ولد کے سایہ مین ہونگے ۔اور اُنہین کے طفیل سے اللہ تعالے تک رسائی ہوگی ۔اور اُنہین کی شفاعت سے سب پر نزول رحمت ہوگا۔

منقول ہے کہ عارف ربانی خواجگی کہارہ گر مولانا بہاءالدین ولد کے کامل مرید تھے۔اُنہون نے کسی شیخ سے دریافت کیا کہ شراب خوار کا کیا حال ہوگا ۔شیخ نے کہا ۔کتا ۔سور اور بندر ہوجائیگا ۔ اُنہون نے یہ حکایت سید برہان الدین سے بیان کی ۔سید صاحب نے فرمایا اگر شراب پینے سے یہ حال ہوجائے تو حرام ہے اور تو ہرگز نہ پینا اور اگر ایسا حال نہین ہو۔ تو شوق سے پی ۔

لقمہ و نکتہ ہست کامل را حلال ÷ تو نۂ کامل مخور مے باش لال

منقول ہے ۔کہ مولانا بہاءالدین ولد کے انتقال کیوقت مولانا روم صاحب کی عمر چودہ سال کی تھی ۔سترھوین سال مین شادی کی ۔بارہا مجمع مین فرماتے تھے ۔کہ اگر مولانا چند سال اور زندہ رہتے تو مین شمس الدین تبریزی کا محتاج نہ تھا ۔اسلئے کہ ہر پیغمبر کے لئے ایک ابوبکر کی ضرورت ہے اور ہر عیسی کیلئے حواری درکار ہین ۔

ہر پیمبر اندرین راہ درست ÷ معجزہ بنمود و ہمراہان بجست

حکایت ۔لکھا ہے کہ بعد وفات مولانا بہاءالدین کے یہ خبر معلوم ہوئی کہ خوارزم شاہ سلطان علاءالدین پر حملہ آور ہوگا ۔سلطان علاءالدین مولانا کے مزار پر گیا ۔قبر کو بوسہ دیا گریہ وزاری کی اور استعانت چاہی ۔چنانچہ لشکر و فوج کا سامان مہیا ہوگیا ۔خوارزمیون کی فوج جب ارزن الروم کی سرحد پر پہنچی جاسوسون نے سلطان علاءالدین کو یہ خبر پہنچائے کہ خوارزمیون کی فوج بہت ہے اس اطلاع سے رومی فوج مین پریشانی پھیل گئی ۔سلطان نے

یہ فکر کی کہ کسی طریق سے دشمن کی فوج کیحالت دریافت ہوجائے۔ ایک وزیر شکو لباس بدلکر
بے داغ کے گھوڑون پر چند ہمراہیون کے ساتھہ پہاڑی راہ سے دشمن کے لشکر مین جا پہنچا۔
خوارزمی امرا نے نوواردون کا حال دریافت کیا۔ انھون نے بیان کیا کہ ہم اس ملک کے ہین
اور ارزن الروم کے پہاڑونکے اطراف مین رہتے ہین۔ ہمارے باپ دادا موروثی رہنے
والے تہے۔ چند سال سے سلطان کیقباد نے نظر عنایت اُٹھالی ہے اور مجبور کر دیا ہے۔ ہمکو ہمیشہ
تمہاری فوج کا انتظار رہتا تہا۔ تاکہ اس ظلم سے نجات ملے۔ اسکی اطلاع سلطان خوارزمشاہ کو ہو
گئی۔ وہ بہت ہی خوش ہوا اور اس معاملہ کو نیک فال سمجہا۔ کہا تمہارے نوواردون کی خاطر
بادشاہ نے بہت عنایت کی۔ خلعت دیا۔ اور وظیفہ مقرر کرکے آئندہ کیلئے اور بھی امید
دلائی آدہی رات کو خوارزمشاہ کو یہ خطرہ ہوا کہ اس تمام ملک مین ہر جگہ کی رعایا کو سلطان
علاءالدین سے خوش پایا۔ پھر یہ ترک شکایت کیسی کرتے ہین۔ یہ بھی مشہور ہے کہ سلطان ہماری
لشکر کیجانب آیا ہے اور عیاری مین مصروف ہے۔ کہین یہ ترک اُسکے جاسوس نہون۔ انکے
حالاتکی پوری تحقیق کرنی چاہیے۔ اُسیوقت ملک **مغیث الدین** والئے ارزن الروم کو
بلاکر مشورہ کیا۔ اور کہا کہ صبح کو اسکی تحقیقات کرین گے۔ اُسی شب مین سلطان علاءالدین نے
خواب مین مولانا بہاءالدین کو دیکہا کہ فرماتے ہین۔ یہ کیا سونیکا وقت ہے۔ اُٹھہ اور سوار ہو
آنکھہ کُہل گئی مگر پھر یہ خیال ہوا کہ کل اور یہان کا تماشا دیکھہ لون۔ اور دوبارہ سو گیا۔ پھر
خواب مین دیکہا کہ مولانا نے تخت مین عصا مارا اور تخت پر چڑہکر خود اُسکے سینہ مین عصا
مارکر فرمایا کہ اُٹھہ۔ ہیبت سے اُسکی آنکھہ کُہل گئی۔ بدن مین لرزہ سا پڑا ہوا تہا۔ ساتھیون کو بھی
اُٹھایا۔ اور اپنے ہاتھہ سے گھوڑون پر زین کسکر سب چلدئے۔ آخر شب مین خوارزمشاہ نے حکم دیا
کہ چند معتبر سردار نوواردونکے خیمہ کے متصل ہوشیاری سے بیٹھے رہین صبحکو تحقیقات ہوگی
صبح کیوقت خیمہ کو بالکل خالی پایا۔ سلطان خوارزمشاہ کو اطلاع کی اُسنے دو تین ہزار سوار تعاقب
مین روانہ کئے اور اُنکے پیچھے خود بھی چلدیا۔ کچھہ فاصلہ سے سلطان علاءالدین کو گرد اُڑتی ہوئی

معلوم ہوئی - وہ مع ہمراہیوں نکے بھاگ کراپنی فوج مین پہنچ گیا - اور خوارزمی پریشان ہوکر لپٹ گئے - علاء الدین نے اِس خوشخبری کو اپنی فوج کو سنایا - بہت کچھ خیرات کی اور فوج کو یقین دلایا کہ مولانا بہاء الدین ولد کی برکت سے ہم ضرور غالب ہونگے - یاسی چمن واقع ارزنجان مین اپنی فوج کو مقیم کیا - چند روز طرفین سے مقابلہ ہوتا رہا - شروع لڑائی سے پانچوین دن انفاس اولیاء اللہ کی برکت سے فتح کی ہوا چلی - رومی لشکر کیطرف سے گرد وغبار سکے تودے خوارزمیون کے لشکر مین جا پڑے - علاء الدین نے اِسحالت مین حملہ کیا سلطان فتح ہوئی یہ تائید الہی اسلیے تھی تاکہ مخلوق کو معلوم ہوجائے کہ اُس قطب وقت کی امداد سے اللہ تعالیٰ نے ایسے بڑے لشکر کو پامال کردیا حقیقت مین اولیائے کرام کی عنایت دین ودنیا مین نجات ابدی کا باعث ہے سلطان علاء الدین کو جب کوئی مہم پیش آتی مولانا کے مزار سے رجوع کرتا اور مشکل حل ہوجاتی -

منقول ہے - کہ مولانا بہاء الدین فرماتے ہے جبتک مین زندہ ہون - میدان معانی مین اسپ دوانی کرتا ہون - میرا ثانی کوئی نہوگا - ذرا توقف کرو - میرے انتقال کے بعد دیکھو میرا جلال الدین رومی کیسا ہوتا ہے - میری طرح ہوگا - یا مجھسے بھی بڑھ جائیگا -

حکایت - سید برہان الدین ترمذی نے ایکروز فرمایا - آج مینے خواب مین دیکھا کہ مولانا بہاء الدین ولد کی تربت مین ایک دروازہ نمودار ہوا اور اُسمین سے نور نکلنا شروع ہوا - وہ نور میرے گھر مین بھی پھیل گیا - راہ مین کوئی در و دیوار نور کو مانع نہوئی - مین خواب سے بیدار ہوگیا اور اُس نور کی لذت کے سبب سے لا الٰہ الا اللہ کہتا تھا - وہ نور برابر بڑھتا جاتا تھا - یہانتک کہ تمام شہر مین پھیل گیا - رفتہ رفتہ تمام عالم کو گھیر لیا - اِسکے بعد مین بیہوش ہوگیا - پھر نہین معلوم کیا حالت ہوئی - اِسکی یہ تعبیر ہے کہ اِس خاندان کے ہمراہ کے انوار عالم پر محیط ہونگے - ایک عالم مرید اور محب ہوجائے گا -

نور مردان مشرق و مغرب گرفت ۔ آسمان ہا سجدہ کردان اشگفت ؛

حکایت ۔ منقول ہے کہ ایکروز بلخ کی جامع مسجد مین کوئی شخص اسطرح نماز پڑہ رہا تہا کہ چادر کندہے پہ تہی اور ہاتہہ آستین سے باہر نکلا ہوا تہا ۔ مولانا بہاءالدین نے فرمایا کہ آستین مین ہاتہ ڈال لو پہر نماز پڑہو تاکہ حضوری حاصل ہو ۔ اُسنے بیوقوفی سے کہا ۔ اگر ایسا نکیا تو کیا نقصان ہے آپنے فرمایا نفس نالائق جبتک فرمانہین بار ہتین آتا ۔ ابیوقت وہ شخص مرگیا ۔ لوگون مین شور مچ گیا ۔ کہتے ہین ۔ اُسروز کئی ہزار آدمی علماء وغیرہ سے مرید ہوئے ۔ اور کرامت اولیا کے قایل ہوگئے ۔

حکایت ۔ روایت ہے کہ شہر قونیہ کا بند بندہنے سے قبل ایک روز مولانا مجرد سوار ہوکر اُسجگہ آئے جہان اب آپ کا مزار ہے تہوڑی دیر وہان ٹہر کر فرمایا ۔ اسجگہہ میری اور میری اولاد کی قبرین ہونگی ۔

روایت ۔ ایکروز سلطان علاءالدین نے قونیہ کا بند اور حصار تیار ہونیکے بعد مولانا سے عرض کیا کہ آپ بہی چلکر ملاحظہ فرمائین ۔ آپنے فرمایا واقعی تمنے سیلاب کے دفعیہ کے لیے عمدہ بند باندہا اور مستحکم قلعہ بنایا لیکن مظلومان کی دعا کے تیر کا کیا علاج ہے جو ایک لاکہ حصون کے برج کے بہی پار ہوجاتا ہے ۔ اور عالم کو ویران کر دیتا ہے ۔ اللہ اللہ ۔ کوشش کرکے عدل و احسان کا قلعہ بنا اور نیک دعائون کا لشکر جمع کر ۔ اسلئے کہ وہ ہزارون قلعو لنے مستحکم اور عمدہ ہے سلطان مرتے دم تک اس فرمانکی تعمیل کرتا رہا ۔ اور اُسکا ثمرہ پایا ۔

ع قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت ؛ نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت ؛

حکایت ۔ منقول ہے ایکروز کیقباد مولانا کی زیارت کو آیا ۔ بجائے ہاتہہ کے آپنے عصا بڑہا دیا ۔ اُسنے بوسہ دیا اور دلمین یہ خطرہ آیا کہ عجب متکبر درویش ہے ۔ مولانا نے فوراً فرمایا کہ خوشامد اور چاپلوسی بہیک منگے درویشون کا کام ہے نہ کہ شاہان دین کا سلاطین

دین نے اصل کو پالیا ہے اور اُسکی سیر مین مصروف ہین - یہ کبر ہین ہے -

فصل دوم

مناقب حضرت سید سروان برہان الدین ترمذی الحسینی المحقق قدس سرہٗ

حکایت - آپکے مریدون سے یہ روایت ہے کہ جناب سید صاحب کو ملک خراسان ترمذ اور بخارا مین سید سروان کہتے تھے - ہمیشہ آپ لوگون کے دلونکی باتین - اور غیب کے امور بیان کرتے تھے - جس زمانہ مین مولانا بہاءالدین ولد آپکے مرشد نے بلخ سے ہجرت کی سید صاحب ترمذ کو چلے گئے اور گوشہ نشین ہوگئے - ایکزمانہ کے بعد آپ چاشت کے وقت جمعہ کے دن ۱۸ ربیع الآخر ۶۲۸ھ کو وعظ فرما رہے تھے کہ چیخ مارکر رو دئے اور کہا افسوس میرے پیر و مرشد نے رحلت فرمائی - جو لوگ حاضر تھے اُنہون نے وقت اور تاریخ لکھ لی - جب ملک روم مین پہنچکر دریافت کیا تو وہی تاریخ وفاتکی تھی - اُسیوقت غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھی - اور شہر کے لوگ چالیس دن تک عزادار رہے - عرس چہلم کے بعد سید صاحب نے فرمایا کہ میرا بیٹا جلال الدین روم وہی تنہا ہے اور میرا منتظر ہے - مجھپر فرض عین ہے کہ روم کو جاؤن اور اُسکے قدمونپر اپنا منہ رگڑون - اُنکی خدمت گزاری کرون اور پیر و مرشد نے جو امانت مجھو دی ہے اُسکے سپرد کردون - ترمذ کے بزرگ سید صاحب کے فراق سے روتے تھے - جب آپ چند مریدون کے ساتھ قونیہ مین تشریف لائے مولانا بہاءالدین ولد کے انتقال کو ایکسال ہوچکا تھا - اور اسوقت مولانا جلال الدین رومی لارند مین تھے - سید صاحب چند مہینے مسجد سنجاری مین مقیم رہے اور ایک خط دو مریدون کے ہاتھ مولانا روم کیخدمت مین بھیجا - اُسمین لکھا تھا کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے مزار پر تشریف لائے اور مجھ سوختہ دل سے ملئے - شہر لارند رہنے کی جگہ نہین ہے اسلئے کہ اُسیطرف سے قونیہ مین آگ لگیگی - مولانا روم سید صاحب کا خط پڑھکر بہت روئے اور خط کو آنکھونسے لگایا اور

چوما۔ اور خوش بہی ہوئے۔ اور فرمایا۔

ہزار سال بباید کہ تا بباغ ہنر　　زشاخ دولت چون تو گلی ببار آید
ہزار قران و ہزار قرن چون تہی بنود　　بروزگار چو تو کس بروئے کار آید

مولانا روم صاحب بہت جلد واپس تشریف لائے۔ قونیہ مین پہنچکر سید صاحب سے ملے سید صاحب نے مسجد کے دروازے پر استقبال کیا۔ دونون نے معانقہ کیا۔

ہر دو بحر آشنا آموختہ　　ہر دو جان بے دوختن بردوختہ

دونون صاحب بیخود ہوگئے۔ ایکے بعد سید صاحب نے مولانا روم سے علوم مین مختلف سوال کئے مولانا نے خوب جواب دیئے۔ سید صاحب پہر اُٹھے اور مولانا کے قدم چومے اور کہا کہ تمام علوم دینی مین اپنے والد سے آپ سو حصہ بڑھ گئے ہین لیکن آپکے والد کو علوم قال مین بہی کمال تہا اور علوم حال مین بہی اب مین چاہتا ہون کہ سلوک آپ حاصل کرین کہ وہ انبیا اور اولیا کا علم ہے اور اُسکو علم لدنّی کہتے ہین وآتیناہ من لدنا علماً ۔ (اور اپنی طرف سے ہمنے علم دیا) سے یہی مراد ہے۔ یہ علم آپکے والد سے مجھے پہنچا ہے آپ مجھہ سے حاصل کرین تاکہ ظاہر اور باطن دونون چیز دنکے آپ وارث ہوجائین۔ مولانا روم صاحب نے اِسبا تکو قبول کیا سید صاحب کو اپنے مدرسہ مین لائے اور نو برس کامل سید صاحب کیخدمت کی۔ بعض کہتے ہین کہ مولانا روم صاحب اُسیوقت مرید ہوئے۔ مگر بعض کا یہ بیان ہے کہ اپنے والد کی زندگی مین بلخ مین مرید ہوگئے تہے۔ سید صاحب بچپن مین مولانا روم صاحب کو کہلایا کرتے اور گود مین لئے پہرتے تہے۔

حکایت۔ ایکدن حضرت حسام الدین چلپی مولانا روم صاحب کی زبانی نقل کرتے تہے کہ سید صاحب ملک خراسان کے **بالابانک**[1] شہر مین پہنچے۔ شہر کے سب چہوٹے بڑے استقبال کو آئے مگر از راہ تکبر ایک شخص شیخ الاسلام نامی استقبال کو نہین آیا۔ سید صاحب خود

[1] اصل نسخہ مین اسی طرح لکہا ہے۔

انکی ملاقات کو گئے - جب اُسے یہ خبر معلوم ہوئی فوراً اُنکے پانون خانقاہ کے دروازہ
تک آگیا اور ہاتھ چومے - سید صاحب نے فرمایا کہ - امیر رمضان کو تمہین حمام کی ضرورت ہوگی - راہ مین
ملاحدہ تمہین قتل کر دینگے - اسلئے خبر کر دی کہ کہین غافل نہ ہو جاؤ - آپنے یہ خبر شعبان کے آخری
عشرہ مین دی تھی - شیخ الاسلام یہ سُنکر پاؤن پر گر گیا - سید صاحب نے فرمایا کہ نہین نہین
جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا - مگر تمہاری اس گریہ وزاری کا یہ نتیجہ ہوگا کہ دنیا سے باایمان جاؤگے
چنانچہ اسیطرح - امیر رمضان کو وہ **قتل** ہوا -

حکایت - بعض معتبر لوگون کا بیان ہے کہ مدت کی صحبت کے بعد سید صاحب نے مولانا
روم سے یہ اجازت چاہی کہ اب **قیصریہ** کو چلا جاؤن - مگر مولانا کو تو نیہ سے جانا اُنکا منظور نہتھا
سید صاحب جانے پر آمادہ تہے مگر موقع نہین ملتا تہا - ایکروز چند مولانا کے مرید سید صاحب کو
خچر پر سوار کرا کے باغکی سیر کو لیگئے - اُسوقت سید صاحب کو قیصریہ کا خیال آیا کہ یہان سے
چلدین - خیال کا آنا تہا کہ خچر نے طرارہ بہرا اور وہ گر گئے - اس صدمہ سے پانون ٹوٹ گیا
سید صاحب آہ کر کے بیہوش ہو گئے - لوگون نے خچر کو پکڑ لیا اور پہر اُسپر ڈالا کر **امام الدین**
سپہ سالار کے باغ مین لے گئے - سید صاحب نے اپنی حالت بیان نہین کی - پانون سے
موزہ اُتار کر دیکھا تو اُنگلیان سب کچل گئی تہین مولانا روم صاحب اور سب لوگون کو
نہایت رنج ہوا - اُسوقت سید صاحب نے فرمایا دو سبحان اللہ کیا مرید ہے کہ پیر کی ٹانگ
توڑ دی ہے مولانا روم صاحب نے زخم پر ہاتھ پہیرا اور کچھ پڑھ کر دم کیا - اُسیوقت زخم اچھا
ہو گیا - اور مولانا کی اجازت سے سید صاحب **قیصریہ** کو گئے یہ شہر سید صاحب کو
نہایت پسند تہا - اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پہاڑ پر اکثر کئی کئی دن
تک برابر مناجات اور ذکر مین مصروف رہا کرتے تہے اُس زمانہ مین وزیر اعظم **شمس الدین
اصفہانی** - طیب اللہ ثراہ اُسجگہ کا حاکم تہا - سید صاحب کی بہت خدمت

کرتا تہا۔ آخر مرید ہو گیا۔

حکایت۔ منقول ہے کہ سید صاحب کو قیصریہ مین ایک مسجد کا امام کر دیا۔ استغراق کی شدت سے یہ حالت ہوتی کہ قیام مین کہڑے ہین تو پہر پہر کہڑے رہ گئے سجدہ مین گئے تو وہین پڑے ہوئے ہین۔ بعض لوگ اِسحالت سے تنگ آ گئے تہے۔ ایکروز آپنے لوگون سے کہا کہ مین معذور ہون۔ جنون دم بدم بڑہتا جاتا ہے مین امامت کے قابل نہین ہون۔ کسی ہوشیار امام کو مقرر کرو۔ سب نے کہا کہ ہمارے نزدیک آپکے پیچہے ایک رکعت بجائے ہزار رکعت کے ہے اور ہم آپکے جنون سے راضی ہین۔

حکایت۔ روایت ہے کہ سید صاحب مرید ہونیکے بعد دیوانون کیطرح صحرا کو نکل گئے تجلیات کے غلبہ سے بالکل مضطرب ہوتے تہے۔ اور ہر وقت بیقراری ظاہر کرتے تہے ریاضت کی یہ کیفیت تہی کہ سر و پا برہنہ بارہ سال تک برابر پہاڑ اور جنگل مین پہرتے رہے ایک تہیلی مین جو بہر رکہے تہے۔ دسوین دن جو کے تین دانے کہا لیتے۔ بہوک کو ضبط کرتے کرتے کل آنت گر گئی تہی ایکروز ہاتف غیب نے ندا دی کہ اب ریاضت نکرو اور تکلیف نہ اُٹہاؤ۔ سید صاحب نے عرض کیا جب تک مشاہدۂ جمال نہو گا۔ مجاہدہ نچہوڑونگا۔ حالت یہ ہو گئی تہی کہ جو کچہ عرض جناب باری مین کرتے تہے سو وہ درخواست پوری ہوتی تہی۔ آخر کو مجاہدات چہوڑ دیئے اور اطمینان خاطر سے رہنے لگے۔

حکایت۔ روایت ہے کہ بغداد کی تباہی اور خلیفہ کے قتل کے بعد بغداد کے شیخ زادون مین سے (غالباً شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ کی اولاد مین سے) ایک بزرگ بطریق سفیر خراج لینے کیواسطے سلطان غیاث الدین کیخسرو ولد سلطان علاء الدین کے پاس آئے۔ جب قیصریہ مین پہنچے۔ شمس الدین اصفہانی وزیر سلطنت نے استقبال کیا۔ اور خانقاہ مین ٹہرایا۔ شیخ نے فرمایا کہ مین سید صاحب سے ملنا چاہتا ہون۔ وزیر اُنہین لیکر گیا خود آگے بڑہا۔ دیکہا کہ ایک مختصر سی کوٹہری مین آپ پڑے ہین

وہ تنگ اسقدر تھی کہ پاؤن دروازے سے باہر تھے۔ وزیر نے کہا کہ ایک بزرگ اور بادشاہ مشائخ بغداد کی اولاد سے زیارت کیلئے آئے ہین۔ سید صاحب نے فرمایا خاموش۔ سوائے میرے کوئی بادشاہ نہین ہے۔ اگر ہے تو لاؤ تاکہ اُسکو قتل کرون وزیر پریشان ہوگیا۔ شیخ نے خود بڑھکر پاؤن چومے سید صاحب نے فرمایا فقیری اور نیازمندی سے مردان حق کی عنایتین ملتی ہین۔ شیخ نے اسوقت آپ پر کچھ زر نقد نثار کیا۔

مولانا روم صاحب سے منقول ہے کہ سید صاحب ملک نامی کے حجرہ مین تھے ایک شب مین اسی بار ذات باری کی تجلی ہوئی۔ سید صاحب ہر دفعہ نعرے مارتے تھے اور مناجات پڑھتے تھے ایکدفعہ مولانا روم صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ سید صاحب ایکبار جذبہ کیحالت مین مدرسے سے دوڑتے ہوئے نکلے اور مین پیچھے پیچھے تھا اور قبا کو کھولتے جاتے تھے۔ راہ مین ایکشخص ملا۔ اُسنے کہا۔ اے درویش اپنی قبا کو سیدھا کر۔ سید صاحب نے فرمایا مجھے اُسکی پروا نہین ہے۔ تو اپنے مُنہ کو تو سیدھا کر۔ یہ کہنا تھا کہ اُسکو لقوہ ہوگیا وہ شخص قدمون پر گر گیا۔ اور عذر کیا۔ اُسوقت پھر مونھہ سیدھا ہوگیا۔

مولانا روم صاحب فرماتے تھے کہ آپ کو طب مین بھی کمال حاصل تھا مریدون نے ایک روز ترکاری کا ذکر کیا۔ فرمایا سب سے بہتر شلجم ہے۔ اگر خام کھاؤ تو آنکھہ کی روشنی بڑھتی ہے۔

حکایت۔ ایکروز وزیر شمس الدین اصفہانی زیارتکو آیا۔ خادم نے اطلاع کی سید صاحب حجرہ سے نکلکر دروازہ کے آگے خاک پر بیٹھہ گئے وزیر اور سب امرا بھی وہین بیٹھے آپنے اُسوقت اسقدر معارف اور حقائق بیان کئے کہ وزیر بیہوش ہوگیا۔ بہت سے آدمی جمع ہوگئے تھے۔ وعظ کے بعد فرمایا کہ آج تم سب کی اللہ تعالےٰ نے مغفرت فرمائی اور وہان سے اُٹھکر حجرہ مین چلے گئے اور اندر سے دروازہ بند کرلیا۔ وزیر کو اس مژدہ کی

یہ خوشی ہوئی کہ خدا کی راہ مین بہت کچھ تصدق کیا۔

روایت۔ بعض مولانا صاحب کے مریدون سے روایت ہے کہ مولانا صاحب فرماتے تھے کہ جناب سید صاحب بار بار فرماتے تھے کہ سات آٹھ سال سے میرے معدہ مین کوئی لقمہ نہین ٹھہرتا۔ مجھے اس ارشاد سے تعجب ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن کا علیم خوب جانتا ہے کہ اب تیس سال سے ایک لقمہ میرے معدہ مین رات بھر بھی نہین رہتا۔ صرف باقتضائے بشریت اور مخلوق کے گمان کی وجہ سے مین کچھ کھا لیتا ہون۔
کہتے ہین سید صاحب حمام کو گئے۔ ایکشخص نے آپکو مشت مال کی اور بہت عاجزی سے پیش آیا۔ آپ اسکی خدمت سے خوش ہوئے اور یہ چاہا کہ کچھ کمال باطنی اسکو عطا کرین۔ مگر وہ شخص اسیوقت ایک دوسرے شخص کی اسیطرح خدمت مین مصروف ہو گیا آپنے فرمایا یہ تو حمام کا کیسہ ہے صرف ایک درہم اسکو دیدیا۔

حکایت۔ خاص مریدونسے روایت ہے کہ سید صاحب کی ایک مریدہ نہایت بزرگ اور خدا رسیدہ تھی۔ ایکروز بطریق مزاح اُسنے عرض کیا کہ آپنے جوانی مین تو اسقدر مجاہدے اور ریاضتین کین۔ اب آخر عمر مین آپ کیون روزہ نہین رکھتے ہین اور اکثر نمازین بھی فوت ہو جاتی ہین۔ سید صاحب نے فرمایا۔ اے فرزند۔ ہم گویا ملک عرب کے اونٹ ہین۔ طرح طرح کے بوجھ اٹھائے اور زمانہ کی مصیبتین جھیلین۔ دور و دراز کی دشوار گزار منزلین طے کین۔ ہستی کی پشم وجود ظاہری سے گر چکی۔ بالکل لاغر اور ضعیف ہو گئے اب بوجھ اٹھانے کی طاقت نہین رہی۔ خوراک کم ہو گئے چند روز کیواسطے ہمین طویلہ مین باندھ دیا ہے تاکہ آرام پاکر موٹے تازے ہو جائین اور وصل کی عید گاہ مین قربان کئے جائین۔ اسلئے کہ قربانی کیلئے فربہ جانور ضرور ہے۔

گاؤ موسیٰ دان مرا جان دادہ ۔۔۔ جزو جزوم حشر ہر آزادہ

گاؤ اگر خسپد و گر چیزے خورد ‌ ‌ ‌ ‌ بہر عید و ذبح او سے پرورد

یہ سنکر وہ مرید زار زار روئی۔ سید صاحب کے قدم چومے اور توبہ کی۔

شیخ صلاح الدین نور اللہ مرقدہٗ سید صاحب کے مرید کا بیان ہے کہ ابتدا مین آپ ہمیشہ خادمونکو تاکید فرماتے تھے کہ اگرچہ کوئی طاعت یا عبادت نہو سکے مگر روزہ کو کبھی ترک نکرو۔ نہو سکے رہنے کی حرص ضرور کرو۔ روزے سے بہتر کوئی عبادت نہین ہے انبیا اور اولیا سے جو حکمت اور معرفت کے دریا جوش زن ہوئے وہ اسی خالی پیٹ رہنے کا باعث ہے۔ لیکن احکام کو بھی بتدریج کرنا چاہئے۔ سالک کو منزل مقصود تک جلد پہنچانے والی کوئی چیز سوائے روزہ کے نہین ہے۔ روزہ کی دعائین مقبول ہین۔

حضرت چلپی عارف قدس سرہ سے منقول ہے کہ ایکروز سید صاحب قیصریہ کے خندق کے کنارے ساغر غیبی سے سرمست بیٹھے تھے۔ مغلون کا لشکر شہر کو لوٹ رہا تھا ایک مغل تہر سے تلوار کھینچکر سید صاحب پر آیا اور کہا،، بول تو کون ہے؟ آپنے فرمایا گو تو مغلون کے لباس مین ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ تو کون ہے۔ وہ شخص گہوڑے سے اترا اور قدمبوس ہوکر تہوڑی دیر بیٹھا۔ اور پہر چلا گیا۔ خادمون نے اسکا حال دریافت کیا فرمایا کہ یہ شخص اللہ کے دوستون مین سے ہے اور اس لباس مین پوشیدہ ہے تہوڑی دیر کے بعد وہ پہر آیا۔ چند دینار پیش کئے اور مرید ہوا۔

حضرت فاطمہ خاتون روایت کرتی ہین۔ کہ ایکروز ترمذ مین سید صاحب نے میرے گہر مین فرمایا کہ مینے اپنا حال تو شیخ صلاح الدین کو دیدیا اور قال مولانا روم صاحب کو اور ایکروز آپنے فرمایا آدمی کو تین چیزونکی ضرورت ہے۔ اس سے زیادہ خواہش فضول ہے کہانون مین سے تو اسقدر غذا کافی ہے کہ زندہ رہ سکے۔ لباس مین اسقدر ضرور ہے کہ گرمی اور سردی دفع کر سکے۔ بزرگی اسقدر بس ہے کہ لوگ اسکو مسخرہ نہ بنائین۔

حکایت۔ سید صاحب کے خاص خاص مریدون کا بیان ہے کہ جب آپکی عمر آخر ہوئی تو

اور انتقال کا وقت قریب آگیا خادم سے فرمایا کہ گھڑا بھر پانی گرم کرلو۔ اُسکو حجرہ میں رکھکر دروازہ بند کرا دیا۔ اور فرمایا کہ شہر مین اطلاع کردو کہ سید غریب کا انتقال ہوگیا۔ خادم کہتا ہے مینے دروازہ سے جھانکا۔ یہ دیکھا کہ آپنے وضو کرکے غسل کیا۔ کپڑے بدلے اور ایک کونے مین لیٹ گئے۔ اور باواز بلند فرمایا۔ آسمان اور اہل آسمان پاک ہین۔ پاکونکی روحین حاضر ہین۔ اے حاضر وقت جو امانت کہ مجھے ملی تھی وہ مجھسے لے انشاءاللہ تعالے مجھے صابرین مین سے پاؤگے۔ اور فرمایا۔

اے دوست قبولم کن جانم بستان ۔۔۔ مستم کن و وز ہر دو جہانم بستان
با ہرچہ دلم قرار گیرد بے تو ۔۔۔ آتش بمن اندر زن و آنم بستان

یہ فرمایا اور جان نکل گئی۔ خادم رونے لگا۔ کپڑے پہاڑ ڈالے۔ وزیر شمس الدین کو اطلاع ہوئی سب بڑے چھوٹے روتے ہوئے حاضر ہوئے اور اُسی جگہہ آپ کو دفن کردیا۔ وزیر نے بہت سے ختم پڑھوائے اور مساکین کو خوب خیرات تقسیم کی۔ اور مزار پر گنبد بنایا۔ چند روز کے بعد وہ گر گیا۔ پہر ایک محراب بنائی وہ بھی گر گئی۔ ایکروز وزیر نے سید صاحب کو خواب مین دیکھا یہ ارشاد ہوا کہ ہمارے مزار پر عمارت نہ بناؤ۔ چہلم کے بعد اس واقعہ کی اطلاع کا ایک عریضہ مولانا روم صاحب کیخدمت مین بھیجا۔ مولانا صاحب اپنے خدام کے ساتھہ قیصریہ مین تشریف لائے۔ از سر نو عرس کیا۔ سید صاحب کی کتابین اور سامان وزیر نے مولانا صاحب کیخدمت مین پیش کیا۔ چند چیزین بطور تبرک وزیر شمس الدین کو دیدین اور باقی سامان قونیہ کو لے آئے۔

حضرت بہاءالدین ولد کے مریدون سے منقول ہے کہ سید صاحب اپنے پیر و مرشد کے وعظ مین ایسے پر جوش ہو جاتے تھے کہ دہکتی ہوئی آگ مین گھس جاتے اور ہاتون سے کوئلون کو ملتے تھے۔ یہانتک کہ بہاءالدین ولد خود فرماتے کہ ہماری

مجلس سے اسے نکالدو تاکہ حاضرین کی طبیعت پریشان نہو۔ جسوقت پیر و مرشد کی آواز کان تک پہنچی اسیوقت سکون ہوجاتا۔

حضرت چلپی عارف قدس سرہ مولانا روم سے یہ لطیفہ نقل کرتے ہین کہ سید صاحب کی ریاضت کی یہ حالت تھی کہ دس دس پندرہ پندرہ روز مین آپ روزہ افطار کرتے تھے جب نفس بہت ہی مجبور کرتا تو آپ کسی دکان پر جاتے جو پانی کہ کتو نکے واسطے تغار مین دکاندار ڈالدیتے ہین۔ اُس تغار پر کھڑے ہوتے اور نفس کو کہتے کہ میری دست رس یہین تک ہے اگر ارادہ ہے تو یہ پانی پی لے ورنہ دوبارہ مجھے تکلیف نہ دے۔ اور فرماتے۔

نان بہ حقا حرام است و فسوس نفس را در پیش نہ نان سبوس
نفس راہل تا نگرید زار زار تو از پستان دوا مرحبان گزار

حضرت سلطان ولد قدس سرہ سے منقول ہے کہ ایکدن کچھ لوگون نے سید صاحب سے دریافت فرمایا۔ راہ حق کی ابتدا انتہا ہے یا نہین؟ آپنے فرمایا راہ کی تو حد ہے۔ مگر منزلونکی کوئی حد نہین ہے۔ سلوک کے دو سیر ہین ایک سیر الی اللہ ہے اور دوسری سیر فی اللہ ہے۔ سیر الی اللہ کی انتہا یہ ہے کہ اپنی ہستی اور دنیائے دنی سے گزر جائے۔ اسکی ایک حد ہے لیکن جب حق تک پہنچ گیا تو بعد خدا کے علم و معرفت مین سیر باقی ہے اور اُسکی کوئی انتہا نہین ہے۔ چنانچہ اسی مضمونکو یون فرمایا ہے۔

تا لب دریا نشان پاہیا ست پس نشان پا درون بحر لاست
زانکہ منزلہائے خشکی ز احتیاط ہست دہیا و وطنہا و رباط
نیست پیدا آن مراحلہا ستام نے نشانست آن منازل را نام

سلطان ولد یہ بھی فرماتے تھے کہ سید صاحب ابتدائے جوانی مین حضرت بہاء الدین ولد کی خدمت مین صرف چالیس روز رہی تھے۔ آپنے ولایت و کشف سب چالیس ہی روز مین حاصل کیا تھا۔

حکایت نقل ہے کہ جب سید صاحب نے اپنے پیر و مرشد کی وفات کا حال سُنا ایکسال تک آپ رنج مین مبتلا رہے اور فراق مین جلتے تھے۔ ایکدن خواب مین پیر بزرگوار کو دیکھا کہ غصہ سے میری طرف دیکھتے ہین اور فرماتے ہین۔ برہان الدین کیا وجہ تو ابتک مولانا روم کیخدمت مین نہین گیا اور اُنہین تنہا چھوڑ رکھا ہے۔ یہ کونسا طریق اتالیقی کا ہے اور اِس قصور کا کیا جواب دیگا۔ سید صاحب کی ہیبت سے آنکھ کھل گئی۔ اور بہت جلد آپ مولانا روم صاحب کیخدمت مین پہنچے۔

وزیر شمس الدین اصفہانی سے نقل ہے کہ مینے سید صاحب سے عرض کیا کہ آپکے کپڑے دہوؤن مگر کسیطرح اجازت ندی اور تقریباً بارہ سال سے نہین دہوئے گئے تھے۔ اور فرمانے لگے کہ اگر پھر میلے ہوگئے تو کیا کرونگا۔ مینے عرض کیا پھر دہل جائینگے۔ آپنے فرمایا کیا ہم اس دُنیا مین کپڑے دہونے کو آئے ہین؟ دوبارہ یہ فضول بات نکہنا۔ اور مجھے تکلیف ندینا۔ اِسلئے کہ جان کا دہونا کپڑے دہونے سے بہتر ہے۔

شمس الدین وزیر سے یہ بھی روایت ہے کہ جسوقت شیخ الاسلام شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے بطریق سفیر سلطان روم کے پاس آئے اور آپنے سید صاحب کی زیارت کی استدعا کی۔ مینے اجازت حاصل کی۔ شیخ صاحب تشریف لیگئے سید صاحب خاک پر بیٹھے تھے اور اپنی جگہ سے بالکل حرکت نہین کی۔ شیخ صاحب نے دور سے سلام کیا اور خاموش بیٹھ گئے۔ باہم کوئی گفتگو نہین ہوئی۔ اور شیخ صاحب وہان سے روتے ہوئے تشریف لائے۔ مریدون نے شیخ صاحب سے دریافت کیا یہ کیا بات ہے کہ باہم کوئی گفتگو نہین ہوئی۔ آپنے فرمایا۔ جو صاحب حال ہین وہان زبان حال درکار ہے زبان قال بیکار ہے۔

پیش بینا شد خموشی نفع تو	زین سبب آمد خطاب انصتو
پس بروخاموش باش از انقیاد	زیر ظل شیخ پیر و استاد

اسلئے کہ مشکلات دلی قال سے حل نہین ہوتین بلکہ حال سے عقدہ کشائی ہوتی ہے ۔
وزیر شمس الدین اور دیگر اصحاب نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپنے سید صاحب کو کیسا پایا۔ فرمایا وہ اسرار حقائق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دریائے مواج ہے اور بالکل ظاہر بھی ہے اور بہید پوشیدہ بھی ہے ۔ میرا گمان یہ ہے کہ تمام عالم مین سوائے مولانا جلال الدین رومی کے کوئی انکی حقیقت پر مطلع نہین ہوسکتا۔

بحر لیست دراسرار کہ پایانش نیست ۔ مستغرق عشق است کہ سامانش نیست

فصل سوم

مناقب حضرت خداوندگار مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ

راویان اخبار کا بیان ہے کہ مولانا روم صاحب پانچ سال کی عمر مین اکثر اوقات بیٹھے بیٹھے اچھل پڑتے اور مضطرب ہوجاتے۔ آپکے والد کے خادم اپنے حلقہ مین لے لیتے تھے اسلئے کہ ملائکہ جن اور مردان غیبی انہین نظر آتے تھے۔ آپکے والد تشفی کرتے اور تسلی دیتے کہ یہ غیب کی چیزین آپ پر اسلئے ظاہر ہوئی ہین کہ ہدایات غیبی بطور تحفہ لائین۔ اس قسم کی حالت اور سکر متواتر واقع ہوتے تھے۔ خداوندگار کا لقب آپکے والد حضرت سلطان العلما مولانا بہاء الدین ولد کا عطا کیا ہوا ہے۔ مولانا روم صاحب بلخ مین ۶ ربیع الاول ۴۶۰۴ھ مین پیدا ہوئے ۔

شیخ بدرالدین نواس نقاش المولوی کہتے ہین کہ سلطان ولد فرماتے تھے میرے مولانا بہاء الدین ولد کے خاص ہاتھہ کی لکھی ہوئی یہ عبارت ایک کتاب مین دیکھی میرا جلال الدین محمد بلخ مین چھہ برس کا تھا۔ جمعہ کیدن مکان کی چھت پر سیر کررہا تھا شہر کے اکابر کے لڑکے ہر جمعہ کو اسکے پاس آتے تھے اور ملتے تھے ایک لڑکے نے دوسرے سے کہا آؤ اس چھت سے دوسری چھت پر کودین ۔ مولانا روم نے تبسم کیا اور

فرمایا۔ بھائی یہ کام تو کرتا۔ بلی اور وہ سب جانور بھی کرتے ہین۔ افسوس! انسان جیسا بزرگ اسکام مین مشغول ہو۔ اگر تمہاری جان مین روحانی قوت ہے تو آؤ آسمان کیطرف اڑین اور منازل ملکوت کی سیر کرین اسیوقت آپ سبکی نظروںسے غائب ہوگئے۔ ڈر کے مارے بچے چلانے لگے سب لوگونکو خبر ہوگئی۔ تہوڑی دیر کے بعد مولانا پہر ظاہر ہوگئے۔ چہرہ کا رنگ فق تہا اور جسم مین تغیر معلوم ہوتا تہا لڑکے سب پاؤن پر گر گئے۔ اور ننگے سر ہوکر قدم چومے مولانا نے فرمایا جسوقت مین تمسے باتین کر رہا تہا سبز لباس کی ایک جماعت مجہو اٹہا کر لیگئی اور مجہے آسمانون پر پہرایا۔ اور عالم روحانی کے عجائبات دکھائے۔ جب تمہاری فریاد کی آواز میرے کانون تک پہنچی پہر مجہے یہان لے آئے اور اس عمر مین آپ اکثر تیسری اور چوتھے روز کہانا کہاتے تھے۔

حضرت سید برہان الدین ترمذی سے منقول ہے کہ میرے پیر و مرشد مولانا بہاؤالدین ولد ہمیشہ اصحاب کبار کے سامنے فرماتے تھے کہ میرا خداوندگار (مولانا روم) نسل مین بھی عالی ہے اور بادشاہ بھی ہے۔ گو ولایت اصالت نسب پر موقوف نہین ہے۔ اسکی دادی شمس الائمہ سرخسی کی بیٹی ہے۔ شمس الائمہ بھی بزرگ تھے اور ماں کی طرف سے انکا سلسلہ نسب حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ اور انکی ماں خوارزم شاہ بادشاہ بلخ کی بیٹی تہی اور احمد خطیبی کی والدہ بھی شاہ بلخ کی بیٹی تہی۔ اظہار نسب سے صرف یہ مدعا ہے کہ کمالات معنوی کے سوا لوگون کو نسب کی بزرگی بھی معلوم ہو جائے۔

این نسب خود پوست او را بودہ است ‏— کز شہنشاہان مہ پالودہ است

مغز او کہ از نسب بودست پاک ‏— نیست جنبش از سمک خود تا سماک

تا ز پشت آدم اصالیش ہمہ ‏— مہتران بزم و رزم و ملحمہ

حکایت۔ منقول ہے کہ ایکروز مولانا روم صاحب فرماتے تھے کہ مین سات برسکی

عمر مین ہمیشہ صبح کی نماز مین سورۂ انا اعطینا پڑھا کرتا تھا اور روتا تہا۔ یک بیک ذات مقدس نے اپنی رحمت خاص سے تجلی فرمائی۔ مین بیہوش ہوگیا۔ جب ہوش ہوا تو ہاتف کی یہ آواز سُنی کہ جلال الدین ہمارے جلال کے واسطے اب تو مجاہدہ نہ کر ہمنے تجھے مشاہدہ کا محل قرار دیا ہے۔ اُس عنایت کے عوض بندگی کرتا ہون۔ اور بندہ شاکر بننے کی سعی کرتا ہون۔ تاکہ اپنے مریدون کو حال۔ کمال۔ اور حال تک پہنچاؤن۔ خود فرماتے ہین

ہمچو تارے شد دل وجان در شہود ۔۔۔ تا سر رشتہ بمن روئے نمود

راہ ہای صعب پایان بردہ ایم ۔۔۔ رہ باہل خویش آسان کردہ ایم

حکایت۔ آپکے خاص خادمون سے روایت ہے کہ مولانا بہاء الدین ولد کی انتقال کے دوسرے سال علوم ظاہری کی تکمیل کے واسطے مولانا روم صاحب نے شام کا سفر کیا کہتے ہین یہ پہلا سفر تھا حلب مین پہنچکر مدرسہ حلاویہ مین مقیم ہوئے۔ چند مرید آپکے والد کے آپکے ساتھہ تھے ایک مدت تک حلب مین قیام کیا۔ ملک الامراء حلبی کمال الدین حلب کا بادشاہ تہا۔ یہ شخص فاضل۔ علامہ نہایت عقیل۔ اور صاحبدل تہا۔ اعتقاد کیوجہ سے مولانا کی بہت خدمت کرتا تھا۔ اور اکثر خدمت مین حاضر رہتا تھا۔ چونکہ آپ سلطان العلما کے بیٹے تھے اسلئے مولانا کو پڑھاتا بھی تہا۔ آپکی ذکاوت اور فہم کی وجہ سے اور حصول علم مین کوشش کے سبب سے سب طالبعلمون سے زیادہ آپکی تعلیم مین مصروف ہوتا۔ بعض اُسکے خواص اور طالب علم اس حسد کی وجہ سے اُس سے ناراض بھی ہوگئے۔ ایکدفعہ مدرسہ کے مہتمم نے کمال الدین سے شکایت کی۔ کہ مولانا۔ ہر روز آدہی رات کو حجرہ سے غائب ہوجاتے ہین۔ خدا جانے کہان جاتے ہین۔ تعجب یہ ہے کہ مدرسہ کا دروازہ بھی بند رہتا ہے۔ ملک کمال الدین ایکروز شب کو مہتمم مدرسے کے حجرہ مین چھپکر بیٹھہ گیا۔ تاکہ اصلی حالت معلوم ہو۔ آدہی راتکو مولانا مدرسہ سے نکلے۔ کمال الدین بھی پیچھے پیچھے چلا۔ جب شہر کے دروازہ پر آئے وہ بھی

خود بخود کہل گیا۔ شہر سے نکل مسجد خلیل اللہ تک آئے۔ وہان کمال الدین کو ایک سفید قبہ نظر آیا اور اسمین سے سبز پوش نورانی لوگون نے نکلکر مولانا کا استقبال کیا۔ اُسنے اپنی عمر مین کبھی ایسی نورانی شکلین نہین دیکھی تھین۔ کمال الدین یہ دیکھکر ہیبت سے بیہوش ہوگیا اشراق کیوقت تک بیہوش پڑا رہا۔ ہوشیار ہوکر دیکھا تو نہ قبہ نظر آیا اور نکوئی آدمی۔ اپنی اس جرأت سے پشیمان روتا ہوا جنگل مین چلا جاتا تھا اور جنگل ختم نہین ہوتا۔ پیادہ چلنے کی عادت نہی پائون مین چھالے پڑگئے۔ ایک صبح سے دوسری صبح تک چلا جاتا تھا اور استغفار پڑہتا تھا قلعہ مین جب سلطان کا دو روز تک پتا نہ چلا تو پریشانی ہوئی۔ شہر مین بہی غائب ہونیکی خبر مشہور ہوگئی شاہی حاجب نے جب مہتمم مدرسہ سے حال دریافت کیا تو وہ شب کی جانیکی کیفیت معلوم ہوئی۔ صبح کیوقت سب سوار جنگل مین تلاش کو نکلے۔ راہ مین مولانا سے بہی سامنا ہُوا۔ سب قدمون پر گر گئے اور رونے لگے۔ آپ کو تو رونے کا سبب معلوم ہی تہا۔ فرمایا حضرت خلیل اللہ کی مسجد کیطرف جاؤ۔ وہان ملجائے گا۔ بادشاہ کی یہ حالت تہی کہ ایک رات اور دن برابر چلتے چلتے عاجز ہوگیا تھا۔ بہوک اور پیاس سے زندگی کی امید جاتی رہی تہی۔ اِسحالتمین اُسکو فوج کے لوگون نے پایا۔ کہانا کہلایا اور پانی پلایا۔ اُسنے اپنے تک رسائی کی کیفیت دریافت کی اُنہون نے مولانا کی بشارت کا حال بیان کیا۔ بادشاہ نے پہر کچہ نکہا گہوڑے پر سوار ہوکر شہر مین آیا۔ ایک دعوتکا عظیم الشان جلسہ کیا۔ اور اسمین مولانا سے بعیت کی۔ اہل لشکر بہت سے زن و مرد مرید ہوے۔ جب لوگون کا ہجوم زیادہ ہونے لگا۔ شہرت سے بچنے کیلئے اِس واقعہ سے تیسرے روز آپ دمشق کیطرف چلد یئے۔ سلطان عزالدین والئے روم نے ملک الامراء بدرالدین یحیےٰ کو کمال الدین کے پاس بطریق سفارت بہیجا تہا۔ یہ قصہ کمال الدین نے اُس سے نقل کیا وہ بہی مولانا کا معتقد ہوگیا۔ اور حلب سے پلٹ کر اُسنے کل واقعہ سلطان عزالدین سے بیان کیا وہ بہی مولانا کا عاشق اور معتقد بن گیا۔

حضرت شیخ صلاح الدین رضی اللہ عنہ۔ ایکدن فرماتے تھے کہ مین سید برہان الدین ترمذی کی خدمت مین مراقبہ مین بیٹھا تھا۔ سید صاحب مولانا روم کی تعریف فرما رہے تھے اُنھی گفتگو مین فرمایا کہ مولانا روم کے بچپن مین جب مین اُنکو کھلایا کرتا تھا۔ حالت عروج مین مینے اُنھین کئی بار اپنے کندھے پر بٹھایا اور عرش پر لیگیا۔ اسیوجہ سے اُنھین یہ بزرگی ملی ہے اور میرے بہت سے حقوق اُنپر ہین مگر اُنکے حقوق مجھپر اس سے ہزار حصہ زیادہ ہین۔ شیخ صلاح الدین کہتے ہین مینے یہ تقریر مولانا روم صاحب کی خدمت مین بیان کی۔ آپنے فرمایا ایسا ہی ہے بلکہ اس سے ہزار حصہ زیادہ۔ اور انکے خاندان کے بہت سے احسانات ہین اور یہ شعر پڑھا

احسن الی الناس تستعبد قلوبہم فطالما استعبد الانسان احسان

حکایت۔ سنان الدین آق شہری جو بڑے صاحب کشف ہین فرماتے ہین کہ جب مولانا روم صاحب تحصیل علم کیلئے دمشق کے عازم ہوئے شام کے ملک مین ولایت سیس مین ایک غار کے پاس آپکا قافلہ ٹھہرا۔ اُس غار مین چالیس رہبان نہایت بزرگ ترک دنیا کیئے ہوئے رہتے تھے۔ اُنکو ایسا کشف تھا کہ غیب کی باتین اور ضمیرین بتاتے تھے اُنکی اس کرامت کی وجہ سے اطراف و نواح سے لوگ تحفے اور نذر و نیاز لاتے تھے۔ اُن لوگون نے مولانا کو دیکھکر ایک لڑکے کو اشارہ کیا اور وہ معلق ہوا مین کھڑا ہوگیا۔ مولانا روم صاحب نے سر جھکا لیا اور مراقب ہوگئے۔ یک بیک وہ لڑکا چلایا۔ اور کہا کوئی تدبیر کرو ورنہ مین یہین رہجاؤنگا۔ اور یہ شخص سامنے مراقبہ مین ہے۔ اُسکی ہیبت سے مین مرا جاتا ہون۔ رہبانون نے کہا اُتر آ۔ اُسنے کہا مین کیونکر اُترون۔ مجھکو تو گویا یہان میخ سے کیلکے باندھ دیا ہے۔ رہبانون نے کوشش کی مگر وہ نہ اُتر سکا۔ وہ سب مولانا کے قدمون پر گر گئے۔ اور کہا ہماری پردہ پوشی کیجئے بغیر آپکی مدد کے کوئی چارہ نہین ہے۔ آپنے فرمایا کلمہ توحید سے نجات ہوسکتی ہے۔ لڑکے نے فوراً کلمہ پڑھا۔ اور آسانی سے اُتر آیا وہ سب رہبان آپکے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اور یہ چاہا کہ آپکے ساتھ رہین مگر مولانا نے فرمایا

تم یہین عبادت مین مصروف رہو اور مجھے دعائے خیر سے فراموش نکرنا۔ وہ لوگ وہین رہے اور ہمیشہ وارد و صادر کیخدمت گزاری کرتے تھے اور مکاشفہ سے حالات سفلی اور علوی بیان کرتے تھے۔

جب مولانا روم صاحب دمشق مین پہنچے علمائے شہر او اکابر قوم نے استقبال کیا مدرسۂ مقدسہ مین مقیم ہوئے۔ لوگون نے خوب خدمت کی اور آپ علوم دینی کی تحصیل مین مشغول ہوے۔ کہتے ہین سات سال تک آپ وہان رہے۔ بعض کا یہ بھی بیان ہے کہ چالیس برس وہان قیام کیا۔ اور کہتے ہین اوّل بار کے سفر مین سید برہان الدین ترمذی بھی آپکے ساتھ قیصریہ تک گئے اور سید صاحب قیصریہ مین وزیر شمس الدین اصفہانی کے پاس رہ گئے جب مولانا دمشق سے تشریف لائے تو پھر سید صاحب قونیہ مین چلے آئے۔

منقول ہے۔ ایکدن مولانا روم صاحب دمشق کی میدان مین سیر کر رہے تھے آدمیون کے انبوہ مین ایک عجیب شخص کو آپنے دیکھا۔ ادنی لباس پہنے اور سر پر ٹوپی اوڑھے تھا۔ جب مولانا کی نزدیک آیا آپکے ہاتھ چومے اور کہا اے عالم کو صراف میری طرف متوجہ ہو۔! مولانا ادہر متوجہ ہوے تو وہ بھیڑ مین غائب ہوگیا۔ یہ شخص مولانا شمس الدین تبریزی تھے دمشق کے قیام کے بعد آپنے پھر روم کا قصد کیا۔ قیصریہ مین جب آئے۔ بزرگان شہر اور علمائے و عرفا نے استقبال کیا۔ صاحب شمس الدین اصفہانی وزیر نے چاہا کہ اپنے محل مین ٹھہرائے۔ مگر سید برہان الدین ترمذی نے اجازت ندی اور فرمایا مولانا بہاء الدین کی سنت ہے مدرسہ مین قیام کرنا ہے۔ جب مولانا لوگون کی ملاقات سے فارغ ہوکر خلوت مین تشریف لائے سید برہان الدین ترمذی نے فرمایا۔ خدا کا شکر ہے کہ کل علوم ظاہری مین آپ اپنے والد سے سو حصہ زیادہ بڑھ گئے۔ میری درخواست ہے کہ اب کچھ علوم باطنی مین بھی آپ خوض فرمائین۔ اور آپ میری سامنے چلہ مین بیٹھین۔ مولانا روم صاحب نے اسکو قبول کیا۔ سید صاحب نے فرمایا سات روز کے روزے کی نیت کیجیے۔ مولانا نے فرمایا

یہ تو بہت کم مدت ہے پہلا چالیس روز تو ہون۔ چنانچہ سید صاحب نے چلہ کی سب درستی کی مولانا کو حجرہ مین بٹھایا اور دروازہ کو تیغا کر دیا۔ کہتے ہین سوائے پانی کی ایک صراحی اور جو کی چند ٹکیون کے اور کچھ نہ تھا۔ چالیس روز کے بعد سید صاحب نے حجرہ کھولا دیکھا تو مولانا صاحب سر جھکائے عجائبات غیب کے مشاہدہ مین مصروف تھے اور وفی انفسکم فلا تبصرون (اور خود تم مین بھی خدا کی نشانیان ہین کیا تم کو سوجھ نہین پڑتا) کے مطالب مین مستغرق ہین۔

بیرون ز تو نیست ہر چہ در عالم ہست — در خود بطلب ہر آنچہ خواہی کہ توئی

تھوڑی دیر سید صاحب وہان ٹھہرے مگر آپ نے مطلق التفات نہین کیا۔ سید صاحب آہستہ آہستہ باہر نکل آئے اور دروازہ پھر تیغا کر دیا۔ دوسرے چلہ کے بعد پھر حجرہ سید صاحب نے کھولا۔ اسوقت مولانا کو نماز مین کھڑا ہوا پایا اور آنکھون سے آنسوؤن کے دریا جاری تھے اسوقت بھی مولانا نے کچھ توجہ نفرمائی۔ اور دروازہ اسیطرح بند کر دیا۔ تیسرے چلہ کے بعد حجرہ کھولا تب مولانا مسکراتے ہوئے سید صاحب کے پاس آئے۔ دونون آنکھون سے دریائے مستی موج زن تھا۔

در دو چشمش ہین جمال یار ما — رقص قصان در سواد آن بصر

سید صاحب نے سر سجدہ مین رکھا اور بہت روئے۔ مولانا آپ سے بغلگیر ہوئے اور انکے روئے مبارک کو بوسے دیئے۔ سید صاحب نے فرمایا آپ تمام علوم عقلی و نقلی و کسبی و کشفی مین بے نظیر عالم تھے اب اسرار باطنی مین بھی انبیا اور اولیا مین انگشت نما ہو گئے۔ گذشتہ شائقین کو آرزو تھی کہ آپ سے ملاقات حاصل ہو اور ساتھ ہی کہ یہ نعمت مجھے حاصل ہوئی بسم اللہ اب آپ جائیے اور اہل جہان کی جانون کو رحمت عام مین مستغرق فرمائیے۔ اور مردگان عالم صورت کو علوم آخرت اور عشق الٰہی سے زندہ کیجئے۔ اسی وجہ سے مولانا مین تشریف لائے اور درس علوم اور وعظ و نصائح مین مصروف ہوئے۔ مولانا روم صاحب نے بموجب سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے تھے۔ ارشاد و اہتمام کی عبا پہنتے

کچھ دنون کے بعد سید صاحب نے انتقال فرمایا۔ مولانا صاحب انکے مزار مبارک پر تشریف لیگئے جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔ پھر وہان سے قونیہ مین تشریف لائے اور دوسری بار ۲۶ جمادی الآخر ۶۴۲ھ مین حضرت سلطان الفقرا مولانا شمس الدین تبریزی قدس سرہ العزیز مولانا کے پاس قونیہ مین ملنے آئے۔

مولانا شمس الدین تبریزی کے ابتدائی حالات

حکایت۔ حضرت شمس تبریزی کی ابتدائی کیفیت یہ ہے کہ آپ تبریز مین شیخ ابوبکر ۲
تبریزی عظم اللہ ذکرہ زنبیل باف کے مرید تھے۔ شیخ ابوبکر ولایت اور کشف قلوب مین یگانہ تھے۔ مولانا شمس تبریزی کو وہ مقامات عالی حاصل ہوئے کہ آپ اپنے پیر سے برتر مقام والیکو ڈھونڈھنے لگے اس تلاش اور طلب مین برسون بے سروپا پھرتے رہے اور ملکون کی سیاحت کی کثرت سے آپکو لوگ **شمس پرندہ** (اُڑنے والا) کہتے تھے۔ یکرات کو شمس تبریز صاحب کو نہایت بیقراری ہوئے اور بہت شورش پیدا ہوئی۔ حالت استغراق تجلیات مین آپنے عرض کیا کہ اپنے محبوبون مین سے کسیکی زیارت مجھے نصیب کر حکم ہوا۔ جسطرح کا پیر تجھے مطلوب ہے وہ فرزند دلبند سلطان العلما بہاء الدین بلخی کا ہے عرض کیا الٰہی انکا دیدار مبارک مجھے دکہا۔ جواب ملا کہ اسکا شکرانہ کیا دوگے۔ آپنے عرض کیا۔ سر شکرانہ مین حاضر ہے۔ سوائے سر کے اور کوئی چیز میرے پاس نہین ہے۔ الہام ہوا کہ اقلیم روم کو جاؤ۔ وہان مقصود اور مطلوب حاصل ہوگا۔ آپ کمر اخلاص باندہ کر روم مین آئے بعض کا بیان ہے دمشق سے آئے۔ اور بعض کہتے ہین تبریز سے تشریف لائے۔ مشہور یہہ ہے کہ جب آپ قونیہ مین شکر فروشون مین ٹھہرے۔ ایک حجرہ کرایہ لیا اور قیمتی قفل دو تین دینار کا اسمین ڈالدیا۔ سر پر بیش قیمت دستار باندہی اور اوسکے کونہ مین کنجی باندہ لی تاکہ لوگون کو یہ معلوم ہو کہ کوئی بڑا سوداگر ہے۔ حال آنکہ حجرہ مین سوائے ایک پرانی چٹائی۔ ٹوٹی پیالے

اور انیت کے تکیہ کے کچھ بھی نتھا۔ دسوین پندرھوین ایک روٹی پانی مین تر کرکے کہا لیتے تھے۔

منقول ہے کہ شمس تبریز صاحب ایکروز اپنی کوٹھری کے آگے بیٹھے تھے۔ مولانا روم صاحب آئینہ فروشون کے مدرسہ سے خچر پر سوار تشریف لائے اور بہت سے لوگ پیادہ ہمرکاب تھے۔ اسطرف سے گذرے شمس تبریز صاحب آگے بڑہے اور خچر کی باگ تہام کر کہا اے صراف نقود معانی وعالم اسمار فرمائیے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ زیادہ ہے یا حضرت بایزید کا مولانا نے فرمایا نہین آنحضرت صلعم کل انبیا اور اولیا کے سردار اور سالار ہین تمام بزرگیان اُنہین کی ذات مقدس کیلئے مخصوص ہین

بخت جوان یار ما دادن جان کار ما   قافلہ سالار ما فخر جہان مصطفےٰ

شمس تبریز صاحب نے کہا پھر کیا وجہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہین ما عرفناک حق معرفتک (نہین پہچانا حق پہچاننے کا) اور حضرت بایزید فرماتے ہین سبحانی ما اعظم شانی (پاک ہے ذات میری اور میری کیا بزرگ شان ہے) اُسیوقت مولانا روم صاحب خچر سے اُتر پڑے اور اس سوال کی ہیبت سے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئے ایک گہڑی تک مولانا بیہوش پڑے رہے۔ آدمیون کا وہان ہجوم ہو گیا۔ جب ہوش ہوا اُٹھے اور شمس تبریز صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے مدرسہ مین تشریف لائے۔ دونون صاحب ایک حجرے مین بیٹھ گئے اور چالیس دن تک وہان کوئی نہین گیا۔ بعض تین مہینے بیان کرتے ہین۔

نقل ہے کہ ایکروز مولانا روم صاحب فرماتے تھے کہ جسوقت شمس تبریز صاحب نے مجھسے وہ سوال کیا۔ مجھے یہ معلوم ہوا کہ میری سر مین ایک دریچہ کہل گیا۔ اور اُس سے دھوان نکل کر عرش تک پہنچا۔ اُسیوقت سے آپنے وعظ ونصیحت اور درس وتدریس کو موقوف کر دیا۔ اور لوائح ارواح کے مطالعہ مین مصروف ہو گئے چنانچہ فرماتے ہین

عطارد وار دفتر بارہ بودم   زبردست ادیبان مے نشستم

چو دیدم لوح پیشانی ساقی　　　شدم مست و قلمہا راشکستم

جب مولانا روم نے ملنا جلنا بالکل چھوڑ دیا۔ اور خلوت مین شمس تبریز صاحب کے ساتھ رہنے لگے۔ آپکے مریدا ور دوست حسد کی وجہ سے نہایت رنجیدہ ہوئے شمس تبریز صاحب کو کوئی نہین جانتا تھا کہ کہان کے ہین اور کون ہین۔ اور سب نے بد ون ذاتکے قتل کا انتظام کیا۔ مگر آپ ۲۱ شوال ۶۴۵ ھ کو یک بیک غائب ہو گئے تقریباً ایک مہینے تک آپکو ڈہونڈ ہا۔ مگر پتا نہ چلا کہ کیا ہوئے۔ اور کہان گئے۔ اُسکے بعد مولانا نے خاص قسم کی عبا اور ٹوپی پہنی جو ماتم کی علامت ہی۔ پہلے رباب چارگوشہ ہوتا تہا۔ اُسوقت سے اُسکو بھی شش گوشہ کر دیا۔ اور فرمایا عالم کی سمتین بھی چھ ہین اس مناسبت سے چھ گوشہ ہونا چاہیئے۔ پھر سماع شروع ہُوا۔ آپکے شور عشق اور غوغاے عاشقانہ سے گویا تمام عالم بھر گیا۔ ہر ایک وضیع و شریف۔ قوی و ضعیف۔ عالم و حقیر مسلمان و کافر۔ غرضکہ ہر قسم اور مذہب کے لوگون کا آپ پر ہجوم ہونے لگا۔ اور ہر وقت رات دن سماع اور وجد کی حالت رہتی تہی۔ بہت سے حاسد۔ کور دل۔ خود پرست اور متکبر جنکو مبتدع شریعت اور مرتد طریقت کہنا چاہئے آپ پر طعنہ زنی کرنے لگے۔ کہتے تہے افسوس ایسا زبردست عالم دیوانہ ہوگیا۔ چنانچہ کفار نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک مین بھی ایسا ہی کچھ کہا تہا جسکے جواب مین ارشاد ہوا ما انت بنعمت ربك بمجنون (نہین ہے تو اپنی رب کی نعمت کیساتھ مجنون) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندی کا ایمان اللہ تعالے کیجانب اُسوقت درست ہوتا ہے جب کہ جاہل اور عامی اُسکو دیوانگی سے منسوب کرین۔ مولانا فرماتے ہین

گر فلاطون را رسد زین کو جنون　　　دفتر طب را فروشوید بخون

آن جہان دیوانگی بگسست بند　　　گر ہمہ دیوانگان پندم دہند

ین کو حضرت مولانا کی اصل حقیقت منکشف ہو گئی وہ نادم ہوئے اور توبہ کرکے مرید ہو گئے۔ جنکے دل سخت تھے وہ سے ہی دنون مین قہر الٰہی سے پامال ہوگئے (لا یزید الکافرین کفرھم الا خسارا) کافرون کی نافرمانی سے وبال آخرت اور بڑھ گیا)

مشو تو منکر پاکان تبرس از زخم دبازان کہ صبر جان غمناکان ترا فانی کند فانی

امید ہے کہ مولانا شمس تبریز صاحب کے فضائل پورے طور پر انشاء اللہ تعالیٰ علیحدہ فصل مین لکھے جائینگے۔

بقیہ حالات مولانا روم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حکایت حضرت مولانا روم صاحب کی بی بی کرا خاتون جو طہارت و عفت مین گویا مریم ثانی تھین یہ روایت کرتی ہین کہ ایک روز جلہ کے جاڑون مین مولانا صاحب خلوت مین تھے۔ اور شمس تبریز صاحب کے زانو پر سر مبارک رکھے ہوئے لیٹے تھے۔ مینے دروازہ کے شگاف پر کان لگایا تاکہ یہ سنون کہ مولانا کیا اسرار الٰہی فرماتے ہین شگاف مین سے مینے یہ دیکھا کہ مکان کی دیوار پھٹ گئی اور چھ مرد غیبی پر ہیبت اسمین سے نکلے مولانا کو سلام کیا اور قدمبوس ہوئے۔ اور پھولونکا ایک گلدستہ نذر کیا۔ وہ لوگ ظہر کی نماز تک خلوص کے ساتھ بیٹھے رہے اور کوئی گفتگو نہین ہوئی۔ مولانا شمس تبریز صاحب سے اشارہ کیا کہ نماز پڑہنا چاہیئے تم امامت کرو۔ شمس تبریز صاحب نے عرض کیا کہ آپکے سامنے کوئی شخص امام نہین ہوسکتا۔ چنانچہ مولانا نے نماز پڑہی اور وہ چھ آدمی تعظیم کیساتھ رخصت ہو کر چلے گئے۔ ان واقعات کو دیکھکر مین بیہوش ہو گئی جب مجھے ہوش آیا تو مولانا باہر تشریف لائے اور مجھے وہ گلدستہ دیا اور فرمایا اسے احتیاط سے رکھو مینے اسکی چند پتیان عطارون مین بھیجکر دریافت کرایا کہ یہ کونسا پھول ہے اور کہان کا ہے

عطارون نے باتفاق یہ کہا کہ عمر بہر مین ہمنے کبہی ایسا پہول نہین دیکہا۔ اور ایسے چلّہ کی جاڑون مین اسقدر شاداب ہونا او ربہی عجیب ہی۔ عطارون مین ایک سوداگر شرف الدین ہندی بہی موجود تہا۔ یہ شخص ہمیشہ ہندوستان کو تجارت کی غرض سے جاتا تہا۔ اور وہانسے عجائبات لاتا تہا۔ اُسنے پہول دیکہکر کہا کہ یہہ روم مین کیسے آیا۔ یہ تو خاص ہندوستان مین سراندیپ کے اطراف مین ہوتا ہے۔ یہ سب قصہ خادم نے آکر کرا خاتون صاحبہ سو کہا اُنہین اور زیادہ تعجب ہوا۔ اُسی وقت اتفاق سی مولانا صاحب بہی آگئی۔ آپنے کرا خاتون صاحبہ سے فرمایا کہ اِسکو خوب چہپا کر رکہو کسی نامحرم کو نہ دکہاؤ۔ یہ جنت کے فرشتے ہندوستان سی تحفہ لائے ہین۔ اِس سے دل و دماغ اور آنکہون کو تقویت ہوگی۔ خوب حفاظت کرو تاکہ نظر نہ لگے کہتے ہین مرتے دم تک وہ پہول کرا خاتون صاحبہ کے پاس تہا البتہ مولانا کی اجازت سی اُسمین سے چند پتے گرجی خاتون سلطان وقت کی بی بی کو ضرور دیئے تہے۔ آنکہین آئی ہوئی اُسکے پتے ملنے سے اچہی ہوجاتی تہین اور آخیر وقت تک اُسکی رنگ و بو مین فرق نہین آیا۔

حکایت ۔ حضرت کرا خاتون فرماتی ہین کہ ہمارے گہر مین ایک چراغدان قد آدم بلند تہا اور مولانا آدہی رات سی طلوع فجر تک کہڑے ہوکر اُس چراغدان کے سامنے مولانا بہاء الدین ولد کے مولفہ معارف مطالعہ کرتے تہی۔ ہمارے مکان مین جن رہتے تہے اُنہون نے مجہہ سی شکایت کی کہ چراغکی روشنی سے ہمین بہت تکلیف ہوتی ہی۔ ایسا نہو پہر ہمارے ہاتہہ سے گہر والون کو ایذا پہنچے۔ مینے یہ حال مولانا سے عرض کیا۔ آپ مسکرا کر خاموش ہو گئے اور کچہہ نفرمایا۔ تین دنکے بعد فرمایا کہ اب کوئی فکر نہ کرو۔ کل جن میرے مرید اور معتقد ہوگئے ہین کسیکو تکلیف نہو گی۔

حکایت ۔ جلال الدین قصاب رحمۃ اللہ علیہ مولانا کے بہت قدیمی مرید تہے اور بڑے ظریف تہے۔ وہ عربی گہوڑون کے بچے خرید لیتے تہی۔ اور اُنکو پالکر فروخت

کر ڈالتے تھے۔ ہمیشہ اُنکے اصطبل مین عمدہ عمدہ گھوڑے رہتے تھے۔ وہ بیان کرتی ہین کہ ایکبار مولانا پر جذبہ کی شدت ہوئی۔ چالیس ورنگ دستار مبارک گردن مین لپیٹے ہوئی پہر تے رہے ایکروز بایک سنگ پسینہ مین ڈوبے ہوئی میرے گہر تشریف لائے۔ اور فرمایا فلان گھوڑی پر زین کس دو۔ مین اور آدمیون کی مدد سے بہ مشکل مینزاش گھوڑے پر زین کھینچا۔ مولانا سوار ہوکر چلدیئے مینے عرض کیا کہ غلام بھی ہمرکاب چلے۔ فرمایا دعا سے مدد کرو۔ راتکو آپ واپس تشریف لائے۔ گرد مین بھرے ہوئے تھے۔ اور گھوڑا باوجودیکہ نہایت قوی تھا مگر بہت کمزور معلوم ہوتا تھا دوسرے دن پہر تشریف لائے اور اُس سے عمدہ گھوڑے پر سوار ہوکر چلے گئے۔ شام کو پلٹ کر آئے تو اس گھوڑے کو اور بھی ضعیف پایا۔ اور مینے دم نہ مارا۔ تیسرے روز اور گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ شام کو تشریف لائے اور میرے ہان اطمینان سے بیٹھے اور فرمایا۔

مژدہ مژدہ اے گروہ عیش ساز کان سگ دوزخ بہ دوزخ رفت باز

اور فرمایا فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین (اور ظالمون کی جڑ کٹ گئی اور خدا شکر ہے جو ساری جہان کا مالک ہے) مین مولانا کے خوف سے کچھ حال دریافت نکر سکا۔

چندروز کے بعد ایک قافلہ شام سے آیا اُسنے بیان کیا کہ مغلون کے لشکر نے دمشق کا سخت محاصرہ کیا تھا۔ اور اس سے قبل ۵۵۵ھ مین ہلاکو خان بغداد کو فتح کرچکا تھا اور خلیفہ کو قتل کیا تھا۔ ۶۵۷ھ مین شام کیطرف گیا۔ اور حلب کو فتح کرلیا کمتو غا بہت سی فوج لیکر دمشق پر حملہ آور ہوا۔ وہان لوگون نے مولانا کو دیکھا کہ اہل اسلام کی فوج کے ساتھ آپ مغلون سے لڑتے تھے اور آخر بالکل مغلون کو شکست ہوگئی اور وہ بھاگ گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ خبر سُنکر مجھے نہایت خوشی ہوئی اور مولانا کیخدمت مین یہ واقعہ بیان کرنے گیا

مولانا نے سنکر فرمایا جلال الدین یہ سچ ہے

آن سوارے کو سپہ را شد ظفر   اہل دین را کیست سلطان بصر

سب خدام مین اس واقعہ سے بڑی خوشی ہوئی۔

حکایت۔مولانا کے معتبر مریدون سے روایت ہے۔کہ ایک بڑا سوداگر تبریز کا آیا اور شکر فروشون کے محلہ مین ٹھہرا اسنے قونیہ کے بزرگون مین تحقیقات کی کہ یہان کون کون مشائخ اور علما ہین تاکہ مین اُنسے مستفید ہوؤن۔ اسلئے کہ سیاحت مین صرف تجارت ہی مدنظر ہونا چاہیے بلکہ مشائخ کی حضوری بھی حاصل کرنا ضرور ہے۔

گفت حق اندر سفر ہر جا روی   باید اول طالب مردے شوی

لوگون نے بیان کیا علما اور مشائخ تو بہت ہین مگر قابل زیارت شیخ الاسلام و محدث امام شیخ صدرالدین قونوی ہین۔ علوم دین اور طریقت مین اپنا نظیر نہین رکھتے ہین چنانچہ شہر کے لوگ اُس سوداگر کو لیکر صدرالدین قونوی کیخدمت مین گئے۔ سوداگر نے دوسو دینار کے مع بیش تحائف بھی ساتھ لئے۔ جب سوداگر شیخ کے دروازے پر پہنچا۔ وہان بہت سے خدمتگار۔ غلام۔ دربان۔ چوبدار۔ وغیرہ دیکھے۔ سوداگر یہ حال دیکھکر سخت شرمندہ ہوا۔ ساتھیون سے کہا مین کسی امیر کی زیارت کو تو آیا نہین ہون۔ لوگون نے کہا شیخ کو ان باتون سے کوئی نقصان نہین پہنچ سکتا۔ اسلئے کہ وہ نفس کامل رکھتے ہین۔ جیسے کہ حلوا طبیب کو کوئی نقصان نہین پہنچا سکتا۔ مگر مریض کو مضر ہے۔ قصہ مختصر وہ کراہت کیساتھ شیخ کیخدمت مین حاضر اور دعا کا طالب ہوا۔ اور عرض کیا کہ ہمیشہ زکات اور مستحقین کو خیرات بھی دیتا ہون۔ لیکن ہمیشہ مجھکو نقصان ہوتا ہے اسکی وجہ سمجھ مین نہین آتی۔ بہت کچھ عجز و نیاز کا اظہار کیا۔ مگر شیخ نے کوئی التفات نہین فرمایا۔ اور سوداگر وہان سے شکستہ خاطر ہو کر چلا آیا۔ دوسرے دن پھر اُسنے دریافت کیا کہ اور کوئی بھی بزرگ قابل زیارت ہین جنسے مقصود حاصل ہوسکے۔ لوگون نے کہا کہ جیسے تم چاہتے ہو ویسے تو مولانا جلال الدین ہین

کہ ما سوائے اللہ کو ترک کر دیا ہے۔ اور دونون عالم سے منہ موڑ لیا ہے۔ شب و روز عبادت
الٰہی اور وعظ و نصیحت مین گزرتی ہے۔ یہ نام مبارک سنکر اُسنے بہت شوق سے لوگون کی خوشامد
کی اور کہا اُنکے نام ہی سے میری طبیعت کو سرور ہے جلد مجھے اُنکی خدمت مین پہنچاؤ۔ چند
سوداگر اُسکے ساتھ ہوئے اُسنے پچاس دینار اپنی پگڑی مین رکھ لیے اور مولانا کے مدرسہ مین
حاضر ہوا۔ اُسوقت مولانا جماعت خانہ مین تنہا بیٹھے ہوئے کتابون کے مطالعہ مین مصروف
تھے۔ سب ہمراہی مولانا کو دیکھتے ہی بیخود ہوگئے اور ایک نظر مین وہ سوداگر بھی لایعقل
ہوگیا۔ اور بہت رویا۔ مولانا نے اُس سے فرمایا۔ تیرے پچاس دینار قبول ہوگئے۔ اور دو
سو دینار جو تلف ہوگئے اُنسے اچھے رہے۔ اللہ تعالےٰ کی یہ مرضی تھی کہ تجھ پر آفت آئے
لیکن اِس صحبت کی بدولت اُس بلا سے نجات مل گئی۔ اب نا اُمید نہو۔ آج سے پھر کبھی نقصان
نہوگا۔ اور آفات کے دفعیہ کی دعا کیجائیگی۔ سوداگر اِس ارشاد سے حیران رہ گیا اور بہت خوش
ہوا۔ پھر مولانا نے فرمایا کہ تیرے نقصان کا یہ باعث تھا کہ ایک روز تو مغربی فرنگستان مین
ایک محلہ مین جا رہا تھا۔ وہان ایک فرنگی درویش جو اولیاء کبار سے تھا چوراہے مین
سو رہا تھا۔ وہان سے گزرتے ہوئے تو نے اُسپر تھوکا۔ اور اُس سے نفرت کھائی۔ اِس سبب
سے اُس درویش کو تجھ سے ملال ہوگیا۔ اور اُسیکی بدولت تجھے نقصان اُٹھانا پڑے
اب اُس درویش سے معافی مانگ اور میری طرف سے سلام کہنا۔ سوداگر یہ سُنکر پریشان ہوگیا
مولانا نے فرمایا کہ اگر اُسے دیکھنا منظور ہے تو دیکھ لے۔ آپنے ہاتھ سے اشارہ کیا
دیوار مین ایک دروازہ ہوگیا۔ سوداگر نے دیکھا کہ وہ درویش فرنگستان کے چوراہے مین
پڑا سو رہا ہے۔ یہ حال دیکھکر سوداگر نے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ اور حالت مستی مین دیوانون
کیطرح مولانا کے حضور سے اُٹھا۔ اُسیوقت سفر کو روانہ ہوا۔ جب اُس شہر مین پہنچا۔ اُس محلہ
مین درویش کی تلاش مین پھرنے لگا۔ آخر وہی جگہ اُسے نظر آئی جو مولانا کی کرامت سے دیکھی
تھی اور درویش فرنگی کو سوتا ہوا پایا۔ سوداگر قریب گیا اور پاؤن چومے۔ درویش نے کہا کیا کرون

مولانا نہیں ملتے - ورنہ میں اپنی قدرت اور اللہ تعالے کی قدرت تجھے دکھاتا - نزدیک آؤ
پاس بلا کر سوداگر سے ملے اور فرمایا میرے پیر مولانا کی بھی زیارت کر - سوداگر نے یہ واقعہ دیکھا
کہ مولانا سماع میں مصروف ہیں اور ان اشعار پر رقت فرما رہے ہیں

مکیست درا رفت و خوش ہر گونہ می بایدش — خواہی بعشق و لعل شو خواہی کلوخ و سنگ شو
گر مومنی شیرین ہیت ور کافری مشیو یدت — این کو برو صدیق شو آن کو برو اندر نگ شو

جب وہ سوداگر پلٹکر آیا - درویش فرنگی کا سلام عرض کیا اور بہت سامان وغیرہ مولانا کے
خادموں کو دیا - اور قونیہ میں گھر بنا لیا اور آپکے عاشقوں میں شامل ہو گیا -

حکایت منقول ہے کہ معین الدین پروانہ کے محل میں ایک شب بہت بڑی مجلس سماع کی تھی
بہت سے مشائخ اور علماء حاضر تھے - مولانا پر وجد کی حالت طاری تھی - بار بار نعرے مارتے
تھے آخر آپ مکان کے ایک کونہ میں جاکر کھڑے ہو گئے - تھوڑی دیر کے بعد فرمایا - قوال
خاموش ہو جائیں - سب لوگ حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے - گھڑی بھر تک آپ مراقب
رہے اور پھر سر اٹھایا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپکی دونوں آنکھیں گویا خون کے دو طشت بھرے
ہوئے ہیں - خادموں سے فرمایا آگے آؤ اور میری آنکھوں میں انوار ذات باری کی عظمت
دیکھو کہ تم دیکھنے کی مجال نہوئی - جو شخص کوشش سے دیکھتا تھا اسکی نگاہ خیرہ ہو جاتی تھی -
خادموں نے نعرے مارے اور قدموں پر گر گئے - اسوقت مولانا نے حسام الدین چلپی سے
فرمایا - آؤ میرے ایمان - آؤ میری جان - آؤ میرے سلطان - حضرت چلپی چیخیں مارتے
تھے اور روتے تھے - معین الدین پروانہ نے امیر تاج الدین معتبر خراسانی کے کان میں
کہا کہ مولانا جو کچھ حسام الدین کے حق میں فرماتے ہیں انہیں ایسے خطاب کا استحقاق بھی ہے
یا صرف یہ تکلف ہے - فوراً حسام الدین چلپی نے معین الدین پروانہ کا ہاتھ زور سے پکڑ کر کہا -
معین الدین گو میں اس قابل نہ تھا لیکن جس وقت مولانا نے یہ خطاب کیا سب باتیں تخیل میں
انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون (کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس

وہ اُس سے (اتنا ہی) فرما دیتا ہے کہ ہوا اور دھو جاتی ہے) مولانا کا کام کن فیکون ہے۔ اسباب اور علت کی ضرورت نہین ہے۔

مشہور آمد این کہ مس از کیمیا ئے زر شود   ابن کیمیا ئے نادرہ کرد مست مس را کیمیا

مولانا کی بندہ پروری اور مرید نوازی سے یہ باتین کچھ بعید نہین ہین۔ معین الدین پروانہ اس تقریر سے بہت ہی شرمندہ ہوا اور معذرت کی اور شکرانہ بھیجا۔

مولانا کی کرامتون مین سے ایک یہ بھی کرامت تھی کہ کوئی شخص آپکی آنکھونکو نہین دیکھہ سکتا تھا۔ آنکھون مین چمک اور نور کی یہ شدت تھی کہ سب لوگ نظر نیچی کر لیتے تھے۔

حکایت ملک المدرسین مولانا شمس الدین ملطی رحمۃ اللہ جو مولانا کے اعلیٰ درجہ کے مرید اور محرم راز ہین روایت کرتے ہین کہ ایک دن مولانا کے ساتھہ حسام الدین چلپی کے باغ مین مین بھی موجود تھا۔ مولانا حوض مین دونون پانوٗن ڈالے ہوئے بیٹھے تھے اور معارف الٰہی بیان کرتے تھے۔ اثنا ئے تقریر مین سلطان الفقراء مولانا شمس الدین تبریزی کی بہت ہی تعریف کی۔ حضرت بدرالدین والد مدرس رحمۃ اللہ علیہ نے جو آپکے کامل خادم تھے آہ کی اور کہا افسوس! افسوس! ۔ مولانا نے فرمایا یہ کیا موقع حسرت اور افسوس کا ہے۔ بدرالدین والد فوراً شرمندہ ہو کر عرض کیا کہ مجھے اسکا افسوس ہے کہ مولانا شمس تبریزی کی زیارت مجھ کو نصیب ہوئی اور اُنسے فائدہ حاصل ہوا۔ مولانا کچھ دیر تک خاموش رہے پھر فرمایا اگر تو مولانا شمس تبریز کی خدمت مین نہین پہنچا تو کیا ہے۔ اپنے باپ کی روح مقدس کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ تو ایسے شخص کے پاس پہنچا ہے کہ اُسکے ہر بال مین ایک ایک لاکھہ شمس الدین تبریز لٹک رہے ہین اور اُسکی بھیدون کو نہین پا سکتے۔

شمس تبریزی کہ شاہ و دلبر ست   باہمہ شاہنشہی جان دار ماست

مریدون کو بہت خوشی ہوئی اور سماع شروع ہوا۔ مولانا نے از سر نو یہ غزل شروع کی۔

گفت بنمایم ہمان نام گل و گلستان　　آمدہ آن گلعذار کو فت سرا بر دہان
گفت کہ سلطان منم جان گلستان منم　　حضرت چون من شہی ونگہ یا فلان

کہتے ہین اُسوقت سے چالیس دن تک بہاؤ الدین ولد بیمار پڑے رہے جب بہت سی استغفار کی تو صحت ہوئی اور پہر عادت مین آنے لگے ۔

حکایت ۔ شیخ صاحب قرآن کہتے ہین کہ قاضی شہید مرحوم مولانا عزالدین قونوی سلطان عزالدین کیخسرو کا وزیر تہا ۔ یہ شخص بہت عالی ہمت تہا ۔ قونیہ مین مولانا کیواسطے اسنے جامع مسجد بنائی تہی ۔ ایکروز اُسنے مولانا سے عرض کیا کہ جو علوم اور فنون ظاہری مولانا کو حاصل ہین وہ مینے بہی بقدر استعداد پڑہے ہین ۔ اور اُنکی تحصیل مین بہت کوشش کی ہے لیکن آپکو جو کچہ معلوم اور مفہوم ہوا ہے اُس سے مجہے مطلق بہی بہرہ نہین ہے ۔ مولانا مسکرائے اور فرمایا ۔ بیشک مینے علم الٰہی کے ایکدو ورق پڑہے ہین اور وہ تم تک نہین پہنچے ہین ۔ بعضے تو پڑہتے ہین اور بعض کو پڑہایا جاتا ہے یہ اسد تعالےٰ کی عنایت ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے ۔

عقل کان باشد ز دوران زحل　　پیش عقل ماندارد آن محل
وز عطارد وز زحل دانا شد او　　ما ز داد کردگار لطف خو
علم الانسان ہم طعام ئے ما　　علم عند اللہ مقصد ہائے ما

قاضی رونے لگے اور باہر چلے آئے ۔

منقول ہے کہ ابتدا مین قاضی عزالدین درویشون کے سماع کے منکر تہے ۔ ایکروز مولانا کو بہت وجد ہوا سماع کرتے ہوئے قاضی عزالدین کے گہر تشریف لائے قاضی کا گریبان پکڑ لیا اور چلاکر کہا اُٹہہ اور خدا کی مجلس مین چل ۔ وہانسے کہینچے ہوئے ۔ عاشقون کے مجمع مین لائے اور اُنکے حوصلے کے موافق اُنکو کمالات دکہائے ۔ قاضی نے اُسیوقت کپڑے پہاڑ ڈالے ۔ ناچتے تہے اور پہرا کرتے تہے ۔ آخر صدق دلسے مرید ہو گئے ۔

منقول ہے ۔ کہ قاضی عزالدین ۔ امامی ۔ اور قاضی عزالدین سیواسی علمائے کبار سے تھے ۔ تینون نے ایک جلسہ مین مولانا سے دریافت کیا کہ آپکی کونسی راہ ہے مولانا نے یہ آیت پڑہی **قل هذه سبيلي ادعو الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني** یعنی کہو میرا طریق تو یہ ہے کہ (سبکو) خدا کیطرف بلاتا ہون ۔ مین اور جو میرے پیرو ہین وہ (ہم سب دین کے ۔ ایک) معقول رستے پر ہین (جسکو ہر شخص سمجھ سکتا ہے ۔) یہ سُنتے ہی تینون صاحب مرید ہوگئے ۔

قاضی عزالدین کی جب مسجد جامع تیار ہوگئی تو اُسکے شکرانہ مین ایک بڑا جلسہ کیا اور ارباب علم و درویشون کو بہت کچھ دیا ۔ مولانا سے درخواست کی کہ آپ وہان وعظ فرمائین چنانچہ آپنے خوب وعظ و نصیحت فرمائی ۔ اُسی ذیل مین آپنے ایک حکایت فرمائی کہ ایک ملک مین کوئی پرند حاکم تھا ۔ اور اُسکے سر پر بال نتھے ۔ اور اس حکایت کو خوب لطف سے ادا کیا اِس بیان کے لطف کیوجہ سے قاضی عزالدین کے نائب مولانا رکن الدین اُسیوقت مرید ہوے اسلئے کہ اس محفل کے میر محفل دو شخص تھے ۔ ایک قاضی عزالدین اور دوسرے کمال الدین اور یہ دونون گنجے بھی تھے ۔ مگر حکایت اسطرح بیان کی کہ دونونکو کوئی شرمندگی بھی نہوئی ۔

منقول ہے ۔ کہ ایک محلہ مین مولانا جاتے تھے دو شخص غیر شناسا باہم لڑ رہے تھے ۔ اور گالیان بک رہے تھے ۔ ایک نے کہا تو مجھے لعین کہتا ہے اگر اب ایک کہیگا تو ہزار سُنیگا مولانا آگے بڑہے اور دونون سے فرمایا ۔ آؤ تم جو چاہو مجھے کہو ۔ اگر ہزار کہوگے تو ایک بھی نہ سنوگے ۔ دونون قدمون پر گر پڑے اور باہم صلح کرلی ۔

حکایت ۔ مولانا شمس الدین ملطی رحمۃ اللہ علیہ راوی ہین کہ ایکدن ایک عالم متبحر اپنے شاگردون کیساتھہ مولانا کیخدمت مین آئے اِس ارادہ سے کہ امتحان کے طور پر آپسے کچھ سوالات کرین اور باہم سب شاگرد کہتے تھے کہ مولانا کی بھلا کیا عربیت ہوگی ہمارا اُستاد تو اس فن مین اپنی نظیر نہین رکھتا ہے ۔ جب وہ لوگ بیٹھہ گئے مولانا نے بہت کچھ اسرار

اور معارف بیان فرمائے۔ اُسی تقریر مین یہ حکایت بیان کی کہ ایک فقیہ اور ایک نحوی
ہمسفر تھے۔ راہ مین ایک خشک کنوان ملا۔ فقیہ نے کہا بِئرٌ معطلۃ (خشک کنوان ہی)
نحوی نے کہا کہ لفظ بِئرٌ کو بھوزیرہ یعنی بِئْرٌ مع ہمزہ کے تاکہ فصیح ہوجائے۔ اب
باہم بحث کو طول ہوا۔ یہانتک کہ جنگل مین دن ختم ہوگیا۔ اندہیرے مین بحث کرتے ہوتے
آتے تھے۔ اتفاقاً نحوی ایک کنوین مین گر پڑا اور اُس نے فقیہ سے امداد چاہی۔ فقیہ نے
کہا اس شرط سے کنوین سے نکالتا ہون کہ بِئْرٌ سے ہمزہ دور کردے۔ بیچارے نحوی کو
اُسوقت تک نجات نہوی کہ اسنے ہمزہ کے دور کرنیکا اقرار نہین کرلیا۔ اسیطرح جبتک انسان
شک شکوک کے ہمزہ کو اپنی ہستی سے نہ دور کریگا۔ خودبینی اور جاہطلبی کے اندہیرے کنوین
سے ہرگز نہین نکلیگا۔ وہ سب کے سب صدق دلسے مولانا کے معتقد ہوگئے۔ خود فرماتے ہین

مرد نحوی را ازان در دوختیم ÷÷÷ تا شما را نحو محو آموختیم
محو مے باید نہ نحو آن جا بدان ÷ گر تو محوی بے خطر در آب ران
در کم آمد یابی اے یار شگرف ÷ فقہ فقہ و نحو نحو و صرف صرف

حکایت۔ منقول ہی ایکروز مولانا کے سامنے آپکے خادمون نے معین الدین پروانہ کی
نیکیون کے حالات بیان کئے اور کہا کہ مخلوق اسکے عہد مین امن سے ہے اور اُسکی زمانہ
مین علما۔ مشائخ اور فاضل مدرسون اور خانقاہون مین آرام سے رہتے ہین مولانا سے نے
فرمایا بلکہ اس سی بھی سو حصہ زیادہ ہے۔ لیکن اصل حالت اور اُسکے مناسب یہ حکایت
ہی کہ کچھ حاجی کعبہ شریف کو چلے۔ ایک درویش کا اونٹ راہ مین بیمار ہوگیا اور کسیطرح نہ اُٹھا۔
اسکا بوجھ دوسرے اونٹ پر رکھا اور بیمار اونٹ کو وہین چھوڑ کر چلدیئے۔ اسیوقت جنگل کے
درندے اونٹ کے گرد جمع ہوگئے۔ مگر کوئی جانور آگے نہین بڑہتا تھا۔ حاجیون کو تعجب
ہوا کہ علوت کے خلاف یہ جانور کیون نہین اُسکو کھاتے۔ ایک شخص قافلہ مین سی نکلکر آیا

تاکہ وجہ دریافت کرے - دیکھا تو اونٹ کے گلے مین ایک ہیکل بندہی تھی وہ اُسنے کھول لی اور چلا گیا اُسکے جاتے ہی جانور اونٹ پر ٹوٹ پڑے اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے کھا گئے یہ یاد رکھو کہ یہ عالم اُس اونٹ کیطرح ہے - اور امرا - فقرا اور عالم جانیونکا قافلہ ہے - لیکن مین گویا ہیکل ہون - جبتک یہ ہیکل گردن مین ہے قافلہ اچھی طرح چل رہا ہے اور جب موجب حکم یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ (اور جس روح کو خدا کیطرف سے اطمینان اور تسلی ہے (اس سے کہا جائیگا کہ اے روح مطمئن اپنے پروردگار کیطرف چل تو اُس سے راضی اور وہ تجھسے راضی -) اس اونٹ کی گردن سے یہ ہیکل کھولدی جائیگی - یعنی میرا انتقال ہوجائیگا تو اُسوقت دیکھنا کہ عالم کی کیا کیفیت ہوتی ہے - اور سلاطین - ارباب علم - اور اہل قلم کسطرح فنا ہوتے ہین - سب خادم رونے لگے - کہتے ہین کہ مولانا کے اس فرمانے کو سال بھر نہ گزرا تھا کہ مولانا کا انتقال ہوگیا - اور اسکے بعد بادشاہ اور بزرگان دین - اور اکابر ملک دنیا سے انتقال کرنے لگے - ملک مثل یتیم کے ہوگیا - اور ایک عالم زیروزبر ہوگیا - اور آسودگی و اطمینان خاطر مخلوق کو نصیب نہوا -

حکایت - مولانا شمس الدین ملطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ایکدن مین علی الصباح مولانا کیخدمت مین گیا - مینے دیکھا آپ صحن مدرسہ مین ٹہل رہے تھے اور عربی کے دو شعر پڑھتے تھے جو بالکل ہزل تھے - اور عرب مین ایسے اشعار[1] فاحشہ عورتین پڑہتی ہین - مجھے وہ اشعار سنکر سخت تعجب ہوا - اور مجھے خیال ہوا کہ ان مہمل شعرون کی کیونکر تاویل ہوسکتی ہے - مجھے یہ خیال آہی رہا تھا کہ مولانا نے فرمایا اس شعر کے یہ معنے ہین کہ جو شخص درویشی مین آنا چاہے اُسکو چاہئے کہ چارم دنیا کو ترک کرے - اور جو درویشی کے بھیدون پر واقف ہونا چاہے اُسکو لازم ہے کہ نصف دنیا کو ترک کرے - اور جسکو یہ خیال ہو کہ بیان فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

[1] اصلی شعر اسلئے ترک کردیئے کہ بہ اسم فحش ہین -

سے سرنکالے اسکو مروہ ہے کہ کل دنیا کو ٹھوکر مار کر پھینکدے ۔ اور جسکو یہ منظور ہو کہ درجہ کمال حال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی ہو اُس کو فرض ہے کہ دنیا و آخرت دونون کو ترک کرے ۔ اُسوقت جناب الٰہی مین رسائی ہوگی ۔ جو بندہ خاص اللہ کیواسطے ماسوی اللہ کو ترک کرتا ہے تمام دنیا او رعقبیٰ اللہ تعالےٰ اُسکے قبضہ مین دیدیتا ہے ۔ اور یہ رباعی پڑہی ۔

دنیا مطلب اگر لعتا مے طلبی عقبےٰ مطلب اگر لعتا مے طلبی
ہم دنیا و ہم عقبےٰ و ہم جملہ کون بگذار و بیا اگر خدا میطلبی

منقول ہے کہ ایکروز مولانا کو سماع مین بیحد وجد ہوا ۔ اُس حالت مین آپنے فرمایا ما رایت شیئا الا رایت اللہ فیہ (مینے کوئی چیز ایسی نہین دیکھی جسمین اللہ کو نہ دیکھا) ایک درویش صاحب دل نعرہ مارتے ہوئے مولانا کے سامنے آئے اور کہا کو گستاخی ہے لیکن معاف فرمائیے ۔ لفظ فیہ ظرفیت کیواسطے آتا ہے یعنی (اُسمین) اور اللہ تعالےٰ کی شان مین یہ لفظ جائز نہین ہے اسلئے کہ وہ کسی ظرف مین نہین سما سکتا اور اگر سمائے تو اُسکی شان مقدس کیلئے یہ نقصان ہے ذات باری پر کوئی چیز محیط نہین ہوسکتی ۔ مولانا نے جواب مین فرمایا ۔ اگر تو مست ہے تو مین مست و ہوشیار ہون ۔ اگر اس لفظ مین نقصان ہوتا تو مین کبھی نہ کہتا ۔ ہان نقص تو اُس وقت لازم آئیگا ۔ جب کہ ظرف علیحدہ ہو اور مظروف علیحدہ ہو ۔ یا ظرف او رمظروف دو چیزین ہون ۔ جیسے کہ عالم صفات عالم ذات کا ظرف ہے اور دونون ایک ہی چیز ہین غیر نہین ہین لیکن بظاہر دو معلوم ہوتی ہین ۔ مگر حقیقت مین ایک ہین ۔ اللہ تعالےٰ تو داخل اور خارج پر محیط ہے ۔ اور کل اشیاء کا قیام واجب الوجود سے ہے اسلئے ظرف بھی وہی ہے ۔ یہ تقریر سنکر وہ شخص اُسیوقت مرید ہوگیا ۔

نقل ہے ۔ ایکدن مولانا شیخ صلاح الدین زرکوب رضی اللہ عنہ کی دکان پر بیٹھے تھے خادم گرد اگرد حلقہ کئے ہوئے آپکے اسرار و معارف سن رہے تھے ۔ ایک بوڑھا شخص ماتم کرتا اور روتا ہوا آیا ۔ مولانا کے قدمون پر گر کر رونے لگا ۔ اور کہا کہ ۔ راستہ بر ین کا میرا لڑکا تھا ۔ اُسکو

کسی نے چرا لیا۔ چند روز سے برابر ڈھونڈھ رہا ہون۔ نہین ملتا ہے۔ اب مجبور ہو گیا ہون
مولانا نے غصہ سے فرمایا۔ عجیب بات ہے۔ تمام عالم نے خدا کو گم کر دیا ہے اُسکو مطلق
نہین ڈھونڈھتے اور اُسکی تلاش نہین کرتے۔ اور ماتم مین سینہ کوبی نہین کرتے تجھے
کیا ہوا ہے جو سینہ کوبی کرتا ہے۔ بوڑھا ہو کر ایک طفل کے عشق مین اپنی آپکو خراب
اور رسوا کر رہا ہے۔ کیون تھوڑی دیر خلق عالم کو نہین ڈھونڈھتا اور اُس سے مدد نہین چاہتا
تاکہ یوسف گم شدہ حضرت یعقوب علیہ السلام کیطرح ملجائے۔ اُسیوقت توبہ کی اور لباس
درویشی پہن لیا۔ وہین خبر آئی کہ اُسکا لڑکا ملگیا۔ اُسدن بہت سے لوگ مولانا کے ہاتھ پر
مرید ہوئے۔

منقول ہے کہ مولانا ایک مجمع مین حقائق اور معارف بیان فرما رہے تھے۔ اتفاقاً ایک
نوجوان معززین مین سے آیا۔ اور ایک بوڑھے شخص سے آگے بیٹھا تو فرمایا کہ گزشتہ زمانے مین
یہ حکم خدا تھا کہ جو جوان بوڑھون کے آگے بیٹھتا تھا وہ اسیوقت زمین مین دھنس جاتا تھا
اور اُس امت پر عذاب کی یہی صورت تھی۔ اس زمانہ مین مین دیکھتا ہون کہ بے تحاشا
نوجوان راستے مین بوڑھون کو لاتین مارتے ہین اور عاقبت کی خرابی سے نہین ڈرتے۔ اور
فرمایا کہ حضرت امیر المومنین اسد اللہ غالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ صبح کی نماز کیواسطے
مسجد کو تشریف لیجاتی تھے۔ راہ مین ایک بوڑھا یہودی آپکے آگے آگے جاتا تھا۔ آپ اپنے
حسن اخلاق اور مروت کیوجہ سے اُس سے آگے نہ بڑھے۔ آپ آہستہ آہستہ یہودی کے پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے
جب آپ مسجد مین پہنچے۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول رکعت کی رکوع مین تھے جبرئیل
علیہ السلام اللہ تعالے کے حکم سے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ کی پشت مبارک پر ہاتھ رکھدیا
تاکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ صبح کی رکعت اولے کے ثواب سے محروم نہ رہین۔ اِسلئے کہ صبح کی اول
رکعت کا ثواب سو سال کی عبادت سے زیادہ ہے اور حدیث مین آیا ہے۔ رکعت اول دنیا اور
اُسکی کل چیزون سے افضل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر اِسکا سبب

جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مسجد کو آتے تھے راہ مین ایک بوڑہا یہودی بہی جا رہا تہا۔ آپنے اسکی عزت کی اور اُس سے قدم آگے نہ بڑہایا اس اکرام کیوجہہ سے اللہ تعالےٰ نے یہ چاہا کہ وہ رکعت اول کے ثواب سے محروم نہین۔ جب کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کا ایک بوڑہے کافر کی عزت کرنیکے سبب اللہ تعالےٰ نے یہ اکرام کیا تو ہمین سے قیاس کرلینا چاہیئے کہ اگر کوئی عاشق صادق ایسے پیر بزرگ کا اکرام کرے جو راہ خدا مین بوڑہا ہوا ہے اور جس نے مذہب اسلام مین داڑہی سفید کی ہے اور پیران معنی کی صحبت کی برکت سے مقبول حق ہوا ہے تو حق تعالےٰ کیا کیا کچہ نہ دیگا۔ اور درحقیقت عزت اور عظمت ذات باری اور اُسکے رسول کیواسطے اور اُسکے خاص بندونکے واسطے مخصوص ہے۔ اللہ۔ اللہ۔ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ ہمیشہ جوان بخت رہے تو پیر معنوی کے دامن کو مضبوط پکڑ۔ کہ بغیر ایسے پیر کی عنایت کے کوئی جوان پیر نہین ہوا اور پیر معنی کا رتبہ حاصل نہین کیا۔

پیر را بگزین کہ بے پیر این سفر ہست بس با آفت و خوف و خطر
کردہ ام بخت جوان را نام پیر کو ز حق پیر است نہ از ایام پیر
پیر گردون نے۔ ولے پیر رشاد درجہان واللہ اعلم بالسداد

حکایت منقول ہے کہ ایکروز مدرسہ مین مولانا نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان انکر الاصوات لصوت الحمیر (گدہے کی سی بڑی آواز ین) گدہے کو گویا تمام جانورون سے بدتر فرمایا ہے۔ خادمو نسے ارشاد ہوا۔ اِسکا مطلب تمہین معلوم ہے سب نے لاعلمی ظاہر کی۔ پہر خود ہی فرمانے لگے کہ کل حیوانات کے لئے تسبیح نالہ اور درد مخصوص ہے۔ جس سے وہ اپنے خالق اور رازق کو یاد کرتے ہین۔ اونٹ۔ شیر۔ مکہی بہڑ۔ وغیرہ سب یاد کرتے ہین۔ اسیطرح ملائک کی تسبیح ہے اور انسانکی عبادت اور یاد کے

طریقے تو بہت سے ہین۔ مگر گدہا بیچارہ صرف دو معین وقتون مین آواز نکالتا ہے ایک جماع کی خواہش کے وقت اور ایک بہوک مین۔
بس گدہا ہمیشہ حلق اور فرج کا بندہ ہے۔ اسیطرح جس کسی کے دلمین خدا کے عشق کا درد اور سر مین اسکا سودا نہین ہے وہ اللہ تعالے کے نزدیک گدہے سے بدتر ہے اولٰئک کالانعام بلھم اضل (وہ لوگ مثل چارپایون کے ہین بلکہ اُنسے بہی زیادہ گمراہ)

وانکہ این نفس بہیمی پر خر است   زیر او بودن از و سنگین تر است
گر ندانی رہ ہر آنچہ خر بخواست   عکس آن کن خود بود آن راہ راست

اسکے بعد فرمایا کہ گذشتہ زمانہ مین ایک بادشاہ نے بطریق امتحان دوسرے بادشاہ سے تین چیزین ایسی طلب کین کہ اُنسے بدتر اور کوئی چیز نہو۔ ایک سب سے بُرا کہانا دوسرے سب سے بُرا انسان۔ تیسرے سب سے بُرا جانور۔ اُس بادشاہ نے کہانے مین پنیر۔ انسانو مین ارمنی غلام۔ اور جانورون مین گدہا بہیجا۔ اور خط کی پیشانی پر مذکورہ بالا آیت لکہی۔

منقول ہے کہ ایکروز مولانا مع خدام کے حسام الدین چلپی کے باغکو جاتے تھے۔ اور گدہے پر سوار تہے۔ اور فرمایا کہ یہ صالحین کی سواری ہے۔ اور بہت سے پیغمبر اسپر سوار ہوئے ہین۔ چنانچہ شیث۔ عزیز۔ مسیح علیہم السلام اور خود ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہی سوار ہوئے ہین۔ آپکے خادم شہاب الدین بہی گدہے پر سوار تہے۔ انکی گدہی نے آواز کی۔ اُنہون نے غصہ سے چند بار گدہی کو مارا۔ مولانا نے فرمایا کہ حیوان بیچارے کو کیون مارتا ہے۔ کیا اسلئے کہ وہ تیرا بوجھ اُٹھا رہا ہے۔ تو شکر نہین کرتا کہ تو راکب ہے اور وہ سواری ہے۔ نعوذ باللہ اگر برعکس ہوتا تو کیا ہوتا۔ اُسکا چلانا دو حالسے خالی نہین ہے۔ یا بہوکا ہے یا خواہش جماع سے ہے اور اس معاملہ مین تمام مخلوق شریک ہے اسکام مین اگر اور سب کو سرزنش کرو تو اسکو بہی کرو۔ شہاب الدین بہت نادم ہوئے اور گدہے سے اُتر کر اُسکے سُم چومے۔

منقول ہے - کہ ایک شخص نے مولانا سے افلاس کی شکایت کی آپنے فرمایا - اچھا جا آج سے مجھسے محبت ترک کرو - دنیا حاصل ہوجائے گی -

بیا چون من شو ابتر رو نہ ذلت چو نعمت جو
کہ ابلیس ازچنین بودست شد و صاحب علم بود

حکایت - مولانا نے ایکروز فرمایا کہ ایکدن صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم آپ کو دوست رکھتے ہیں - آپنے فرمایا - اگر مجھے دوست رکھتے ہو تو کیون کھڑے ہوجاؤ فولاد کی زرہیں پہنو اور آفتون کا استقبال کرو - اور مصیبت کیلئے مستعد ہوجاؤ - اسلئے کہ بلائین عاشقون کے لئے تحفہ ہین - پھر مولانا نے فرمایا - کہ اللہ تعالے کا حکم ہوا - الست بربکم (آیا مین تمہارا رب نہین ہون) سب نے کہا بلی (ہان) بلی کا مطلب یہی ہے کہ بلائین اور تکلیفین اٹھاؤ - پھر فرمایا کہ ایک عارف نے کسی امیر سے پوچھا کہ مال تجھے زیادہ عزیز ہے یا گناہ - اسنے کہا مال زیادہ عزیز ہے عارف نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے تجھے گناہ بہت عزیز ہے - اسلئے کہ مال تو دنیا مین چھوڑتا ہے اور گناہ ساتھ لیجاتا ہے اور اللہ تعالے کے ہان مواخذہ مین گرفتار ہوتا ہے اگر تجھے مال عزیز ہے اور تو دوست رکھتا ہے تو کوشش کر کہ بغیر گناہ کے مال کو ساتھ لیجا - اوسکی تدبیر یہی ہے کہ اپنے جیتے جی خدا وند ذوالجلال کے حضور مین مال روانہ کرے تاکہ وہان تیری کام آئے وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ھو خیرا و اعظم اجرا (اور جو نیکی بھی اپنے لئے پہلے سے زاد آخرت (بناکر) بھیجو گے اسکو اللہ کے ہان (چلکر) پاؤ گے کہ وہ تمہارے حق مین دنیا کی فائدون سے) بہت بہتر ہے - اور اسکا اجر بھی بہت بڑا ہے -)

حکایت - مولانا کے مریدون نے روایت کی ہے کہ معین الدین پروانہ نے ایکروز اپنے محل مین

برپا جلسہ کیا۔ شہر کے کل بزرگ۔ علما۔ مشائخ۔ گوشہ نشین۔ اور بیرونجات کے مسافر سب جمع تھے۔ اور اپنی اپنی جگہہ مسندون پر بیٹھے تھے۔ معین الدین پروانہ کو اُسوقت یہ آرزو ہوئی کہ مولانا صاحب بہی شریک ہوتے۔ فوراً اپنے داماد **مجدالدین** اتابک کو ایک عریضہ دیکر مولانا کیخدمت مین بہیجا۔ مجدالدین ایک فاضل شخص اور مولانا کا معتقد تہا یہان مجلس مین باہم اُن لوگون مین گفتگو ہونے لگی کہ مولانا آئینگے تو کہان بیٹھینگے۔ ہم تو اپنی اپنی جگہہ بیٹھے ہین۔ گر آئینگے ہم جگہہ نہ دینگے جہان وہ چاہین بیٹھہ جائین۔ مولانا صاحب حسام الدین چلپی اور خادمون کو لیکر روانہ ہوئے۔ خادم آگے آگے جاتے تھے آپ پیچھے تھے جسوقت حسام الدین چلپی پہنچے سب اکابر نے تعظیم دی اور صفہ (چبوترہ) پر صدر مین بٹھایا۔ اُنکے پیچھے مولانا تشریف لائے۔ ارکان دولت استقبال کو دوڑے معین الدین پروانہ نے ہاتھ چومے اور کہا کہ حضور نے تکلیف فرمائی گو آپکا تشریف لانا ہمارے لئے باعث رحمت ہے۔ مگر گھر کے اندر تشریف لائیے تو صدر صفہ خالی تھا۔ آپنے سلام علیک کی اور مکان کے صحن مین بیٹھ گئے حسام الدین چلپی وہ صفہ سے اُترکر نیچے آپکے پاس آگئے بہت سے اکابر مولانا کیوجہ سے نیچے آپکے قریب چلے آئے۔ لیکن جن لوگون مین نفاق زیادہ تہا۔ جیسے شیخ ناصرالدین۔ شرف الدین ہروی۔ سید شرف الدین زمن وغیرہ وہ وہین بیٹھے رہے کہتے ہین سید شرف الدین بہت فصیح متکلم اور گستاخ تہا۔ مولانا سے اُن لوگون کیطرف خطاب کرکے فرمایا کہ اسوقت صدر کونسی جگہہ ہے اور اہل طریقت کے نزدیک صدر کسکو کہتے ہین۔ قاضی سراج الدین نے کہا علما مین صدر صفہ کے وسط کو کہتے ہین۔ جو مدرس کی مسندگاہ ہے۔ شیخ شرف الدین ہروی نے کہا اہل عرفان اور خراسان کے بزرگون کے نزدیک زاویہ کے کونے کو صدر کہتے ہین۔ شیخ صدرالدین نے کہا صوفیون مین خانقاہ کے اندر صفہ کے کنارے کو کہتے ہین۔ اور وہ فی الحقیقت

وہ جگہہ ہے جہان جوتا اُتارتے ہین۔ اسکے بعد امتحان کے طور پر اُن لوگون نے مولانا سے سوال کیا کہ آپکے ہان صدر کیا چیز ہے۔ آپنے فرمایا۔

آستانہ و صدر در حقیقت کجاست — ما و من کو؟ آن طرف کہ یار ماست

صدر وہان ہے جہان یار ہے۔ سید شرف الدین نے کہا یار کہان ہے فرمایا تو اندہا ہے اسلئے نہین دیکہتا ہے۔

تو دیدہ نداری کہ بود در نگری — ورنہ ز سرت تا قدمت اوست ہمہ

اُسیوقت مولانا سے حکم کیا اسلئے کپڑے پہٹ گئے اور آپ پر یہ حالت طاری ہوئی کہ سب لوگون نے کپڑے پہاڑ ڈالے مولانا کی وفات کے بعد شرف الدین نابینا ہوکر دمشق چلا گیا۔ جب کبہی مولانا کے خادم اُس سے ملنے جاتے بہت روتا اور کہتا افسوس مجہے کیا ہوگیا اور یہ بیان کرتا تہا کہ جسوقت مولانا نے مجہپر غصہ کیا۔ اُسیوقت ایک سیاہ پردا میری آنکہون آگیا۔ اور دور انظر جاتی رہی۔ لیکن مجہے مولانا سے اُمید ہے کہ مجہپر عنایت فرمائین گے اولیا کی عنایتون کی کوئی حد نہین ہے۔ چنانچہ خود فرمایا ہے۔

مشو نومید از جرمے کہ کردی — کہ دریائے کرم توبہ پذیر است

گناہت را کند تسبیح و طاعات — کہ در توبہ پذیری بے نظیر است

حکایت۔ بعض مولانا کے مریدون سے روایت ہی کہ جلال الدین قراطائی کا جب مدرسہ تعمیر ہو چکا اُس نے ایک جلسہ کیا۔ حضرت شمس تبریز بہی موجود تہی مگر مجلس کے پائین مین بیٹہے تہے۔ باہم علماء وغیرہ کے اُسروز بہی بحث ہوئی کہ صدر کونسی جگہہ ہے سب نے بالاتفاق مولانا صاحب سے بہی یہہ سوال کیا۔ مولانا نے فرمایا علماء کا صدر [illegible] کا وسط ہے۔ عارفون کا صدر گہر کا گوشہ ہے۔ اور صوفیونکا صدر وہ جگہہ ہے جہان لوگ جوتا اُتارتے ہین اور عاشقونکے مذہب مین صدر یار کی گود ہے۔ یہ فرماکر اُسیوقت شمس تبریز صاحب کی برابر جا بیٹہے۔ اور کہتے ہین کہ قونیہ مین شمس تبریز صاحب

کی شہرت اُسی روز سے ہوئی - اور معین الدین پروانہ کے ہان جلسہ مین یہہ واقعہ دوبارہ
پیش آیا - جیسا کہ اِس سے پہلے مذکور ہو چکا ہے -

حکایت روایت ہی مولانا اکمل الدین جبیب طبیب اللہ ثراہ حکمائے روم مین اپنا
جواب نہین رکہتے تہے - مولانا سے بیعت ہونے سے قبل ایکروز مولانا کی زیارت
کرنے آئے - مولانا نے فرمایا - سترہ ساتہ کے کاٹہے ہوئے آدمیون کیلئے آپ مسہل
اور گولیان تیار کر دین - چنانچہ اُسکا اہتمام شروع ہو گیا - جو دن دوا کہانے کیلئے مقرر
ہوا تہا مولانا علی الصباح اُس دن اکمل الدین طبیب کے مکان پر تشریف لے گئے طبیب کو
اطلاع کی وہ مکان سے باہر آیا - اور قدمبوس ہوا - مولانا نے وہ سترہ پیالے جو ساتہ
کے کاٹے کی دوا کی تیار کرائی تہی خود ایک دفعہ پی لئے - اور ہر پیالہ کیساتہہ الحمد للہ
رب العالمین فرماتے تہے - اکمل الدین وحشت سی حیران تہا - اور کچہہ عرض نہین
کر سکتا تہا - وہان سے پلٹ کر مدرسہ مین تشریف لائے - اِسہال کو سنکر سب خادمون کو
تشویش تہی کہ آپکی نازک طبیعت اِسقدر کثیر المقدار دوا کی کیونکر متحمل ہو گی - کچہہ دیر تک آپ
وعظ فرماتے رہے - اکمل الدین اپنے گہر سے مولانا کا حال دریافت کرنے آئے - مولانا
کو دیکہا کہ محراب مین تکیہ لگائے ہوئے وعظ و نصیحت و اسرار حقائق بیان فرما رہے ہین
طبیب نے دریافت کیا - آپکا مزاج کیسا ہے بطور مذاق کے فرمایا تجری من تحتہا
الانہار (اُسکے نیچے نہرین بہتی ہین) طبیب نے پہر عرض کیا کہ آپ پانی سی پرہیز
رکہین - اُسیوقت مولانا نے برف منگائی اور اُسکے ٹکڑے اِسقدر کہائے کہ بیان
سے باہر ہے - اِسکے بعد حمام کو تشریف لیگئے اور وہان سے نکل کر تین دن تک آپ
سماع مین مشغول رہے - اکمل الدین فریاد کرتا تہا - اور کہتا کہ یہ قوت بشر کی طاقت سے
باہر ہے - اور ایسی کرامت کسی ولی کی نہین دیکہی - وہ مع اپنی اولاد کے مرید ہُوا

اور جن جن ہمعصر طبیبون سے یہ واقعہ بیان کیا وہ بھی مرید ہوئے اور سب نے اقرار کیا کہ یہ مرد موید من اللہ ہے۔

گر ولی زہرے خورد نوشے شود   ور خورد طالب سیہ پوشے شود

زان نشد فاروق راز ہرے گزند   کہ بدآن تریاق فاروقیش قند

حکایت۔ ایکمرتبہ علما راور حکما رشہر قونیہ مین یہ بحث شروع ہوئی کہ انسان کی زندگی خون پر منحصر ہے یا کسی اور چیز پر۔ حکما رکا قول تھا کہ باعث حیات خون ہے۔ اور فقہا کو الزام دیدیا۔ علما رنے آکر مولانا سے یہ قصہ بیان کیا۔ آپنے فرمایا تو یہ بات محقق ہو چکی کہ حیات خون سے ہی۔ سب نے کہا حکما راسی کے قائل ہین۔ اور اس معاملہ مین انکی دلیلین قوی ہین۔ مولانا نے فرمایا یہ بات غلط ہے۔ بلکہ آدمی خدا کیوجہ سے زندہ ہے نہ خون سے۔ کسی کو گفتگو کی مجال نتھی۔

فلسفی راز ہرہ نے تادم زند   دم زند دین حقیش بر ہم زند

پھر مولانا نے فصد کرنیوالے کو بلاکر دونو ہاتھون کی فصد کھلوائی اور خون کو جاری رہنے دیا۔ یہانتک کہ سب خون نکل گیا۔ اور تھوڑا تھوڑا پانی بہنے لگا۔ اُسوقت مولانا نے حکما سے مخاطب ہوکر فرمایا کہو۔ اب انسان اللہ کے حکم سے زندہ ہے یا خون سے سب نے وہان خدا کی قوت پر ایمان لائے۔ اور اسیوقت تمام کو سمجھ گئے۔ اور وہان سے آکر سماع شروع کردیا۔

حکایت مولانا شمس الدین ملطی بیان کرتے ہین ایکدن مین مولانا کیخدمت مین گیا آپ مدرسہ کے جماعت خانہ مین تنہا بیٹھے تھے۔ سلام کرکے بیٹھ گیا۔ ارشاد ہوا قریب آ۔ مین تھوڑا آگے کو بڑھا۔ پھر فرمایا قریب آ۔ مین آگے سرکا یہان تک کہ میرا زانو مولانا کے زانو سے ملگیا۔ اور آپکی دہشت سے میرا رونگٹا کھڑا ہو گیا۔ پھر فرمایا اس طرح بیٹھ کہ میرے زانو سے تیرا زانو مِل جائے۔ اُسوقت سید برہان الدین ترمذی کی مناقب

اور حضرت شمس تبریز صاحب کی کرامتین اسقدر بیان فرمائین کہ مین بیخود ہوگیا پھر فرمایا کہ ہمارے سلطان (آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام) نے فرمایا ہے کہ نیک بندون کے ذکر کیوقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ لیکن جسجگہ ہمارا ذکر ہوتا ہے۔ وہان اللہ تعالے کے الطاف برستے ہین۔

منقول ہے کہ جب مولانا حمام کو تشریف لیجاتے آپکی بی بی حضرت کرا خاتون خادمون سے سفارش کیا کرتین کہ مولانا کو اپنی حالت سے فراغت کلی حاصل ہے تم لوگ انکی زیادہ نگرانی کرنا۔ خادم قالین اور بدن پونچھنے کی چادر وغیرہ ساتھ لیجاتے تھے حمام مین قالین بچھا دیتے۔ مولانا اکثر وہان آرام فرماتے اور خادم پاؤن دباتے ایکروز رات کیوقت جاڑے کے سخت موسم مین حمام مین تشریف لے گئے خادم عادت کے موافق قالین وغیرہ وہان بچھا رہے تھے کہ مولانا حمام کے دروازے پر برہنہ آئے ادہر اُدہر دیکھ اور باہر نکل گئے خادم بھی پیچھے چلے۔ دیکھا کہ مولانا جاکر برف کے ڈھیر پر کھڑے ہوگئے اور ایک برف کی سل سر پر رکھ لی خادمون نے واویلا کی فرمایا۔ میرا نفس بدی کرتا تھا اور گستاخ ہوا تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہم درویش ہین۔ فرعون کی ذریات نہین اور ہم اُس بادشاہ کی اولاد سے ہین۔ جو سلطان الفقرا تھا۔ پھر کپڑے پہن کر چلے گئے۔

حضرت سلطان ولد فرماتے تھے کہ میرے والد (مولانا روم) ہمیشہ یہ فرماتے تھے کہ میرا نفس پانچ برس کی عمر مین مر گیا تھا۔ جوانی۔ اور بڑھاپے مین بعد آپ ریاضت کرتے تھے اور رات کو جاگتے تھے۔ مینے ایکروز عرض کیا کہ آپنے تو مجھ سے فرمایا تھا کہ پانچ برس کی عمر مین نفس مر گیا تھا۔ اب یہ کیا معاملہ ہے کہ رات دن مین کسیوقت آپکو آرام اور قرار ریاضت سے نہین ملتا۔ ارشاد ہوا۔ سلطان ولد! نفس نہایت عیار ہے۔ مین ڈرتا ہون کہ کسی اور طرف سے کہین حملہ نہ کر بیٹھے اور عقل کے بھادر کو مغلوب کر لے

نفس را ہل تا نگیرید زار زار — تا ز دو لبهتان دوام جان گزار
منقطع وسواس او با او مسکن — خویش با او همره و هم سر مکن

حکایت۔ حضرت چلپی حسام الدین سے روایت ہی کہ سید شرف الدین کا ایک دوست شہر قونیہ کے معززین مین سے تھا۔ اُسکا لڑکا نہایت حسین اور صاحب جمال تھا۔ شہر کی بہت سے لوگ اُسکے شیفتہ تھے۔ اور وہ لڑکا دل وجان سے مولانا صاحب کا عاشق صادق تھا۔ اُسکا باپ ہرچند منع کرتا تھا۔ مگر اُسکی محبت مولانا کی جانب بڑھتی جاتی تھی۔ ایکدن اُسنے اپنے باپ سے کہا کہ اگر آپکو میری سچی محبت ہے۔ تو مولانا کی دعوت کیجیے اور سماع کرائیے اور مجھے اُنسے بیعت کرا دیجیے۔ ورنہ یا مین شہر سے چلا جاؤنگا یا اپنی جان ہلاک کر دونگا۔ محبت پدری کے جوش سے باپ راضی ہوگیا۔ اور سید شرف الدین سے جاکر یہ واقعہ کہا۔ سید شرف الدین نہایت مغرور اور متکبر تھا۔ اور مولانا کا منکر تھا۔ اُسنے یہ بات کہی کہ جب تیرا لڑکا مرید ہو جائے تو مولانا سے سوال کرنا کہ میرا یہ بیٹا جنتی ہے اور اِسے خدا کا دیدار ہوگا یا نہین۔ دیکھو مولانا کیا جواب دیتے ہین۔ اُس شخص نے شہر کے کل معززین اور بزرگون کی دعوت کی۔ سماع ہوا۔ مولانا بھی موجود تھے۔ سماع کے بعد جب کھانا کھا چکے تو لڑکے کو مرید کرایا۔ اُس شخص کے سوال سے پہلے مولانا نے فرمایا کہ تیرا یہ فرزند جنتی ہے۔ اور اِسی دیدار اللہ تعالے کا نصیب ہوگا۔ اور یہ اللہ کی رحمت مین ڈوب گیا ہے۔ اِس لڑکے کیطرح شہر مین بہت سے آدمی ہین۔ لیکن کیا وجہ کہ مجھسے رغبت نہین کرتے اور معتقد نہین ہوتے۔ اُس شخص نے عرض کیا یہ اللہ تعالے کا کام ہے۔ آپنے فرمایا۔ پہلے تو ہی نے خدا کے نام سے شروع کیا۔ خدا ہی نے اِسے میری طرف رجوع کیا۔ اگر اُسے خدا نہ چاہتا تو اپنی درگاہ مین قبول نہ کرتا اور وہ میری جانب مائل نہوتا اور الہام الٰہی معاون نہوتا۔ اُسی وقت وہ شخص بھی مولانا کا مرید ہوگیا۔

حکایت - منقول ہی ایک دن معین الدین پروانہ نے اپنے دربار مین یہ کہا کہ مولانا تو بنظیر بادشاہ ہین اور مجھے امید نہین کہ قرنون بھی انکی مثل کوئی پیدا ہو - لیکن اُنکے مریدبہت بدہین اور فضول نفس - مولانا کے خادمون مین سے کسینے یہ خبر مولانا کو بھی پہنچا دی - خدا لعا اسبات سی نہایت دل شکستہ ہوئے - مولانا نے معین الدین پروانہ کو ایک رقعہ مین لکھا کہ اگر میرے مرید نیک ہوتے تو مین خود اُنکا مرید ہوتا - چونکہ بد تھے اسلئے اُنکو مرید کیا تاکہ حالت بدل کر نیک ہو جائین -

گر نبیم نیک مر اکسیم است ۔ این درم قلب ازان سیخرم

اور فرمایا اپنے والد کی روح پاک کی قسم کہ جبتک اللہ تعالے ان لوگونکی رحمت اور مقبولیت کا ضامن نہین ہو جاتا ہے اُسوقت تک مرید نہین کئے جاتے ہین اور اللہ کے پاک بندون کی دل مین اُنکے لئے جگہ پیدا نہین ہوتی ہے -

رحمتیان رستہ اند لعنتیان جستہ اند ۔ ماز پے رحمت این قوم لعین آمدیم

معین الدین پروانہ کا اعتقاد اس رقعہ سی اور بھی بڑہ گیا - محل سی مدرسہ تک پیادہ پا آیا اور معذورت کی اور خادمون کو بہت کچھہ دیا -

حکایت - منقول ہی کہ ایک دن صاحب فخر الدین ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مولانا تو بہت بڑے بزرگ ہین - مگر ضرورت یہ ہی کہ اُنہین مریدون کے حلقہ سے کھینچکر باہر نکال لیا جاوے اور سب مریدون کو تلف کر دیا جائے - مولانا نے جب یہ بات سُنی مسکرائے اور فرمایا مجھے کھینچ سکتے ہین تو کھینچین - پھر فرمایا خدا جانے میری خادمون سے کیون لوگون کو بغض ہی - شاید یہ بد اللہ تعالے کی نظر مین مقبول اور محبوب ہین مینے تمام عالم کو ڈہونڈہا - سب لوگ گویا آلی مین بیٹھہ گئے - یہی میرے مرید اوپر تیر آئے - میرا جسم مریدون کی جان ہے اور میرے مریدون کا جسم تمام عالم کی جان ہی -

حکایت - مولانا کے خدام سی روایت ہے کہ آپکے مدرسہ کی قریب ایک نوجوان سعوداگر

رہتا تھا اور مولانا کا مرید تھا - اسکا ارادہ مصر کے سفر کا تھا مگر دوست آشنا منع کرتے تھے
مولانا کو بھی سفر کا ارادہ معلوم ہوا تو آپنے بھی منع کیا - مگر وہ جوان کسیطرح اس ارادہ سے
باز نہ آیا - ایکدن وہ شب کے وقت شام کی سفر کے ارادہ سے گھر سے نکلا شہر انطاکیہ مین
جا کر کشتی کرایہ کی اور وہاں سے آگے کو چلا - حکم الٰہی سے اُس کی کشتی فرنگستان مین پہنچ گئی -
وہاں وہ پکڑا گیا اور ایک کنوئین مین قید کر دیا گیا - بقدر سد رمق اسکو غذا ملتی تھی - چالیس دن
تک وہان قید رہا - قید کی مدت مین رات دن روتا تھا - اور مولانا کو یاد کرتا تھا - چالیسوین
دن کی شب مین اُسنے خواب مین دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے صبح کو یہہ کافر تجھسے جس امر
کی بابت سوال کرین تو اقرار کرنا کہ مین جانتا ہون اور اس ذریعہ سے قید سے رہائی ہوگی - صبح
کو جب اُسکی آنکھ کھلی اللہ کا شکر ادا کیا اور خواب کے نتیجہ کا منتظر بیٹھا تھا کہ چند فرنگی آئے اور کہا
کہ ہمارا پادشاہ بیمار ہے تو طب جانتا ہے اور علاج کر سکتا ہے یا نہین اُسنے اقرار کیا
اُس کو کنوئین سے نکالا - حمام مین لیجا کر غسل کرایا - اور عمدہ کپڑے پہنائے اور بیمار کے
پاس لے گئے - اُس نے از روے الہام کے سات قسم کے میوے منگائے اُن کا
شربت بنایا اور تین بار مولانا کا نام مبارک دم کر کے بیمار کو پلایا - خدا کی قدرت سے وہ
بیمار دو تین بار دوا پینے سے اچھا ہوگیا - وہ شخص محض جاہل تھا مگر مولانا کی سعادت سے
حکیم ہوگیا -

شیر مرد ہست در عالم مدد کاز مان فغان مظلومان رسد

پادشاہ فرنگ نے جب صحت پائی اُس جوان سے کہا جو چیز مطلوب ہو طلب کرے -
اُس نے کہا بس یہی آرزو ہے کہ مجھے آزاد کر دو تاکہ مین اپنے پیر و مرشد کی خدمت مین
پہنچ جاؤن - اور اپنا سب قصہ بیان کیا - یہ حالات سنکر سب فرنگی مولانا کے نادیدہ
غلام بن گئے - اُسے آزاد کر دیا اور مولانا کے واسطے تحائف روانہ کئے -

وہ جوان جب قونیہ مین آیا۔ پہلی مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپ کو دیکھتے ہی قدمون پر گر پڑا اور دونون قدم گود مین لیکر اُنھین چومتا تھا۔ اور اُن پر منہ ملتا تھا اور روتا تھا۔ مولانا آنکی منہ کو چومتے تھے اور فرماتے تھے اب قناعت اختیار کر۔ تاکہ آیندہ راہ کی دہول اور دریا کی موجون اور قید فرنگ کی مصیبتون کا سامنا نہو۔

حکایت۔ ایکدن مولانا کے خادمون نے آپسے عرض کیا کہ شہر کے امرا۔ اور بزرگ اور مشائخ کی زیارتکو اکثر جاتے ہین۔ مگر تعجب ہو کہ آپکی خدمت مین بہت کم آتے ہین۔ آپنے فرمایا کہ یہہ تعجب کی بات نہین ہو۔ اگر یہ اُنھین یہان آنے دون تو میرے شیدا اور میری مریدونکو جگہہ نہ ملے۔ دوسرے دن علی الصباح شہر کے سب امیر صاحب فخر الدین معین الدین پروانہ جلال الدین مستوفی۔ امین الدین میکائیل۔ تاج الدین معتبر۔ خطبی کی اولاد۔ بہاء الدین بادشاہ سواحل۔ بوالدین ولد حجا۔ اور مجد الدین آتابک وغیرہ آئے۔ مدرسہ کا چبوترہ اسقدر بھر گیا کہ خادمونکو جگہ نہ ملی۔ اور تمام مرید باہر چلے گئے۔ اُسوقت مولانا نے بہت سی معارف اور حقائق بیان فرمائے۔ اور آپنے اپنے خادمون کی طرف ذرا التفات نہین کیا۔ خدام کو بیحد رنج اور الم تھا۔ جب سب امرا چلے گئے خدام روتے ہوے مولانا کی قدمون پر گر گئے اور عرض کیا کہ آجکی صحبت سے ہم محروم رہے۔ آپنے تمکی دلجوئی کی اور فرمایا انما الصدقات للفقراء والمساکین (صدقات صرف فقرا اور مسکینون کیلئے ہین) معارف و اسرار فی الحقیقت خادمونکا حصہ ہی اور ہماری مریدونکے صدقے مین اور لوگون کو بھی فیض پہنچ جاتا ہو جیسی کہ بکری کا دودہ اُسکی بچے کی طفیل مین اورونکو ملتا ہے۔ یا مرہی فقط مریدونکے اُس خیال اور اسرار کیوجہ سے واقع ہوا اگر امرا ایسی صحبت مین آ نکلین تو تم لوگ محروم رہوگے۔ اِسلئے دعا کرو کہ امرا مخلوق کی کامون مین مشغول رہین اور درویشونکے اوقات مین مخل انداز نہون تاکہ یہہ رزق حلال اور نور الٰہی

سلہ اصل کتاب مین یون ہی لکہا ہے۔ نام پڑہا نہین گیا۔

خاص درویشون کے حصہ مین رہی۔

حکایت۔ ایکروز مولانا کے سامنے شیخ ضیاءالدین قاری ہفت قرأت خوان نے سورۂ والضحیٰ پڑہی۔ ضحیٰ وغیرہ کی یے کو بجائے کہڑا پڑہنے کے آخر سورت تک امالہ کیساتہہ ضحِی تُغشِی پڑہا۔ مولانا نے فرمایا گویہ درست ہی مگر اسکی ایسی مثال ہی کہ ایک فقیہ طوس سے آیا۔ ایک نحوی نے دریافت کیا آپ کہان سی آئے۔ فقیہ نے کہا من طیس (طوس کو طیس کہا) نحوی نے کہا عمر بہر مین مینے یہہ نام کسی شہر کا نہین سنا۔ فقیہ نے کہا یہہ تو نہین معلوم کہ من حرف جر ہی۔ جب وہ طوس پر آیا اُسکو طیس کر دیا۔ نحوی نے کہا یہ تو معلوم ہے کہ من حرف جر ہی مگر یہ نہین معلوم تہا کہ وہ کسی شہر کو ویران بہی کر دیتا ہے۔ قاری اُسیوقت مرید ہو گیا۔

حکایت۔ اسیطرح مولانا کے خادمون سی روایت ہی کہ ایک روز اثنای تقریر مین مولانا نے فرمایا کہ ایک نحوی کنوین مین گر گیا تہا۔ ایک درویش کامل کا اُسطرف گزر ہُوا۔ درویش نے آواز سی کہا رسی اور ڈول لاؤ۔ تاکہ نحوی کو کنوین سی نکالون۔ نحوی نے کنوین مین سی کہا کہ یہہ رسی اور ڈول کہان جو آپ مانگ رہی ہین درویش نے کہا اچہا تم کنوین مین بیٹہے رہو جب مین نحو سیکہہ لونگا تو تمہین نکالونگا یہ کہکر درویش چلا گیا۔ پہر مولانا نے فرمایا کہ اب جو گروہ اپنی طبیعت کے کنوین مین قید ہی ہمیشہ اپنی کمالات پر ناز کرتا ہی جبتک اپنے اُن خیالات باطلہ کو ترک نکرین اور اولیاء اللہ کی اطاعت نکرین۔ اُس کنوین سی نہین نکلسکتے اور مقصود اصلی کو نہین پا سکتے۔

حکایت۔ منقول ہے کہ شیخ صلاح الدین کا مرید ایک دولتمند تاجر تہا اور مولانا سی بہی زیادہ محبت رکہتا تہا۔ اُسکا یہ ارادہ ہُوا کہ استنبول کا سفر کرے شیخ صلاح الدین کیساتہہ مولانا کیخدمت مین اجازت اور دعا کیواسطی حاضر ہُوا۔ جسوقت اُسنے مولانا کی ہاتہہ چومی۔ مولانا نے فرمایا استنبول کے قریب ایک آباد قریہ ہی۔ وہان ایک راہب

خانقاہ مین رہتا ہے اور خلائق سے نہین ملتا ہی۔ وہان جاکر اُس سے میرا سلام کہنا اور مزاج پوچھنا
غرض وہ سوداگر استنبول کو گیا۔ جب اُس قریہ مین پہنچا حال دریافت کرکے راہب کی صحبت
مین بھی گیا۔ ادب کیساتھہ جب خانقاہ مین آیا دیکھا کہ ایک کونے مین کوئی شخص سر جھکائے
بیٹھا ہی اور اُسکے سیاہ جسم سے انوار چمک رہے ہین۔ مثل ہو کہ نور سیاہی مین ہوتا ہی۔ یہ حالت دیکھکر
سوداگر بیخود ہوگیا۔ تاجر نے مولانا کا سلام کہا راہب فوراً کھڑا ہوگیا اور کہا علیکم السلام
اور اُنپر سلام جو اللہ کے پاک بندے ہین پھر دیر تک سجدے مین پڑا رہا۔ تاجر نے دوسری نظر
نظر کی تو مولانا کو اُنکے خاص لباس اور پگڑی کیساتھہ مراقبہ مین بیٹھا ہوا پایا۔ تاجر کی
حالت دگرگون ہوگئی۔ ایک چیخ مارکر گر گیا۔ تھوڑی دیر مین جب ہوش آیا۔ راہب نے
اُسکی تسلی کی اور کہا کہ اگر اللہ کے خاص بندون کا محرم اسرار بن جائیگا تو تو بھی کامل ہوجائیگا
آخر راہب نے استنبول کے بادشاہ تکفور کے نام ایک خط اِس مضمون کا لکھا کہ یہ
تاجر ہم سے تعلق رکھتا ہی اُسکی جانبداری کرنی چاہئے تاکہ راہ کے سپاہی اور عامل اُسے ایذا
نہ پہنچائین۔ یہ خط لیکر تاجر استنبول مین پہنچا۔ بادشاہ کو خط دیا۔ دربار شاہی سے اُسکی پوری
معاونت ہوئی۔ واپسی مین وہ تاجر پھر راہب کیخدمت مین گیا۔ راہب نے کہا میری جانب
سے مولانا کے حضور مین تسلیم و نیاز عرض کرنا اور یہ کہنا کہ اِس محتاج کو اپنی عنایت سے فراموش
نہ فرمائین۔ ایک مدت کے بعد سوداگر قونیہ مین آیا اور سب واقعہ شیخ صلاح الدین سے عرض کیا
اُنھون نے فرمایا کہ اولیا کی بابت جو کچھ کہو سب حق ہی۔

ہرچہ از اولیا گویند ارزقنی و وفقنی ہرچہ از انبیا گویند آمنا وصدقنا

اور کہا کہ یہ واقعہ ہر ایک کے سامنے بیان نہ کرنا۔ پھر شیخ صلاح الدین اُس تاجر کو لیکر مولانا
کیخدمت مین حاضر ہوئے تاجر نے راہب کا سلام عرض کیا مولانا نے فرمایا ذرا غور سے دیکھو
تاجر نے یہ دیکھا کہ وہ راہب جسطرح اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تھا اُسیطرح مدرسہ کی جماعت خانہ مین

بیٹھا ہوا ہے۔ تاجر چلایا۔ اور کپڑے پھاڑ ڈالے۔ مولانا نے اسکو سینہ سے لگایا۔ اور فرمایا ان بھیدونکو غیر سے نہ کہنا۔

تا نگوئی سر سلطان را بکس　　تا نریزی قند را پیش مگس

گوش آن کس نوشد اسرار جلال　　کو چو سوسن صد زبان افتاد و لال

اس تاجر نے تمام مال مولانا کے مریدوں پر تصدق کر دیا۔ سماع کی مجلسیں کیں خرقہ درویشی پہنکر دنیا کے کاموں سے فارغ ہو گیا۔

حکایت۔ ایکروز مولانا **مرام کی مسجد** سے شہر کو آتے تھے۔ راہ میں ایک راہب ملا مولانا نے فرمایا کہ تو بڑا ہے یا تیری داڑھی۔ اُسنے عرض کیا میں بیس برس کا تھا کہ داڑھی نکلی اسلئے میں بڑا ہوں۔ مولانا نے فرمایا۔ داڑھی بیچاری دنیا میں بعد کو آئی اور سفید ہو گئی۔ تو اُس سے پہلے آیا۔ مگر ہنوز سیاہ اور خام ہے۔ اگر تیری حالت نہ بدلے اور تو پختہ نہو تو تجھپر سخت افسوس ہے۔ راہب نے اُسی وقت زنار توڑ ڈالا اور مسلمان ہو گیا۔

حکایت۔ اسیطرح ایکبار راہ میں مولانا کو کچھ سیاہ پوش کافر ملے۔ آپکے خادموں نے انہیں دیکھکر کہا کیسے لوگ سیاہ دل اور ناپاک ہیں۔ مولانا نے فرمایا انسے زیادہ سخی عالم میں کوئی نہیں ہے۔ اسلئے کہ دنیا میں دین۔ اسلام۔ طہارت۔ عبادت سب ان لوگوں نے ہم پر تصدق کر دی ہے۔ اور آخرت میں انکو نہ بہشت کا قیام دائمی۔ اور نہ حور وقصور اور دیدار الٰہی نصیب ہو گا۔ اللہ کے حکم سے وہ ان سے جدا ہے۔ گو یہ لوگ اسقدر تاریکی اور عذاب دوزخ کے باعث ہو رہے ہیں لیکن جسوقت عنایت الٰہی کا آفتاب انپر طلوع کریگا فوراً نورانی اور سفید ہو جائینگے

کافر صد سالہ اگر بیندت　　سجدہ کند زود مسلمان شود

جب وہ لوگ مولانا کے نزدیک آئے۔ مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صدق دل سے مسلمان ہو گئے۔ مولانا نے خادموں کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا۔

اندرین زہر تریاق آن حفی　　کرد تا گویند ذو لطف الخفی

اسد تعالےٰ سیاہی کو سفیدی مین نہان کرتا ہے اور سفیدی کو سیاہی مین جگہ دیتا ہے

حکایت- مولانا کے مرید واصل مولانا اختیارالدین فقیہ رحمۃ اسد علیہ روایت کرتے ہین کہ جمعہ کیدن جامع مسجد مین مجھے دیر ہوگئی- مولانا نے کئی بار یاد کیا- جب مین حاضر ہوا- فرمایا آج ہمارے دوستو نکو کیا امر مانع تہا کہ دیر مین آئے- مینے عرض کیا کہ خجند کی واعظ منبر پر لوگون کو وعظ و نصیحت کر رہے تہے- مین بہی خوف و وحشت مین مبتلا تہا اسلئے نہ آسکا مولانا نے کہا- آخر کس قسم کی گفتگو تہی- کیا کہا اور کہان کا نشان دیا- مینے عرض کیا بیان یہ تہا کہ اسد کا شکر ہے کہ ہمین کافرون کے گروہ مین پیدا نہین کیا- اور ہمین اُسنے بہتر کیا اہل مسجد سب گریہ وزاری کرتے تہے- مولانا نے شکر خند کر کے فرمایا- واہ کیا بیچارہ گمراہ اور گمراہ کرنیوالا ہے کہ اپنے آپکو کافر وںسے مقابل کرتا ہے- اور اُنسے بہتر ہونے پر خوش ہوتا ہے- اگر مرد ہے تو آئے اور انبیا و اولیاء کے ساتھہ مقابلہ کرے تاکہ اُسے اپنا نقصان اور مردان خدا کا کمال ظاہر ہو-

فراز کنگرۂ کبریاش مرغانند فرشتہ صید و پیشہ شکار و یزدان گیر

حکایت- ملک الادبا حسام الدین معروف بہ آئینہ دار سیواسی رحمۃ اسد علیہ مولانا علاءالدین آماسیہ سے جو مولانا روم صاحب کی بڑے خلیفہ تہے نقل کرتے ہین کہ بدرالدین تبریزی مولانا کے مزار کی معمار کو طرح طرح کی کمالات مثل نجوم- ہندسہ- کیمیا- سیمیا- تحلیل- نیرنجات- اور سحر وغیرہ حاصل تہے- ایکدن وہ مولانا روم صاحب کے خادمون سے بیان کرتے تہے کہ مین ایک دن مولانا کے ساتھہ حسام الدین چلپی کے باغ مین تہا- رات کو اول وقت سے آخر رات تک برابر سماع ہوتا رہا- بعد اسکے مولانا نے سماع موقوف کرا دیا- تاکہ خادم تہوڑی دیر آرام کرلین- ہر شخص میدان مین علیحدہ علیحدہ جاکر لیٹ رہا- مین بہی ایک جگہہ جاکر لیٹا- اور سونیکا ارادہ کیا- مگر کن انکھیون سے یہ بہی دیکہتا جاتا تہا کہ مولانا کیا کرتے ہین- مولانا تجلیات قدس مین مستغرق اور حیران تہے- مجہ کو یہ خیال ہوا کہ حضرت موسی جیسے- ادریس- سلیمان- لقمان- خضر اور کل پیغمبر علیہم السلام کے ہزارون معجزے تہے- کوئی کیمیا بناد یتا تہا- کوئی عصا کا اژدہا کر دیتا تہا- کوئی فولادی زرہ بنا تا تہا- اولیائے کرام کے بہی خوارق عادات

رکن الدین بیچارے کو گلا گھونٹ کر لوگ مار رہے تھے۔ اسوقت وہ میرا نام لیتا تھا۔ حکم الٰہی
تھا ہنوز اسلئے قصداً سرنا کو کان کے پاس بجوایا تاکہ اُسکی آواز میرے کان میں نہ آتی
لیکن عالم آخرت میں اسکی حالت اچھی ہوگی۔

حکایت۔ منقول ہے کہ مذکورہ بالا واقعہ سے قبل ایک روز مولانا سماع میں تھے۔ اول شب سے
آدھی رات تک مولانا کو وجد تھا۔ مولانا حسام الدین چلپی سو رہے تھے۔ مولانا روم صاحب
نے اپنی قبا اُتار کر حسام الدین چلپی کے سر کے نیچے رکھ دی تاکہ آرام سے رہیں۔ حسام الدین چلپی اسوقت
کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے۔ اس حالت میں یہ دیکھا کہ ایک بڑا مرغ آیا۔ اور مجھے اٹھا کر اسقدر بلند
ہوا۔ تمام دنیا ایک رائی کے دانے کی برابر نظر آنے لگی۔ پھر وہ مرغ بلندی سے اُتر کر مجھے ایک نہایت
سر سبز پہاڑ پر لیگیا۔ اور پہاڑ کا سر آدمی کے سر کیطرح تھا۔ پھر اُس مرغ نے مجھے ایک تلوار دی
اور کہا کہ اللہ تعالےٰ کا یہ حکم ہے کہ اِس پہاڑ کی گردن اڑا دو۔ میں نے اُس مرغ سے دریافت کیا
کہ تم کون ہو۔ اُسنے کہا میں ناموس اکبر جبرئیل امین ہوں۔ پھر میں نے پہاڑ کا سر کاٹ ڈالا اور وہ
مرغ وہاں سے مجھے پھر اپنی جگہ پر لے آیا۔ جسوقت میں نے آنکھ کھولی تو مولانا روم صاحب میرے
پاس تشریف لائے اور فرمایا تمہاری خواب کی تعبیر آج ہی ظاہر ہو جائیگی۔ چنانچہ
اُسی روز سلطان رکن الدین نے سماع کی مجلس کی تھی۔ اور شیخ بابا مرندی کی بیعت اور فرزندی
کا اقرار کیا تھا۔ حسام الدین چلپی فرماتے ہیں کہ جسوقت مولانا روم صاحب مجلس سے یہ کہکر اٹھے
کہ ہم اب دو فرزند تلاش کرلینگے تو میں نے دیکھا سلطان رکن الدین کی دھڑ پر سر نہیں ہے یہ حالت
دیکھکر میں نے مولانا صاحب کیطرف دیکھا۔ آپنے فرمایا۔ تمہاری خواب کی تعبیر یہ ہے۔

حکایت۔ شیخ محمود نجار رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز مولانا صاحب
حقائق و معرفت بیان فرما رہے تھے۔ تمام اصحاب حاضر تھے۔ ناگاہ حضرت شمس الدین تبریزی
رحمۃ اللہ علیہ آئے۔ مولانا نے فرمایا آؤ آؤ خوب آئے۔ اتنیک تو ہم خدا کی باتین کہتے تھے

اور تم سُنتے تھے لیکن اب خدا سی بیواسطہ سنو گے۔ پہر فرمایا کہ ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہی کہ اللہ تعالے اپنی بندونکا بلاواسطہ شیخ ہوگا۔ اور کل افعال اور اوراد و اطوار شیخ حقیقی سی سرزد ہونگے۔ سب سے زیادہ عجیب یہ بات ہے کہ وہ شیخ بہی ہے اور مرید بہی۔ اور یہ شعر پڑہا۔

آن بادشاہ اعظم دربستہ بود محکم ۔۔۔ پوشید دلق آدم امروز بر در آمد

حکایت ۔شیخ محمود بیان کرتے ہین کہ معین الدین پروانہ نے شیخ صدرالدین قونوی کی خانقاہ مین مجلس کی۔ مولانا صاحب بہی تشریف لائے۔ جب سماع شروع ہوا۔ مولانا صاحب کے شور اور وجد سی ایک قیامت برپا ہوگئی۔ مولانا پر حالت استغراق طاری ہوگئی۔ کمال الدین امیر محفل معین الدین پروانہ کے پیچھے کہڑا تہا۔ وہ آہستہ کسی کی کہنے لگا کہ مولانا بہی عجیب آدمی ہین۔ عوام اور اکثر مزدوری پیشہ مولانا کی مرید ہین اعیان شہر۔ اور فاضل بہت کم انکی پاس آتی ہین۔ کوئی درزی۔ بزاز۔ یا بقال ہو آپ اُسے مرید کرلیتے ہین۔ مولانا نے اُسیوقت سماع مین ایک ایسا نعرہ مارا کہ اکثر آدمی ٹہر اگئے اور فرمایا منصور دہنیا اور ابوبکر بڑہئی تہی۔ مگر اُنکے پیشہ نے کوئی نقصان علم معرفت کو نہین پہنچایا۔ ورنہ اُنکے نام کیساتہ رحمتہ اللہ علیہ کیون کہتی۔

حکایت ۔معین الدین پروانہ نی اپنی محل مین سماع کا جلسہ کیا اور مولانا کو بلایا۔ آپ تشریف لیگئی۔ شاہی محل کے دروازے پر کہڑی ہوگئی۔ جب سب خادم اندر تشریف لیگئی۔ اُنکے بعد آپ بہی آئی۔ سماع کی بعد لوگ مستغرق ہوگئی۔ آپ رات کو بہی وہین رہے معین الدین نے نہایت خلوص سے خدمت گزاری کی اور کہتا تہا۔ کہ میری کہان ایسی قسمت کہ آپ جیسا شہنشاہ میرا مہمان ہو۔ حسام الدین چلپی نی مولانا سی دریافت کیا کہ آپ دروازہ پر اسقدر دیر تک کیون ٹہرے رہے۔ فرمایا کہ اگر مین اول آجاتا تو دربانی بعض میری جاہ دوستونکو روکتا۔ اور وہ میری صحبت سے محروم رہتی۔ جب سُنیا ہی

مین ہم اپنے دوستون کو امرا اور وزرا کے گہر تک نہ پہنچا سکین تو عاقبت مین ہمسے کسیکو کیا اُمید ہو سکتی ہے۔

حکایت - ایکروز مولانا نے ایک قاتل کی سفارش مین معین الدین پروانہ کو رقعہ لکہا۔ قاتل قتل کے بعد ایک شخص کے گہر مین چہپا ہوا تہا۔ پروانہ نے جواب مین لکہا کہ یہ اور طرحکا کوئی قضیہ نہین ہے بلکہ خون کا معاملہ ہے۔ آپنے تحریر لکہا کہ خونی کو ولد عزرائیل لکہا ہے۔ اگر وہ خون نکرے اور لوگون کو قتل نکرے تو اوسکا کیا ہے پروانہ نے اُسکو رہائی دلادی۔ اور مدعیون کو خون بہا دیکر راضی کر دیا۔

حکایت - مولانا شمس الدین ملطی کہتے ہین کہ ایک روز اثنائے صحبت مین مولانا نے فرمایا کہ مین شمس الدین کو بہت دوست رکہتا ہون لیکن اسمین ایک عیب ہے۔ ایسا ہوا کہ اتنے مین تہا لے وہ بہی دور کردیگا۔ مین قدمون پر گر گیا اور عرض کیا وہ کیا عیب ہے فرمایا تو صورت مین خدا کو تصور کرتا ہے۔ اور اُس خیال مین مبتلا رہتا ہے۔

چون بسے ابلیس آدم روی ہست	پس بہر دستے نہ باید داد دست
چون ترا آن چشم باطن بین شود	پیرہم بےشک ابسر وقت رسد

مینے اُسیوقت توبہ کی اور مولانا کے صدیقوں مین داخل ہوگیا۔ اور درحقیقت میرا یہ حال تہا کہ تمام اکابر اور درویشون کیخدمت مین پہرا کرتا تہا۔ اور ہر ایک سے مدد طلب کرتا تہا۔ مولانا کی برکت سے حقیقت کو ایک جگہ معین دیکہ لیا۔ اُسروز مولانا یہہ شعر بار بار پڑہتے تہے اور مجہہ دوستنے فرمایا اسے یاد رکہو۔

درین بازار عطاران مرو ہرسو چو بیکاران	بدکان کسے بنشین کہ در دکان شکر دارد

حکایت منقول ہے کہ ایکروز مجلس مین معرفت بیان فرما رہے تہے اُسی بیان مین فرمایا کہ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بات فرمائی اور بہت لطف کی بات ہے یعنی آپنے فرمایا کہ مین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس

سبب سے ایمان نہین لایا ہون کہ آپنے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا یا پتھر اور نباتات کو گویائی عطا کی بلکہ ایمان اسلئے لایا ہون کہ حضور رسول مقبول نے اپنے کمال حکمت سے تمام اُمت پر اسکو حرام کر دیا جو کام کہ بامزہ اور بالذت ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو خود کرتے اور لوگونکو ترغیب بھی دیتے۔ مگر آپ تو اللہ تعالیٰ کے شاگرد خاص تھے جو کچھ اللہ تعالیٰ سے سُنا وہی فرمایا اور وہی کیا۔ ترک این شرب ار بہ گوئی یک دو روز درکنی اندر شراب خلد نور

چونکہ اغلب بد بدید و ناپسند بر ہمہ مے را محرم کردہ اند

حکایت اصحاب کرام مولانا کے روایت کرتے ہین کہ آپ ایکروز معین الدین پروانہ کے مکان پر عجیب وغریب معانی اور معارف بیان فرماتے تھے۔ اُسی تقریر مین فرمایا کہ حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مال اور دولت کی کثرت کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین شکایت کی اور عرض کیا جسقدر زیادہ زکوٰۃ اور صدقہ دیتا ہون مال مین اور ترقی ہوتی ہے دنیوی کار وبار کیوجہ سے پوری فرصت نہین ملتی اور جان کی پیدائش اور دین کی رونق فقر مین ہے حضور اس کا کچھ علاج فرمائین حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای عثمان اللہ تعالیٰ کا شکر چھوڑ دو اور کفران نعمت اختیار کرو بہت جلد افلاس آجائیگا اور برکت اُٹھہ جائیگی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد اور اُسکا شکر تو میری جان کا مونس ہے۔ اور اُسکی ایسی عادت ہوگئی ہے کہ ترک نہین کر سکتا شاہنشاہ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا کلام مجید مین نہین پڑھا ہے کہ اگر شکر کروگے تو زیادہ دونگا۔ اور ناشکری کیواسطے عذاب سخت ہے۔

شکر نعمت نعمت افزون کند کفر نعمت از کفت بیرون کند

زانکہ شاکر را زیادت وعدہ است آن چنانکہ قرب مزد سجدہ است

اور ارشاد ہوا کہ ای عثمان تمہارے مال اور دولت مین کبھی کمی نہین ہوگی حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ نے اِس بشارت کی خوشی مین تین سو اونٹ اور تین سو غازیون کے واسطے سامان جنگ جہاد کیلئے دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اُٹھا کر دعا کی کہ اللہ تعالے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مال و دولت مین برکت دے۔ مولانا روم صاحب نے اِس حکایت کو بیان کرکے فرمایا کہ اللہ تعالے کا شکر ہے کہ اِس زمانہ مین امیر معین الدین پروانہ بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کیطرح اللہ تعالی کے انعام کا شکر کرتا ہے علما۔ فقرا۔ اور عرفا کی خدمت گزاری مین مصروف ہے اور تمام رعایا کے حقوق کی حفاظت اپنے اوپر واجب جانتا ہے۔ اکثر دلون کے کعبہ کا طواف کرتا ہے۔ اور اولیا کے عرفات مین دوڑتا ہے۔ اُنکی توجہ اور برکت سے جو ارادہ کرتا ہے پورا ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ نعمتین حاصل ہوتی ہین۔ جسقدر وہ شکر کے ادا کرنے مین زیادتی کریگا۔ روز بروز افزونی ہوگی معین الدین اپنے حقمین یہ الطاف دیکھکر مولانا کے قدم بار بار چومتا تھا اور سجدہ شکر ادا کرتا تھا۔ اِس خوشی مین دو ہزار دینار کے قریب شہر کے علما اور مشائخ کو تقسیم کئے۔ اور شہر کے فقرا اور یتیمونکو جوڑے دئیے۔

حکایت ۔ فقیر متکلم معروف بہ شمس الدین معلم (مؤلف کتاب ہذا) کہ مولانا کے خاص خدمت گزارون مین سے ہے عرض کرتا ہے کہ ایکدن مولانا صاحب نے اپنے خدام سے فرمایا کہ بادشاہ جن وانس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالے کا نور مبارک مومن کے دلمین آتا ہے تو وہ دل کہل جاتا ہے اور فراخ ہوکر پر لطف صحرا کیطرح وسیع ہوجاتا ہے اور دل اسطرح کہلتا ہے جس طرح دریا مین پتہر ڈالو۔ تو پانی پہٹ جاتا ہے۔ اصحاب نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر شومی طبیعت اور فساد دنیوی کیوجہ سے آنکہین روشن نہون اور دل کے فراخ ہونیکی حالت نہ دیکھ سکے تو اُسکی شناخت کی اور بہی کوئی صورت ہے۔ حضور سرور عالم نے فرمایا کہ قلب کے فراخ ہونیکی

یہ نشانی ہے کہ تمام سامان دینوی اور لذات دنیا کی طرف سے دل بالکل سرد ہوجائے اور بغیر کسی سبب اور وجہ کے دینوی دوست اور آشناؤن سے بیگانہ ہوجای۔

منقول ہے ۔ کہ ایک دن مولانا صاحب چبوترے مین کھڑے تھے۔ شہر کی سب خلائق گرد جمع تھی اور آپ نماز شام تک معارف بیان فرماتے رہے۔ جب رات ہوئی شہر کے کتے آپکے گرد جمع ہوگئے۔ آپ انکی طرف بار بار دیکھتے تھے اور معارف بیان کرتے تھے۔ کتون کی یہ حالت تھی کہ دُم ہلاتے تھے اور قون قون کرتے تھے۔ مولانا نے اسوقت فرمایا باللہ العلی العظیم القوی القاہر الذی لا قادر ولا قاہر فی الوجود الاھو کہ یہ اصحاب کہف کے کتے کے رشتہ دار ہین۔

گر دگر عشقے بنودے کلب را ۔۔۔ کے بجستے کلب کہف قلب را
آن سگے کہ باشد اندر کوی او ۔۔۔ موے شیران کے وہم یک موی او
آن سگے کہ گشت در کویش مقیم ۔۔۔ خاکپایش بہ زہ شیران اعظیم
شاہ سر شیران عالم جملہ پست ۔۔۔ چون سگ اصحاب را بر دند دست

اور فرمایا کہ اس مسجد کی در و دیوار بھی اسرار الٰہی کو سمجھتی ہین۔

چشم کوتاہ کہ جانہا بنید ۔۔۔ سر برون کردہ از در و دیوار
در و دیوار قصہ گویانند ۔۔۔ آتش و آب و خاک قصہ گزار

یک بیک اسوقت پانی برسنے لگا۔ مولانا نے فرمایا۔

بیائید بیائید کہ دلدار رسید ست ۔۔۔ بیائید بیائید کہ گلزار دمید است

پہر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی خاص عنایت سے اسوقت صدقہ عطا کیا تہا۔ ہمارے صدقہ خوار (یعنی خادم) کہان ہین۔ سب خادمون نے قدمون پر سر رکھہ دیا۔

روایت ۔ حضرت سراج الدین مثنوی خوان طیب اللہ ثراہ کہ مولانا کے اعلیٰ خادمون مین سے ہین اور حضرت حسام الدین چلپی کی عنایت سے تربیت پائی یہ بیان

کہتے ہین کہ ایکروز مولانا صاحب نے اس آیت کے معانی مین بیان فرمایا انہم یرونہ بعیدا ونریہ قریبا (یہ لوگ تو روز قیامت کو بعید از قیاس یعنے محال سمجھتے ہین ہمارے نزدیک نہ صرف ممکن بلکہ قریب الوقوع ہے)۔

کہ اللہ تعالیٰ کی سرمہ دانی ایسی نہین ہے کہ جو کوئی چاہے اُس سے سرمہ لگا کر علمِ غیبی اور اسرارِ آلٰہی پر مطلع ہو جائے بلکہ جسپر خاص عنایت ہوتی ہے اُسکو یہ سرمہ ملتا ہے بے عنایات حق و خاصان حق۔

گر ملک باشد سیاہستش ورق ٭ بے عنایت کے کشاید چشم را۔　　بے عنایت کے نشاند خشم را

پہر فرمایا کہ مرید کو چاہیے کہ شیخ کی نظر مین یا نور ہو جائے یا دور ہو جائے۔

نور خواہی مستعد نور باش　　دور خواہی خویش بین و دور باش

روایت۔ حضرت مولانا سراج الدین مثنوی خوان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہین کہ ایک دن مین حضرت حسام الدین چلپی کے باغ مین گیا اور پگڑی مین پہول بہت سے گلاب کے مولانا صاحب کیواسطے باندہ کر لایا۔ مولانا صاحب حسام الدین چلپی کے مکان مین تہے اور مجھی خبر تہی جب مکان مین گیا تو دیکہا مولانا کے بہت سے خادم جمع ہین اور خود مولانا صاحب مکان کے صحن مین پہر رہے ہین اور لطائف و معارف نظم و نثر مین بیان فرماتے جاتے ہین اور خادم لکہتے جاتے ہین مجہے مولانا کی دہشت سی پگڑی کے بالکل یاد نہ رہے۔ اور بہت فاصلہ پر فرش کے کنارے بیٹہہ گیا مولانا نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا جو شخص حلوائی کی دوکان پر جاتا ہے ایک مٹہی حلوا لاتا ہے فورًا پہول یاد آ گئے۔ اور سب پہول آپکے قدمون مین ڈالدئے۔

روایت مولانا سراج الدین کہتے ہین کہ ایک روز مولانا نے فرمایا کہ کل مخلوق ایک ہی آدمی کے اجزا ہین۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون (اے اللہ میری قوم کو ہدایت کر وہ ناسمجہہ ہین۔) گویا کل قوم ایک ہی

اجزا ہین۔ اور جہان جز نہو گا وہان کل کیونکر ہو سکتا ہے۔

جزو درویشند جملہ نیک و بد ؎ ہر کہ نبود اینچنین درویش نیست

روایت۔ ایکدن معین الدین پروانہ نے حضرت سلطان ولد سے بمنت عرض کیا کہ آپ جناب مولانا کو آمادہ کرین کہ وہ خلوت مین کچھ معارف مجھی تلقین فرمائین۔ سلطان ولد نے جناب مولانا سے عرض کیا۔ آپنے فرمایا سلطان ولد جس ڈولکو چالیس آدمی کھینچ سکتے ہین اُسکو ایک آدمی کیونکر کھینچیگا۔ سلطان ولد دم بخود ہو گئے اور عرض کیا کہ اگر اسقدر گزارش نہ کرتا۔ تو راز کسطرح سُنتا۔ اسی طرح دوسری بار معین الدین پروانہ نے سلطان ولد سے درخواست کی کہ آپ سفارش کرین تاکہ مولانا وعظ فرمائین۔ قونیہ کے سب بزرگ مشتاق ہین۔ سلطان ولد نے یہی درخواست پیش کی مولانا نے فرمایا کہ جسوقت ایک میوہ دار درخت کی شاخین میوہ کے بوجہ سے زمین پر ٹوٹی رہی تہین اُسوقت ان لوگون نے باغبان کی نعمت کی کچہ قدر نکی اور اُس میوہ سے فائدہ حاصل نہین کیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر نہ ادا کیا۔ اب تو اُسکی شاخین سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئی ہین کیونکر وہان تک پہنچینگے اور کسطرح اُس میوے کی لذت حاصل کرینگے۔

روایت۔ سلطان ولد سے روایت ہے کہ ایکدن معین الدین پروانہ نے مولانا سے عرض کیا کہ نصیحت مجھے کیجئے۔ آپ تہوڑی دیر خاموش رہے۔ اور پہر سر اُٹھا کر فرمایا معین الدین مین سنا ہے کہ تجھی قرآن حفظ ہے اُسنے عرض کیا بجا ہے۔ پہر فرمایا سُنا ہے تو نے جامع اصول احادیث کو شیخ صدر الدین سے پڑہا ہے اُسنے عرض کیا درست ہے پہر فرمایا کہ جب اللہ اور رسول کے کلام کو پڑہتا ہے اور اُسکو اچہی طرح جانتا ہے اور بحث اور مباحثہ کرتا ہے تب بہی اُن کلمات سے تجھی نصیحت حاصل نہین ہوتی اور ایک آیت و حدیث کے موافق بہی عمل نہین کرتا پہر بہلا میری کیا سنیگا اور کیا پیروی کریگا معین الدین یہ سنکر روتا ہوا چلا گیا اور اُس روز سے عدل و احسان مین کوشش کی اور ایسی خیرات کی کہ یگانہ وقت ہو گیا۔

حکایت - ثقہ اصحاب کا بیان ہے کہ مولانا کے عہد مین جسقدر عالم و فاضل علما تھے وہ متفق ہوکر قاضی سراج الدین ارموی کیخدمت مین گئے اور کہا کہ مخلوق کا میل راگ اور رباب کی طرف ہوگیا ہے - اور عالمون کے رئیس اسوقت مولانا روم ہین اور سند شرع ہر گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام ہین - اسصورت مین ایسی بدعت نہایت نامناسب ہے - اور امید ہے کہ عنقریب یہ قاعدہ موقوف اور منہدم ہوجائیگا قاضی سراج الدین نے جواب دیا کہ مولانا مرد مردانہ ہے اور اللہ تعالے کیطرف سے اسکی مدد ہے - اور وہ ظاہر مین بھی اپنا مثل نہین رکھتا ہے - اسنے الجھنا ٹھیک نہین وہ جانے اور اسکا خدا جانے - مگر چند بوالفضول لوگون نے - فقہ - خلاف - منطق حکمت - علم نظر - معانی - بیان - تفسیر - نحو - صرف - طب - اور طبعیات - و الٰہیات کے کٹھن مشکل مسئلے ایک کاغذ پر لکھے اور ایک ترک فقیہ کو دیدیئے تاکہ وہ مولانا سے جواب حاصل کرلے - وہ ترک دریافت کرتا ہوا مولانا کے پاس آیا اسوقت مولانا سلطانی دروازہ پر خندق کے کنارے ایک کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے - ترک نے وہ اجزا مولانا کو دیئے آپنے ان اجزا کو نہین دیکھا - اور اسیوقت قلم دوات لیکر جواب ہر مسئلہ کا خوب تفصیل سے لکھدیا علاوہ بریں کل مسائل کے جوابات کو کچھ اس ترکیب سے مخلوط کیا کہ وہ ایک بالکل نیا مسئلہ بن گیا اسکو بھی لکھدیا - سارے شہر کے علما ان جوابون کو دیکھکر حیران رہ گئے اور کچھ بن نہ پڑا - آپنے اپنے جوابون کے آخر مین یہ مضمون بھی لکھا تھا کہ علمائے کرام کو واضح ہو کہ مینے دنیا کی ہر طرح کی خوشیان اور نقد و جنس اور مدارس و خانقاہین آپ لوگون کے لئے چھوڑ دی ہین انمین سے مینے کوئی منصب اپنے لئے نہین رکھا - اور بالکل دنیا اور مافیہا سے قطع نظر کرلی ہے تاکہ آپ لوگ اچھی طرح عیش و عشرت مین رہین - اور دنیوی تکلفات کو اپنی ذات سے دور کرکے مین ایک کونے مین بیٹھ گیا ہون رباب جو ایک حرام چیز کہی جاتی ہے - اور جس کی آپ لوگ نفی کر رہے ہین

اگر آپ کے کام مین آسکتا تو مین ضرور اُس سے بہی دست کش ہو جاتا اور اُسکو بہی
ائمہ دین پر نثار کر دیتا۔ چونکہ وہ ایک نہایت ناچیز اور حقیر ہے اور آپکی کسی کام کا نہین
ہے اِسلئے رباب مغریب کی توقیر کی اور غریب نوازی مردوان کا کام ہی ہے۔ اسی
وقت مولانا نے یہ غزل شروع کی۔

ہیچ میدانی چہ میگوید رباب ... زاشک چشم و زجگرہاے کباب

سب علما نہایت نادم ہوئے اور قاضی سراج الدین کے سامنے توبہ کی پانچ آدمی
اُن مین سے مولانا کے مرید بہی ہو گئے۔

ز آسمان آید واین بخشش از عالم خاک ... کار اقبال و نصیب ست نہ کار ربازو

حکایت - روایت ہی کہ ایک گروہ معزز حاجیون کا مکہ معظمہ سے آیا۔ اور وہ لوگ
شہر کے کل علما اور بھرلسے ملے۔ کوئی شخص حضرت مولانا کیخدمت مین بہی لے گیا
مولانا مدرسہ کی محراب مین بیٹھے تھے حاجیون نے آپکو دیکھکر ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئے
مولانا نے اُنکی خدمت کی۔ خادمون نے اُن حاجیوں سے حال دریافت کیا۔ وہ
کہنے لگے کہ مولانا صاحب طواف بیت اللہ۔ عرفات۔ اور سعی مروہ وصفا اور کل
مناسک حج مین ہماری ساتھ تھے اور زیارت مدینہ منورہ مین بہی شریک رہے
مگر ہمارے ساتھ ہم کاسہ اور ہم نوالہ نہوئے اور اسی لباس مین ہمین حج کے ارکان
بتایا کرتے تھے اور اب یہان ہین مولانا کے خادمون مین ایک شور پڑگیا اور
وہ حاجی مرید ہو گئے۔

حکایت - مولانا کے ایک صاحب خادمون مین سے مکہ معظمہ کو گئے بقرعید
کی عرفہ کے دن اُس شخص کی بی بی نے بہت سا حلوا پکا کر فقرا اور مساکین کو تقسیم کیا اور
اور ایک سینی بھر کر مولانا کو بہیجی اور کہلا بہیجا کہ مولانا کے سب خادم تناول کرین۔

اور دعا سے امداد فرمائیں۔ مولانا نے فرمایا وہ عورت ہماری صدیقہ ہے اسلئے سب کو کہانا چاہیئے۔ چنانچہ سب خادمون سے کہایا ہی اور سے ہی گتی مگر سینی ویسی ہی بہری رہی بعد کو مولانا خود اُس سینی کو اُٹھاکر مدرسہ کی چہت پر چلے گئے خادمونکو حیرت تہی کہ یہ کیا بہید ہے تہوڑی دیر مین بغیر سینی کے تشریف لے آئے۔ کچہ مدت کے بعد حاجیونکا قافلہ مکہ معظمہ سے واپس آیا۔ وہ شخص سب سے پہلے مولانا کیخدمت مین حاضر ہوا اور پہر گہر کو گیا۔ غلامون نے جو اسباب سفر کہولا تو اُسمین سے ایک سینی بہی نکلی جسپر اُس شخص کا نام کہدا ہوا تہا۔ عورت نے کہا کہ یہ سینی تمہارے پاس کیونکر پہنچی۔ شوہر نے بیان کیا کہ مجہے خود حیرت تہی۔ عرفہ کے دن ہم بہت سے آدمیونکے ساتہ خیمہ مین بیٹہے تہے کہ خیمہ کے ایک گوشہ سے یہ سینی حلوے سے بہری ہوئی نکلی۔ آدمیون نے باہر نکلکر دیکہا تو کوئی شخص نتہا اور سینی پر میرا نام کندہ تہا۔ اُسکی بیوی نے حلوا پکانے اور مولانا کی خدمت مین بہیجنے کا سب قصہ بیان کیا۔ مرد وعورت دونون روتے ہوئے۔ مولانا کیخدمت مین آئے مولانا نے فرمایا کہ یہ معاملہ صرف تمہاری عقیدت اور صدق کیوجہ سے پیش آیا۔ اللہ تعالے نے اپنی قدرت کاملہ کو میرے ہاتہہ سے ظاہر فرمادیا۔

حکایت مولانا کے خادمونکا بیان ہے کہ مولانا ایک روز جمعہ کو قلعہ کی مسجد مین وعظ کہہ رہے تہے۔ شہر کے تمام اکابر اور عالم جمع تہے۔ ہر طرف سے تحسین اور آفرین ہو رہی تہی ایک فقیہ کے دلمین یہ خطرہ پیدا ہوا کہ غالبًا مولانا حفاظ کو آیتین اول سے بتا دیتے ہین اور اُنکے معانی اور تفسیر محفوظ کرلیتے ہین۔ علمیت کے تو یہ معنی ہین کہ برجستہ جس جگہ سے قرآن قاری پڑہے۔ اُسکی تفسیر بیان کیجائے۔ اُس حالت استغراق مین مولانا نے اُس فقیہ سے فرمایا جو سورۃ تیرا جی چاہے پڑہ اُسوقت تجہے عجائبات نظر آئینگے اُس شخص نے سورۂ والضحےٰ پڑہی اور آپنے خوب تفسیر کی۔ پہر اُس شخص سے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی خاص

بندے قلب کے مخبر اور جاسوس ہین جب اُنکی خدمت مین جائے تو تصور دل اور صدق یقین سے بیٹھے تاکہ سعادت سرمدی سے بے نصیب نرہے۔

اے مری کردہ پیادہ با سوار ۔ سر نخواہی بردن اکنون شرم دار
تو مری با ہیچ خود موشان مکن ۔ باشتر مر موش را ہمتو مکن

اُس روز شام تک سورۂ والضحیٰ کا بیان ہوتا رہا۔ وہ فقیہ بھی مرید ہو گیا۔ اور کہتے ہین کہ اُس دن کے بعد پھر مولانا نے وعظ نہین کہا۔

حکایت منقول ہے کہ شہر کے بزرگون مین سے کسی کا انتقال ہوا۔ تو میت کے ہمراہ تمام لوگ موجود تھے۔ مولانا متوفی کے مکان کے دروازہ پر باہر کھڑے تھے۔ کمال الدین معرف کھڑا تھا اور جو شخص آتا تھا اُسکی تعریف کرتا تھا کہ بسم اللہ میر صدر الدین تشریف لائے اور مولانا سیف الدین تشریف لائے اور شیخ بدر الدین تشریف لائے اسیطرح ایک بزرگ اور اہل دولت کا نام لے لے کر کہتا تھا جب جنازہ باہر آیا اور قبر میں رکھا گیا تو مولانا نے تلقین خوانون کے طریق پر بلند آواز سے فرمایا۔ اسوقت صدر الدین اور بدر الدین ہین تو آئین اور گناہون مین میت کی مدد کرین۔ مجھے یہ خوف ہے کہ کہین اُسکے صدر مین دین نہو اور اُسکے بدر (چاند) مین نور نہو۔ اور اگر سیف دین (تیغ دین) کو اپنے نفس پر نہین چلایا ہے تو منکر و نکیر کے گرز کھائیگا۔ لوگ چیخین مار کر رونے لگے اور کمال الدین بیہوش ہو کر گر گیا۔ بہت سے منکر مرید ہو گئے۔

حکایت مولانا کے خادمون کا بیان ہے کہ آپ ہر سال اپنے سب خدام کے ساتھ گاڑیون پر سوار ہو کر آب گرم کو جایا کرتے تھے۔ اور چالیس پچاس روز تک وہان رہا کرتے تھے ایک روز دریا کے کنارے مولانا تشریف رکھتے تھے اور سب خادم گرد بیٹھے تھے۔ مولانا معارف و اسرار بیان کر رہے تھے اور خادم ذوق و شوق مین نعرے لگاتے تھے۔ اتفاقاً یکبارگی دریا کے سب مینڈکون وغیرہ نے بھی شور کیا۔ مولانا نے

بہت سخت آواز سے اُنسے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ کیا شور ہے یا تم ہی کہو یا مجھ ہی کہنے دو
جانور سب خاموش ہوگئے اور جب تک آپ وہان رہے پھر کسی جانور کی آواز
نہین آئی۔ جب آپ وہانسے مکان کو آنے لگے دریا پر جاکر جانورون کی طرف اشارہ
کیا اور فرمایا اب تمھین اجازت ہے چنانچہ اسیوقت جانور بولنے لگے۔

حکایت ایک روز مولانا اپنے والد کی قبر پر جاتے تھے۔ راہ مین دیکھا کہ قصاب کی
ایک گائے رسی تڑا کر بھاگ آئی۔ بہت سے لوگ پیچھے دوڑ رہے تھے مگر کوئی اُس تک
نہین پہنچ سکا۔ وہ گائے مولانا کے پاس آ رکی۔ اور مولانا کے آگے کھڑی تھی۔ مولانا نے اُسپر ہاتھ
پھیرا اور دلاسا دیا۔ قصاب جو وہان آیا تو آپ نے سفارش فرمائی اور قصاب نے آزاد کر دیا۔ تھوڑی
دیر کے بعد آپکے خادم بھی آگئے اور آپنے معرفت کا بیان شروع کر دیا۔ اور فرمایا اگر گائے
کو قتل کرنا چاہتے تھے مگر بھاگ کر میرے پاس آگئی اور اللہ تعالے نے میری برکت سے
اُسے قتل سے نجات دی۔ اگر انسان دل و جان سے اللہ کی طرف رجوع کرے
تو کوئی عجیب بات نہین ہے کہ وہ ذبح سے قصاب اجل سے نجات پاکر حیات ابدی حاصل
کرے۔ پھر آپ پر ایسی حالت خوشی کی طاری ہوئی کہ ناچنے لگے اور اول صبح سے رات تک
برابر سماع مین مشغول رہے قوالون کو بیحساب کپڑے اور پگڑیان ملین۔ کہتے ہین کہ
وہ گائے پھر کسی شخص کو نظر نہین آئی۔

حکایت شیخ سنان الدین نجار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ ایک دن مولانا نے فرمایا
کہ اللہ تعالے کے عاشق کو محبت کی شیرینی کھینچتی ہے۔ اور اہل دنیا دولت اور زن
و فرزند کے زہر سے مرتے ہین۔ اللہ تعالے نے اس عالم وجود کو عدم محض سے بنایا ہے
پس اسکو عدم ہونا چاہئے تاکہ اوس سے کوئی اور چیز بنائیں۔

حکایت مذکورہ بالا راوی کا بیان ہے کہ مولانا قطب الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سے ملنے آئے۔ آپ معارف بیان کر رہے تھے۔ مدرسہ کے دروازہ پر سے ایک گاڑی جا رہی تھی اُسکی آواز آئی۔ کچھ لوگ اُس آواز کیطرف متوجہ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ آواز گردش دہندہ کا فعل ہے نہ گاڑی کا۔ سب نے اِس بات کو تسلیم کیا۔ مولانا قطب الدین نے سوال کیا کہ آپ کا کونسا راستہ ہے فرمایا ہمارا یہ طریقہ ہے کہ مرنا اور اپنے نقد کو آسمان پر لیجانا۔ جب تک نہ مروگے ہرگز نہ پہنچوگے۔ مولانا قطب الدین نے کہا۔ آہ۔ افسوس کیا کروں۔ آپ نے فرمایا یہی کرو کہ کیا کروں،، پھر مولانا نے سماع شروع کیا اور یہ رباعی پڑھی۔

گفتم سخنم گفت ہمین کہ چکنم ؛ گفتم بہ ازین چارہ بیان کن چکنم
رو کرد بمن گفت کہ اے طالب این ؛ پیوستہ برین باش برین کہ چکنم ؛

مولانا قطب الدین اُسیوقت مرید ہو گئے۔

حکایت مولانا کے ایک جلیل القدر خادم نے انتقال کیا خادموں نے آپ سے دریافت کیا کہ تابوت میں رکھکر دفن کریں یا نہیں۔ آپ نے فرمایا اور صاحبوں کی کیا رائے ہے کریم الدین ولد بکتمور رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا بغیر تابوت کے دفن کرنا اولے ہے اسلیئے کہ انسان اور لکڑی دونوں بھائی بھائی ہیں اور زمین دونوں کے لئے ماں کی مثل ہے اسلیئے مناسب یہ ہے کہ ماں کی موجودگی میں بھائی کو بھائی کے سپرد نہ کیا جائے آپ نے یہ رائے بہت پسند کی اور فرمایا یہ بات کسی کتاب میں مذکور نہیں ہوئی ہے۔

حکایت قاضی عزالدین واعظ وعظ کہہ رہے تھے مولانا روم صاحب بھی موجود تھے۔ واعظ نے مقامات آخرت میں بہت ہی مبالغہ کیا۔ مولانا نے اُسوقت اپنے خادموں سے معرفت کا بیان شروع کر دیا اور یہ مثال بیان کی کہ بلخ میں ایک شخص بہت دولتمند تھا جب وہ مرا ایک ناخلف اور بدکار لڑکا چھوڑا اور باپ

کی پیدائش سے اسکو ایک لاکھ روپیہ نقد ملا - ایک عورت پردہ لڑکا عاشق ہوا اور چند روز
میں سب روپیہ اسپر صرف کر دیا -

مرد میراثی ما از حسد رمال - رستمی جان کند و جان یافت زال

نقد رفت و کالہ رفت و خانہا - ماند چون چند اندران ویرانہا - ۲

جب یہ شخص کوڑی کوڑی کو محتاج ہوا تو اُس عورت نے بھی منہ لگانا چھوڑ دیا جسقدر وہ کوشش
کرتا تہا وہ عورت نفرت کرتی تہی - آخر الامر لڑکے نے اُس فاحشہ سے کہا کہ میری صرف ایک
تمنا باقی ہے پہر کچھ تقاضا نہ کرونگا - مین چاہتا ہون کہ پیشاب کرتے وقت مجہے اپنی شرمگاہ
دکہا دے - اُس عورت نے یہ منظور کر لیا جب اُس لڑکے نے شرمگاہ دیکہی چیخین مار
مار کر رونے لگا - لوگون نے دریافت کیا کہ رونے کا کیا سبب ہے - اُسنے جواب دیا
کہ جسقدر مال و زر تہا وہ اسی جگہ برباد ہوا ہے مگر اب دیکھتا ہون تو کسی چیز کا بھی پتا نہین
چلتا - اسیطرح ہمارے واعظ خود نما گو انبیا - اولیا - اور اقطاب کے حالات بیان
کرتے ہین یحبون بالسنتہم ما لیس فی قلوبہم - یہ لوگ اپنی زبان سے
ایسی باتین بنا لیتے ہین جو انکے دل مین نہین ہین مگر حالات درویشون کے حالات سے انکے دلونکو
خبر نہین ہے - اور انکو خیال ہے کہ ہم بہی جانتے ہین -

دعوئے عشق کردن آسان است - لیک او را دلیل و برہان است

سچ یہ ہے کہ وہ کچھ بہی نہین جانتے - مگر ایک وقت انکو یہ حالت ظاہر ہو جائیگی اور
اُسوقت کوئی تدبیر کارگر نہوگی - یہ فرما کر مولانا ننگے پانون وہان سے چلدئے -

حکایت مناقب القضات قاضی کمال الدین کالی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہین کہ مین سنہ ۶۵۶
مین قونیہ کو سلطان عز الدین کیکاوس نور اللہ تربتہ سے ملنے گیا یہ صاحب روم کے
واقعہ مین نہایت ذی رتبہ تہے تاکہ ولایت کے متعلق کچھ معاملات سے

کرون چنانچہ سب معاملات جلد طے ہوگئے جب وہانسے واپسی کا قصد کیا تو شہر کے بزرگون نے جیسے کہ مار دینی۔ افصح الدین۔ زین الدین رازی اور شمس الدین ملطی رحمۃ اللہ علیہم نے مولانا روم صاحب کی زیارت کی ترغیب دی۔ اور مولانا کا حال تو مجھے پہلے ہی سے معلوم تھا۔ مگر منصب اور وجاہت دنیوی کا تکبر مانع ملازمت تھا۔ آخر کار توفیق آلہی نے مدد کی اور مین کامل رغبت اور جذبہ کے ساتھ اصحاب مذکورہ کے ہمراہ خدمت مین حاضر ہوا۔ جب مدرسہ کے اندر قدم رکھا تو مولانا کو دیکھا کہ استقبال کے لئے آرہے ہین آپکے چہرے پر نظر ڈالتے ہی میری عقل زائل ہوگئی۔ اور اُسی مجمع مین مینے آپکے قدمون پر سر رکھدیا مولانا نے میرا سر اُٹھایا اور چوما۔

میگر نیز سے ہرزمان از ذرہ ہا ۔ درمیان کار چون تریافتم

پھر فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ ہمارا کمال الدین کے کمال مین آگیا۔ اور دین مین کامل ہوگیا۔ پھر کچھ ایسی گفتگو فرمائی کہ مینے تمام عمر ایسی تقریر نہ کسی شیخ اور نہ کسی قطب سے سنی اور نہ کسی کتاب مین دیکھی جب مین اپنی استعداد اور ادراک کے موافق مولانا کی عظمت سے واقف ہوا تو صدق دل سے مرید ہوگیا اور اپنے بیٹے قاضی بدرالدین اور سعد الدین اتابک کو بھی بیعت کرا آیا۔ اور بھی کئی بزرگزادے مرید ہوے۔ وہانسے مکان کو دیوانون کیطرح پلٹ کر آیا۔ لیکن مین دیکھتا تھا کہ میری جان جسم کے قفس مین بیقرار تھی۔ ایک دوست سے مشورہ کیا کہ مولانا کی سماع کی دعوت کرون۔ تمام شہر مین تلاش کیا تو تیس بوری قند اور چند قرص مصری کے میسر آئے۔ شہر مین ایسی امن تھی اور رات دن اسقدر مجلسین ہوتی تھین کہ اہل شہر کو دنیا بھر کی نعمتین کافی نہوتی تھین مین گوماج خاتون توقای سلطان کی بیوی کیخدمت مین حاضر ہوا اور قند کے نہ میسر آنے کا حال کہا انہون نے دس بوریان قند کی عطا کین۔ مگر مین سخت متردد تھا کہ اسقدر مخلوق کو اس تھوڑے

سے قند کا شربت کیونکر کافی ہوگا اسلیئے عوام کے واسطے شہد کا شربت بنالیا جائے۔
اتنے مین دیکھتا ہون کہ مولانا چلے آتے ہین اور مجھسے فرمایا کہ جسقدر مہمان زیادہ آتے جائین
شربت مین پانی بڑہاتے جانا۔ یہ فرماکر غائب ہوگئے۔ ہرچند تلاش کیا کہین پتا نہ تہا
چنانچہ مینے مدرسہ کے حوض مین سب قند ڈلوا دیا۔ اور تہوڑا شربت سلطانی خمون
مین تیار رکہا۔ اور سلطانی آبدار کو مقرر کر دیا کہ بار بار شربت کو چکہتا رہے کہ کہین پہیکا
تو نہین ہے۔ مینے ایک پیالہ شربت کا خود بہی پیا اسقدر شیرین تہا کہ حلق پکڑتا تہا مینے
اُسمین کئی گہڑی اور پانی ڈالا۔ پہر جو چکہا تو پہلے سے زیادہ شیرینی پائی چنانچہ اسیطرح
پانی بڑہا بڑہا کر دس مٹکے علاوہ حوض کے اور شربت کی تیاری ہوگئی۔ مین یہ کرامت دیکہکر
حیران رہگیا۔ اُس دن مینے تمام شہر کے بزرگ اور خرد کو مدعو کیا تہا۔ حساب اور شما
سے باہر مجمع تہا۔ ظہر کے وقت سے آدہی رات تک مولانا سماع مین تہے۔ یہ ضعیف
نعال مین کمر باندہے ہوئے شربت پلا رہا تہا اور معین الدین پروانہ بہی میری طرح خدمت
مین سرگرم تہا۔ مولانا نے یہ رباعی پڑہی۔

گرم آمد عاشقانہ وچست وشتاب ۔۔۔ بویافتہ روح او زگلزار صواب
برجملہ قاضیان دوانید امروز ۔۔۔ برجستن آب زندگی قاضی آب

پہر سماع کی مجلس پہلے سے بہی زیادہ گرم ہوئی مجھے مولانا نے سامنے بلایا بغل گیر ہوئے
اور میرے سر اور آنکھون پر بوسہ دیا۔ اور یہ غزل شروع کی۔

مرا اگر تو نہ دانی بہ پرس از شبہا ۔۔۔ بپرس از رخ زرد و زخشکئے لبہا لو

یہ طویل غزل ہے۔ مینے اُسوقت کپڑے پہاڑ ڈالے اور اُنکا عاشق زار ہوگیا میرے
دنیوی مراتب کی ترقی اسیوجہ سے ہوئی اور دینی لذتین جو حاصل کین اُنکا تو بیان ہی
نہین ہوسکتا۔

حکایت بعض آپکے اصحاب سے روایت ہے کہ ایک شب مین معین الدین پروانہ

نے سماع کی مجلس کی اور کل شہر کے اکابر کو مدعو کیا۔ شہر کے بزرگ اپنے ساتھ موٹی موٹی شمعین لائے اپنے اپنے سامنے روشن کرکے رکھین۔ مولانا ہمیشہ سب کے بعد مین مجلس مین آتے تھے آپ ایک نہایت چھوٹی سی شمع ساتھ لائے اور خادمونکو اس کا تعجب تھا جب مجلس مین بیٹھے تو آپکے سامنے وہی پتلی سی شمع روشن کرکے رکھدی اور لوگ انکی نظرون سے دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے بعض نے اس بات کو ریاکاری سمجھا۔ مولانا نے فرمایا کہ میری یہ حقیر شمع کل شمعون کی جان ہے۔ خادمون نے صدق دل سے یہ امر تسلیم کیا لیکن کچھ لوگ انکار سے سر ہلانے لگے۔ مولانا نے اپنی شمع کو گل کردیا سب شمعین بجھ گئین مجلس بھر میں اندھیرا ہوگیا۔ پھر آپنے پھونک ماری تو آپ کی شمع بھی روشن ہوگئی۔ اور سب بھی روشن ہوگئین اسکے بعد سماع شروع ہوا اور سحر تک رہا۔ اور ونکی شمعین تو سحر سے قبل ہی ختم ہوگئین مگر مولانا کی شمع صبح تک جلتی رہی۔

حکایت ملک المدرسین مولانا شرف الدین قیصریہ قدس سرہ آپکے خاص مرید اور تابعی وقت اور نعمان ثانی تھے۔ چنانچہ تاج الدین نے **آق شہر** مین انکے لئے مدرسہ بنایا اور مولانا سے وہانکے درس کے لئے انکو مانگ لیا تھا۔ انکا بیان ہے کہ ایک روز مولانا کے حضور مین حاضر تھا آپنے فرمایا۔

مرید کو شیخ کے حضور مین نماز جائز نہین ہے خواہ کعبہ ہی مین کیون نہو۔ حضرت بہاؤ الدین ولد رضی اللہ عنہ معرفت کا بیان کر رہے تھے۔ نماز کا وقت آیا تو چند آدمی نماز پڑھنے لگے مگر کچھ لوگ اسی طرح انکا کلام سنتے رہے۔ اللہ تعالے نے اُس صحبت کی برکت سے انکی باطنی آنکھین کھول دین۔ اُنہون نے دیکھا کہ جو لوگ نماز پڑ رہے ہین وہ کعبہ سے پھرے ہوئے ہین۔

اسی طرح فرمایا۔ کہ شیخ کامل کے واسطے سماع نماز اور روزہ کیطرح فرض ہے۔

اور مخلص مریدون کو جسقدر بہی میسر ہو مباح ہے۔ مگر جو نہ شیخ ہین اور نہ مرید ہین جیسے کہ عوام الناس اُنکو حرام ہے۔ پہر فرمایا۔ گروہ انبیا۔ اور اولیا ہنے حقیقت باری تعالےٰ مین کچہ نہین فرمایا لیکن بہ طفیل نور جان محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے کہتا ہون کہ اللہ تعالےٰ بالکل ذوق ہے۔ و من لم یذاق لم یدارک (جس نے ذوق نہین کیا اُسنے ادراک نہین کیا) مین وہی ذوق ہون اور اُس ذوق مین سراسر غرق ہون۔ اور اہل عالم کا ذوق اُس ذوق کے برعکس ہے الایمان کلہ ذوق و شوق (ایمان بالکل ذوق اور شوق ہے) پہر ایک نعرہ مارا اور سماع شروع کیا۔ اور فرمایا۔ مین جسم نہین ہون جو عاشقون کی نظر مین آرہا ہون۔ بلکہ مین وہ ذوق اور وہ نور ہون جو مریدونکے باطن مین میرے کلام اور میرے نام سے پیدا ہوتا ہے۔

اللہ اللہ جسوقت وہ موقع آئے اور وہ ذوق اپنی جان مین مشاہدہ ہو تو غنیمت سمجہہ اور شکر کر

خود را چو دمے ز یار خرم یابے — از عمر نصیب خویش آن دم یابے
زنہار کہ ضائع نہ کنی آن دم را — از عمر نصیب خویش ان دم یابی

ایک بار فرمایا۔ لقمہ حلال اور کسب حلال پر نظر نکرو وہ تو آتا ہے اور خرچ ہوتا ہے۔ دیکہنا یہ ہے کہ کس جگہ خرچ ہوتا ہے۔ بہت سے ایسے لقمہ حلال ہوتے ہین جنسے سستی۔ دغا۔ اور فساد پیدا ہوتے ہین۔ حلال لقمہ وہ ہے کہ تیری جان مین ذوق و شوق بڑہائے اور اُس عالم کی رغبت پیدا ہو اور اولیا و انبیا علیہم السلام کے طریقے پر مائل کرے۔ یہ باتین کہنے کی نہین ہین بلکہ سمجہنے کی ہین جس لقمہ سے اسکے خلاف حالت طاری ہو اسکو حرام سمجہو

لقمہ کہ نور افزود و کمال بُوَد — آن بود آوردہ کسب حلال بُوَد
لقمہ بحر دکو ہر ش اندیشہا بُوَد — لقمہ تخم است و برش اندیشہا
چون ز لقمہ تو حسد بینی و دام بُوَد — جہل و غفلت زاید آن را دان حرام
علم و حکمت زاید از لقمہ حلال — عشق و رقت زاید از لقمہ حلال

زاید از لقمہ حلال اندر دہان | میل خدمت عزم رفتن آن جہان

پھر فرمایا جسقدر خواہش ہو سکے لقمہ ... لیکن اس کی اشتہا پر رکھو کہ دنیا کے کامون مین اس کو خرچ نہ کرو۔ کوشش کرو کہ حکمت الٰہی کی راہ اور اولیا کے کلام سننے مین صرف ہو۔ ورنہ گویا تمہی لقمہ نے کھا لیا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی شان مین فرمایا ... الرجال کہا و مثل عمر کے وہ آدمیون کا سا کھانا کھاتے ہین اور آدمیون کے سے عمل کرتے ہین پھر فرمایا۔

چونکہ لقمہ میشود در تو گہر | تن مزن چندانکہ بتوانی بخور

چونکہ در معدہ شود پاکت پلید | قفل نہ بر حلق و پنہان کن کلید

ہر کہ در وی لقمہ شد نور جلال | ہر چہ خواہد تا خورد او را حلال

حکایت۔ بسند معتبر راوی سے روایت ہے کہ شمس الدین معلم ... جو ہمیشہ مولانا روم صاحب کے سامنے حیران اور حیران بیٹھے رہتے تھے اور زمانہ شعر اور سرود مین مشغول ہوتے تو ... مولانا نے اُنسے کہا کہ تم کیون غور سے میرا منہ دیکھا کرتے ہو سماع کیون نہین کیا کرتے شمس الدین نے عرض کیا کہ آپکے روے مبارک سے بہتر ... اور کون سا منہ ہے جسکو دیکھکر ... اور مسرت حاصل کرون مجھے جو مزہ اور خوشی آپکے دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے اور کسی اور منہ سے پیدا نہین ہوتی۔ مولانا نے فرمایا بہتر ہے۔ مبارک ہو۔ لیکن میرا ایک اور منہ بھی ہے۔ جو ان آنکھون سے نظر نہین آسکتا۔ تو کوشش کرتا کہ وہ منہ تجھے نظر آئے۔ جب یہ روے ظاہری پنہان ہو گا وہ باطنی منہ تو اُسے دیکھے گا اور تو فوراً اسمین ... ہو جائیگا۔

جہد کن بے پردہ دیدن نور را | چون نماند پردہ بفزاید صفا

... آفتاب ... دیکھ سکتے اسلیے آنکھین ... بجاے ...

کچہ نظر نہین آتا۔

اے چشم کہ بر دوزی در سایۂ او بشین ~ زنہار در آن حالت وچہرۂ او منگر

اُسکے بعد سے شمس الدین بہی سماع کرنے لگے۔

۲ **حکایت**۔ بہاالدین بحری رحمۃ اللہ علیہ مولانا کے کاتب بیان کرتے ہین کہ ایک روز مولانا سے مینے دریافت کیا کہ عام طور پر جو مرض شنیع علت مشائخ کے نام سے مشہور ہے یہ باطن مین ہوتا ہے یا ظاہر مین اسکی کیا اصل ہے۔ مولانا نے فرمایا۔ خدا کی پناہ درویشون کو ایسی علت سے کیا واسطہ۔ البتہ جن مین باطنی جرات اور ظاہری بے باکی بڑہجاتی ہے اور طریقت سے مردود ہوجاتے ہین وہ ضرور اس مرض مین مبتلا ہوجاتے ہین چنانچہ خود مولانا کے زمانہ مین شیخ ناصر الدین مولف تبصرہ بہت بڑا عالم اور مقبول خلائق تہا۔ بہت سے مرید بہی تہے شیخ صدر الدین سے مقابلہ کرتا تہا۔ ایک روز مولانا صاحب اُسکی خانقاہ کیطرف سے گزرے۔ وہ مع مریدونکے عمارت مین بیٹہا تہا۔ مولانا کو دور سے دیکہکر اُسنے اپنے مریدونسے کہا کہ یہ کیا تاریک صورت اور کس طریقت کا آدمی ہے جو سیاہ پگڑی باندہے اور نیلا جبہ پہنے ہے۔ میری سمجہہ مین ہی نہین آتا کہ اس شخص کی کونسی طریقت ہے اور کیا عادت ہے اور کہانسے خرقہ ملا ہے۔ میرا گمان ہے کہ اسمین نور نہین ہے۔ مولانا نے سیری کی حالت مین غصہ سے فرمایا کہ اے نامرد بے تمیز۔ خادمونکو تعجب تہا کہ یہ کس کیطرف عتاب ہے۔ اس فرمانے کا شیخ ناصر الدین پر یہ اثر ہوا کہ اُسنے ایک آہ کی اور گر گیا۔ اُسکے مرید دوڑ پڑے اور حالت دریافت کی۔ اُسنے کہا کہ افسوس مولانا کی خدمت مین مینے بے ادبی کی۔ اور اُنہون نے میرے ایک زخم لگا دیا۔ مین اُنکی ولایت کے رتبہ سے بے خبر تہا۔ جو کچہ مینے یہان کہا وہ فرشتگان غیب نے اُنکے کان تک پہنچا دیا۔ اور میرا حال دگرگون ہوگیا۔

گرچہ کس نشنید از وے آن سخن | رفتہ در گوشے کہ بد آن من لدن
آن محمد خفتہ و تکیہ زدہ | آمدہ سر گرد او گردان شدہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین تنام عینانی ولا ینام قلبی عن حال الانام (میری آنکھین سوتی ہین اور میرا قلب نہین سوتا ہے مخلوق کے حال سے) خادمون نے موقع پاکر مولانا سے عتاب کا حال دریافت کیا آپنے فرمایا ناصر الدین مجھے برا بہلا کہہ رہا تہا غیرت الٰہی نے اُسکو سزا دیدی چنانچہ اس شخص کو یہ مرض ہو گیا اور علت مشائخ کی شہرت تمام شہر مین ہو گئی۔

بدگمان باشد ہمیشہ زشت کار | نامۂ خود خواند اندر حق یار
ہر کہ باشد از زنا و از نیان | این برد ظن در حق ربانیان

اُسکے مریدون نے اُسی زہر دیکر مار ڈالا اور طعن مخلوق سے نجات پائی۔

حکایت شیخ بدر الدین نقاش مولانا کے ایک مقبول خادم بیان کرتے ہین کہ مین ایک روز مولانا سراج الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سیر کو نکلا۔ اتفاقاً مولانا کو بہی تنہا بالکل پہرتا ہوا پایا۔ ہم دونون دور دور مولانا کے پیچہے پیچہے چلے جاتے تہے مولانا نے پیچہے پہر کر دیکہا اور ہم دونون کو بلا لیا اور فرمایا مجہے اسبوہ پسند نہین ہے کیونکہ مخلوق کا ہات چومنا اور سجدے کرنا بالکل ریائی ہے وہان سے مولانا آگے بڑہے تو ایک ویرانہ مین چند کتے باہم ایک دوسرے پر سر رکہے ہوے پڑے سو رہے تہے۔ سراج الدین نے کہا کہ کیا اچہا اتحاد ہے اور کیا خوب سو رہے ہین۔ مولانا نے فرمایا سراج الدین اگر انکی دوستی اور محبت کی سیر دیکہنی منظور ہو تو کوئی مردار یا گوشت کا ٹکڑا سامنے ڈالدو پہر اصلی حالت معلوم ہوگی۔ یہی حال دنیا اور اہل دنیا کا ہے جب تک کوئی غرض نہین ہے ایک دوسرے کے دوست ہین جب دنیا کی حقیر سی بہی ضرورت واقع ہوئی برسونکی محبت اور دوستی بالائے طاق رکہدیتے ہین۔

اہل نفاق کے اتفاق کو بقا نہین ہے اور اُسکی یہی مثال ہے۔

منقول ہے کہ معین الدین پروانہ نے ایک بار مولانا کی دعوت کی شہر کے کل علما اور درویش جمع ہوئے سماع سے فارغ ہوئے تو وسط دسترخوان بچھا۔ پروانہ کے حکم سے سونے کے کاسہ مین چانولون کے نیچے اشرفی کی تھیلی رکھ کر [illegible] مولانا کی خدمت مین پیش کیا۔ پروانہ مولانا کو بار بار ترغیب دیتا تھا کہ آپ [illegible] اور [illegible] مال [illegible] مولانا نے غصہ سے فرمایا کہ مکروہ کھانا مرو [illegible] سے بہت بعید ہے اسرتعالے کا شکر ہے کہ مجھے اشرفی کی تھیلی اور اسکے [illegible] فراغت کلی بخشی گئی ہے اور سیر کر دیا ہے۔ [illegible] اس غزل کو شروع کیا۔

بخدا میل ندارم نہ بچرب نہ بشیرین [illegible]

معین الدین پروانہ [illegible] پر گر گیا اور اس امتحان کی معذرت کی [illegible] مولانا کی [illegible]

[illegible]

منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلطان ولد [illegible] دریافت کیا کہ اولیائی تحت قبائی لایعرفہم غیری [illegible] قبا سے قالب مراد ہے یا اخلاق ذمیمہ۔ فرمایا کہ دونون مراد ہین لیکن اصل مراد قبا سے اُنکے پردہ [illegible] کہ بعض بزرگ شاہ بازی مین اور بعض تجارت مین مشغول ہوتے ہین بعض علم حاصل کرتے ہین اور بعض دنیوی کاروبار کرتے ہین لیکن انکی ذات اصلی مین کوئی تغیر نہین ہوتا بعضے لوگ انبیا علیہم السلام کے خلاف حکم ایسے کام کرتے ہین کہ جس سے لوگ بیزار ہون اور [illegible] اس ذریعہ سے اس قبا کے اندر پوشیدہ رہین اور آفت شہرت سے بچے رہین [illegible] خواص بھی [illegible] اصطفیٰ اولیا اخفیا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] فرمایا رسول اللہ صلعم نے

کہ اللہ تعالے کے پوشیدہ دوست ہین)

قوم دیگر سخت پنہان میروند — شہرۂ خلقان ظاہر کے شوند
این ہمہ دارند چشم ہیچ کس — بر نیفتد برکیاشان یکنفس
ہم کرامتشان ہم ایشان در حرم — نامشان را نشنوند ابدال ہم

جس شخص کی توفیق الٰہی رفیق اور عنایت یزدانی نصیب یاوری کریگا۔ وہ اُن قباؤن مین اگر انکو ڈہونڈہے تو لازم ہے کہ اعتراض وغیرہ سے پرہیز کرے اور انکی ہدایت سے کافی حصہ حاصل کرے تاکہ اسکے وجود کا تانبا سونا بن جائے چنانچہ فرمایا ہے۔

دیدن ایشان شمارا کیمیاست — چون نظرشان کیمیا خود کجاست

اصحاب کبار سے روایت ہے کہ شیخ بدر الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ مولانا کی تربت کے معمار تھے اور علم کیمیا مین بہت دستگاہ تھی۔ دن بہر مولانا کی صحبت مین رہتے تھے اور رات کو کیمیا سازی کرتے تھے اور فقرا کو بہت کچھ دیا کرتے تھے ایکدن رات کیوقت مولانا انکے خلوت خانہ تک پہنچ گئے۔ بدر الدین آپکو دیکھکر خوف سے خشک ہوگئے مولانا نے مٹی تھوڑی اُٹھاکر بدر الدین کو دی۔ دیکھا تو بالکل وہ سونے کی تھی پھر فرمایا کہ سونا بنانا منظور ہے تو ایسا بناؤ۔ عمر عزیز کے قیمتی گوہر کو ایسے کامون مین صرف کرنا درست نہین ہے جس روز کہ موت آگئی اور وجود کا سونا تانبا ہوگیا اسوقت افسوس اور ندامت کوئی فائدہ نہ پہنچائیگی۔ کوشش کرو کہ تانبے کا وجود خالص سونا بن جائے۔ اور وہ سونا اگر گم ہو جائے تو اسکو پھر پالے جسکی عظمت کسیکی فہم مین نہ آسکے۔ اور فرمایا۔

عیسی مست راز کند و زر بود گوہر کند — گوہر بود بہتر کند بہتر ز ماہ و مشتری

چنانچہ اُسیوقت بدر الدین نے کپڑے پہاڑ ڈالے اور اُس کام سے توبہ کرلی۔

حضرت بدر الدین تبریزی سے منقول ہے کہ ایک دن مولانا اپنے خادمون سے معرفت وعظ بیان فرما رہے تھے۔ اور فرائض وسنن حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر لوگونکو ترغیب دیتے تھے اور تاکید کرتے تھے۔ اُسی درمیان مین فرمایا کہ صحابۂ کرام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزا کو تشریف لیگئے تھے۔ ایک قلعہ کا محاصرہ ہورہا تھا۔ مگر وہ فتح نہوتا تھا اور بہت دن اِس کوشش مین گزر گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی اپنی عبادات مین غور کرے کہ کوئی فرض و سنت ترک تو نہین ہوئی ہے جسکی وجہ سے یہ قلعہ فتح نہین ہوتا۔ سب صحابہ نے غور وفکر کی تو یہ بات معلوم ہوئی کہ شام کی نماز کے وضو مین مسواک ترک ہوجاتی تھی دوسرے روز صبح کی نماز مسواک کرکے پڑھی اور بعد کو ہو دلیونکے قلعہ پر حملہ کیا اور اشراق کی وقت فتح کرلیا۔ اللہ اللہ مین چاہتا ہون کہ میرے دوستون مین جسقدر طاقت در استطاعت ہے کوشش کرین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت مین سے کوئی امر باقی نرہے تاکہ نفس امارہ کے قلعہ پر فتح نصیب ہوا ور وساوس شیطانی کو گرفتار کرکے قتل کرین۔ اور شاہی محل جو دل ہے بغیر پانی اور مٹی کے لگاؤ کے آراستہ ہو۔ اور افکار فاسدہ کے کفارون اور خیالات بیفائدہ کے شب گرد چورونکو دور کرکے اپنی حکومت قائم کرین۔ فرماتے تھے۔

نفس کشتی تا تو رستی ز اعتذار — کس ترا دشمن نماند در دیار

خواجہ نفیس الدین سیواسی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مین مولانا کو وضو کرا رہا تھا۔ اتفاق سے ہاتھون پر پانی پورے طور پر نہین پڑا۔ بہت غصہ سے میری طرف دیکھکر فرمایا اچھی طرح پانی ڈال تاکہ سنت نبوی ترک نہوا ور وبال نہ ہوئے

اور مولانا اسیطرح بلکہ اس سے بہی زیادہ دوسری ایسی عبادتون مین مصروف رہتے تہے جو انکے لئے ضروری نہ تہین اور تکالیف شرعی سے آزاد تہے لیکن شرع شریف کی رعایت اور اظہار اسرار کے واسطے ہمیشہ جد وجہد کرتے تہے۔ فرماتے تہے۔

اندرین رہ میتراش و میخراش۔ تا دم آخر۔ دمے فارغ مباش۔
جمع صورت۔ با چنین معنے ژرف نیست ممکن۔ جز ز سلطان شگرف۔

مولانا کے اصحاب کا بیان ہے کہ جب اذان کی آواز آپ سنتے فورًا دو زانو بیٹہہ جاتے اور فرماتے۔

نامت بمانا تا ابد اے جان ما روشن تو یا بد حیات از نام تو جانم ز مردن تا ابد

تین بار اسکی تکرار فرماتے اور سجدہ کرتے۔ اور پہر نماز پڑہتے تہو۔ فرمایا کرتے تہے۔

اے نماز و روزہ و حج و زکوۃ ؛ ہم گواہی دادہ است از اعتقاد
ہدیہا و ارمغان و پیش کش شد گواہ آنکہ ہستم با تو خوش
گر محب و فکرت من نیستی ؛؛؛ صورت روزہ نمازت نیستی ؛ ؛

مولانا کے محل کی عورتون مین سے ایک کا بیان ہے کہ مولانا نماز کی فضیلت اور آداب نماز کا بیان فرمارہے تہے اُسوقت یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ بلخ مین ایک درویش تہا جسوقت موذن اللہ اکبر کہتا وہ سروقد کہڑا ہو جاتا اور نہایت عاجزی کرتا۔ اور اپنی دلی اطاعت کا اظہار کرتا تہا۔ یہ حالت ختم اذان تک رہتی تہی جب موت کا وقت قریب آیا اذان سنکر اللہ تعالٰی کے حکم سے فورًا کہڑا ہوگیا۔ اللہ تعالٰی نے اس تعظیم کی برکت سے سکرات موت کی تکلیف دور کردی۔ دفن کے بعد منکر نکیر قبر مین آئے اور سوال شروع کئے اُسوقت اُنکو حکم الٰہی پہنچا کہ میرے بندے پر آسانی کرو۔ اور پلٹ آؤ اسلئے کہ یہ شخص ہمیشہ ہمارے نام پاک کی عزت کرتا تہا۔

ہر کہ آرد حرمت او حرمت برد   ہر کہ آرد قند لوزینہ خورد

چون شدی من کان للہ از ولہ   من ترا باشم کہ کان اللہ لہ

شیخ محمد خادم کہتے ہین کہ سردی کے سخت موسم مین جب کہ جو اُن کو بھاری بھاری پوستین مین تنور کے کنارے پر بھی سردی لگتی تھی اُس موسم مین مولانا رات کو مدرسہ کی چھت پر جاتے وہین تعبد پڑہتے اور صبح کی نماز پڑھکے وہان سے واپس آتے - مین صبح کو پانون سے موزہ اُتارتا تو ایڑیون سے خون جاری ہوتا تھا - آپکے اصحاب یہ حالت دیکھکر روتے تو آپ یہ فرماتے کہ ہمارے سلطان کی بھی یہی حالت تھی -

گردہ آماس ز ایستادن شب پای رسول   تا قبا چاک زند از سحر این تب

نہ کہ مستقبل و ماضی گنہت مغفور است   گفت این جوشش عشق است نہ از خوف رجا

اسکے بعد پھر تازہ وضو کرتے اور نماز عشرق مین مشغول ہو جاتے - پھر نماز چاشت شروع کرتے یہانتک کہ ظہر کا وقت آجاتا - اور فرماتے - بعثت معلما و قبضت و انا فی التعلیم -

آن ہمہ جہد و طلب نہ از بیم بود   این است و از پی تعلیم بود

ہمیشہ یہ وصیت فرماتے تھے - اللہ اللہ نمازین بہت پڑہو تاکہ تمہاری دولت عزت اولاد اور دوستون کی کثرت ہو - اور قیامت کو دن اُن نمازون سے اپنے دوستون کی مدد کرو [illegible] ہے کہ نماز کی برکت سے [illegible] دنیا کے کل مقاصد بغیر [illegible] پوری ہونگے فرماتے تھے کہ [illegible] ترغیب دلاتا تھا تاکہ اُسکے مقاصد پوری ہون وہ طالب نیا تھا آخر اُسکی بدولت بادشاہ [illegible] اور [illegible]

[illegible]

کوئی پرندہ بے نمازی کے مکان پر سے گزرتا ہے تو گرفتار ہوتا ہے۔

چونکہ در دست ترک کردی در رکوع　　　　بر تو قبضے آید از رنجوریش

روایت ہے کہ جب مولانا کسی کو نماز مین بہت مشغول دیکھتے تو فرماتے سبحان اللہ کیسا مطیع بندہ اور متواضع نوکر ہے۔ مرد مردانہ وہ ہے کہ مخدوم کی خدمت مین ثابت قدم رہے اور اپنی طاقت کے موافق عبادت کرے اور نماز روزہ کی ایسی مثال ہے کہ جیسے شفیق مان اپنے دودہ پیتے بچہ کو تہوڑا تہوڑا چاٹ پر لگاتی ہے۔ تاکہ رفتہ رفتہ وہ غذا اچہی طرح کہا سکے۔ اسیطرح اللہ کا مخلص بندہ جب ظاہری عبادات مین خوب مستعد ہوجاتا ہے تو اُس مین استعداد کامل پیدا ہوجاتی ہے۔ اور پہر حضرت حق سبحانہ تعالے کے اسرار سے فرحت نصیب ہوتی ہے۔ فرماتے ہین۔

گفت و اسجد و اقترب یزدان ما　　　　قرب جان شد سجدہ ابدان ما

گر رسے خواہی ازین حرف جرب　　　　سرکش از دست اسجد واقترب

حضرت کرا خاتون علیہ الرحمہ آپ کی بیوی سے روایت ہے کہ جاڑونکے موسم مین مولانا گہر مین نماز پڑہ رہے تہے۔ اور نہایت اہتمام سے سورۂ الحمد کو کلمہ کلمہ کرکے اسقدر دیر مین ادا فرماتے تہے کہ اُس مدت مین دوسرا شخص دس سورتین پڑہ لے۔ اور قرات کی حالت مین آنکہون سے آنسو جاری تہے کہ زمین پر گرنے کی ٹپ ٹپ کی آواز میرے کانون مین آتی تہی۔ مین یہ حالت دیکہکر روتی ہوئی آپکے پانؤن پر گر پڑی۔ قدم چومتی تہی اور کہتی تہی اے اپنے غلامونکے شفیع ہماری اُمیدین آپسے وابستہ ہین جب آپ کا یہ حال ہے تو افسوس ہے ہمارے حال اور رجا پر۔ آخر یہ گریہ وزاری کسواسطے ہے مولانا نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ حالت جو تو دیکہہ رہی ہے اُس ذات مقدس کے سامنے محض خطا اور قصور ہے۔ لیکن مین اُس درگاہ مین عذر کرتا ہون کہ اے کریم علی الاطلاق میری قدرت اور قوت اُسی قدر ہے اِس سے زیادہ کچہہ نہین کرسکتا اور مجہے معاف کر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ ہمنے تمہارے اگلے پچھلے گناہ بخشدیئے مگر وہ نہایت محنت اور تکلیف گوارا فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ مین اُس عطیہ کا اب شکر ادا کرتا ہون

گر ما مقصریم تو بسیار رحمتی　　عذرے کہ میرود بہ امید عطائے تست

مجھ پر بہت سے دوستون نے بہروسا کر رکھا ہے اور مجھسے متعلق ہو گئے ہین۔ اگر مین بیکر ہو کر بیٹھ جاؤن اور کچھ نہ کرون تو ون کیا کرینگے اور کس دروازہ پر جائینگے

گفت پیغمبر کہ روز رستخیز　　کے گزارم مجرمان را اشک ریز

من شفیع عاصیان باشم بجان　　تا رہانم شان ز اشکنجِ گران

اسیطرح رسول اللہ کے اتباع مین ہر شیخ اپنے مریدونکے حق مین کہیگا

گفت پیغمبر کہ شیخ رفتہ پیش　　چون نبی باشد میان قوم خویش

بندگان حق رحیم و بردبار　　خوے حق دارند در اصلاح کار

آپکے اصحاب سے روایت ہے کہ جب ہلاکو خان ۶۵۶ چھپن ہجری مین بغداد مین آیا۔ بہت قتل خون ہوا مگر فتح نہوئی۔ ہلاکو خان نے حکم دیا کہ تین روز تک کوئی شخص کچھ چیز نہ کہائے اور گھوڑون کو بھی دانہ گھاس نہ ملے اور ہر شخص اپنے اپنے برتعنان دخدا سے دعا کرے تاکہ فتح حاصل ہو اور لوٹ ہاتہ آئے اسلئے کہ خلیفہ کے پاس بہت دولت تھی جب تین روز گزر گئے ہلاکو خان نے اپنے وزیر خواجہ نصیر الدین طوسی کو بلا کر کہا کہ ایک خط خلیفہ کو اس مضمون کا لکھو کہ مطیع ہو جائے اور تمرد نہ کرے اسلئے کہ یہی اللہ تعالے کا حکم ہے۔ اگر سرکشی کریگا خراب ہوگا۔ اور اگر یہان آئیگا دولت اور خلعت پائیگا۔ مگر مین جانتا ہون کہ وہ نہ آئیگا چنانچہ خواجہ نے ذیل کا خط لکھا۔ اما بعد حمد اللہ فقد نزلنا بغداد فساء صباح المنذرین۔ فدعونا مالکها فابی فحق علیها القول فاخذناه اخذا وبیلا قد دعوناك الی طاعتنا فان اتیت فروح

وہر یحان وجنۃ نعیم وان ابیت فلیسلطن منک علیک ولا یکن کالباحث من حتفہ بظلفہ والجادع مارن انفہ بکفہ والسلام (اسکی حمد کے بعد واضح ہو کہ ہم بغداد میں آئے انکی یہ صبح بڑی منحوس ہوئی اُسکے مالک کو ہمنے بلایا اُس نے انکار کیا - پھر وہ عذاب کا مستحق ہوا - تو ہمنے اسکو بڑے عذاب میں دہر پکڑا ہم تجھے بُلاتے ہیں - اگر آیا تو راحت اور آرام ہے اور اگر انکار کیا تو تیری جوتی اور تیرا ہی سر ہے بس اپنے گُہروں سے اپنی موت نہ تلاش کر - اور اپنے ہاتھ سے اپنی ناک مت کاٹ اور سلام)

کہتے ہیں جب یہ خط لکہکر کتوغان بہادر کے ذریعہ سے بہیجا خلیفہ نے انکار کیا اور گالیاں دیں اُسی روز بغداد فتح ہوگیا اور خلیفہ اسیر ہوا - یہاں سے غور کرو کہ جب کافروں کے حق میں نہ کہانے پینے کا یہ اثر ہوا اور انکا مقصود حاصل ہوگیا تو اللہ پر ایمان رکہنے والے اور اُسکے نیک بندوں کو کسقدر فائدہ ہوگا -

ہوش باش کہ او خاتم سلیمانست مہ بدیو تو خاتم مزن تو ملک عجم

اور مولانا نے ذیل کی حکایت بہوک اور کم کہانے کی فضیلت میں بیان کی کہ جب خلیفہ قید ہو کر ہلاکو خان کے پاس آیا حکم دیا کہ قید کر دو اور تین روز تک کہانے کو کچہ نہ دو خلیفہ بہت کہانے والا اور ناز و نعمت کا پالا ہوا تہا بہوک سے بیتاب ہو کر چلانے لگا اور نصیر الدین طوسی کو بلا کر اپنا حال سنایا - نصیر الدین نے یہ حال ہلاکو خان سے ظاہر کیا ہلاکو خان نے حکم دیا کہ خلیفہ کے خزانہ سے جو جواہرات نکلے ہیں اُن میں سے ایک طبق بہر کر سامنے لیجاؤ جسوقت خلیفہ نے کہانے کے اشتیاق میں طبق کو کہولا تو جواہر نظر آئے کہنے لگا خدا کی قسم ان جواہر کے عوض اگر ایک روٹی ہوتی تو بہتر ہوتا - مگر ہلاکو خان کے ملازم اصرار کرتے تھے کہ یہی کہاؤ - آخر ہلاکو خان نے کہلا بہیجا کہ اگر تجہے صرف

روٹی مطلوب تھی تو پھر کیون اسقدر غرور اور تکبر کیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی ان نعمتون کا جو تیرے پاس تھین شکر کیون نہین ادا کیا۔ پھر جب تو مصیبت مین مبتلا ہوا تو اس تمام مال و متاع کو دشمن کی دفعیہ مین کیون صرف نہین کیا۔ پھر چاہئیے تھا کہ جان کے عوض مال دیکر اطاعت قبول کرتا وہ بھی نہ کی۔ اب سوائے قتل کے تیرا کچھ اور علاج نہین ہے۔ مولانا روم صاحب خلیفہ سے پہلے ہی فرما چکے تھے کہ تو قتل ہوگا اور تیرے گناہ قتل کی بدولت زائل ہونگے۔ چنانچہ وہی ہوا۔ کہتے ہین کہ لات گھونسون سے مار مار کر اُسکو شہید کیا رحمہ اللہ تعالےٰ۔

چو بد کردی مباش ایمن ز آفات   که واجب شد طبیعت را مکافات

منقول ہے کہ مولانا روم صاحب نے ایک دن اپنے فرزند مولانا سلطان ولد سے فرمایا کہ اگر تمسے کوئی پوچھے کہ مولانا کا کیا طریقہ ہے تو کہنا خور و نوش ترک کرنا۔ پھر فرمایا نہین نہین بلکہ یہ کہنا کہ مرنا۔ اسکے بعد ایک حکایت بیان کی کہ کوئی درویش کسی شخص کے دروازے پر گیا اور پینے کو پانی مانگا ایک خوبصورت لڑکی آئی اور اُسنے پانی کا لوٹا دیدیا۔ درویش نے کہا کہ مین پیالہ پانی کا مانگتا ہون۔ اُس لڑکی نے غصہ سے جواب دیا کہ واہ یہ بھی عجیب درویشی ہے۔ دن بھر کھانا اور رات بھر سونا۔ سچے درویش وہ ہین کہ دن تو دن رات کو بھی نہ کھائین۔ اُس درویش نے پھر کبھی دن مین نہین کھایا اور آخر کار مقصود حاصل ہوگیا۔

حضرت سلطان ولد فرماتے ہین کہ مولانا نے ایک روز مجھے بلایا۔ میرے سر اور آنکھون کو چوما اور بہت ہی عنایت فرما کر کہا کہ اگر تو کہے تو تجھے خدا دکھا دون۔ مینے عرض کیا کہ اس سے زیادہ اور کیا رحمت ہوگی۔ مولانا نے فرمایا مگر اسمین ایک شرط ہے۔ وہ یہ کہ دن رات کے چوبیس گھنٹون مین سے تم صرف دو گھنٹہ عبادت کیا کرو اور بائیس گھنٹہ دنیوی کامون مین رہا کرو۔ مگر اس دو گھنٹہ کے اندر بالکل خدا کی طرف توجہ رہے۔ چند روز کے بعد چار گھنٹہ عبادت کے لئے رکھنا اور بیس گھنٹہ دنیوی کامون مین صرف

کرنا۔ رفتہ رفتہ یہ نوبت آجائے کہ صرف چار گھنٹہ دنیا کے کاروبار کے رہجائین۔ اور آخر کو کل وقت خدا کے کامون مین وقف ہوجائے اور دنیا و اہل دنیا سے بالکل تعلق نرہے۔ جب یہ حالت ہوجائے تو پھر جسقدر چاہنا خدا کو دیکھنا اور محبوب سے عشق بازی کرنا جو کچھ چاہو گے یا کہو گے وہی ہوگا۔ سلطان ولد فرماتے ہین کہ مولانا کی قسم مینے ایسا ہی کیا۔ اور وہی حالت ہوگئی جو مولانا نے فرمائی تھی۔ اللہ تعالٰے نے موسی علیہ السلام سے فرمایا اے موسٰے تم ایسے ہوجاؤ جیسا ہم چاہتے ہین تاکہ ہم ایسے ہوجائین جیسا کہ تم چاہتے ہو۔

بزیر عشق مرا گفت من ہمہ نازم　　نیاز شو تو بران لحظہ کہ ناز کنم
چو ناز را بگزاری ہمہ نیاز شوی　　من از برائے تو خود را ہمہ نیاز کنم

مولانا کے اصحاب سے روایت ہے کہ آپ ایک روز حقائق آلہی اور اسرار کی شرح مین سرگرم بیان تھے آپ نے فرمایا اللہ تعالٰے کی عنایت اہل روم کے حق مین بہت ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دعا سے اس خطہ کے باشندے سب سے زیادہ مرحوم ہین سب اقلیمون سے بہتر روم ہے۔ لیکن یہان کے باشندے مالک الملک کے عشق سے بیخبر تھے اللہ تعالٰے نے مجھے خراسان سے ولایت روم مین پہنچایا۔ اور میری اولاد کا مدفن اس ملک کو بنایا تاکہ مین اپنے کمالات یہان کے رہنے والون پر نثار کرون۔ اور وہ عشق حقیقی سے محروم نرہین۔ فرماتے ہین

از خراسانم کشیدی تا بر یونانیان　　تا در آمیزم بدیشان تا کنم خوش مذہبی

جب مینے یہانکے لوگون کی حالت دیکھی تو معلوم ہوگیا کہ واقعی وہ اسرار آلہی کی طرف کسی طرح مائل نہین ہین۔ مگر مینے سماع اور اشعار موزون کے ذریعہ سے انکی طبیعتون کو عشق آلہی کی طرف کھینچا اسلئے کہ روم کے باشندے اہل طرب خلقتًا ہین جیسے بچہ بیمار ہو تو وہ انھین پیتا مگر طبیب دوا کو پانی کے برتن مین ڈالکر بچے کو پلاتا ہے تاکہ وہ پانی کے خیال سے

دوا پی لے - اور مرض زائل ہوجائے

الصلا بیمار ئے ناسور را ‌ ‌ دار وئے ما یک بیک رنجور را

ما طبیبانیم و شاگردان حق ‌ ‌ بحر قلزم دیدہ ما را مرق

منقول ہے کہ ملک المدرسین شمس الدین ماردینی شریح زمانی اور نعمان ثانی تھے - اور ریاضت و دیانت میں اپنا مثل نہ رکھتے تھے مگر سماع اور اولیاء اللہ کی کرامت کے نہایت ہی منکر تھے -
چند فقیہ جو مردان خدا سے عقیدت رکھتے تھے وہ جمع ہو کر شمس الدین ماردینی کی خدمت میں گئے اور مولانا روم صاحب کے مناقب بیان کئے کہ وہ بے تامل اور بغیر مطالعہ کتب کے عین سماع کی حالت میں فتوے لکھتے ہیں - اور علما اور اہل معقول کی اسطرح تسخیر کرتے ہیں اور اسطرح انکی عقلوں کو معطل کر دیتے ہیں کہ کوئی شخص انکے سامنے دم نہیں مار سکتا شمس الدین ماردینی نے فرمایا کہ ایسے فاسد خیالات کو چھوڑ دو اور علوم دین حاصل کرو اور کچھ تسکا مولانا روم صاحب کی بھی کی - جب درس عام سے فارغ ہوئے - سو رکعت نماز ادا کر کے قیلولہ کے واسطے لیٹے تاکہ پھر درس خاص میں مصروف ہوں - خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلال الدین قرطاسی کے مدرسہ کے صفہ پر تشریف رکھتے ہیں اور سب صحابہ کرام بھی حاضر ہیں اور ایک طبق حضور کے سامنے رکھا ہے شمس الدین ماردینی نے آگے بڑھ کر ادب سے سلام عرض کیا اور حضور نے جواب میں وعلیک السلام فرمایا - پھر دیکھتے ہیں کہ اس طبق میں گوشت کے ٹکڑے رکھے ہیں حضور نے شمس الدین ماردینی کو آگے بلایا اور گوشت کا ایک ٹکڑا مرحمت کیا - اُنھوں نے حضور میں عرض کیا یا رسول اللہ سب سے بہتر اور لذیذ کونسا گوشت ہے - فرمایا خیر اللحم ما اتصل بالعظم (وہ گوشت جو ہڈی سے متصل ہوتا ہے -) پھر آنکھ کھل گئی اور اس خواب نے

خوشی سے شمس الدین ماروفی پہولے نہین سماتے تہے۔ اُنہون نے دوبارہ وضو کیا اور مدرسہ کے حجرے سے باہر نکلے تو دیکہتے ہین کہ جس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب مین تشریف رکہتے تہے وہان مولانا روم صاحب بیٹہے ہین۔ سخت متحیر تہے کہ یہ کیا معاملہ ہے آخر ادب سے سلام کیا اور ہاتہہ چوم کر مولانا کی برابر بیٹہہ گئے۔ جی مین بار بار کہتے تہے کہ جو خواب مینے دیکہا ہے وہ عرض کرون۔ پہر یہ خیال آیا کہ جو سوال سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تہا اون آپ سے بہی کرون دیکہون کیا جواب دیتے ہین مولانا روم صاحب نے سوال سے پیشتر فرمایا کہ حضور محمد امین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو جواب فرمایا ہے خیار الحلم ما اتصل بالعلم یہی درست اور بجا ہے شمس الدین ماروفی یہ سنکر بیہوش ہوگئے اور مولانا بہی وہان سے غائب ہوگئے جب ہوش ہوا تو مولانا کو موجود نہ پایا مگر اُنہون نے اس معاملہ کو اظہار نہ کیا اور اُنکے قلب مین مولانا کی ہیبت کا بہت بڑا اثر تہا اسکے بعد پہر آپ نے خواب مین دیکہا کہ مین مولانا روم صاحب کے انکار سے توبہ کر رہا ہون آخر مولانا روم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور مرید ہوے ان کے ساتہ اُنکے چالیس شاگرد بہی حلقۂ ارادت مین داخل ہوئے مولانا روم صاحب کے خادمون کا بیان ہے کہ آخری زمانہ مین جب مولانا روم صاحب سماع مین مشغول ہوتے تو مولانا شمس الدین ماروفی اپنے سر پر طبلک رکہ لیتے اور کہتے حقا حقا یہ تسبیح کہتا ہے اور جو شخص کہ اس سماع کو حرام کہتا ہے وہ حرام زادہ ہے مولانا شمس الدین ماروفی سے یہ روایت بہی مروی ہے

روی ان علیا رضی اللہ عنہ سمع صوت الناقوس فقال لمن معہ من اصحاب اتدری ما یقول ھذہ الناقوس فقالوا اللہ و رسولہ و ابن عم رسولہ اعلم فقال علی رضی اللہ عنہ ان علمی من علم رسول اللہ و ان علم رسول اللہ من علم جبرئیل و ان علم جبرئیل من علم اللہ ھذہ الناقوس یقول

حقاحقا حقا حقا صدقا صدقا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ناقوس کی آواز سنکر اپنے
ہمراہی صحابہ سے فرمایا تم سمجھے یہ ناقوس کیا کہتا ہے اُنہون نے عرض کیا اللہ اللہ کا
رسول اور رسول کا چچازاد بھائی خوب جانتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا
میرا علم رسول اللہ کے علم سے ہے اور رسول اللہ کا علم جبرئیل کے علم سے ملے اور
جبرئیل کا علم اللہ تعالےٰ کے علم سے ہے یہ ناقوس کہتا ہے حقاً حقاً حقاً صدقاً صدقاً
پھر مولانا شمس الدین ماروفیؒ نے فرمایا کہ کافر اور بت پرستون کے ناقوس سے یہ آواز
نکلتی ہے تو قدوس کے عاشقون کے طبلک کی آواز کیا ہوگی۔ اسلئے کہ یہ آیت مین
بیان ہو چکا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالےٰ کی تسبیح کرتی ہے۔ اور یہ حکایت مولانا زین الدین
رازی علیہ الرحمہ نے خود اُنسے سنی تھی۔

مولانا شمس الدین ماروفیؒ فرماتے ہین کہ ایک روز مجھے حمام کی ضرورت ہوئی۔
صبح کو اُٹھکر حمام کے ارادہ سے نکلا۔ اتفاق سے مولانا روم صاحب کا سامنا
ہوگیا شرم کی شدت سے مینے چاہا کہ پلٹ جاؤن اور چھپ رہون۔ مولانا نے آواز
دی اور فرمایا بھاگنا نہ چاہئے۔ کونسی چیز مانع ہے مینے عرض کیا مجھے شرم آئی کہ
ناپاکی کی حالت مین آپکی زیارت کرون۔ فرمایا یہ خیال از روے ادب
کے اچھا ہے۔ لیکن ایسی حالت مین ہمین ضرور دیکھنا چاہئیے
کہ مردان خدا کی نظر عنایت حمام سے کم نہین ہے۔ اسلئے کہ آیت شریف
وانزلنا من السماء ماء مبارکا سے اولیا کی ارواح مراد ہے۔

خود غرض زین آب جان اولیاست — کو غسول تیرگی ہاے شماست

جب اللہ کے بندے باطنی نجاست کے دور کرنے پر قادر ہین تو ظاہری نجاست
کیا کر سکتی ہے۔ فرماتے ہین۔

نجس در جوے ما آب زلال ست — کمس بر دوغ ما باز است دحقا

شیخ بہاؤالدین بحری بیان کرتے ہین کہ ایک دفعہ حضرت حسام الدین چلپی کے باغ مین سماع کی مجلس ایک شب و روز قائم رہی مجلس کے خاتمہ پر ہر ایک شخص علیحدہ علیحدہ پڑ رہا۔ اتفاق سے اُس شب مین مجھے احتلام ہوگیا۔ طلوع صبح سے مین پہلے اُٹھا تاکہ چشمہ پر جا نہالون۔ ناگاہ میری برابر سے مولانا صاحب گزرے اور فرمایا آگے ایک گرم چشمہ ہے وہان غسل کرکے جلد آؤ اور پہر نظر سے غائب ہوگئے۔

سلطان العارفین چلپی قدس سرہ سے روایت ہے کہ حضرت سلطان ولد فرماتے تھے جب مولانا شمس الدین تبریزی غائب ہوگئے تو مولانا کے خادمون مین تفرقہ کی سی صورت پیدا ہوی۔ آپ اس فساد کے ٹھنڈا کرنے کے لئے سب اہل و عیال اور خادمونکو ساتھ لیکر شام کے سفر کو نکلے۔ جب ہم شیتورین پہنچے تو قریب تین سو آدمیون کے لوٹیرونکی جماعت ملی۔ اور وہ ہمارے قافلہ کیطرف بڑہے۔ اہل قافلہ پریشان ہوگئی مگر میرے والد مولانا صاحب حسب عادت نماز مین مشغول تھے۔ مینے جاکر بہت کچہ خوشامدکی۔ فرمایا قافلہ کے گرد حضرت ہود علیہ السلام کیطرح ایک دائرہ کہنچدو تاکہ یہ لوگ محفوظ رہین۔ اور فرمایا فکر نہ کرو لشکر کا سردار تو ہمارے ساتہ ہے لوٹیرون نے آگے بڑہنے کی کوشش کی مگر گھوڑے خط سے آگے نہ بڑہ سکے آخر اُنہین بہت حیرت ہوئی ایک شخص آگے بڑہا اور اُسنے بلند آواز سے سلام کرکے کہا کہ تم کون قوم ہو اور کہانسے آتے ہو۔ اور کیا وجہ کہ ہمارے گھوڑے تمہاری طرف نہین بڑہتے شاید تمہارے قافلہ مین کوئی جادوگر ہے۔ اہل قافلہ نے کہا ہمارے ہان جادوگرون کا کیا کام ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ ہمارے ساتہ بہاءالدین ولد بلخی کے فرزند مولانا جلال الدین رومی مع اپنی اولاد کے ہین۔ اور اُنکی ہیبت و لایت نے تمہین

اصل نسخہ مین یون ہی لکہا ہوا ہے۔ مترجم

پابند کردیا ہے۔

ہیبت بازاست بر کبک نجیب   خر مگس را نیست زان ہیبت نصیب

اُسیوقت وہ سب لوگ سر برہنہ ہوکر مرید ہوگئے اور اپنے فعل سے توبہ کی۔ چند نادر تھی مولانا کے اصحاب کوٹ دئے اور حلب تک حفاظت کے طور پر ساتھ رہے۔ وہان سے اجازت لیکر اپنے اپنے ٹھکانون کو پلٹ گئے جس کسی کا معاون اللہ تعالیٰ ہو وہ ہر طرح کی بلاؤن سے محفوظ ہے۔ فرماتے ہین۔

آن کسی را کش خدا وارث بود   مرغ و ماہی مرا ورا حارث بود

منقول ہے کہ تاج وزیر کے دارالذاکرین مین حاجی مبارک حیدری خلیفہ قطب الدین حیدر کے سجادہ نشینی کا جلسہ تھا۔ یہ صاحب مولانا روم صاحب کے بہت دوست تھے شہر کے منتخب لوگ جلسہ مین موجود تھے اور مولانا صاحب کی کیفیت تھی کہ نعرے مارتے تھے اور چرخ لگاتے تھے مولانا سید شرف الدین ایک فاضل آدمی تھے البتہ اولیا اللہ کے منکر تھے وہ جلسہ مین کسی شخص سے مولانا کی بابت برائی سے ذکر کرنے لگے۔ مولانا نے اُسی حالت بیخودی مین فرمایا کہ قرآن شریف مین یہ نہین پڑھا ہو ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا مولانا شرف الدین ذکیا بات نہین ہی بلکہ اور کچھہ ذکر ہے۔ سب لوگون نے مولانا شرف الدین کو خاموش کرنا چاہا مگر وہ بہک گئے۔ آخر کو یہ حالت ہوئی کہ کوئی اُنس ملتا نہ تھا اور راندے ہوکر گھر مین پڑے رہے۔

شیخ محمود صاحب قرآن رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہین کہ ایک شب کو مین مولانا کی خدمت مین حاضر تھا۔ شدید سردی تھی۔ مولانا اپنے والد کے حالات بیان کر رہے تھے۔ سب خادم سن رہے تھے مین تازہ لکھے ہوئے ورقون کو تنور پر جناب

کر رہا تھا۔ آدہی رات تک یہی جلسہ رہا پہر مولانا وہان سے اٹھکر حمام مین آئے اور پانی کی خزانہ مین بیٹھ گئے۔ تین رات دن تک وہین بیٹھے رہے۔ خادم آتے تھے اور دیکھکر چلے جاتے تھے تین دن کے بعد وہان سے نکلے اور خادمون کو فرمایا کہ اب سو رہو جب سب سو گئے تو آہستہ آہستہ اٹھکر نماز مین مصروف ہو گئے مین سنتا تھا کہ بارہا اللہ اللہ فرماتے تھے اور حمام کی چہت سے بھی یہی آواز نکلتی تھی صبح کی نماز کے وقت وہان سے مدرسہ مین تشریف لائے اور سات روز تک سماع مین مشغول رہے

منقول ہے کہ مولانا کا ایک دوست اتفاق سے دو تین ہزار دینار کا قرضدار ہوگیا۔ وہ مع اپنے متعلقین کے مولانا کے پاس آیا اور قدمونپر گرکر عرض کیا کہ آپ معین الدین پروانہ والئے ملک کو سفارش کرکے میری آبرو بچائیے مولانا نے رقعہ لکہا۔ وہان سے جواب آیا کہ یہ معاملہ مجہسے متعلق نہین ہے بلکہ دیوان سے متعلق ہے مولانا نے جواب مین لکہا کہ تم کو تو یہ معلوم ہے کہ دیوان (جمع دیو) سلیمان کے ماتحت این سلیمان دیوان کا محکوم نہین ہے (معین الدین پروانہ کا نام اصل مین سلیمان تہا) اُس نے اس رقعہ کو پڑہ کر فوراً اُس شخص کا قرض ادا کر دیا۔ مولانا نے جب یہ سنا تو اُسکے حق مین دعا کی اور فرمایا اُسکی پیشانی مین نور سلیمانی ہے اگر وہ قصد کرے تو مشرق اور مغرب کے کل ملکونپر قابض ہو جائے۔

چلپی شمس الدین ولد مدرس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امیر جلال الدین قرطائی نیک سیرت اور پاک عادت تہے۔ اور بہت خیرات کرتے تہے۔ مولانا اُنکی بہت تعظیم فرماتے تھے۔ اُنکی وفات کے بعد مولانا کا گزر اُنکے مدرسہ کی طرف ہوا۔ وہان کچھ توقف کیا اور فرمایا کہ ہمارے مرحوم یار جلال الدین قرطاسی آواز دے رہا ہے کہ مین آپکا مشتاق ہون تشریف لائیے تاکہ کچھ راحت ملے چنانچہ آپ اُنکی قبر پر

تشریف لیگئے۔ حافظون نے قرآن پڑہا۔ اور خادمون نے مثنوی شریف پڑہی پہر وہان سے چلے آئے۔

چلپی شمس الدین ولد مدرس کا بیان ہے کہ امیر جلال الدین کہتے تہے کہ ایک دن مولانا اپنے سب خدام کے ساتہ شیخ صدرالدین کی خانقاہ کی طرف سے گزرے۔ وہان ایک خادم نے آکر عرض کیا کہ شیخ ایک گوشہ مین بیٹہے ہوئے ہین۔ مولانا نے فرمایا۔ خاموش اپنے شیخ سے تو نے یہ نہین سیکہا کہ جب تک کوئی سوال نہ کرے بات نہ کہو۔ وہان سے آگے بڑہ کر ایک مدرسہ مین تشریف لیگئے۔ وہان بیٹہہ کر بہت کچہ حقائق اور معارف بیان کئے۔ اسکے بعد مولانا نے مدرسہ کی دیوار پر کان رکہا اور مسکرائے۔ شاگردون سے کہا تمہین معلوم ہے مین یہان کیون آیا۔ مین اسلئے آیا کہ یہ بیچاری عمارت اللہ تعالے کے حضور مین عرض کرتی تہی کہ مجہے اپنے دوستون کے کلام اور قدمون سے عزت دے اللہ تعالے نے مجہے الہام کیا ور مینے اپنے کلام اور تمہارے قدمون سے اسکو مشرف کیا۔

منقول ہے مولانا فرماتے تہے امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا مین علم کے نشان کو خوب بلند کیا اور تمام عالم کے پیشوا ہوگئے۔ لیکن اگر احمد غزالی کی طرح ایک ذرہ عشق کا ہوتا تو اُس سے بہتر تہا۔ اور اُسوقت اُنہین قربت محمدیکا بہید احمد غزالی کی طرح معلوم ہوتا۔ دنیا مین عشق کے سوا کوئی اُستاد حصول مقصد کے لئے دوسرا نہین ہے۔

عشق گزین عشق کہ گردی گزین
عشق ترا بخشد راے رزین

منقول ہے ایک روز مولانا علامہ زمان سراج الدین تبریزی کے حجرہ مین تشریف لیگئے۔ اور حقائق و معارف بیان کرنے لگے۔ فرمایا خواجہ سنائی اور فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہم بزرگان دین اور پیشوا تہے۔ مگر زیادہ تر اُنہون نے فراق کا بیان

ہے۔اور ہم نے جوکچھ بیان کیاہے وہ وصال کی حالت ہے۔پھر فرمایا امام ابوحنیفہ اور
حنبل اور دوسرے ائمہ رضی اللہ عنہم خشکی کے سعمار تھے جس کسی نے صدق دل سے
طریقہ اختیار کیا اور اُنکی پیروی کی وہ مفسدونکے فساد اور لوٹیرونکی شرارت سے محفوظ
بالیکن جنید۔ ذوالنون۔ ابایزید۔ شفیق۔ ادہم منصور قدس اللہ سرہم
کی مثل دوسرے اصحاب دین مرغان آبی اور سمندر ونکے تیراک ہین جس نے انکی
کی نفس مکار کے حیلون سے نجات پائی۔ اور دریاے قدرت کے گوہر کو پالیا
والدین بحری کہتے ہین کہ مولانا روم صاحب فرماتے تھے جو شخص عطار کے کلام کو
گا سنائی کے کلام کے سمجھنے کی طاقت پیدا ہوگی۔اور جو سنائے کا کلام پڑھیگا
ے کلام سے فائدہ اُٹھائیگا۔ وہ یہ بھی روایت کرتے ہین کہ مولانا مدرسہ مین تشریف
تے تھے کہ خاقانی وقت ملک الشعرا امیر قوالنعی آیا۔اور کہنے لگا کہ مجھے سنائی سے محبت
ن ہے اسلیئے کہ وہ مسلمان نہ تھے۔قرآن کی آیتون کو نظم مین لکھاہے اور قافئے باندھی
۔مولانا نے غصہ سے فرمایا۔خاموش۔مسلمانی کا کیا ذکر۔اگر کوی مسلمان انکی عظمت کو
ٹھاکر دیکھے تو سر سے ٹوپی گر جائے۔ توکیا مسلمان ہے۔قرآن شریف کے اسرار
س خوبی سے لکھے ہین کہ تو انھین جان ہی نہین سکتا۔

اصطلاحاتیست مر ابدال را ۔ کہ نباشد زان خبر اقوال را

زان نماید این حقائق ناتمام کہ برین خامان بود فہمش حرام

مین اولیا کے بھیدون سے واقفیت نہین ہے تو انکا انکار کرکے اپنے آپکو ہلاکت
ڈالتا ہے۔اگر اعتقاد رکھوگے تو روز جزا تمھین بڑا رتبہ ملیگا۔اور وہ تمھارے
ع اور دوست بنینگے۔ وہ یہ سنکر فوراً اُٹھا اور ننگے سر ہوکر استغفار کی اور مرید گیا۔
اج الدین مثنوی خوان حضرت حسام الدین چلپی سے روایت کرتے ہین کہ ایک دن اپنے
سے قسم لی رہا تھا کہ نا شروع کام نہ کرنا اور الٰہی نامہ حکیم سنائی کا حل پر رکھا تھا۔

مولانا آگئے۔ فرمایا کیا ہے مینے عرض کیا کہ الٰہی نامہ پر قسم لیتا ہون فرمایا یہ اچھا ہے اسلئے کہ قرآن اصل ہے اور یہ اُسکی شرح ہے۔

شہاب الدین گوینده اور عثمان قوال رحمۃ اللہ علیہم بیان کرتے ہین کہ مدرسہ مین سماع کی مجلس تھی مولانا کو نہایت جوش تھا بار بار قوالون کے قریب آتے اور جھک کر عذر و معذرت کرتے خادم حیران تھے کہ یہ کس سے راز و نیاز ہے۔ مجلس کے بعد حسام الدین چلپی نے دریافت حال کیا۔ فرمایا خواجہ حکیم سنائی کا سر روحانیت متمثل ہوا تھا۔ اور تجرد کیا تھا اور وہ عثمان اور شہاب الدین کے پہلو مین کھڑے ہوئے دف بجاتے تھے اور عنایت فرماتے تھے۔ مین اُنکی تمثال سے عاجزی کرتا تھا تاکہ مجھسے خوش ہون جاننا چاہئے کہ مردان حق عالم غیب سے جس کسی کو یاد کرین اور اُس سے ملنا چاہین تو وہ فوراً متمثل ہوکر اُنکے سامنے آجاتے ہین جسطرح کہ روح القدس حضرت مریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آتے تھے۔ یہی صورت اولیاء کامل کی روحونکی ہے۔ اور اس کو درویش نزول حق تمثیل۔ اور تجرد کہتے ہین۔

خواجہ نفیس الدین سیواسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ ایک دن مولانا حمام مین تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور وعظ فرمانے لگے۔ خادم بے اختیار چیخ رہے تھے یک بیک مولانا نے کھڑے ہوکر فرمایا اس جماعت مین مولانا ئی کون ہے۔ تین بار یہی فرمایا مگر خادم خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص حمام مین آئیگا کپڑے اُتارنے کے وجہ سے تمہارے کپڑے دیکھکر پہچان لیگا کہ مولانا کے خادم ہین۔ اب ایسا ہی تم ہو کہ تمہین دیکھکر لوگ یہ جانین کہ مولانا کے خادم ہین۔ جسطرح کہ تمہارا ظاہر آراستہ ہے اسیطرح معرفت الٰہی سے اپنے باطن کو آراستہ کرو۔ حدیث شریف ہے کہ اللہ تعالےٰ تمہاری صورتون اور تمہارے اعمال نہین دیکھتا بلکہ تمہارے قلب اور تمہاری نیتین دیکھتا ہے بالکل مولوی معنوی ہوجاؤ گے۔

خواجہ نفیس الدین روایت کرتے ہین کہ ایک دن مدرسہ مین بہت بہاری سماع تہا مولانا دوڑکے میرے پاس آئے اور میرے گریبان کو زور سے پکڑ کر فرمایا کہ اگر کوئی سوال کرے کہ مولانا روم کیون آستینین چڑہاے رہتے ہین تو کیا جواب دیگا عرض کیا جو ارشاد ہو وہ جواب دون فرمایا یہ کل کائنات ایک بڑی خانقاہ کی مثال ہے۔ ذات باری تعالے اسکی شیخ ہے اور سب انبیار اور اُمت کے خاص بندے اُسکے مسافر صوفی ہین۔ جب کوئی صوفی اُس خانقاہ مین آئے اور خانقاہ کا خادم نہ معلوم ہو تو اُسے دیکھنا چاہیے کہ کون شخص آستینین چڑہاے ہوئے ہے اُسی نشانی سے خادم کا پتا چلیگا اور اُسی سے خانقاہ مین رہنے اور ارباب تصرف سے کمالات حاصل کرنے کے طور طریقے سیکھے۔ اور پہر اُس جماعت کی صحبت کے لایق اور محرم راز ہوجائیگا ورنہ فوڑا لوگ اُسے خانقاہ سے نکال باہر کر دینگے۔ اب اس عالم کی خانقاہ مین اللہ کا خادم مین ہون اور یہ قاعدہ کلیہ ہے **الخادم حبیب اللہ** اور یہ نصیب اور حصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے مجہی ملا ہے حضور نبی کریم فرماتے ہین **سید القوم خادمهم** سبحان اللہ کیا خدمت ہے جسکی برکت سے مخدوم جہان ہوتا ہے۔

ایک جماعت روایت ہے کسی نے مولانا کے سامنے کہا کہ فلان شخص کہتا ہے میرا دل وجان مولانا کی خدمت کرتا ہے۔ فرمایا خاموش۔ ایسے دل اور ایسی جانین بہت کم ہین جو مردان خدا کی خدمت کرین۔ پہر حسام الدین چلپی کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اولیا اللہ کے ساتہ زانو سے زانو ملا کر بیٹہنا چاہیئے اس قربت مین بہت بڑا اثر ہے۔

پہر جاسے کہ باشی پیش او باش　　کہ از نزدیک بودن مہر زاید
اگر تو پاک و ناپاک مگریز　　کہ پاکیہا ز نزدیکی فزاید

علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن مولانا سے عرض کیا کہ اخی احمد کہتے ہین

مین مولانا کا عاشق ہون۔ فرمایا۔ خاموش۔ ایسا ہی کوئی عاشق ہے جسکو معشوق نہ جانتا ہو خیر یہ لوگ گو محرم نہین ہوسکتے۔ مگر محروم بھی نہ رہینگے۔

آنکہ شان رحمۃ للعالمین کو ؎ زان بیاد رو اولیا را بر زمین۔

منقول ہے کہ ایک دن مولانا نے اپنے خادمون سے فرمایا کہ جس روز سے میری شہرت ہوئی اور لوگ آنے جانے لگے اُس وقت سے آفت مین مبتلا ہون حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ شہرۃ مین آفت ہے اور تنہائی مین راحت ہے مگر کیا کرین حکم ہوا اخرج بصفاتی الی الخلق و من رآک رانی و من قصدک قصدنی (میری صفتون کے ساتھ خلق مین ظاہر ہو جس نے تجھ دیکھا مجھے دیکھا جس نے تیری تصدیق کی میری تصدیق کی) خادمون کو ہمیشہ شہرت سے بچنے کی ہدایت فرماتے تھے اور کہتے تھے

خویش را چو رسازی زار زار ۔ تا ترا بیرون کنند از اشتہار

کاشتہار خلق بند محکم است ۔ در رہ این بند آہن کے کم است

شیخ سنان الدین آق شہری مولانا کے خاص خادم حضرت سلطان ولد سے روایت کرتے ہین کہ رمضان مین مولانا صاحب دس روز کے قریب تنہائی مین رہے۔ وہ کبھی نہین ملے۔ قونیہ کے اکابر علما۔ فقرا۔ اور عام لوگونکا مدرسہ مین ہجوم ہوگیا اور سب کہنے لگے اس سے زیادہ فراق کی ہم مین تاب نہین ہے۔ حضرت سلطان ولد فرماتے ہین مین حجرہ کو دروازہ گیا تاکہ مولانا کی حالت دیکھون آہستہ آہستہ اگرچہ دروازہ کے شگافون مین سے دیکھا۔ مولانا نے اندر سے فرمایا بہاء الدین باہر کیا ہنگامہ ہے۔ مینے عرض کیا کہ عاشق صادق آپکے فراق مین جل رہے ہین۔ فرمایا وہ حق پر ہین۔ مگر تین روز کی اور مہلت دو مینے سب کو یہ خبر سنائی۔ بہت خوشی ہوئی اور سماع ہوا تیسرے روز مین علی الصباح حجرہ کے دروازے پر آیا۔ اور پھر شگافون سے جھانکنے لگا۔ یہ معلوم ہوا کہ نیچے سے اوپر تک

تمام حجرہ مولانا کے جسم سے بھر گیا ہے - یہان تک کہ دروازے کی درزین بھی اسطرح آپکے جسم سے بھر گئین جیسے کہ روئی بھر دی جاتی ہے - یہ حالت دیکھکر ہیبت سے چیخ نکل گئی اور بیہوش ہوگیا - پھر دو تین بار مین نے دیکھا اور یہی حالت پائی آخر مین دیکھا تو مولانا کو اصلی حالت پر پایا اور انہی آنکھون سے فرما رہے تھے واہ واہ - کیا تحمل کیا ہے جو کوہ طور سے بھی نہو سکا اور پارہ پارہ ہوگیا - ایسے یار غار پر آفرین -

از کمال قدرت ابدان رجال — یافت اندر نور بیچون امتثال

آنچہ طورش بر نتابد ذرہ — قدرتش جا سازد از قارورہ

مین کواڑ کھولکر اندر گیا اور قدمون پر سر رکھدیا - مولانا نے فرمایا بہاء الدین کبھی مین حضور اقدس جلشانہ مین حاضر ہوتا ہون اور کبھی تجلی حضرت سبحانہ تعالے کا فیض آتا ہے - جسوقت مین جاتا ہون نہایت لاغر - ذلیل اور بیپرواز ہوتا ہون اور ظہور تجلی مقدس ہوتا ہے تو اس حجرہ کی کیا حقیقت ہے تمام عالم مین بھی نہین سما سکتا حجرہ مین سے مین نکل کر سب کو خبر کی تمام قونیہ مین شہرت تھی - اور شہر کے بڑے چھوٹے سب آتے تھے اور مولانا سب پر عنایت فرماتے تھے پھر سات روز کامل سماع مین مصروف رہے -

منقول ہے کہ ایک روز امیر جلال الدین قرطائی کو شوق پیدا ہوا کہ صبح کی نماز مولانا کے پیچھے پڑھین صبح کو آئے اور مولانا کے پیچھے نماز مین شریک ہوئے نماز کی حالت مین انہون نے دیکھا کہ مولانا کا جسم اور قد اسقدر بڑھ گیا کہ تمام صحن مدرسہ کا آپ سے بھر گیا - یہ حال دیکھکر وہ چیخ مار کر بیہوش ہوگئے جب افاقہ ہوا تو دیکھا مولانا اصلی حالت مین سجدہ مین ہین - نماز ختم کرنے کے بعد مولانا نے فرمایا - اے امیر جلال الدین جسوقت ذات پاک مجھپر نوازش فرماتی ہے تو وہ حالت ہو جاتی ہے جو تونے دیکھی - اور جب مین حاضر ہوتا ہون تو یہ موجودہ صورت ہوتی ہے امیر جلال الدین وہان سے روتے ہوئے اٹھ آئے -

مولانا صلاح الدین ملطی بڑے عالم اور مولانا کے متحد اصحاب مین سے تھے عربی مین آپ

سیبویہ وقت اور چلپی عارف قدس سرہ کے استاد بہی تہے - مولانا صاحب انہین
یارک یارک بہاؤ الدین فرمایا کرتے تہے وہ - کہتے ہین کہ ایک بار مولانا چالیس روز
کے قریب غایب رہے سب کو تشویش تہی کہ کہان چلے گئے - مبادا کسی دشمن نے
قتل کردیا ہو - آخر شہر مین منادی کرادی کہ جو مولانا کا پتا لگائیگا اُسکو شکرانہ مین ایک
ہزار درم ملینگے - دونی کے حمام سے حوض کی کڑہائی ٹپکتی تہی حمامی آنچ ٹہنڈی کرکے
حوض دیکہنے آیا کہ کس جگہ سے پانی ٹپکتا ہے پانی کے خزانہ کے پاس مولانا کو دیکہا کہ
مع دستار اور کپڑونکے موجود ہین - اور کپڑون پر تری کا نشان بہی نہین ہے - حمامی دوڑا
ہوا مدرسہ مین آیا - سلطان ولد اور حسام الدین چلپی ایک ہی جگہ تہے اور خادم بہی سب
جمع تہے اور مولانا ہی کا ذکر تہا حمامی نے مولانا کی خبر دی - اصحاب نے اُسکو عبائین
دین - خواجہ مجد الدین مراغی نے اُسیوقت ہزار درم اور خلعت حمامی کو دیا اور سب لوگ وہانسے
خوش خوش مولانا کی خدمت مین آئے قوال موجود تہے - سماع ہوتا ہوا وہان سے
مدرسہ مین آئے - اور ایک ہفتہ تک سماع ہوتا رہا -

سلطان الابرار حسام الدین چلپی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ ایک دن مولانا
صاحب نے فرمایا کہ جب اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کو بنایا اور روح پہونکی تو جبریل
علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایک نور کا طبق ہمارے دریاے قدرت مین سے تین بڑی گوہر لیکر حضرت
آدم علیہ السلام کے پاس لیجاؤ - اور عرض کرو کہ ایک گوہر عقل ہے دوسرا گوہر ایمان
اور تیسرا گوہر حیا ہے - ان مین سے ایک گوہر پسند کرین - حضرت آدم علیہ السلام نے نور
فراست سے گوہر عقل کو پسند کرلیا - جبرئیل علیہ السلام نے گوہر ایمان اور گوہر حیا کو وہان
واپس لیجانا چاہا تاکہ پہر انہین دریاے قدرت مین رکہدین - مگر باوجود اُس قوت کی
جو انکو عطا ہوی ہے کسی طرح نہ لیجا سکے - اور گوہر ایمان و گوہر حیا نے یہ کہا کہ ہم اپنے
محبوب عقل سے کسیطرح جدا نہین ہوسکتے اور بغیر اُسکے کسی جگہ نہین ٹہر سکتے ہمیشہ تینون

بحر قدرت کے گوہر ہین۔ اور قدیم سے ایک ہی جگہ ہین ہم مین جدائی نہین ہو سکتی۔ اللہ تعالی نے حکم دیا کہ جبرئیل ان دونونکو بھی وہین چھوڑ دو اور چلے آؤ۔ چنانچہ عقل حضرت آدم علیہ السلام کے دماغ پر رہی۔ گوہر حیا چہرۂ مبارک پر رہا۔ اور گوہر ایمان کو دل مین جگہ ملی آدم علیہ السلام کے جس فرزند مین وہ گوہر نہین ہین وہ اُس نور اور تجلی سے خالی ہے۔

چلپی شمس الدین ولد مدرس کہتے ہین کہ مولاناؒ کی خدمت مین حمزہ نے نواز تھے۔ اپنے کام مین بہت اُستاد تھے اور مولاناؒ اُنسے بہت محبت رکھتے تھے۔ اتفاقاً بیمار ہوکر مر گئے۔ مولانا کو اطلاع ہوئی سب خادم تجہیز و تکفین کر نے گئے۔ آخر مولاناؒ بھی اُنکے گھر تشریف لے گئے میت کے پاس جاکر فرمایا اے یار عزیز حمزہ اٹھو و لبیک کہکر اُٹھہ کھڑے ہوئے۔ اور وہین نے نوازی شروع کر دی تین شبانہ روز نے نوازی اور سماع ہوتا رہا۔ جب مولاناؒ اُس مکان سے باہر آئے اُنکا پھر انتقال ہو گیا۔

منقول ہے کہ مولاناؒ کے خادمون سے ایک صاحب سفر کو گئے تھے۔ وہان انتقال ہو گیا جس وقت مولاناؒ کو خبر ہوئی فرمایا اول سے اطلاع نہ کی ورنہ مین اُنہین نہ چھوڑتا۔ اب تو جو ہونا تھا ہو چکا۔

مولانا بدرالدین معدنی مولانا صاحبؒ کے ایک بڑے خلیفہ فرماتے ہین کہ مولاناؒ کا ایک گویا نہایت خوش آواز تھا مگر پیشہ مین کوب تھا۔ ایک دن سماع مین مولانا صاحبؒ کو بہت وجد ہوا اور اُس کی پاس با آگی اور وجد کرتے وہ بہی جھکا ہوا شوق مین دف بجا رہا تھا۔ سماع کے بعد مولانا نے فرمایا تو سیدہا کیون نہین کھڑا ہو عرض کیا یہ پیشہ کو ہے۔ مولاناؒ نے ہاتھہ پھیر دیا سیدھا ہو گیا وقت ختم ہوا جاتا رہا وہ گھر گیا تو عورت نے دروازہ نہ کھولا اور کہا تو کوئی غیر شخص ہے لوگون نے جب مولاناؒ کی کرامت کا حال بیان کیا تو اُسکو گھر مین آنے دیا مولانا کے سامنے کسی نے بیان کیا کہ فلان شخص حالت مستی مین گر پڑا ہے فرمایا شکر ہے کہ مرا نہین اگر مر جاتا تو بہانہ تہا اسلئے کہ بلبل جب گل پر فریاد کرتی کرتی بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے اگر اُس بیہوشی مین اُسکو کہا جاوے تو بلبل ہمیشہ مردہ رہیگا۔ اور بیخودی حشر مین ہوگا کما تعیشون تموتون کما تموتون تحشرون (جس طرح زندگی بسر کرینگے اُسی مین مرینگے۔ اور جس حالت مین مرینگے اُسی حالت مین اُٹھینگے۔ سے این گفتیم وباقی فکر کن ✦ فکر اگر جامد بود رو ذکر کن ✦ ذکر آرد فکر را در اہتزاز ✦ ذکر را خورشید آن افسردہ ساز

کچھہ لوگون نے مولاناؒ سے عرض کیا کہ میت کے آگے قاری اور موذن ہمیشہ سے ہوا کرتے تھے

مگر آپنے گویون کو بھی شامل کیا۔ یہ کیا بات ہے علما اور فقہا اسپر اعتراض کرتے ہین اور بدعت کہتے ہین
مولانا نے فرمایا اُسکی دو وجہین ہین۔ ایک یہ کہ قاری اور موذن جو جنازے کے آگے آگے چلتے ہین
گویا وہ گواہی دیتے ہین کہ یہ شخص مسلمان تھا اور اسلام پر وفات پائی ہمارے گوئیے یہ گواہی
دیتے ہین کہ وہ عاشق الٰہی بھی تھا۔ دوسرے یہ کہ روح انسانی مدت سے دنیا کے جیل مین اور
بدن کی صندوق مین قید تھی۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اُسکو قید سے نجات ملی اور مرکز اصلی پر
پہنچ گئی۔ اس سے زیادہ خوشی کیا ہو سکتی ہے بس سامان خوشی کے ساتھ اُسکو حضور اقدس مین
جانا چاہئیے تاکہ دوسرونکو بھی جان بازی اور دلیری کے طرف رغبت ہو کسی قیدی کو رہائی
کے بعد خلعت ملے تو اور بھی خوشی ہو جائیگی۔ اور حقیقت مین ہمارے دوستون کی موت کی بھی حالت ہے

چونکہ ایشان خسرو دین بودہ اند — وقت شادی شد چو بشکستند بند
سوئے شادروان دولت تاختند — کندہ و زنجیر را انداختند
روح سلطانی ز زندانے بجست — جامہ درانیم و چہ خائیم دست

حضرت سلطان ولد فرماتے ہین کہ ایک روز مجھپر ملال کا غلبہ تھا۔ ناگاہ مولانا تشریف
لائے اور مجھے رنجیدہ پاکر فرمایا کیا کسی سے رنج ہو گیا ہے جو اسقدر غمگین ہو مینے عرض کیا کہ
یہ حالت میری خود سمجھ مین نہین آتی۔ مولانا وہان سے تشریف لیگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اسطرح
آئے کہ بھیڑئیے کی پوستین اُلٹی کرکے پہنے منہ چھپا لیا تھا۔ میرے پاس آکر بھیڑئیے کی سی آواز
نکالنے لگے۔ اور مجھے اسطرح ڈراتے تھے جیسے بچون کو ڈراتے ہین۔ اس بات سے مجھے بہت شدت
سے ہنسی آئی۔ اور مینے والد کے قدمون کو بوسہ دیا۔ مولانا نے فرمایا بہاء الدین جو تمہارا
کوئی دلی دوست ایسا ہو جو ہر وقت تمہارے پاس رہے اور تمکو طرح طرح سے
خوش کرے اگر وہ تبدیل صورت کے ساتھ تمہین آکر ڈرائے تو کیا تم اُس سے ڈر
جاؤ گے مینے عرض کیا ہرگز نہین فرمایا جو دوست ہر وقت تمہین خوش رکھتا تھا
اُسنے غمگین بھی بنایا ہے۔

چون لباس قہر پوشد چون شرر بسیار شمس — چون بدین شیوہ بہا بارہا ہست آمدست

کیون بیفائدہ غمگین ہوتے ہوا ور قبض مین پہنسے ہو۔

قبض دیدی چارۂ آن قبض کن — زانکہ سرہا جملہ میرو یدزبن

بسط دیدی بسط خود را آب دہ — چون برآید میوہ با اصحاب دہ

سلطان ولد کہتے ہین کہ اُسیوقت میری حالت بدل گئی۔ اور ایسا شگفتہ ہوا کہ تمام عمر مجھے الم دین و دنیا کا نہوا۔ بہرحال مینے مولانا سے عرض کیا کہ آپ نے انبیاء اولیاء کے مقامات اور کرامات کا بیان توکیا مگر کچہہ اپنے حالات بہی فرمائے۔ بہت اصرار کے بعد فرمایا کہ دیکہو اس شہر قونیہ مین ہزارون محل اورعمارتین امرا اور رؤسا کے ہین۔ اُن مین اہل حرفہ کے مکان نیچے ہین۔ اُنسے بلند مکان دولتمندون کے ہین اور امرا کے اُنسے بہی زیادہ بلند ہین۔ اور ان سب کی بلندی پر آسمان کی بلندی غالب ہی۔ مقامات انبیاء اور اولیا کی بہی یہی حالت ہے۔ چنانچہ قرآن شریف مین فرمایا ہے تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض (یہ پیغمبر جو ہمنے بہیجے ان مین سے بعض کو بعض پر برتری دی) و رفعنا بعضهم فوق بعض درجات (اور ہمنے بلند کئے بعض سے بعض کے درجے)

مگر خاصان خدا کے مقامات مثل آسمان کے ہین۔ والله يرزق من يشاء بغير حساب (اللہ جسکو چاہتا ہے بیحساب رزق دیتا ہے)

اور ہم من جمیع الوجوہ نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے وارث ہین۔

بکشا ذند خزینہ ہمہ خلقت پوشید — مصطفی باز بیامد ہمہ ایمان آرند

روایت ہی کہ شیخ فخرالدین سیواسی صاحب علم وفن تہا اور مولانا کے ارشاد اور غزلین لکہا کرتا تہا۔ یک بیک اُسکو جنون ہوگیا اور اُسوقت مولانا نے غزل تصنیف فرمائی جسکا مطلع یہ ہے۔

ای عاشقان ای عاشقان یک لولئی دیوانہ شد — طشتش فتاد از بام ما نک سوی مجنون خانہ شد

یہ شخص مولانا کے کلام مین بلا اجازت اصلاح او تحریف کیا کرتا تھا۔
منقول ہے کہ ایکدن مولانا نے فخر الدین مذکور کو غصہ سے پکڑ کر فرمایا کہ میرا ایک سوال ہے اسکا جواب دے۔ اور ارشاد کیا کہ آدم علیہ السلام اور شیطان دونون نے گناہ کیا۔ مگر کس وجہ سے آدم علیہ السلام مرحوم ہوئے اور شیطان مردود ہوا فخر الدین بہت رویا اور جواب نہ دیسکا پھر خود ہی فرمایا کہ اُسکے مردود ہونے کی وجہ شرکت کا دعوے ہے۔ وہ شرمندہ ہو کر رہ گیا۔ اُسکے انتقال کے بعد ایک بزرگ نے اسکو خواب مین دیکھا کہ اُسکے دانت فرشتہ لوہے کے چمٹون سے اکھیڑتے ہین دیکھنے والے نے اُس سے وجہ پوچھی تو یہ جواب دیا کہ یہ اُن بے ادبیون کا بدلا ہے جو مین مولانا کے کلام مین کیا کرتا تھا۔ مولانا کے خادم اس واقعہ سے بہت پریشان ہوئے اور سب جمع ہوکر مولانا کے مزار پر حاضر ہوئے اور اُسکے عفو کے واسطے التجا کی رات کو سوئے تو سب نے اُسکو خواب مین جنت مین پایا۔ دریافت کیا کہ اللہ تعالے نے کیا معاملہ کیا۔ اُسنے جواب دیا کہ تمہاری دعا سے اللہ تعالے نے مغفرت کر دی۔

روایت ہے کہ امیر تاج الدین معتبر الخراسانی مولانا کے خاص مریدون مین سے تھے اُنہون نے بہت سی خانقاہین۔ مدرسے۔ مسافر خانے اور شفاخانے ممالک روم مین بنائے ہیں مولانا سب امرا مین اُنسے زیادہ اُلفت کرتے تھے۔ ایک روز حسب عادت مولانا سے ملنے آئے۔ مولانا نے اُنکی طلب صادق دیکھکر بہت کچھ معارف اور حقائق بیان کئے۔ اور فرمایا جو لوگ اپنی ہستی کی قید سے نہین چھٹتے ہین مگر و نیستی کا دعوے کرتے ہین اُنکی یہ مثال ہے کہ کوئی شخص تنور مین گر کر یہ کہے کہ مین بہت بلند مقام پر ہون اور جو اپنی ہستی کو نیست کر چکے اور پھر بھی اپنی بیچارگی کا اظہار کرتے ہین اُنکو سمجھنا چاہیئے کہ یہی اعلےٰ مقام والے ہین اور دونو کی یہ مثال ہے کہ ایک شخص پیاز منہ مین رکھ لے اور دعوے کرے کہ مشک ہے اور دوسرے کے منہ مین مشک ہے مگر وہ سمجھتا ہے کہ پیاز ہے۔ لیکن جنکو اللہ تعالے نے پاک دماغ دئے ہین وہ مشک اور پیاز کی شناخت کر لیتے ہین

ہرکہ او منظر بنور اللہ شد + از نہایت وا رہیت آگاہ شد

حق چو سیمارا معرف خواندہ است | چشم عاشق سوے سیما ماندہ است

پھر فرمایا امیر تاج الدین آؤ اور اُس بو کو سونگھو۔

بجو بوئے حق از دہان قلندر | بجد چون بجوی الیقین محرم آئی

اور ارشاد کیا کہ صحرائی جانور جس رنگ کی گھاس کھاتے ہین ویسا ہی رنگ اُنکا ہو جاتا ہے۔ بعض سبز۔ بعض نیلا۔ بعض زرد ہوتے ہین۔ اسیطرح اللہ تعالےٰ کے کچھ لایق بندے ہین جو اسکے وسیع ملک مین چرتے ہین اور اُسکے چشمون سے پانی پیتے ہین جسکی وجہ سے اُنکی دلونکی کھیتیان لہلہاتی ہین اور غذاے نور سے یہ حال ہے کہ گویا بالکل نور حق ہو گئے ہین۔ چنانچہ فرماتے ہین

ہرکہ کاہ وجو خورد قربان شود | ہرکہ نور حق خورد قرآن شود

گرخوری یکبار ازان ماکول نور + خاک ریزی برسر نان و تنور

چنانچہ ہمارے سلطان صلی اللہ علیہ آلہ واصحابہ وسلم کا یہی حال تھا۔ امیر تاج الدین کو اُس روز کے ارشادات سے اور بھی عقیدت زیادہ ہوگئی۔ اور عرض کیا کہ خدام کے واسطے ایک دار العشاق بناؤن۔ مولانا نے فرمایا۔

ما قصر چہار طاق درین عرصہ فنا | چون عاد چون ثمود مقرنس نمیکنیم

جز صدر وقصر عشق دران ساحت بقا | چون نوح چون خلیل موسس نمیکنیم

اہل معنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی متابعت بہت ضروری ہے۔ امیر تاج الدین وہان سے جب گھر آئے تین ہزار دینار اپنے نائب کی ہاتھ خادمون کے واسطے بھیجے۔ مولانا نے واپس کردئیے اور بہت شرمندہ ہوکر فرمایا۔ کہان ہین اونکمان مال دنیا۔

من بہچو منی خواہم من سیم تنے خواہم | بیزارم ازان زشتے کو سیم و زر ی دارد

آخر امیر تاج الدین نے حضرت سلطان ولد سے سفارش کرائی اور اُس روپیے سے چند مکان مدرسہ کے پاس فقرا کے واسطے بنا دئے گئے

سید الصلحا شیخ بدر الدین تبریزی جو نہایت پاک اور فرشتہ عادات تھے کہتے ہین کہ مین جوان تہا اور مذکورہ بالا عمارت کی تعمیر مین اور رنڈیون کے ساتھہ کام کرتا تہا اور چھتین ٹوٹ چکی تہین بڑے صفہ کی چھت باقی تھی۔ اُسکی کڑیون کے واسطے جو درخت کٹے ہوئے پڑے تھے اُنمین ایک درخت آدہ گز طول مین کم تہا۔ شہر مین تلاش کیا تو چھت کے پیمانہ کی کڑیان نہ ملین سب اس تردد مین تھے کہ مولانا سماع مین سے اُٹھکر ہماری پاس آئے اور فرمایا کیا کر رہے ہو۔ عرض کیا کہ ایک شہتیر آدہ گز کم ہے۔ اور لکڑی چھت کے قابل شہر مین بہی نہین ہے۔ فرمایا ناپو تو۔ مولانا کے سامنے بہی ناپا تو وہی آدہ گز کم نکلا آپ نے اُسپر ہاتھہ پہیرا اور فرمایا اب تو ناپو۔ پہر ناپا تو اور شہتیرون سے کچھہ زیادہ نکلا۔ حق ہے کہ انبیا کے معجزات اور اولیا کی کرامتون کی کوئی نہایت نہین ہے فرماتے ہین۔

این سکسے داند کہ روزی زندہ بود | وز کف آن جان جانش مر ربود
معجزہ موسیٰ و احمد را نگر | چون عصا شد مار و استن با خبر
فلسفی گر منکر حنانہ است | از حواس اولیا بیگانہ است

کاتب الاسرار بہاء الدین بحری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک روز مولانا کے ساتھہ مین حمام مین تہا وہان مین نے اس واقعہ کو بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ حمام مین بیٹھے تھے۔ خادم حلقہ باندہی بیٹھی تہی آپنے کہا کہ الحمد للہ کہ اسوقت ہم بالکل آزاد ہین۔ ایک لنگی ہے وہ بہی حمامی کی۔ مولانا نے فرمایا اُن سے کسی نے نہ کہا کہ کپڑے اُتارنے کے کمرہ مین کس لئے

کپڑے رکھے ہیں جنکی حامی حفاظت کر رہا ہے۔ پھر مولانا نے فرمایا کہ تمام انبیا اور اولیا کا تعلق دنیا سے برائے نام تھا۔ وہ بھی مخلوق کی خاطر سے۔ اور مجھ دنیا سے اتنا بھی تعلق نہین ہے اور نہ کبھی ہوگا۔

سلطان مازاغ البصر چون کرد ہر عالم نظر ۔ نقشے بدید آخر کہ او بر نقشہا عاشق نشد

یار ربانی شیخ بدرالدین بواش المعروف بہ نقاش رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہی کہ مولانا فرماتے تھے کہ تمام انبیا علیہم السلام اور اولیا رکرام نے مریدون اور خادمونکی نفس کشی کے واسطے سوال جائز رکھا ہے۔ اور مسلمانون سے قرض حسنہ ہدیہ اور ہبہ قبول کرنے کو فرمایا ہے۔ مگر مینے اپنے دوستو نپر (خادم) بموجب ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کا دروازہ بند کر دیا ہی تاکہ وہ اپنی محنت سے کھاین۔ جو شخص اسکے خلاف کریگا وہ ولی نہین ہوسکتا اور نہ قیامت کے دن میرا منہ دیکھیگا

گفت پیغمبر کہ جنت از اله ۔ گر ہمی خواہی زکس چیزے مخواه
گر نخواہی من کفیلم مر ترا ۔ جنت والما وا و دیدار خدا

مولانا نورالدین نیزبازری نور اللہ قلبہ وقبرہ مولانا کے خاص مرید سے روایت ہے کہ اثناے بیان مین مولانا نے فرمایا ایک درویش چالیس سال تک جنگل مین بھوکا پیاسا عبادت مین مصروف رہا۔ جانورون نے اوسکے سر پر گھونسلے بنائے تھے قطب وقت کا۔ اسطرف گزر ہوا۔ اونہون نے چند تھپڑ مارے اور کہا: نامرد حرام خور درویش بیخودی سے ہوشیار ہوا اور کہا چالیس برس سے حلال تو کھایا ہی نہین ہے حرام کا کیا ذکر ہے۔ قطب نے فرمایا۔ صبح کی نسیم۔ اور پھولون کی خوشبو سے جو قوت حاصل کی وہ کہانسے آئی۔ کاملون کے مذہب کے موافق بے محنت کے ہر چیز حرام ہے۔ کیا تو نے نہین سنا کہ سلیمان علیہ السلام کے واسطے جبرئیل جنت سے کھانا لایا کرتے تھے اور وہی وہ کھاتے تھے۔ ایک روز سلیمان علیہ السلام کھانا کھا رہے تھے اوسوقت ایک فرشتہ نے دوسرے سے

کہا کہ یہہ تو اس رغبت سے کہا رہے ہین گویا خود محنت کرکے کما کر لائے ہین پیغمبر خدا کو چاہیے کہ اپنی محنت کا کہائے۔ سلیمان علیہ السلام نے جبریل سے دریافت کیا کہ یہہ کیا کہتا ہے۔ اونہون نے کہا یہہ کہتا ہے کہ جو کہانا اپنی محنت کا ہو اور کسب حلال سے ہے وہ جنت کے کہانے سے زیادہ لذیذ ہو۔ اوسدن سے سلیمان علیہ السلام نے جنت کے کہانے سے توبہ کی اور زنبیل کی بنائی کا کہانا کہاتے تھے۔ اور داؤد علیہ السلام کے روزے رکہتے تہے اور اپنی مزدوری سے افطار کرتے تہے۔ جبریل نے اوسیوقت عرض کیا اے رسول خدا جنت کے کہانون مین اسوجہہ سے زیادہ لذت ہے کہ اللہ تعالی نے جنت اور جنت کے سامان کو عابد زاہد صابر اور شاکرون کی اون تکالیف کے ذریعے سے پیدا کیا ہے جو وہ عبادت مین کرتے ہین۔

ہر کہ رنجے دید گنجے شد پدید ہر کہ جدے کرو در جدے رسید

منقول ہے کہ مولانا فرماتے تہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکہین دکہین سخت تکلیف اور درد تہا۔ آپ اسی درد مین کوہ طور پر گئے۔ راہ مین ہر جڑی بوٹی التماس کرتی تہی کہ مجہے لگائیے تاکہ آپکو آرام ہو۔ مگر آپ نے التفات نہین کیا حضور اقدس جلشانہ مین تکلیف کی شکایت کی اور یہ بہی عرض کیا کہ دعا مین مجہسے خود ملتجی تہین مگر مینے اونہین قبول نہین کیا حکم الٰہی ہوا کہ اونکا کہنا سنو تاکہ تمہین آرام ہو۔ اسلئے کہ ہمنے ہر درد کی دوا اور ہر زخم کا مرہم پیدا کیا ہو۔

گفت پیغمبر کہ رب الن مجید از پئی ہر درد درمان آفرید

جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے پلٹ کر آئے اون بوٹیون مین سے کوئی دوا لگائی مگر آرام نہین ہوا۔ پہر گریہ وزاری کرتے ہوئے دوبارہ عرض حال کیا۔ حکم آیا کہ ہمنے یہ کب کہا تہا کہ جنگل سے جاکر دوا لاؤ اور لگاؤ۔ اور بے مشقت کے اچہے ہوجاؤ۔ بلکہ طبیب کے پاس جاؤ عطار سے دوا لو۔ تاکہ تمہین بہی آرام ہو اور اونکو لوگونکو بہی فائدہ پہنچے۔

منقول ہے کہ مولانا سے کسی نے دریافت کیا کہ اولیا کے مزار و نپر شمعین اور قندیلین کیون لیجاتے ہین اور اس سے کیا فائدہ ہے۔ فرمایا۔ اسکا یہ نتیجہ ہو کہ جسکی قبر مین اندھیرا ہوگا ان اولیاء اللہ کی برکت سے اور اوس خلوص کی بدولت اُجالا ہو جائیگا چنانچہ شب برات مین جب مسجد مین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو تمام مسجد مین کثرت سے روشنی دیکھی۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ یہ کس نے روشنی کی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میںنے۔ فرمایا جسطرح تو نے مسجد کو منور کیا ہے اسیطرح اللہ تعالیٰ تیرے قلب اور قبر کو منور کرے۔ اور اُسیوقت سے روشنی کی رسم اُس امت مین یادگار ہے۔ اور کہتے ہین کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تین عادتین تھین۔ ایک یہ کہ جب مہمان آتا تو اوسکو شہد کھلاتے۔ دوسرے مساکین کو باجامے عطا کرتے تھے تیسرے مسجدون مین روشنی بھیجتے تے۔ معترضین نے اسکا باعث پوچھا۔ فرمایا شہد مہمان کو اسلئے کھلاتا ہون تاکہ وہ میرے حق مین دعا کرے اور نزع کی تلخی سے نجات ملے پاجامے یون دیتا ہون کہ قیامت کے دن جب برہنہ ہونگے اللہ میری وہان پردہ پوشی کرے۔ مسجدون مین روشنی بھیجنے کی یہہ وجہہ ہے کہ گور کی تاریکی دفع ہو۔ اولیا کے مزارون پر روشنی رکھنے کے یہہ فائدے ہین۔ اور سب کہان کی کتابون مین صومعہ، کنیسہ اور مزارون پر روشنی کی فضیلت لکھی ہے۔

معتبر اصحاب سے روایت ہے کہ معین الدین پروانہ نے مولانا سے دریافت کیا کہ گذشتہ مشائخ کے ذکر اوراد علیحدہ علیحدہ مقرر تھے۔ کوئی کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتا تھا ترکستان کے بزرگ ہو ہو کا ذکر کرتے تے۔ اور بعضے لفظ الا اللہ کا ذکر کرتے تھے کوئی لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کوئی استغفر اللہ العظیم۔ اور کوئی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کو سو سو بار پڑھا کرتا تھا۔ مگر آپ کا کیا طریقہ ہے مولانا نے فرمایا۔ ہمارا ذکر اللہ اللہ ہے۔ اسلئے کہ ہم اللہی ہین

اللہ کی طرف سے آئے ہیں اور پھر اللہ کے پاس جائینگے۔

پر رفتن با دہید یاران صلوٰۃ
مازادہ زائیم سوئے ذات رویم

ہمنے ترک ماسوا کرکے اللہ کو اختیار کر لیا ہے۔

چو ما نشستہ بہ پہلوئے لام اللہم
زہر دو عالم پہلوئے خود تہی کردم

اور میرے والد بہاؤالدین ولد قدس سرہ بھی اللہ ہی سے سنتے تھے اور اللہ ہی کہتے تھے اور وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کل انبیا اور اولیا کو اپنے ایک ایک اسم کا مظہر کیا ہے اور اوسی اسم کی تجلی اوس پر ہوتی ہے۔ اور ہم محمدیوں کو اسم اللہ ملا ہے جو جامع الجامع ہے

محمود عرب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مولانا ہمیشہ لمبی لمبی راتوں میں اللہ اللہ فرماتے تھے۔ سر مبارک مدرسہ کی دیوار پر رکھکر اسقدر اللہ اللہ کرتے کہ زمین و آسمان اللہ کی صدا سے گونج اوٹھتا تھا۔ ایک روز مولانا صاحب کی بیوی مولانا صاحب کی قبا کا بند ٹانک رہی تھیں اور مولانا قبا پہنے ہوئے تھے۔ یہ بات مشہور ہے کہ پہنے ہوئے کپڑوں کو لباس میں ٹانکا لگوانا نہایت نحس ہے اور اوسکا یہ دفعیہ ہے کہ دانت میں گھاس کا تنکا یا پتا یا کاغذ وغیرہ دبالیں۔ مولانا کی بیوی کے دل میں یہ خطرہ آیا کہ اسوقت مولانا کچھ دانتوں میں دبالیتے آپ نے فوراً فرمایا کہ فکر نہ کرو میں نے قل ہو اللہ احد کو خوب دانتوں سے پکڑ لیا ہے۔

منقول ہے ایک روز معین الدین پروانہ مولانا کی زیارت کو آیا۔ آپ باہر نہیں نکلے بہت سی دیر تک اسقدر انتظار کیا کہ عاجز آگیا معین الدین پروانہ کو یہ خیال آیا کہ مشائخ اور بزرگان دین جو عادل حکام اور اولوالامر کی عزت کرتے ہیں اوسکی بدولت حکام کی حال کی اصلاح ہوتی ہے اور سیدہے راہ راست پر آجاتے ہیں۔ خدا جانے مولانا کیوں گریز کرتے ہیں۔ حالانکہ اور مشائخ اور علما امرا کے توجہ کو ڈہونڈہتے ہیں۔ مگر مولانا ہم سے اسطرح بھاگتے ہیں جیسے بہشتی دوزخ سے

اور پرندچال سے۔ اوسیوقت مولانا بپھرے ہوئے شیر کی طرح جماعت خانہ سے باہر آئے۔
اور معارف اور حقائق کی ضمن مین فرمایا کہ حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی
زیارت کے واسطے محمود سبکتگین آیا۔ ارکان دولت نے آگے بڑھکر حضرت کو خبر کی۔ خواجہ
صاحب نے کچھ نہ فرمایا۔ یہانتک کہ محمود خانقاہ کے باغیچہ تک آگیا۔ حسن میمندی نے
آکر خواجہ صاحب سے عرض کیا کہ اللہ کے واسطے اور بپاس مصلحت خدام آپ استقبال کیواسطے
چلین تاکہ شاہی عظمت مین خلل نہ آئے۔ مگر آپ اپنی جگہہ سے نہ اوٹھے۔ وزیر نے آگے بڑھکر
کہا۔ خواجہ صاحب آپنے قرآن مین کیا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم نہین پڑھا ہے۔ آپنے فرمایا حضرت اطیعوا اللہ مین اس قدر مستغرق ہون کہ اطیعوا الرسول
کی نوبت نہین آئی۔ پھر اولی الامر کا کیا ذکر ہے۔ سلطان اسیوقت قدمون پر گر پڑا اور روہانسہ
روتا ہوا باہر آیا۔

بندگی و سلطنت معلوم شد　　زین دو پردہ عاشقی مکتوم شد
غیر ہستا دو دولت کیش او　　تخت شاہان تختہ بندی پیش او
بادشاہان جہان از بدرگی　　بو نبردند از شراب بندگی
ورنہ ادہم وار سرگردان و دنگ　　ملک را برہم زدندے بے درنگ

اسیطرح معین الدین پروانہ اور سب امیر روتے ہوئے مجلس سے اوٹھے
شیخ نفیس الدین سیواسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ ایک دن مولانا صحن مدرسہ کی سیر کر رہے تھے
فرمایا کہ مدرسہ کا دروازہ اچھی طرح بند کردو۔ چنانچہ دروازہ بند کردیا تھوڑی دیر میں سلطان
عزالدین اپنے وزرا اور ارکین کے ساتھ آیا مولانا نے فرمایا کہدو اسوقت جاؤ۔ اُنکے چلے جانے کے بعد کسی نے
زور زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک شخص نے دروازہ کھولنا چاہا مگر آپ نے منع کیا اور خود دریافت کیا
کون ہے۔ جواب ملا کہ امیر عالم چلپی کا ایک ادنی غلام۔ آپ نے دروازہ کھلوادیا۔ جب وہ سامنے آیا
تو فرمایا امیر عالم چلپی تمہین قبول ہو انشاء اللہ یاد ہے۔ عرض کیا ہان۔ فرمایا تمھو مین بھی سنون ہمیشہ وہ جو کہا

دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے نہ ماں ہے نہ باپ ہے نہ بیٹا ہے نہ شریک ہے۔ اب عمل اور کام کرنیکا وقت ہے جسقدر طاقت ہو کوشش کرو۔ اور جیسے بہر دو مستر کہو مردان خدا بھی خدا کی صفات رکھتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے فلا انساب بینہم یومئذٍ ولا یتساءلون (نہ تو لوگون مین رشتہ داریان باقی رہینگی اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھینگے)

اندرین رہ بانگ لا انساب شد ۔۔۔ زہد و تقوی فضل را محراب شد

جب وہ مولانا کے پاس سے رخصت ہو کر چلے گئے تو مولانا کے خادم اس خیال سے کہ ہماری کیا حالت ہوگی بہت روئے مولانا نے فرمایا نہیں نہیں یہ بات نہین ہے بلکہ مین چاہتا ہون کہ امیر عالم چلپی کا دل اوپر سے نہ ٹوٹ جائے اور اسکا نفس کاہلی کی تعلیم نہ دیدیا ہو۔ اور جہانتک ہو سکے کوشش کرے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کاہلون کو پسند نہیں فرماتا۔

دوست دارد دوست این آشفتگی ۔۔۔ کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

کانکہ مومن گر نہ بان کردست ست ۔۔۔ دررہ ایمان وطاعت یک نفس

کار تقوی دارد و زہد وصلاح ۔۔۔ کہ بدان باشد بدو عالم فلاح

اور بھی جو حالات رحمت الٰہی کے معلوم ہین اگر ظاہر کر دون تو سب لوگ کام چھوڑ دین۔ کہتے ہین کہ امیر عالم چلپی پھر ہمیشہ تا زندگی زہد و عبادت و سخاوت مین مصروف رہے۔

منقول ہے کہ ایک دن مولانا جماعت خانہ مین اپنے خادمونکے ساتھ رباب سن رہے تھے اسوقت شیخ المشائخ شرف الدین موصلی رحمۃ اللہ علیہ چند امرا کے ساتھ معین الدین پروانہ کی طرف سے بطور سفارت آئے۔ خواجہ مجد الدین مراغی مولانا کے مقرب تھے وہ جلدی سے مولانا کے پاس گئے اور دربانی سے کہا رباب بند کیجئے چند بزرگ آرہے ہین۔ جب وہ لوگ مولانا کی خدمت سے رخصت ہوئے بعض اصحاب نے مدرسہ تک مشایعت کی۔ شیخ شرف الدین نے دو ہزار درم خادمون کو دئے جب خواجہ مجد الدین نے یہ حال مولانا سے کہا آپ نے غصہ ہو کر فرمایا نہ وہ مال رہیگا اور نہ تو۔ اور نہ وہ سردلی جو آئے تھے۔ تو اس گھبراہٹ سے آیا کہ مین سمجھا کہ کوئی نبی مرسل آتا ہے یا جبرئیل نازل ہوتے ہین۔ ہم اپنے کام مین مشغول ہین جسکا جی چاہے آئے جسکا

بھی چاہئے جانی۔ ما را چہ ازین قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت۔ ہین وقت لطیف است ازین عربدہ باز آ خواجہ مجدالدین شنگو سے ہو کر قدمون پر گر گیا اور توبہ کی۔ آپ نے قصور معاف کیا اور فرمایا یہ روپیہ حسام الدین چلپی کے پاس لیجاؤ وہ خادمون کے اور محتاج مین صرف کر دینگے۔

منقول ہی کہ خواجہ مجدالدین دولتمند اور بڑے صاحب خیر تھے۔ نقد و جنس سب مولانا پر تصدق کر دیتے تھے یہانتک کہ دو تین صندوق کپڑونکے ہر وقت تیار رکھتے تھے جسمین شاش بندی پگڑیان۔ ہندبازی فرجیان دقبامین ،، اور نادر لباس ہوتے تھے۔ مولانا سماع مین جب قوالون کو کچھ دینا چاہتے وہ اوسی مین سے پیش کر دیتے تھے جس زمانہ مین ہولادخان ممالک روم مین مغول فوجین لیکر داخل ہوا اسوقت اون کی عجیب حالت تھی۔ خواجہ کے پاس ایک ہزار بکریان تھین حیران تھے کہا اونکو کہان چھپائین۔ مجبور ہو کر مولانا سے حال گزارش کیا۔ فرمایا فکر نہ کرو ہم ایک شیر نگاہبانی کے واسطے مقرر کر دینگے۔ چنانچہ قونیہ کے گرد نواح کی کل مویشی مغل پکڑ کر لیگئے مگر اونکی ایک بکری بھی نہ گئی۔

منقول ہی ایک دن خواجہ مجدالدین کسی مالدار کو آپسے ملانے لائے۔ مولانا فوراً پاخانہ مین چلے گئے اور دیر تک وہین رہے۔ خواجہ وہان گئے۔ دیکھا کہ آپ پاخانہ مین مراقب بیٹھے ہین۔ خواجہ نے عرض کیا حضرت یہ کیا معاملہ ہے۔ فرمایا کہ دولتمند اور اغنیا کی صحبت سے پاخانہ میرے نزدیک سو درجہ بہتر ہے اسلئے کہ اہل دنیا کی صحبت سے روشن دلون مین تاریکی پیدا ہوتی ہے۔ اوس دولتمند نے یہ بیان سنکر فوراً کپڑے پھاڑ کر ڈالے۔ تمام اسباب خادمون پر نثار کر دیا۔ اور مرید ہو کر خلق سے انقطاع کامل کر لیا۔

منقول ہے کہ جس وقت تاتاریون کی فوجون نے قونیہ کا محاصرہ کیا۔ سب امیر و غریب مولانا کے پاس آئے اور دعا کے طالب ہوئے آپ شہر کے حلقہ بگوش دروازہ سے باہر تشریف لائے اور شہر کے سامنے جو ٹیلا ہے اوسپر اشراق کی نماز مین مصروف ہو گئے ٹیلے کے نیچے تاتاریون کے خیمے تھے۔ چند لوگون نے اسکا چرچا کیا کہ ایک شخص نیلے لباس والا دو پاگڑی باندھے نماز اطمینان سے

پڑھ رہا ہے۔ سب لشکرمین یہ خبر ہوگئے۔ اور یہ قصد کیا کہ مولانا کو تیرباران کردین لیکن سب کے ہات بندھ گئے اور کسیطرح کمانین نہ کھینچین۔ گھوڑون پر سوار ہوکر ٹیلے پر چڑھنا چاہا مگر گھوڑے آگے نہ بڑھے۔ شہر والے قلعہ کے برجون سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے باجوخان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو وہ خیمہ سے نکلا تین بار تیر چلایا مگر وہ تینون لشکر مین گرے پھر وہ گھوڑے پر سوار ہوکر چلا مگر گھوڑا آگے نہ بڑھا جھنجھلا کر پیدل چلنا چاہا مگر خدا کی قدرت سے پانون نے یاری نہ دی۔ یہ واقعہ دیکھکر کہنے لگا درحقیقت یہ برتغان (خدا) کا خاص بندہ ہے۔ ایسے آدمی کی نظر سے بچنا چاہئے اور جہان اسطرح کے آدمی ہونگے وہ شہر فتح نہوگا۔ مولانا جی فرماتے تھے کہ باجوخان ولی تھا مگر اوسکو یہ خبر نہ تھی۔ غرضکہ اوس نے لڑائی موقوف کردی اور وہان سے مع فوج کے قنلو باط کے صحرا مین جاکر قیام کیا۔ سلطان اسلام اور شہریون نے آکر مولانا کا شکریہ ادا کیا اور بہت سا مال واسباب اور تحائف لیکر باجوجان کے پاس گئے اور اطاعت قبول کی۔ وہ راضی ہوگیا اور شہر کو بخشدیا۔ اوس نے مولانا کی بابت استفسار کیا۔ لوگون نے خراسان سے آنا اور یہان کے قیام کی حالت سب بیان کی۔ پھر اوس نے کہا کہ میری خاطر سے شہر کے کنگورے منہدم کردو اسلئے کہ مینے قسم کھائی ہے کہ ہر شہر کو ویران کرونگا کنگورون کی مسماری کی بابت لوگون نے پھر مولانا سے عرض کیا۔ فرمایا ضرور مسمار کردو تاکہ سب کو معلوم ہوجائے کہ برج اور فصیل محض ناپائدار چیزین ہین۔ حفاظت کرنیوالا خدا ہے اور مردان خدا کی مدد نہوتی تو یہ شہر بھی عاد اور ثمود کے شہرونکی طرح زیر و زبر ہوجاتا۔

شیر مردانند در عالم مدد　　آن زمان کافغان مظلومان رسد
مہربان بے رشوتان یاری گران　　در مقام سخت در روز گران
زد بجو این قوم را اے مبتلا　　ہین غنیمت دارشان پیش از بلا
بندگان حق رحیم و بردبار　　خوئے حق دارند در اصلاح کار

اسیطرح مولانا اکثر فرماتے تھے کہ قونیہ کا نام اب سے مدینۃ الاولیا رکھو۔ جو مولوی یہان پیدا ہوگا وہ ولی ہوگا۔ اور جب تک حضرت بہاء الدین ولد کا جسم پاک اور انکی اولاد یہان ہے شہر مین خون ریزی نہوگی اور اِس شہر کا دشمن سرسبز نہوگا۔ اور قرب قیامت کی آفتون سے محفوظ رہیگا۔ گو شہر مین کچھ ویرانی ہو جائے مگر بالکل برباد نہوگا۔

له تتار اگرچہ جہانی خراب کرد بجنگ　　خراب گنج تو دار حصار شوو دلتنگ

اور آخر کار تمام عالم سے مردم معنوی یہان آئینگے اور ایسی خوشی کا عالم ہوگا کہ مُردی بھی زندگی کی تمنا کرینگے۔ پھر یہ فرمایا کہ جسوقت تک قونیہ مین ہمارے خاندان کے سنگر موجود ہین لوگون کو راحت نہ ملیگی۔

جلسہ مین سے ایک خادم نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ آپ اُس روز باجو کے شکر سے نہ ڈرے۔ فرمایا ہم تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین۔ وہ کیسے اشجع الناس تھے۔ پھر یہ قصیدہ پڑھنا شروع کیا۔

من این دیوان نہ تو را نیدانم نمیدانم　　من این نقاش جادو را نیدانم نمیدانم

اور خادم لکھتے جاتے تھے۔ اور قصیدہ یہان ختم کیا۔

له غالبا یہ مولانا کی پیشین گوئی اب پوری ہونیوالی ہے۔ اسلئے کہ قونیہ تک ریل جاری ہوگئی۔ اور اب بہت بڑا جنکشن ہونے والا ہے۔ وہ زمانہ قریب ہے کہ یہ مقام دنیا کے مشہور مقامات کی برابری کریگا اور اسطرح یہ پیشین گوئی ۶۴۸ برس کے بعد پوری ہوئی۔ کیونکہ آپنے ۶۷۲ھ مین انتقال فرمایا اور اب ۱۳۲۰ھ ہین۔

بدستم پرینتے آمد از ان خان ہمہ خانان — من این باجو و با تو را نمیدانم نمیدانم

مولانا کی حرم محترم حضرت کرا خاتون سے روایت ہے کہ رات کو ایکدم مولانا ہمارے پاس سے غائب ہوگئے۔ مینے مدرسہ مین ہر جگہ اندر باہر ڈہونڈ ہا پتا نہ لگا۔ دروازے سب بند تھے۔ ہمکو بہت حیرت ہوئی۔ پہر یک بیک نظر آئے۔ اور تہجد کی نماز پڑہنے لگے جب نماز اور اوراد سے فارغ ہوئے۔ مین قریب گئی اور آپکے پانون گود مین رکہکر آہستہ آہستہ دبانے لگی۔ مینے آپکے پانون کی انگلیون مین سرخ ریتے پایا۔ اور جوتے مین بہی ریت تہا ڈرتے ڈرتے مینے غائب ہونے کا حال دریافت کیا۔ فرمایا کعبہ معظمہ زادہ اللہ شرفا مین ایک صاحب دل میری دوستی کا دم بہرتا تہا اُسسے ملنے گیا تہا۔ پانون پر گرد مکہ معظمہ کی ہے کسی سے ذکر نہ کرنا۔ کرا خاتون فرماتی ہین مینے جی مین کہا کہ سبحان اللہ یہ دور و دراز سفر اور یہ سیاحی۔ مولانا نے فرمایا۔

مردان سفر کنند در آفاق ہمچو دل — نے بستہ منازل پالان و استرند

مین نے وہ تمام ریت جمع کیا اور تہوڑا سا پوڑیا مین باندہ کر ملکہ گرجی خاتون کو بہیجا جو مولانا کی مریدہ تہین۔ اور رات کے سفر کی حالت بہی کہلا بہیجی۔ اُنہون نے اس خوشی مین بہت خیرات کی اور اُنکے اعتقاد مین اور ترقی ہوئی۔

شیخ محمود صاحب قران علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہین کہ مین نیا ہی مرید ہوا تہا کہ شام کی طرف سے حاجیون کا ایک قافلہ آیا۔ اُس مین ایک خوبصورت جوان شہر قونیہ کے دولتمندون مین سے بہی تہا۔ وہ مولانا کی خدمت مین آیا۔ اور اُس نے بہت خدمت کی اور ہر خادم کو علیحدہ علیحدہ تحفے دیئے۔ وہ شخص بیان کرتا تہا کہ قافلہ کے ساتہہ مین آتا تہا کہ اتفاقاً پیچہے رہگیا۔ اب دیکہتا ہون تو کہین آدمی کی صورت نظر نہین آتی بیکسی کی حالت پر بہت رویا اور سمجہہ مین نہین آتا تہا کہ کس طرف کو جاؤن۔

کرتا پہرتا ایک طرف کو جا نکلا۔ ظہر کی نماز کیوقت جنگل مین فاصلہ پر ایک خیمہ نظر آیا اور خیمہ سے بہت دہوان نکل رہا تہا۔ بے اختیار خیمہ تک پہنچا خیمہ کے نزدیک پہنچکر دیکہا کہ ایک باہیبت شخص کہڑا ہے مینے ادب سے سلام کیا۔ فرمایا۔ وعلیکم السلام۔ آؤ بیٹہو۔ مین خیمہ مین گیا وہان پتیلی مین حلوا پک رہا تہا۔ مینے کہا اے اللہ کے دوست ایسے خونخوار جنگل مین گرم حلوا اور سرد پانی کس واسطے رکہا ہے اور خیمہ کیون کہڑا کیا ہے۔ اُس نے کہا۔ اے شخص! مولانا صاحبؒ یعنی بہاؤالدین ولد رضی اللہ تعالے عنہ کے فرزند روزمرہ دن مین ایکبار اسطرف سے گزرتے ہین۔ اُس بادشاہ کے غلامون مین سے ہون اسلئے اُنکے لئے حلوا تیار کرتا ہون تاکہ اپنی عنایت خاص سے کچہہ تناول فرمائین۔ مجہے نہایت ہی تعجب ہوا۔ تہوڑی دیر کے بعد دیکہتا ہون کہ مولانا چلے آتے ہین اُس درویش نے طبق مین حلوا رکہکر پیش کیا مولانا نے ایک اُنگلی بہر نوش کیا اور مجہے بہی دیا مینے آپ کا دامن پکڑلیا اور عرض کیا کہ مین قونیہ کا رہنے والا ہون بال بچے بہی ہین۔ حاجیونکا قافلہ مجہہ سے چہوٹ گیا۔ خدا کیلئے میری مدد کیجئے۔ فرمایا خیر تم میرے شہر کے ہو غم نہ کرو۔ پہر فرمایا آنکہین بند کر۔ جب آنکہین کہولین تو قافلہ مین اپنے آپ کو موجود پایا۔

گر بماند عاشقے از کاروان　　　خضر آید بر سرِ رہ رہبرش

مینے یہ واقعہ حاجیون سے بیان کیا اور دن و تاریخ لکہہ رکہی۔ اُسی جگہہ سے سب حاجی ہزاران جان سے مولانا کے مرید ہوگئے اور قونیہ مین آکے اُس جوان کے ہدایت کے موافق سب حاجی مولانا کے مرید ہوئے۔

روایت ہے کہ ایک روز مولانا حمام کیطرف سے جاتے تہے۔ حمام کا آگ جہونکنے والا آیا اور نہایت گریہ وزاری سے کہا کہ افلاس بہت ہے کثیر العیال ہون دنیوی سامان کچہہ نہین ہے کچہہ عنایت ہو۔ مولانا نے فرمایا منہ کہول جب آگئے

منہ کہولا آپ نے خالی مٹہی اُسکے منہ مین چہوڑ دی - اور یک بیک اُسکے منہ سے دینار طلائی گرنے لگے - گنے تو بیس دینار نکلے - بالکل نئے تہے یہانتک کہ اُن مین گرمی بہی موجود تہی - وہ شخص بیتابی سے شور کرنا چاہتا تہا کہ مولانا نے اُسے روک دیا اور فرمایا کہ یہ حال کسی سے نہ کہنا - جب پہر ضرورت ہو تو میرے پاس آنا -

مولانا کے اصحاب کرام سے روایت ہے کہ ملک شمس الدین ہندی شیراز کے بادشاہ نے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کو رقعہ لکہا کہ جس غزل مین معانی ومطالب عجیب وغریب ہون خواہ کسی کی تصنیف ہو آپ مجہے ایسی غزل لکہکر بہیجدین تاکہ مین اپنی روح کے لئے غذا بناؤن - شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے مولانا روم صاحب کی ایک نئی غزل جو شیراز تک پہنچ چکی تہی لکہکر بہیجی جسکے دو تین شعر یہ ہین -

هر نفس آواز عشق میرسد از چپ و راست ما بفلک میرویم عزم تماشا کراست
ما بفلک بوده ایم یار ملک بوده ایم باز همانجا رویم جمله که آن شهر ماست
ما ز فلک برتریم و ز ملک افزون تریم زین دو چرا نگذریم منزل ما کبریاست

آخر مین شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے یہ بہی لکہا تہا کہ روم مین ایک مبارک قدم بادشاہ کا ظہور ہوا ہے - یہ اُسکا کلام ہے - اِس سے بہتر نہ کسی نے کلام کیا ہے اور نہ کوئی کہہ سکیگا - میری بہی یہی آرزو ہے کہ اُنکی زیارت کے واسطے روم کو جاؤن - اور اُنکے قدمون پر منہ ملون -

ملک شمس الدین یہ غزل پڑہکر بہت رویا - ایک بڑا جلسہ کیا اور سماع مین یہ غزل پڑہوائی بہت کچہ اِس شکریہ مین خیرات کی - اور شیخ سعدیؒ کو بہی تحائف دیئے - آخر شیخ سعدیؒ قونیہ کو گئے - اور مولانا کی قدمبوسی حاصل کی - کہتے ہین کہ ملک شمس الدین حضرت شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدون مین سے تہا - اُسنے مذکورۂ بالا غزل کو مع کچہ ہدیون کے اپنے شیخ کو بہیجا - جسوقت یہ غزل وہان پہنچی بخارا کے

اکثر بزرگ شیخ کی خدمت مین حاضر تھے شیخ نے اس غزل کو پڑھکر آہ کی اور بیہوش ہو گئے
اور ایسا شورش ہوئی کہ کپڑے پھاڑ ڈالے - پھر فرمایا سبحان اللہ کیا نازنین ہے - کیسا شہسوار
دین اور قطب آسمان وزمین سے ہے - الحق عجیب بادشاہ کا ظہور ہوا ہے - پہلی مشائخ
صاحب مکاشفہ کو ایسے ہی بزرگ کی دیدار کی حسرت تھی اور درگاہ الٰہی مین التجا کرتی رہی
کہ یہ دولت میسر آئے مگر نہ نصیب ہوئی - اور وہ دولت اس زمانہ کو ملی -

بختی کہ قرن پیشین درخواب ہم ندیدہ آخر زمانیان را کرد است اقتاد آن

اللہ اللہ ! آہنی زرہ پہنکر اور آہنی عصا ہاتھ مین لیکر ایسے بزرگ کی تلاش مین جانا چاہئے
اور اپنے دوستون کو وصیت کرتا ہون کہ جس کسیکو استطاعت ہو - بدن مین طاقت مین
اور قوت سفر ہو وہ بغیر پس وپیش کئے انکی زیارت کو جائے - اسلئے کہ حضرت بہاء الدین
ولد اور انکے آبا و اجداد بزرگ مشائخون مین سے ہین - انکی نوین پشت مین حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہین - مین نہایت بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہون ورنہ خود
حاضر ہوتا - انکے بڑے صاحبزادے شیخ مظہر الدین موجود تھے - انسے فرمایا کہ مظہر الدین
مجھے امید ہے کہ تم انکے دیدار مبارک سے فیضیاب ہو گے اور میرا سلام پہنچا دو گے
چنانچہ شیخ مظہر الدین صاحب اپنے والد کی وفات کے بعد مولانا روم صاحب کی
خدمت مین حاضر ہوئے - والد کا سلام عرض کیا - مولانا نے بہت عنایت فرمائی
کئی برس وہان رہے - پھر بخارا کو چلے آئے - کہتے ہین انکے بیٹون مین سے ایک صاحب
قونیہ مین مدفون ہین - یہ بھی منقول ہے کہ بہت سے لوگ بخارا کے مشائخ اور علما مین سے
علی الاتصال قونیہ مین مولانا کی خدمت مین آتے تھے - سنا ہے کہ ایک دفعہ بخارا اور سمرقند
کے ایک دن مین بیس آدمی پہنچے اور مرید ہو کر قونیہ مین مقیم ہوئے -

روایت ہے کہ ایک ذی علم شخص مولانا کی خدمت مین آئے اور دریافت کیا
کہ اللہ تعالے کو نفس کہنا چاہئے یا نہین - اسلئے کہ اگر نفس کہا جائیگا تو قرآن مین

فرمایا ہے کل نفس ذائقة الموت (ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے) اسکا کیا مطلب
ہوگا۔ اور اگر اطلاق اللہ کی شان مین جایز نہین ہے۔ تو عیسے علیہ السلام نے کیون
کہا تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک (کیونکہ تو تو میرے دل کی بات
جانتا ہے۔ اور مین تیرے دل کی بات نہین جانتا) اور یہ دونون باتین باہم متضاد ہین
اسیطرح اگر اللہ تعالے کو شئے کہا جائے تو فرماتا ہے کل شئ ھالک الا وجھہ۔
(اسکی ذات کے سوا سب چیز فنا ہونیوالی ہین) مولانا نے فرمایا یہان مراد ما فی نفسک سے
یہ ہے یعنی جو تیرے دل کا علم اور تیری ذات کا علم ہے۔ اور اہل کشف کے یہ کہینگے
کہ تیرے بہید کا علم مجھے نہین ہے۔ اور اللہ تعالے پر شئے کا اطلاق جایز ہے۔
خود فرماتا ہے قل ای شئ اکبر شھادة۔ یعنی اللہ تعالے کی شان عظیم ہے ازروئے
شہادت کے اور آخر کی آیت کے یہ معنے ہین کہ سوائے ذات مقدس کے کل
مخلوق ہلاک ہوگی یہ بیان سنکر وہ شخص اسیوقت مرید ہوگیا۔

ایک روز کسی شخص نے آپکے سامنے بیان کیا کہ تمام انبیا اور خواص بندگان الٰہی
موت کی شدت اور ہیبت سے ڈرتے تہے۔ مولانا نے فرمایا۔ توبہ توبہ ایسا
نہین ہوسکتا۔ تمہین کیا معلوم کہ اللہ تعالے کے بندوںکے نزدیک موت کیا ہے
موت سے تو اللہ تعالے کی رویت نصیب ہوتی ہے۔ پہر وہ کیونکر اس سے ڈرتے

ایک روز مولانا نے فرمایا ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکة (اپنے ہاتہ سے اپنی
جانین ہلاک نہ کرو) اس سے یہ مطلب ہے کہ سوائے اپنے پیرومرشد کے کلام کے
اور کسی کا کلام نہ سنو۔ چنانچہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طلب فرمایا۔ وہ سب نماز پڑہ رہے تھے نماز سے فارغ ہوکر حاضر ہوئے
آپنے عتاب کیا کہ کیون آنے مین دیر کی۔ عرض کیا نماز پڑہتے تہے۔ فرمایا ہم تو بلا رہے
تہے۔ الابرار لا یحتمل لہا انتظار (ابرار انتظار کے متحمل نہین ہین۔) آپکے اصحاب

سے روایت ہے کہ جب ماہ محرم کا چاند دیکھتا مولانا یہ دعا رویت ہلال کے وقت پڑھتے تھے۔ اللھم انت الازلی لاابدی القدیم ھذہ سنۃ جدیدۃ اسئلک العصمۃ فیھا عن الشیطان الرجیم برحمتک یاذوالجلال والاکرام

ملک المدرسین شمس الدین ماروینی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مولانا کے احباب میں سے ایک صاحب کو بخار آنے لگا۔ وہ مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فرمایا ذیل کی دعا لکھکر پانی میں دہوکر مریض کو پلا دو اللہ تعالے کے حکم سے شفا ہوگی یا ام ملدم ان کنت امنت باللہ الاعظم لا یصدع الراس ولا تنفس الفم ولا تاکل اللحم ولا تشرب الدم فتحولی عن فلان[1] اوعنی الی من اشرک مع اللہ الٰھا اخر وانی اقول اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ چنانچہ جس بخار والے کو پلایا شفا پائی۔

منقول ہے کہ پیاز کی تین گنٹھیوں پر یا پیاز نہ کہا سکے تو بادام کے تین دانوں پر ذیل کی عبارت لکھکر تین روز تک کہلائے بخار جاتا رہتا ہے۔ اذان اذن یسین۔

مولانا سراج الدین مثنوی خوان سے روایت ہے کہ مولانا صاحب اکثر ذیل کے عربی شعروں کو بار بار پڑہا کرتے تھے اور حضرت چلپی حسام الدینؒ کو یاد کرائے اور مجھے بھی ارشاد ہوا کہ یاد کرا سلئے کہ یہ شعر حضرت سید برہان الدین ترمذی میرے پیرو مرشد کی یادگار ہیں۔

الروح من نور عرش اللہ ابدھما ۔۔۔ الروح فی الغربۃ الجسم والبدن
قد الف ملک الجبار بینھما ۔۔۔ وتربۃ الارض اصل الجسم فی الوطن
لیصلحا بقبول العھد والمحن ۔۔۔ فارحم غریباً کئیباً بالروح والوطن

---

[1] اگر دوسرے کے واسطے لکھو تو فلان کی جگہ اُس کا نام لکھو اور اوعنی عبارت لکھو اگر اپنے لئے لکھے تو فلان کا لفظ نہ لکھے اور نہ اُسکا لفظ لکھے۔

اسیطرح شور کرتے اور فرماتے۔

گر خیرہ سرے رنج زند گو میسزن معشوقۂ ازین لطیف تر امکان نیست

منقول ہے کہ ایک دن مولانا بازار آسعت کی دروازہ سے اپنے والد کے مزار کی زیارت کے واسطے باہر نکلے۔ وہان دیکھا کہ ایک بھیڑ جمع ہے۔ چند آدمی اُس مین سے دوڑکر مولانا کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ایک نوجوان رومی کا قصاص ہے۔ آپ بعد مدد فرمائین۔ مولانا اُسکے قریب گئے اور اپنی عبا کے دامن مین اُسکو چھپا لیا کوتوال شہر (شحنہ) نے سلطان سے جاکر عرض حال کیا۔ بادشاہ نے کہا وہ ایک شخص ہے اگر تمام شہر کی شفاعت فرمائین تو حاضر ہون۔ مولانا کے خادم اُس رومی کو لائے حمام کرایا۔ مدرسہ مین وہ آکر مسلمان ہوا۔ اور اُسیوقت اُسکا ختنہ کیا۔ اور مجلس سماع گرم ہوئی۔ مولانا نے دریافت کیا کیا نام ہے۔ عرض کیا ترابانوش۔ فرمایا آج سے ہمنے علاء الدین نام رکھا۔ اِس شخص کا یہ حال ہوا کہ بڑے بڑے مشائخ کو حیرت تھی مولانا نے ایک دفعہ علاء الدین نومسلم سے دریافت کیا کہ نصارا حقیقت عیسے علیہ السلام کی نسبت کیا کہتے ہین۔ اُس نے عرض کیا خدا کہتے ہین۔ فرمایا اُنسے کہدو تمہارے خدا کے رتبہ سے ہمارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا رتبہ بلند ہے۔

منقول ہے کہ اخی محمد نے جو تعبیر مین بڑی دستگاہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ علاء الدین نومسلم سے دریافت کیا کہ مینے ایک خروار (گون) کتابین پڑھ ڈالین مگر سماع کی اباحت کا کہین پتا نہین چلا۔ یہ تمنے کہان سے رسم نکالی ہے۔ اُس نے جواب دیا آپ نے تو کتابین خروار (گدھے کی طرح) پڑھی ہین۔ اور مطلب نہ سمجھے مگر شکر ہے کہ ہمنے عیسی وار (عیسیٰ کی طرح) کتابین پڑھین اور مدعا حاصل کیا۔

ایک روز علاء الدین نومسلم نے مولانا سے دریافت کیا کہ اِسکا کیا مطلب ہے کہ مردان خدا کی جگہ تنور کے کنارے ہے مولانا نے فرمایا اسکا یہ مطلب ہے کہ جس شخص نے گرمی

سے کے موسم مین محنت کرکے ذخیرہ لکڑی وغیرہ کا جمع کیا۔ اور دولت کماکر جمع رکھی وہ سردی کے موسم مین راحت سے تنور کے کنارے بیٹھا ہوا تاپا کریگا۔ اور جس نے گرمیون مین سستی اور کاہلی سے بیکار پڑا رہا اُسکو جاڑون مین جبکہ ہاتھ پاون بیکار ہونگے ضرورتون کے بہم پہنچانے مین سخت دشواری ہوگی۔ یہی مثال دنیا اور آخرت کی ہے۔

[illegible]برا رشیخ محمود نجار سے روایت ہے کہ ایکدن مولانا نے اپنے خادمون سے خطاب کرکے فرمایا افسوس کہ اہل قونیہ ہمارے سماع اور مسرت سے خوش نہین ہین۔ علانیہ اور خفیہ طعنے مارتے ہین ہماری اِس خوشی پر رضامند نہین ہین۔ بلکہ اہل سبا کیطرح نعمت الٰہی کی ناشکری کرتے ہین۔ اللہ تعالےٰ اُنکی اِس ناشکری کی سزا ضرور دیگا۔ یہ شہر بہت ویران ہوگا اور اعلیٰ درجہ کے لوگ محتاج ہو جائینگے آخر جب توبہ کرینگے۔ اور میری اولاد کی عزت اور توقیر کرینگے تو قونیہ از سر نو آباد ہوگا۔ اُسوقت کے لوگ صاحب ذوق اور سماع دوست ہونگے۔ اور عالم عشق ایک جہان پر طاری ہوگا۔

منقول ہے کہ ایکدن مولانا روم صاحبؒ شیخ المشائخ نادرۂ زمان۔ ملک المحدثین شیخ صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے گئے۔ شیخ نے بڑی تعظیم سے استقبال کیا اور اپنے سجادہ پر بٹھایا۔ اور خود دوزانو مولاناؒ کی برابر مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ شیخ کیخدمت مین ایک درویش رہتا تھا جسکو حاجی کاشی کہتے تھے۔ یہ حج بھی کر آیا تھا اور اکثر درویشون سے ملاقات کر چکا تھا۔ اُسنے مولاناؒ سے سوال کیا کہ فقر کسکو کہتے ہین مولانا نے کوئی جواب نہین دیا اُسنے تین بار سوال کیا مگر جواب نملا۔ وہانسے مولانا چلے آئے تو شیخ نے حاجی کاشی پر بہت غصہ کیا اور فرمایا یہ کیا موقع سوال کا تھا۔ اور وہ جواب بھی دے چکے مگر تجھے خبر نہوئی اور عالم غیب سے تھے تم بھی لگ چکا حاجی کاشی نے کہا کیا جواب دیا تھا فرمایا الفقیر اذا عرف اللہ کل لسانہ جب فقیر نے خدا کو پہچانا اُسکی زبان گونگی ہوگئی فقیر کے یہ معنی ہین کہ اولیا کے سامنے خاموش بیٹھے رہین چنانچہ مولانا فرماتے ہین۔

پیش بینا یان خبر گفتن خطاست کان دلیل غفلت و نقصان ماست
پیش بینا شد خموشی نفع تو بہر این آمد خطاب انصتوا

اس واقعہ سے تیسرے روز اسکو باغ کے رستے مین کسی نے قتل کر دیا اور مال بھی لوٹ لیا
ایک درویش نے مولانا سے سوال کیا کہ عارف کسکو کہتے ہین۔ فرمایا عارف وہ ہے
کہ کسی قسم کی کدورت اُس کے مشرب کو مکدر نہ کرے اسلئے کہ عارف کو تغیر نہین ہوتا۔
اور جو کدورت اُس تک پہنچے وہ صاف ہو جائے۔ چنانچہ فرماتے ہین۔
در آب روان ہی جان خاشاک کجا ماند در جان روان بیجان چون خانہ کند کینہ
ایک دوست کا بیان ہے کہ مولانا نے ایک دن اپنے خادمون سے دوات قلم مانگی
جمرے مین دیوار پر یہ عبارت لکھی۔ غذاے روح کو ترک کرنا حرام ہے۔ اور پھر ایک کتاب
کے صفحہ پر یہ عبارت لکھوائی۔ جس نے کہ سب سے ہوا اعلا کی ہے اُسکے شوق مین رہنا چاہیے
ایک دن آپ نے اِس آیت کے تفسیر مین فرمایا الذی یراک حین تقوم
و تقلبك فی الساجدین (کہ جب تم نماز تہجد مین کہڑے ہوتے ہو وہ تمہارے کہڑے
ہونے کو اور نمازیون کی جماعت مین تمہارے حرکات و سکنات کو دیکھتا ہے۔)
کہ تم اہل خدمت کی جو خدمت کرتے ہو اور جسطرح آداب بجالاتے ہو وہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے
اور دیکھتا ہے۔ اور وہ رحم مادر کے حرکات و سکنات بھی دیکھتا ہے۔
مولانا فخرالدین ادیب رحمۃ اللہ علیہ آپکے اصحاب سے روایت کرتے ہین کہ ایک دن بہت
بڑی مجلس مین مولانا نے اِس حدیث کی تفسیر بیان کی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم ما رایت اللہ الا بلباس احمر (مینے اللہ تعالے کو لباس سرخ مین
دیکھا) اس طرح سے اِس بیان کو ادا کیا کہ لوگ حیران تھے۔ اور یہ دوسری روایت بھی
بیان کی ما رایت ربی الا فی حلۃ حمراء اس بیان مین مولانا اُس روز نعرے مارتے تھے اور
یہ غزل اُسی حالت مین تصنیف کی۔

نوریست میان شعر احمر — از دیدهٔ جسم و روح برتر
خواہی خود را بدو بدو زرے — برخیز حجاب نفس بر در۔
آن روح لطیف صورتے شد — با ابرو چشم و رنگ اسمر
ننمود خدائی ہیچگو نہ — بر صورت مصطفی پیمبر ++
آن صورت او فنائے صورت — وان نرگس او چو روز محشر
ہر کہ کہ بخلق بنگریدے — گشتے زخدا کشادہ صد در
چون صورت مصطفی فنا شد — عالم بگرفت اللہ اکبر +

اور فرمایا کہ خواب مین سرخ کپڑا یا سرخی دیکھنا عیش کی نشانی ہے۔ سبزی زہد کی۔ سفیدی تقوے کی۔ کبود اور سیاہ ماتم وغم کی علامت ہے۔

منقول ہے کہ ایکدن معین الدین پروانہ کے ہان بڑے بڑے اکابرون کے سامنے بیان معرفت سے اثنا مین فرمایا کہ اللہ تعالے تلاش کرنے والے کے سامنے ہر وقت موجود ہے۔ اللہ تعالے تک رسائی بغیر سیر کے ممکن نہین اور وصل بغیر صبر کے محال ہے۔ اللہ تعالے آفتاب کی طرح ظاہر اور روشن ہے۔ جو اب بھی دلیل کا طالب ہے وہ بڑا جاہل

ہر کہ بر ہستئ حق جوید دلیل — از زبان منداست و آنمی و ذلیل

جسکو مقصود کی تلاش نہین اُسکا گویا وجود ہی نہین ہے۔ اگر ہے تو عقوبت کے واسطے زاہد پر خدمت اور عبادت واجب ہے۔ عارف پر واجب ہے کہ مخدوم بنے۔ زاہد مجروح ہے۔ اور عارف جراح ہے

ایک روز مولانا سماع کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے۔ اسمین یہ بھی کہا کہ اول سماع کی لیاقت حاصل کرلو۔ اور فرمایا۔

اول استعداد جنت بایدت — تاز جنت زندگانی زایدت
بے ز استعداد در کانی روی — بر یکے حبہ نہ گردی مستوے

اگر یہ مقصد ہے کہ خاک مین نہ ملون تو نور کی طرف دوڑ- اسلئے کہ نور خاک مین نہین ملیگا-

نور خواہی مستعد نور شو ✦ دور خواہی خویش بین و دور شو

تا نگردی پاک دل چون جبرئیل ✦ سوئے مردان از کجا یابی سبیل

فرمایا اگر مین مرجاؤن اور اللہ تعالےٰ کی مجھپر نظر رہے تو ایسی زندگی سے بہتر ہے کہ انکی نظر مجھپر نہو-

مردہ باشم من حق بنگرد ✦ بہ ازان زندہ کہ باشد دور و رد

منقول ہے کہ مولانا اپنے اصحاب کے حق مین دعا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ انکو قضائے آشکار سے بچائے لوگون نے دریافت کیا کہ قضائے آشکار کیا چیز ہے- فرمایا اغیار اور ناجنس کی صحبت- اللہ اللہ صحبت بڑی چیز ہے- ناجنس کی صحبت مین ہرگز نہ بیٹھو-

اے فغان از یار ناجنس اے فغان ✦ ہمنشین نیک جوئید اے مہان

گر نخواہی خدمت ابنا جنس ✦ در جہان از دہائے ہمچو خرس

اور فرمایا اس معاملہ مین میرے خداوند سلطان الفقرا مولانا شمس الدین تبریزی نے فرمایا ہے کہ مرید کے مقبول ہونے کی یہ علامت ہے کہ مردم بیگانہ کی صحبت مین نہ جاسکے- اگر اتفاق سے وہان چلا ہی جائے تو اسطرح بیٹھے جیسے منافق مسجد مین- یا لڑکا مکتب مین یا قیدی قید خانہ مین-

ایک روز مولانا مدرسہ مین وعظ فرما رہے تھے- شہر کے اکثر بزرگ حاضر تھے- آپنے فرمایا مین نہ کسی حاجت پر مسرور رہون اور نہ کسی دولت پر مغرور رہون-

گر بے برگی بمرگ مالد گوشم ✦ آزادی را بہ بندگی نفروشم

مینے طمع کا طعم کبھی چکھا ہی نہین- چالیس سال سے میرا توشہ قناعت ہے- اور پیشہ درویشی-

حاش للہ در دل من طمع نیست ✦ از قناعت در دل من عالمیست

تا رسد و غم نخواہم انگبین ✦ زانکہ ہر نعمت غمے دارد قرین

پھر فرمایا جو لوگ کمال اور جمال کا دعوے کرتے ہین- یا جھوٹے ہین یا سچے ہین- اگر جھوٹے ہیں

فرعون سے ملگئے جو سمجھے ہین اُنکے دعوے کی سچائی ایک دن ضرور ظاہر ہوجائیگی

گفت فرعونے اناالحق گشت پست | گفت منصورے اناالحق و برَست
آن انا را لعنت اللہ در عقب | وین انا را رحمت اللہ اے محب
رحمت اللہ آن عمل را در وفا | لعنت اللہ این عمل را در قفا

مولاناؒ کے مریدون سے روایت ہے ایک روز اثنا رِبیان معارف مین مولاناؒ نے منصور حلاجؒ قدس سرہ کے بہت سے کمالات بیان فرمائے اور ارشاد کیا کہ اُنکے قتل کی یہ وجہ ہوی کہ ایک روز منصور نے کہا اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوؤن تو مین اُنسے اِس بات کا تاوان لون کہ معراج مین آپ نے صرف مومنان اُمت کی بخشش کیون چاہی۔ کل اُمت کی بخشش چاہی ہوتی۔ اِس کہنے کے ساتھ ہی حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم متمثل ہوکر منصور کے سامنے تشریف لائے اور فرمایا۔ تم ہمسے کس بات کا تاوان لیتا ہے۔ تم یہ نہین جانتے کہ بغیر فرمان آلہی کے مین کوی بات نہین کرتا ہون۔ صرف مومنان اُمت کے لئے درخواست کا حکم تہا۔ وہی درخواست کی اگر سب کے واسطے حکم ملتا تو سب کی شفاعت کرتا منصور نے عرض کیا اب تو خود مین تاوان کا مستحق ہون۔ پگڑی اُتار کر حاضر کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا۔ پگڑی نہین بلکہ سر دینا پڑیگا دوسرے روز اُنکے قتل کا سامان ہوا۔ چنانچہ منصور دار پر بہی یہی کہتے تہے کہ مجہے خوب معلوم ہے کہ کسکی خواہش سے ہو رہا ہے مگر مین راضی ہون۔ سر دیدیا مگر حضور نبی کریم علیہ السلام سے منہ نہ پہیرا۔ جو عاشق ہین وہ کبہی بزرگان دین کے خلاف حکم نہین کرتے ہین عارف تو عقل اور ادب کی کان ہین۔

منقول ہے کہ ایک دن مولاناؒ صحن مدرسہ مین پہر رہے تہے اور یہ دعا پڑہتے تہے بسم اللہ الذی لا یطلب من تمسک بہ ولا خسر من توکل علیہ۔ بسم اللہ علی عرضی بسم اللہ علی دینی بسم اللہ علی سرّ و قلبی بسم اللہ علی سکری و شکری۔

مولانا کے خلیفہ شیخ مولوی کابلی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دن مین مولانا شمس الدین

ماردینی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ صبح کی نماز کے واسطے مدرسہ مین آیا۔ خادمون نے اصرار کیا کہ مولانا امامت کرین اسلئے کہ من صلی خلف امام تقی فکانما صلی خلف نبی (جس نے متقی امام کے پیچھے نماز پڑہی گویا اُسنے نبی کے پیچھے نماز پڑہی) چنانچہ نماز پڑہائی اور یہ دعا پڑہی اعددت لکل هول لا اله الا الله ولکل غم وهم ما شاء الله ولکل نعمة الحمد لله ولکل رخاء الشکر لله ولکل اعجوبة سبحان الله ولکل ذنب استغفر الله ولکل ضیق حسبی الله ولکل قضاء وقدر توکلت علی الله ولکل مصیبة انا لله وانا الیه راجعون و لکل طاعة ومعصیة لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم اور فرمایا کہ میرے پیرومرشد صبح کی نماز کے بعد علی الدوام یہ دعا پڑہتے تہے اللهم اجعلنی نورا فی قلبی ونورا فی سمعی ونورا فی بصری ونورا فی شعری ونورا فی بشری ونورا فی لحمی ونورا فی دمی ونورا فی عظامی ونورا من بین یدی ونورا من خلفی ونورا من تحتی ونورا من فوقی ونورا عن یمینی ونورا عن شمالی اللهم زدنی نورا واعطنی نورا واجعلنی نورا یا نور النور برحمتک یا ارحم الراحمین۔

روایت ہی کہ مولانا کے عہد مین قونیہ مین ایک عورت ولیہ کاملہ تہی جسکو فخر النسا کہتے تہے یہ عورت گویا اپنے وقت کی رابعہ تہی۔ تمام اطراف کے بزرگ اور صاحب دل اُسکے معتقد تہے اور اُس سے بہت سی کرامتین سرزد ہوتی تہین وہ اکثر مولانا کے پاس آتی تہی اور مولانا بہی کبہی کبہی اُسکے پاس جاتے تہے۔ فخر النسا کے دوستون نے اُسے حج پر آمادہ کیا۔ اُسکو بہی تمنا تہی مگر اُسنے کہا کہ اول مین مولانا سے مشورہ کرلون بغیر اُنکی اجازت کے مین حرکت نہین کرسکتی وہ آئی بغیر اسکے کہ وہ کچہہ کہے مولانا نے فرمایا بہت خوب ارادہ ہے اور سفر مبارک ہی۔ اُمید ہی کہ ہمارا ساتہہ بہی ہوگا۔ اُسنے پہر کچہہ نہ کہا اور خدام کو حیرت تہی کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اس روز شب کو فخر النسا مولانا کی بیوی کی خدمت مین رہی اور آدہی رات تک سب ایک جگہ رہے۔ آدہی رات کے بعد مولانا مدرسہ کی چہت پر نماز تہجد کے واسطے چلے گئے نماز کے

بعد مولانا نے نعرہ مارنا شروع کئے فخر النسا کو بھی اوپر بلایا۔ اور فرمایا اوپر کو تو دیکھ مقصود حاصل ہو گیا۔ اُسنے یہ دیکھا کہ کعبہ شریف مولانا کا طواف کر رہا ہے۔ یہ دیکھکر اسنے چیخ ماری اور بیہوش ہو گئی۔ ہوش مین آنیکے بعد اُسنے ارادۂ حج کو ترک کر دیا۔ اور مولاناؒ نے اس غزل کو فرمانا شروع کیا۔

کعبہ طواف می‌کند بر سر کوی یک تی | این چہ عجیبت ای خدا این چہ بلا و آفتی
اہ دو جہان شیفتہ اے قرص شکستہ بستہ | بر شکرش نباتہا چون مگسیست زحمتی
جملہ ملوک رہ دین جملہ ملائک این | سجدہ کنان کہ ای صنم بہر خدای رحمتی
اہل ہزار بحر و کف گوہر عشق را صدف | زان سوے عزت و شرف بخت با بلند ہمتی
اوست بہشت حور خود شادی و عیش سوز خود | در غلبات نور خود آہ عظیم آیتی
بشنوی این خطاب را ساختہ شو جواب را | ذرۂ و آفتاب را گشت حریف آیتی
ای تبریز مرتبت شمس ہزار مکرمت | گشتہ سخن بہ وصف بریم بے نہایتی

خلیفہ سراج الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے ایکدن مولانا نے فرمایا آج حاضر رہو شب کو ہم تمسے بغلگیر ہونگے۔ وہ کہتے ہین کہ اس مژدہ کی خوشی مین جو کچھ میرے پاس تھا سب خیرات کر دیا کپڑے بھی اتار دیے رات کو مینے نرم بچھونا بچھایا کہ شب بھر کی عبادت اور دن بھر کے سماع سے مولاناؒ بالکل لاغر ہو گئے ہین۔ شاید تھوڑی دیر آرام کرین اتنے مین مولاناؒ آئے اور فرمایا سراج الدین تم سو رہو۔ چنانچہ مین بستر پر تو لیٹ رہا مگر صبح تک اس انتظار مین جاگتا رہا کہ تھوڑی دیر مولانا بھی آرام کرین۔ مینے دیکھا کہ برابر نماز مین مشغول ہین جب بہت دیر ہو گئی تو مینے فریاد کی اور کہا کہ ای سلطان دین ایک لحہ بھر تو آرام کریں۔ اب تو صبح ہوا چاہتی ہے۔ اور مین اس انتظار مین مرگیا۔ فرمایا سراج الدین اگر مین سو جاؤن تو یہ جو ہزاروں سوئے ہوئے پڑے ہین انکا کون علاج کریگا۔ کیونکہ مینے سب کی ذمہ داری کی ہے کہ اللہ تعالےٰ سے درخواست کرونگا اور سب کو درجہ کمال پر پہنچاؤنگا اسکے بعد یہ غزل پڑھی۔

اگر تو کار نہ کردی مفلسی از خیر　　بیا کہ کار چو تو صد ہزار ہا کردی

اس واقعہ کی خبر سنکر بہت سے دانشمند مرید ہوگئے۔

روایت ہے کہ ایکدن مولانا قلعہ کی خندق کے کنارے کہڑے تہے۔ تو طالی کے مدرسہ سے چند طلبا نکلے اور بطور امتحان مولانا سے سوال کیا کہ اصحاب کہف کے کتے کا کیا رنگ تہا۔ مولانا نے فرمایا زرد تہا اسلئے کہ عاشق تہا اور عاشقون کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ جس طرح کہ میرا رنگ زرد ہے سب قدمونپر گرگئے اور مرید ہوئے۔

روایت ہے کہ ایکدن معین الدین پروانہ نے مولانا کے واسطے سماع کی مجلس کی بڑا مجمع تہا سماع کے بعد کہانا چناگیا سب کہانا کہانے بیٹہ گئے۔ مگر مولانا نے کوئی چیز نہین چکہی معین الدین سخت متفکر تہا۔ آخر شربت بناکر مولانا کے سامنے پیش کیا۔ اور عرض کیا کہ ایک چچہ بہر نوش کیجئے اور بار بار کہتا تہا کہ اس دین کوئی شبہ نہین ہے مولانا چچہ منہ تک لیجاتے تہے۔ اور پہر رکہدیتے تہے اور پہر معارف کے بیان مین مصروف ہوجاتے تہے۔ سحر کے وقت اپنی ریش مبارک پکڑکر فرمایا معین الدین میری داڑہی سے نہین شرماتے کیون مجہے دنیا مین ملوث کرتے ہو۔

چرب و شیرین مینماید پاک و خوش　　یک سیے بگذشت باتو شد پلید

چرب و شیرین از غذای روح خور　　تا پرت بر روید تا فی پرید

پہر سماع سے فارغ ہوکر حمام مین تشریف لائے اور حمام کے خزانہ مین جاکر بیٹہ گئے۔ سات روز تک وہان بیٹہے رہے کسی کی مجال نہین تہی کہ وہان جاسکے۔ خادمون نے متفق ہوکر حضرت سلطان ولد آپکے صاحبزادے سے کہا کہ کسی طرح آپ وہانسے مولانا کو لائین۔ یہ کیسی سخت ریاضت ہے۔ چنانچہ صاحبزادے گئے۔ مولانا نے خزانہ مین سے سر نکال کر کہا۔ سلطان ولد معلوم ہوتا ہے احباب کو انتظار ہے عرض کیا یہی حال ہے۔ مولانا وہانسے نکلے اور مدرسہ کو تشریف لائے اور یہ شعر پڑہتے تہے۔

از روئے ہمچون آتشم حمام عالم گرم شد　　بر صورت گرمابہ　　چون گرمہ گلان گرگرمی

مدرسہ مین آکر پھر سماع مین مشغول ہو گئے اور یہ حالت چالیس روز تک رہی۔

دیرافلاطون کے راہبونکا پیشوا ایک بوڑھا اور بزرگ شخص تھا ولایت استنبول۔ فرنج۔ سیس اور خامنک وغیرہ سے لوگ اُسکے پاس طلب علم کے واسطے آتے تھے۔ اُسکا بیان ہے کہ ایک روز مولانا دیرافلاطون مین آگئے یہ مقام پہاڑ کے دامن مین ہے اور اُس غار مین چلے گئے جہان سے کہ سرد پانی کا چشمہ جاری ہوا ہے۔ مولانا اندر چشمہ مین جاکر بیٹھ گئے۔ مین غار کے باہر بیٹھا رہا سات روز تک آپ اُسمین رہے اور جب نکلے تو فرمایا واہ شور کرتے ہوئے جسم مین کوئی تغیر نہوا تھا۔ اور قسم کھاکر کہا کہ صحف ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام مین جو مینے انبیا علیہم السلام کے اوصاف پڑھے ہے اور تاریخون مین دیکھے وہ مولانا مین موجود تھے۔ مولانا فرماتے ہین۔

اے محو عشق گشتہ جانی و چیز دیگر لے آنکہ آن تو داری آنی و چیز دیگر

منقول ہے کہ ایک دن مولانا شمس الدین تبریزی اعظم اللہ ذکرہ مدرسہ مین فرماتے تھے کہ جو شخص انبیا کو دیکھنا چاہیئے وہ مولانا کو دیکھے بہشت مولانا کی رضا مین ہے بہشت کی کنجی مولانا ہین دوزخ مولانا کا غصہ ہے اللہ تعالے مولانا کی بہت دراز عمر کرے اور مجھو انکو اور اُنہین مجھی نصیب کرے۔ اسیطرح ایک دفعہ شمس الدین تبریز کہتے تھے کہ اسوقت مولانا کی مثل تمام دنیا مین کوئی نہین ہے۔ تمام فنون مین خواہ اصول ہو یا فقہ یا نحو یا منطق اسطرح مطالب بیان کرتے ہین کہ جواب نہین ہوسکتا۔ اگر مین سو برس تک کوشش کرون تب بھی اُنکے دس حصہ علم مین سے ایک حصہ بھی نہین حاصل کرسکتا حالانکہ وہ محض اپنے الطاف کی وجہ سے میرے سامنے اپنی کم مایگی ظاہر فرماتے ہین۔

نقل ہے کہ مولانا صفی الدین ہندی رحمۃ اللہ علیہ علامہ وقت تھے۔ اور پنبہ فروشون کے مدرسہ کے مدرس تھے۔ نہایت پارسا اور متدین بھی تھے۔ ایک روز مدرسہ کی چھت پر وضو کر رہے تھے اور بہت سے شاگرد جمع تھے۔ اتفاقاً رباب کی آواز آئی۔ صفی الدین نے کہا کہ رباب کو روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے یہ بدعت سنت سے بڑھ گئی۔ اسکے دفعیہ مین کوشش کرنی چاہیئے

اسیوقت مولانا کی صورت سانپ کیسی ہوئی نظر آئی کہ ہرگز نہین ہرگز نہین۔ صفی الدین چیخ مارکر بیہوش ہوگئے شاگرد اٹھا کر لیگئے جب ہوش ہوا تو سلطان ولد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ مولانا سے خطا معاف کرادین۔ اُنہون نے مولانا سے بہت کہا سُنا آپ نے یہ فرمایا کہ ستر رومی کافرونکو مسلمان کرنا سہل ہے مگر صفی الدین کی صفائی مشکل ہے۔ اور اُسکی روح تو بچون کی تختی کی طرح سیاہ ہوگئی ہے۔ آخر سلطان ولد نے یہانتک کوشش کی کہ مولانا راضی ہوگئے صفی الدین کے سب شاگرد بھی مرید ہوئے اور جو علمی مشکلات اُنہین واقع ہوتین مولانا خواب مین حل کردیا کرتے تہے۔

حضرت سلطان ولد فرماتے ہین کہ ایک دن مولانا نے مجھسے کہا کہ اگر دشمن کو دوست رکھو گے وہ دوست ہوجائیگا۔ چالیس روز تک دشمن کی تعریفین بیان کرو وہ دوست ہوجائیگا زبان سے دل تک اور دل سے زبان تک راہ ہے۔ اسیطرح اللہ تعالے کی محبت اُسکے نامون کی بدولت ملتی ہے اللہ تعالے تاکید سے فرماتا ہے کہ میری بہت سی یاد کرو تاکہ صفائی پیدا ہو جسقدر زیادہ صفائی ہوگی اُسیقدر نور زیادہ ہوگا۔ گرم تنور ہوتا ہے تو روٹی جیسے سر دمین نہین چپکتی

حضرت سلطان ولد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک روز والد ماجد مدرسہ مین معارف بیان فرماتے تہے۔ فرمایا کہ سچا مرید وہ ہے کہ اپنے پیر کو سب سے بلند مرتبہ سمجھے۔ چنانچہ کسی شخص نے حضرت بایزید بسطامیؒ کے مرید سے پوچھا تیرا پیر بہتر ہے یا امام ابو حنیفہ۔ اُسنے کہا میرا پیر۔ پھر اُسنے دریافت کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ افضل ہین یا تیرا پیر۔ اُسنے کہا میرا پیر افضل ہے۔ یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدائے تعالے کی نسبت بھی اُسنے یہی کہا۔ اور آخر مین کہا کہ مین پیر سے بہتر کسی کو بھی نہین جانتا۔

اسی طرح ایک اور شخص سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالے کی شان بلند ہے یا تیرے پیر کی اُسنے کہا اُن دونون کی بزرگی مین کوئی فرق نہین ہے۔ اور ایک شخص نے یہ جواب دیا تہا کہ اُن دونو سے ایک اور بلند مرتبہ ہونا چاہیئے جو امتیاز کرسکے۔

چون خدا اندر نیاید در عیان ٭ نائب حق اند این پیغمبران

نے غلط گفتم کنائب بانموب — گردو بیداری قبیح آید نہ خوب

سلطان ولد سے منقول ہے کہ ایکدن مولانا ولد شجاع کے ہان تعزیت مین سگئے۔ تمام قضات۔ شیوخ اور امرا موجود تھے ہر ایک شخص یہی چاہتا تہا کہ سب سے بلند جگہہ پر بیٹہون مولانا نے فرمایا اصل بلندی وہ ہے کہ حق کی طرف ہو نہ دنیا کیطرف۔ مخلوق دنیوی بلندی مین مبتلا ہے جو چیز سب سے زیادہ بلند ہے وہ سب سے زیادہ گہرے مین گرے گی۔ اور بہت ہی ریزہ ریزہ ہو جائیگی۔ بلندی حق کی طرف اصلی بلندی ہے

نردبان خلق این مادنیست — عاقبت زین نردبان افتادنیست

ہرکہ بالاتر رود ابلہ تر است — استخوان او بتر خواہد شکست

وہی اچہے ہین جنکے نفس ذلیل ہین۔ خوش خلق اور نیک سیرت ہین سب حاضرین شرمندہ ہو کر قدمبوس ہوئے۔

حضرت سلطان ولد فرماتے تہے کہ میرے دادا کی تجلی مین عظمت اور کبریائی تہی اور والد کی تجلی مین بہت کچہہ تواضع اور لطف تہا۔ ولی خدا کا کبر بہی خدا کی طرف سے ہے اور لطف بہی خدا کی جانب سے ہے۔

سلطان ولد کہتے ہین میرے والد نے ایک روز فرمایا کہ جب ولی خدا کا انتقال ہوتا ہے اُسکی سیرت حالت زندگی سے ہزارون درجہ زیادہ ہو جاتی ہے ہسلئے کہ وہ سیر فی اللہ ہے جسکی کوئی حد نہین ہے اور اسیطرح قیامت تک مریدون اور عاشقون مین اُسکا تصرف باقی رہیگا۔ اور حق کا تصرف بند و نہین ابد الاباد تک باقی ہے۔

سلطان ولد فرماتے ہین کہ ایک روز مولانا نے حالت مستی مین فرمایا کہ بہاؤ الدین اللہ تعالےٰ نے مجہے ایجاد عالم کا حال دکہا دیا ہے کہ یہ عالم کب بنا ہے کسطرح بنا ہے اور کب تک رہیگا۔ واللہ اعلم۔

سلطان ولد فرماتے ہین کہ ایک روز معین الدین پروانہ مولانا کی قدمبوسی کو حاضر ہوا۔

نے حضرت کو اطلاع کی اور دیر تک معین الدین کے پاس بیٹھا رہا اور وہ مولانا کا انتظار کر رہا تھا
میں کہنے لگا کہ بارہا مولانا فرماتے ہیں کہ مجھے بھی بہت سے کام ہیں اور حالت استغراقی بھی ہے
امرا اور دوستوں سے ہر وقت نہیں مل سکتا ہوں اور انکے آنے میں یہ دقت ہے کہ مخلوق
کی کارروائیوں میں خلل پڑیگا اسلئے میں خود جا کر مل لیا کرونگا۔ ناگاہ مولانا بھی تشریف لے آئے
معین الدین پروانہ نے عرض کیا کہ سلطان ولد نے بہت ہی لطف فرمایا اور عذر کئے اور میں
آپکے انتظار میں بہت دیر سے بیٹھا ہوا تھا مگر حضرت کے دیر میں تشریف لانے کا مطلب میں یہ سمجھا کہ
حاجتمند لوگوں کے انتظار کی تلخی کا تجربہ مجھے بھی ہو جائے اور مجھے یہ فائدہ ہو۔ کہا گیا مولانا نے
فرمایا یہ خیال بھی اچھا ہے مگر قاعدہ یہ ہے کہ جب سائل دروازہ پر آتا ہے اگر بدشکل اور بد
آواز ہوتا ہے تو فوراً اسکو چلتا کر دیتے ہیں اور اگر خوش آواز خوش شکل اور گڑگڑانے والا ہوتا ہے
تو اسے روٹی کا ٹکڑا جلد نہیں دیتے ہیں بلکہ کہتے ہیں ذرا ٹھہرو گرم روٹی پک جائے اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ
کچھ دیر تک اسکی آواز سنتے رہیں میں بھی اسی لئے دیر میں نکلا کہ تمہارا تضرع اور عشق اچھا معلوم ہوتا
تھا میں چاہتا تھا کہ یہ حالت تعشق اور زیادہ ہو اور مقبولیت کو ترقی ہو۔ معین الدین قدموں پر گر گیا
اور کہتا تھا کہ اس غلام کا مقصود آپکے دروازہ سے صرف یہ ہے تاکہ مخلوق کو معلوم ہو جائے کہ
میں آپکے غلاموں میں داخل ہوں۔ اسکے بعد باہر آکر چھ ہزار دینار اس عنایت کے شکرانہ میں خدام کو نذر کئے۔
مولانا نے صلاح الدین چلپی کو بھیجدئے تاکہ خدام کو تقسیم کر دیں۔
سلطان ولد فرماتے ہیں کہ ایک روز مولانا لذت صدق اور اعتقاد پاک کے متعلق معانی
بیان فرما رہے تھے۔ اسوقت فرمایا کہ دنیا میں جسقدر علوم علما حاصل کرتے ہیں یہ گور تک رفیق
ہیں آگے نہیں جائینگے۔

چو مال این علم ماند مرده ریگت　　نه توانی نه علمت که گزرد بے

لیکن یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ ہم اس عالم سے آئے ہیں اور پھر وہیں چلے جائینگے۔ اس معاملہ میں
یہ حکایت بھی بیان کی کہ دمشق میں میرا ایک نوجوان دوست تھا اور [illegible] میرا ہم سبق تھا۔

آخرکار وہ ملطیہ کا قاضی ہوگیا۔ بہادر نامی ایک شخص نے ملطیہ کو فتح کرلیا۔ تمام شہر کو لوٹا قاضی کا مال بھی چھین لیا۔ قاضی کا مال لوٹ کر بعد حکم ہوا کہ قاضی کو خصی کرین اور فوطے نکال لین۔ اسوقت قاضی نے کہا اے امیر کیا اس شہر مین جو کچھ میں پیدا کیا تہا اس مین سے تو ایک جبہ باقی نہین رہا۔ یہ فوطے تو مین اپنے وطن سے لایا ہون یہ کیون چھینے جاتے ہین۔ امیر کو اسکا کلام پسند آیا۔ اور پہر اسکو قاضی کردیا دیکھو اصل مردی اور مردمی اعتقاد صحیح ہے قاضی کو اپنے قدیمی وطن سے اعتقاد تہا اسلئے بچ گیا۔ اسی طرح ہر نسان کو اعتقاد رکہنا چاہیئے کہ ولایت قدیم اُسکی اور ہی جگہہ ہے کوشش کرنا چاہیئے کہ نامردگی صحبت سے خود نامرد نہو جاوا ور جنت کی کنواریون سے محروم رہو۔

مردی آن مرد نیست ز ریش و ذکر ۔۔۔ ورنہ بودے بوالفضول بی کیر خر
ہرکہ نامردی کند دہ ہلہ و دست ۔۔۔ رہ زن مردان شدہ نامرد اوست

سلطان ولدؒ کہتے ہین کہ میرے دادا ہمیشہ اپنے خادمون سے تاکید فرماتے تھے کہ میرے بیٹے جلال الدین کی بہت عزت کرو اور تعظیم سے پیش آو اسلئے کہ وہ بہت عالی نسب ہے اور اُسکی اصالت ازلی ہے اُسکی مان شمس الائمہ سرخسی کی بیٹی ہے اور وہ حسینی تھے شمس الائمہ سرخسی نے کچھ نفیس کتابین مختلف فنون مین لکھی تہین اور وہ ایسی نادر کتابین تہین کہ کسی عالم نے ویسی کتابین خواب مین بھی نہین دیکھی ہونگی۔ اُسوقت کے بزرگونکو یہ مناسب معلوم ہوا کہ وہ کتابین ظاہر نہون اور اغبیا اور اونیا کے قالبون کے ہاتون تک پہنچین اور فتنہ نہ پیدا ہو۔

جاہلان منکر معنی را ۔۔۔ کہ زجہل عما بر آنند سش
گر حدیث ان محض آن باشد ۔۔۔ چون نہ دانند کفر خوانندش

بعض کتابین لوگون کو دکھائین اور بعض قفلون مین بند کرکے مہر لگاکر بغداد مین رکھی گئین جو ابتک باقی ہین۔ کہتے ہین ذکاوت کا یہ حال تہا کہ ایک مرتبہ جامع مسجد کے دروازہ پر کاتبون سے شہر کے کل باشندون کے نام معہ ولدیت لکھوائے۔ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر ہر ایک شخص کو شمس الائمہ نے نام بنام بتادیا اور یہ بات اُنکی ولایت اور سیادت پر دال ہے۔

سلطان ولد کہتے ہین ایک دن شب کو مین والد کی خدمت مین بیٹھا تھا اور صحاب بھی حاضر تہے ختنہ کی خوشی کا ذکر تہا مولاناؒ نے فرمایا میرا بہاء الدین سات سال کا اور اُسکا بہائی علاء الدین آٹھ سال کا تھا کہ قراحصار کے قلعہ مین بدرالدین تاش گوہرتاش نے اُن کی ختنہ کی خوشی کا بہت بڑا جلسہ کیا تمام قلعہ کو آراستہ کیا تہا۔ سلطان علاء الدین کے نائب و امراسبہا فرستے تہے ایسا جلسہ کسی عہد مین نہین ہوا۔

سلطان ولد فرماتے ہین کہ سلطان نے میرے دادا کی دعوت قونیہ مین کی تھی۔ اُس سے سال بہر کے بعد امیر موسی نے دعوت لارندہ مین کی اور اُسی وقت میرے والد کی شادی ہوئی اور مین لارندہ مین پیدا ہوا۔

سلطان ولد کا بیان ہے کہ ایک دن والد کی زیارت کو دو ترک فقیہ آئے اور تہوڑی سی مسور بطور ہدیہ لائے تہے۔ مگر اُس حقیر تحفہ کیوجہ سے شرمندہ ہوتے تہے۔ مولانا نے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی کہ اپنے صحاب سے ہمارے واسطے بقدر استطاعت آپ مال طلب کرین بعض صحابہ نصف مال اور بعض تیسرا حصہ لائے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کل مال لے آئے بہت سا مال جمع ہوگیا۔ ایک صاحب کے پاس سوائے تین خرمے اور ایک جو کی روٹی کے کچھ نہ تہا۔ اور وہ عیال دار بہی تہے۔ اور وہی اُنکے بچون کا رزق تہا۔ وہ تینون خرمے اور جو کی روٹی لیکر حاضر ہوئے۔ اور شرمندہ ہوکر بیٹھ گئے۔ اور صحابہ خفیہ طور پر اُس حقیر چیز پر ہنستے تہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے میری نظر سے پردہ اُٹھا لیا۔ مینے یہ دیکھا کہ تمہارا یہ تمام مال ایک ترازو کے پلہ مین رکھا گیا اور دوسرے پلہ مین یہ تین خرمے اور جو کی روٹی۔ مگر وہ تمہارے کل مال سے بہاری نکلی۔ صحابہ نے عرض کیا اسکی کیا وجہ ہے۔ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ شخص سوائے اس مال کے کوئی اور چیز نہین رکھتا ہے۔ اور تمہارے پاس اور بہی ہے۔ اسلئے اُسکا رتبہ بہت ملتا تہوڑی چیز اللہ کے نزدیک بہتر ہے۔ ایک دانہ حقیر جب زمین مین بوتے ہین اللہ تعالے

اُس سے درخت پیدا کرتا ہے اور بہت سے دانے پیدا ہو جاتے ہین۔ وجہ یہ ہے کہ تم اُس دانہ کو خدا کے سپرد کر دیتے ہو۔ وہ اُس مین فراوانی عطا کرتا ہے۔ جو کچھہ دینا ہو درویش اور اللہ کی بندے کو دینا چاہئے۔ یہی خدا کے سپرد کرنا ہے۔ صدقہ فقیر کے دینے سے فائدہ دیتا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے صدقہ فقرا اور مساکین کا حصہ ہے انصار اور مہاجرین کو اِس نبوی ارشاد سے بہت خوشی ہوئی اور وہ دونون فقیہ بہی مرید ہو گئے۔

سلطان ولد سے روایت ہے کہ مدرسہ اتابکیہ مین جلسہ تہا سب اکابر اور امرا حاضر تہے۔ مولانا شمس الدین ہارونی مسند تدریس پر بیٹھے۔ اُنکے سیدہے ہاتہہ کو قاضی سراج الدین۔ اور بائین کو شیخ صدر الدین قونوی تہے مولانا سلام کر کے صف کے کنارے پر جا کر بیٹہہ گئے جو نقیب کے بیٹھنے کی جگہہ ہی اور آپکا دامن مبارک نیچے لٹک رہا تہا۔ اور مولانا آپ بہی مراقب ہو کر بیٹہہ گئے۔ قاضی سراج الدین اپنی جگہہ سے اُٹھکر آئے نہایت معذرت اور خوشامد کے ساتہہ لائے اور اپنے سیدہے ہاتہہ پر بیٹھایا۔ شیخ صدر الدینؒ نے بہی بہت سا عذر کیا اور کہا کہ یہ جلسہ تو محض آپکے واسطے ہوا ہے۔ مولاناؒ نے اُس روز ایسا بیان کیا کہ امرا اور علما نے کپڑے پہاڑ ڈالے اور ظہر کی نماز تک یہ جلسہ رہا۔ پہر شام تک سماع کا جلسہ ہوا۔

سلطان ولد کا بیان ہے کہ ابتدا مین شیخ صدر الدینؒ قونوی مولاناؒ کے بالکل منکر تہے ایک روز خواب مین دیکہا کہ مولاناؒ کے پانون دبا رہا ہون۔ آنکہہ کہل گئی اور استغفار پڑہی تین بار اسیطرح خواب دیکہا تیسری بار بالکل اُٹہہ بیٹہے خادم سے کہا کہ نیچے چہت سے جا کر فلان کتاب لے آؤ۔ زینے مین وہ دیکہتا ہے کہ مولانا بیٹہے ہین۔ وہ واپس گیا اور شیخ سے یہ حال کہا شیخ خود آئے۔ مولانا سے بغلگیر ہوئے مولاناؒ نے فرمایا کہ رنجیدہ ہونے اور استغفار کرنے کی کیا بات ہے ایسا ہی ہوتا ہے کبہی ہم آپکی خدمت کرتے ہین کبہی آپ ہماری۔ آپس مین کوئی غیریت تو ہے ہی نہین۔ اور اُسی وقت مولانا غائب ہو گئے۔ صبح کو شیخ نے یہ واقعہ خلوت مین قاضی سراج الدین سے بیان کیا۔ قاضی اُنہین لیکر مولانا کی خدمت مین آتے اور

اور اپنے قصوروں کو معاف کرایا جب شیخ صدر الدین مل کر چلے گئے مولانا نے فرمایا یہ شخص مؤید من اللہ ہے انکے احوال و اقوال سے عالم کو حیرت ہوگی۔ اب انکو اور ہی نظر سے دیکھنا چاہئے اور فرمایا۔

بالایم اگرچہ بینمایم پستی — ہشیار دران دمے کہ آمد مستی

در ما بہ ازین نظر کن ای دوست از انکہ — ما را نتوان دید چنین سر دستی

قاضی سراج الدین نے کہا آپ جو کچھ فرماتے ہیں بجا ہے اور پھر ہمیشہ حاضر و غائب مولانا کے معتقد رہے اور اعتقاد بڑھتا گیا۔

سلطان ولد کہتے ہیں کہ ایک دن حافظ اسحاق مولانا کے پاس آئے آپ نے بہت تعظیم و تکریم کی۔ اور انکی تعظیم دی اور اچھی جگہ بٹھایا اور فرمایا جسطرح کہ قرآن شریف کو بلند جگہ رکھتے ہیں حافظوں کو بھی سب سے بلند جگہ بٹھانا چاہئے کہ حامل قرآن ہیں۔ اور جس دل میں کلام الٰہی ہے وہ کسی طرح دوزخ میں نجائیگا۔ وجہ یہ ہے کہ جس کاغذ پر آیت قرآنی لکھی ہوتی ہے وہ ادب سے اسکو نہیں جلاتے ہیں۔ پھر جس دل میں پورا قرآن بھرا ہو وہ کیونکر جلایا جائیگا۔ شہر کے کل حافظ اس خبر کو سنکر مرید ہوگئے۔

سلطان ولد کہتے ہیں کہ ایکدن مولانا نے مجھسے فرمایا کہ بہاؤالدین مجھے اچھی طرح دیکھا کر۔ اسلئے کہ جب میرا دانہ درخت ہو جائے اسوقت بھی تو مجھے دیکھ سکے۔ مجھے خوب غور سے جانچ لے۔ اور اچھی طرح چبا تاکہ خوب لذت حاصل ہو۔ یاد رکھ انبیاء۔ اولیاء اور انکے دوستوں کے جسم تلف نہیں ہوتے ہیں۔ جسطرح دانہ زمین میں ڈالتے ہیں کہ بظاہر وہ تلف ہو جاتا ہے مگر چند روز بعد اس سے درخت نکلتا ہے اور شاخیں پھیلتی ہیں یہی حال انبیاء اور اولیاء کے جسم کا ہے۔

سلطان ولد کہتے ہیں کہ ایک دن شاہی دیوان کا ایک عہدہ دار آیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ کام چھوڑ دوں کوئی اور کام کروں۔ میرے والد نے فرمایا ہارون الرشید کے وقت میں شہر کا ایک شحنہ تھا۔ حضرت خضر اس سے روز ملنے آتے تھے۔ اتفاقاً شحنہ نے اس خدمت سے کنارہ کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام بھی اس شخص سے ملنے کو نہ آئے وہ شخص نہایت بیقرار تھا۔ اور

گریہ وزاری کرتا تہا۔ خواب مین اوسکو ہدایت ہوی کہ جو خدمت کرتے تہے وہی کرو خضر سے ملاقات ہوگی۔ صبح کو وہ شخص خلیفہ کے پاس حاضر ہوا اور اپنا عہدہ چاہا۔ خلیفہ نے وجہ دریافت کی اوس نے سب حال بیان کیا۔ آخر عہدہ مل گیا۔ اور خضر سے ملاقات پہر ہونے لگی۔ اوس نے حضرت خضر سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ انہون نے کہا کہ تمہارے درجات کی ترقی اسوجہ مین ہے کہ عدالت مین بیٹہکر ضعیف مسکین اور مظلومون کی طرفداری کرتے ہو۔ ظالمون سے بچاتے ہو۔ اس کام کو ہزارون خلوت اور چلون سے بہتر جانو۔ چنانچہ اوس شخص نے اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل کی اور ہمیشہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی رہی۔

سلطان ولد کہتے ہین کہ ایکروز مولانا شمس الدین تبریزی میرے والد کے حالات بیان کررہے تہے فرمایا مولانا کے بہید بہی اسلام کے بہیدونکی طرح پوشیدہ ہین۔ جبکہ اسلام کو غریب کہا ہے تو پہر اسکا بہید کیا ہوگا حدیث مین وارد ہے۔ اسلام شروع غریبونسے ہوا اور آخر مین بہی غریبون ہی مین رہیگا۔ بس غریبونکو مژدہ ہو۔ ایک دن مولانا شمس الدین تبریزی نے مولانا روم سے کہا کہ میرے مرشد شیخ ابوبکر تبریز مین تہے اور پٹاریان بنا کرتے تہے۔ اونسے مینے بہت سے مرتبے ولایت کے حاصل کیے۔ مگر ایک اور بات مجہہ مین تہی جسکو نہ میرے شیخ نے دیکہا اور نہ کسی دوسرے شخص نے۔ البتہ مولانا صاحب میرے خداوند نے اوسکو دیکہہ لیا۔

حضرت سلطان ولد کہتے ہین کہ فقر مین داخل ہونے سے پہلے میرے والد کی یہ عادت تہی کہ مدرسہ مین آپ طلبا کو سبق پڑہاتے تہے۔ ہر ایک حجرہ مین دو دو تین تین طالب علم رہتے تہے۔ مولانا جب حجرون مین جاتے طلبا کے بستر کے نیچے بیس ۲۰ تیس ۳۰ درم رکہہ آتے۔ رات کو طلبا جب بستر جہاڑتے تو اوس مین سے درم نکلتے تہے۔ وہ یہ بہی کہتے تہے کہ میرے والد نے ابتدا سے آخر تک جو کچہہ کام کیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح خاص اللہ کیواسطے کیے۔ کسی طرح کا ریا اور ظاہرداری نہ تہی۔ فرماتے ہین کہ ایک دن دادا صاحب کے

مزار پر مولانا صاحب تشریف لیگئے۔ حافظ یوسف قونوی نے قرآن شریف پڑھا۔ اور خادم نعرے مارتے تھے اور ذوق و شوق مین مسرور تھے۔ میرے والد نے فرمایا کہ ایک بزرگ مسجد مین وعظ کہہ رہے تھے۔ اونکے مریدون مین سے ایک شخص کو ایک راہ مین ملا۔ اوس نے کہا کہ تمہارے پیر تو مسجد مین وعظ کہہ رہے ہین تم یہان پہ رہے ہو۔ مرید نے یہ سنکر نعرے لگانا شروع کئے اوس شخص نے کہا کہ وعظ تو سنا نہین اور وجد طاری ہو گیا۔ مرید نے کہا مجھے یقین کامل ہے کہ جو کچھ میرے شیخ نے کہا اور کہتا ہے سب اچھا اور صواب ہوتا ہے۔ یہی حال ہم لوگونکا ہے گو معنی قرآن کے لوگ نہین سمجھتے لیکن یہہ جانتے ہین کہ حق کا کلام ہے اور عمدہ ہے صرف اسی شوق پر نعرے مارتے ہین اور بحساب ثواب باقی ہین قاری اور سننے والا اجر مین برابر ہے۔

حضرت سلطان ولد کہتے ہین کہ ایک روز فخر الدین سیواسی مولانا کی خدمت مین سیواس سے آئے۔ اوسی روز معین الدین پروانہ بھی حاضر ہوا۔ فخر الدین سامنے آئے تو مولانا نے دریافت کیا کل کہان قیام کیا تھا۔ اونہون نے فرمایا معین الدین پروانہ کے گھر مین۔ مولانا نے فرمایا کہ کیا اس راہ مین کوئی تمہارا مکان ہے۔ عرض کیا ہاں حضرت ہے۔ مولانا نے فرمایا ایحقیقتاً تمہارے عہد مین یہ امن و امان ہے کہ گاے بیل بھی جسجگہ اور جس صحرا مین چاہتے ہین پڑے رہتے ہین۔ پھر میرے والد نے فرمایا کہ نبی اسرائیل کے زمانہ مین ایک اونٹ کے گلے مین ایک تعویذ بندھا ہوا تھا جسطرف وہ اونٹ نکلتا لوگ اوسکی عزت کرتے اور ہاتھون مین سے میوہ دیتے تھے۔ ایک دن کسی شخص نے وہ تعویذ کھول لیا۔ پھر یہ حال ہوا کہ اونٹ کو بیگار مین پکڑ کر لیگئے اور بوجھ لادا۔ اے امیر فقیر تہا دے خوب جان لے۔ وہ تعویذ ہم ہین اور عالم کے اونٹ کی گردن مین بندھے ہوئے ہین۔ جس روز یہان سے سفر کرینگے اوس روز حال معلوم ہوگا۔ معین الدین پروانہ رو کر کہنے لگا کہ خدا وہ دن نہ کرے کہ آپکے بعد ہم زندہ رہین۔ فرمایا نہین نہین کچھ دن رہوگے۔ مگر آسائش اور آرام نہ ملیگا چنانچہ وہی ہوا مرنے سے قبل خادمون سے بھی یہی فرمایا تھا کہ میرے بعد تمہین راحت نصیب نہوگی مگر تمہاری اولاد دونون عالم مین راحت سے رہیگی

سلطان ولد فرماتے ہین ایک دن بعض مریدون نے کہا کہ ہم عاجز محتاج اور گنہگار ہین

اسلئے مولانا کی خدمت مین حاضر نہین ہوسکتے۔ فرمایا اس حالت مین تمہین ضرور ہی آنا چاہئے اور کہا جو مثنوی کو سنتا ہے اور اوس پر عمل نہین کرتا وہ اون مین سے ہے جو کہتے تھے سمعنا وعصینا (ہمنے سنا ہے اور گناہ کیا) اون مین سے نہین ہے جو کہتے تھے سمعنا واطعنا (ہمنے سنا اور تابعدار ہو گئے)

فرماتے ہین ایک روز میرے والد شب کو نماز پڑھ رہے تھے۔ مین پہلو مین بیٹھا تھا۔ مینے دیکھا کہ آپ قیام مین اللہ اللہ کہتے تھے پھر منہ تو آپکا کھلا رہگیا۔ لب ہلتے نہ تھے مگر اندر سے آواز اللہ اللہ کی آتی تھی۔

فرماتے ہین ایک دن میرے والد نے فرمایا کہ خادم کہتے ہین کہ جسوقت مولانا کو ہم نہین دیکھتے ہین ہمین کوئی چیز اچھی نہین معلوم ہوتی۔ جو میرے بغیر دیکھے خوش حال نہین ہے گویا اوس نے مجھے پہچانا ہی نہین۔ میرے پہچان کی یہ نشانی ہے کہ بغیر میرے دیکھے بھی خوش ہو۔ اور کہنے لگے بہاء الدین جسوقت تو اپنے آپکو خوش اور خوشحال پائے تو سمجھ لے کہ یہہ خوشی میری ہے۔ فرماتے ہین

لیک مارا چو بجوے تو زشادی ہا جو   کہ میان خوش آباد جہان شادیم

منقول ہی ایک دن شیخ اوحدالدین خوی رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا سے پوچھا کہ کافر کون ہے آپنے فرمایا پہلے مجھکو کوئی مومن تو دکھا تب کافر معلوم ہوگا۔ اوحدالدین نے کہا۔ آپ مومن ہین۔ فرمایا کہ جو میری ضد ہے وہ کافر ہی

کیست کافر بیخبر ز ایمان شیخ   کیست مردہ بیخبر از جان شیخ

شیخ عزیز الدین کوسہ رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دن مولانا فرماتے تھے کہ بھاپ جب آسمان کی طرف اڑتا ہے گو آسمان تک نہین پہنچتا۔ پھر بھی دنیا کی آب و ہوا سے تو دور ہو جاتا ہے۔ اسیطرح اگر کوئی درویش درجہ کمال کو گو نہ پہنچے مگر اہل بازار اور دیگر مخلوق سے تو ممتاز ہو ہی جاتا ہے۔ اور دنیا کی زحمتوں سے نجات ملجاتی ہے۔ اسلئے کہ ہلکے نجات پاتے ہین اور وزنی ہلاک ہوتے ہین یہ مسلمہ بات ہے۔

منقول ہی کسی نے مولانا سے کہا فلان شخص ناپسندیدہ کام کرتا ہی۔ اوسکا کیا حال ہوگا آپ نے فرمایا۔ کیا مضائقہ ہے جس جانور کے پورے پر نکل آتے ہین وہ جہان چاہی جا سکتا ہے شکل اوس جانور کی ہی جسکے پورے نہین نکلے ہین۔ اگر گھونسلے سے نکلیگا تو بلی کہا جائیگی۔

ایک دن مولانا شمس الدین تبریزؒ نے مجمع مین کہا کہ یار وفادار صرف مجھی کو ملا ہی۔ پھر مولانا کیطرف منہ کرکے کہا کہ تم اس عالم مین فرد ہو۔ اور تمام دنیا مین تمنے سب پر سبقت حاصل کی اور ایک عالم کو اپنے عشق سے مست کر دیا۔

منقول ہی کہ مولانا کی خدمت مین چند بار کچھ لوگون نے یہہ کہا کہ آپ دنیا سے بالکل فارغ ہین لیکن شمس الدین تبریزی ابھی فارغ نہین ہوئی ہین۔ مولانا نے فرمایا اسکی یہ وجہہ ہے کہ شمس الدین تمہارے نزدیک درست نہین ہین۔ اگر اونسے محبت کرو تو انکی برائیان تمہارے ذہن سے جاتی رہین محبت کی آنکھ کل برائیون پر پردہ ڈال دیتی ہے جب انسان عیب بینی کسی کی شروع کرتا ہے محبت جاتی رہتی ہے۔ دیکھو نا مان اپنے بچے کی نجاست سے رنجیدہ نہین ہوتی اور نفرت نہین کرتی۔ بلکہ دل وجان سے اوسکو عزیز رکھتی ہی۔ اور مالک کو اپنا لنگڑا گدہا بھی برا نہین معلوم ہوتا گو وہ لات ہی کیون نہ مارے۔

ایک روز مولانا شمس الدین تبریزی فرماتے تھے کہ مولانا تو دریائے معانی کے غواص ہین اور مین اونکا سوداگر ہون۔ مین تو موتیون کی باتین کرتا ہون۔ مگر تم لوگ پلیدی کی طرف متوجہ ہو۔ اللہ فرماتا ہے جاھدوا باموالھم وانفسھم اول مال کو خدا مین خرچ کرو۔ پھر جان۔ اول تو مرد خدا کو تلاش کرو۔ پھر خدا بھی ملجائیگا۔

منقول ہے کہ مولانا شمس الدین تبریزی جس زمانہ مین قونیہ مین آئے۔ ہر جگہہ اونکا تذکرہ ہوتا تھا۔ کوئی کہتا تھا ولی ہین کوئی کہتا تھا نہین ہین۔ لوگ ہر طرف سے اونسے ملنے آتی تھے مگر وہ مجمع اور محفلونسے بہاگتے تھے۔ اور جب کبھی کہین وہ ملجاتی تھے تو لوگ اونکی نسبت طرح طرح کی باتین بناتی تھے۔ شمس الدین کہنے لگے میری نسبت گفتگو کرنا گویا تاریک اور سیاہ

پانی مین غوطہ لگانا ہے۔ وہان کیا نظر آیگا۔ اور فرمایا لوگ اولیا اور انبیا کے حالات کہتے ہین بہلا اونسے اور انبیا سے کیا نسبت مشہور ہے کہ ایک شخص سے کسی نے کہا دیکہو لوگ خوان کہانیکو لیے جاتے ہین۔ اونہون نے کہا آخر مجہے کیا۔ پہر اوس نے کہا کہ تمہارے گہر لیگئے تو اوس نے کہا تمہین کیا مطلب۔ اور میرا تو یہہ حال ہے کہ جو لوگ گالیان دیتے ہین مین اونہین دعا دیتا ہون کہ خدا اس سے بہتر کوئی کام اور مشغلہ اونہین دے۔

ایکدن مولانا کے سامنے کسی نے کہا مین آپکو دوست رکھتا ہون۔ اور دوسرونکو آپکی دوستی کی وجہہ سے۔ اوسوقت شمس الدین بہی موجود تھے۔ مولانا نے فرمایا اگر مولانا شمس الدین کے علاوہ کسی کی طرف اشارہ ہے تو خطا ہے۔ اگر مجہے اونکی وجہہ سے دوست رکہتا ہے تو یہ بڑی فضیلت ہے اور مجہے اوس سے یہہ بات کہین زیادہ پسند ہے کہ تو کہے مین اونکو تمہاری وجہہ سے عزیز رکہتا ہون۔ محبوب کے اتباع مین اوسکے دوست کے ساتہہ محبت کہنا اوسوقت جائز ہے کہ محبوب کو یہہ بات پسند ہو۔

ایک روز مولانا نے جلسہ مین فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے استر ذہابك وذهبك ومذهبك (چہپا تو جانا اپنا مال اپنا اور مذہب اپنا) اور دوسری حدیث ہے من کتم سرہ ملك امرہ (جس نے اپنا بہید چہپایا بادشاہ ہوا اپنے کام کا) یہہ سنت ہے خوب ہے اور ایسا ہی ہے۔ مگر بعض ایسے بندے بہی ہین جیسے شمس الدین تبریزی کہ وہ کہتے ہین من ظہر سرہ ملك امرہ (جس نے اپنا بہید ظاہر کیا وہ اپنے کام کا شاہ ہوا)

مولانا شمس الدین نے ایکدن مولانا روم کے خادم سے کہا کہ آج شب کو مینے خواب دیکہا کہ مولانا سے مین یہہ کہتا ہون کل شی ھالك الا وجهه ہے (ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہے سوائے ذات مقدس کے) باقی رہنیوالی چیز دوستون کا دیدار ہے۔ اور وہ دوست آپ ہین۔

یا دیدن دوست یا خیالست
باقی ہمہ چیزہا حبالست

کچہہ اہل دنیا ہین۔ کچہہ اہل آخرت اور کچہہ اہل حق۔ شیخ شبلی اہل آخرت سے ہین۔ مولانا روم اہل حق

اور جو کچھ مولانا سے مجھ کو ملا ہی وہ مجھ اور تین اور آدمیونکے لئے کافی ہے۔ بعض مقربین سے دریافت کیا وہ تین صاحب کون ہین۔ فرمایا شیخ صلاح الدین۔ شیخ حسام الدین چلپی اور مولانا بہاء الدین سلطان ولد رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

شیخ نور الدین بدر کمال خرساق رحمۃ اللہ علیہ نہایت معتبر بزرگ تھے اونسے روایت ہی کہ پہلے مین شیخ صدر الدین کا مرید تھا۔ اور اونکی خدمت مین رہتا تھا۔ شیخ کی عادت تھی کہ نماز جمعہ کے بعد تمام علما اور فقرا اونکے زاویہ مین آتے تھے۔ اور ہر طرح کے مسائل مین بحث و مباحثہ ہوتا تھا درمیان بحث مین شیخ خاموش بیٹھے رہتے۔ آخر مین ایسی بات فرماتے کہ سب بحث ختم ہو جاتی ایک دن اسیطرح بہت سے بزرگ شیخ کی خدمت مین بیٹھے تھے کہ دروازے سے مولانا صاحب نظر آئے۔ شیخ نے کل حاضرین کے ساتھہ استقبال کیا۔ مولانا کرسی صفہ کے کنارے بیٹھ گئے شیخ نے بہت اصرار کیا کہ سجادہ پر بیٹھین۔ مولانا نے یہ جواب دیا کہ خدا کو کیا جواب دونگا پھر شیخ نے کہا اچھا نصف سجادہ پر آپ بیٹھین نصف پر مین بیٹھ جاونگا۔ مولانا نے پھر بھی کہا کہ خدا کو جواب دینے کی طاقت نہین ہی۔ آخر شیخ نے سجادہ اُٹھوا دیا اور دونون ایک ہی جگہہ بیٹھے۔ مولانا خاموش بیٹھے رہے۔ اور اسقدر دیر بیٹھے کہ اور لوگ شل ہو گئے اور شیخ کی یہہ حالت تھی کہ سر جھکائے ہوئے زمین پر پیشانی رگڑتے تھے۔ اور تمام جسم پسینے مین تر تھا۔ آخر مولانا اللہ کہکر اُٹھکھڑے ہوئے۔ اور یہ کہتے ہوے چلدیے کہ اللہ تمہین ہدایت دے۔ شیخ کو اوس بیہوشی سے تین روز تک افاقہ نہین ہوا۔ اور کسی شخص سے بات تک نہ کی اس کرامت کے سبب سے بہت لوگ مولانا کے معتقد ہو گئے اور مین بھی مولانا کا مرید ہوا۔

نور الدین خرساق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہی کہ میرے بیٹے کمال الدین کی ختنہ کی خوشی کی سولہ روز تک کامل میرے ہان جلسہ تھا بھیڑ کی بھیڑ آتی تھی اور سماع مین شریک ہوتی تھی۔ ایک جماعت آتی تھی ایک جاتی تھی۔ مگر مولانا برابر سماع مین مستغرق تھے۔ اس سولہ روز مین نہ ذرہ بھر کھایا نہ قطرہ بھر پیا سولھوین روز کے بعد نفیس کھانے حاضر کیے تو ابو رخدام سے فرمایا تم خوب کھاو مجھے ابھی اچھی طرح بھوک نہین ہی

جب دسترخوان اوٹھگیا۔ چلبی امیر عالم نے مولانا سے پھر کھانے کیلئے اصرار کیا۔ اوسی شب مین مولانا نے کھانا طلب کیا۔ ہر قسم کے کھانے کے چار چار پیالے آئے تھے اور آپ کھا لیتے تھے۔ اسطرح پچاس کے قریب پیالے کھا گئے۔ اور پھر سماع مین مصروف ہوگئے۔ مجھ اور بھی سخت حیرت ہوئی مولانا نے فرمایا کہ اللہ کے بندے موسیٰ علیہ السلام کے عصا کیطرح ہین۔ اوس نے بھی ہزارون ساحرونکے سامان کو نگل لیا اور پیٹ کسی کو نظر نہ آیا۔

لقمہ و نکتہ است کامل را حلال — تو نہ کامل مخور مے باش لال
ہر کہ در وے لقمہ شد نور جلال — ہر چہ خواہد تا خورد او را حلال

شرف الدین عثمان گوینده (گویا) مولانا کے قدیم حاضرباشون مین سے ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ کرا خاتون کے باغ مین سماع کی مجلس ہوئی۔ تین روز تک سماع برابر رہا۔ تین جوڑیان گوینوں کی گاتے گاتے اور چکتے چکتے مجبور ہو گئی تھین۔ مینے سماع کی حالت مین زکی قوال کے کان مین کہا کہ تین دن سے گھر ہم نہین گئے ہین۔ خدا جانے وہان کیا حال ہوگا۔ مولانا نے اوسیوقت دامن کے نیچے سے ہاتھ نکالا ایک مٹھی بھر نے سکے کے درم میری دف مین اسطرح ڈالی کہ دف پھٹکر زمین پر درم گر گئے اونکو جمع کرکے گنا تو سترہ سو سلطانی درم تھے۔ مین یہ قدرت دیکھکر ششدر رہگیا۔ علی الصباح مولانا باغ مین ایک طرف کو گئے۔ مین بھی پیچھے پیچھے ہو لیا کہ دیکھون کہان جاتے ہین۔ مولانا جس درخت کے پاس جاتے اوسکو سلام کرتے اور درخت سجدہ کرتے تھے۔ یہ صورت دیکھکر مین بے اختیار فریاد کرنے لگا۔ مولانا نے مجھے آستین کے اشارہ سے منع کیا مین اوس ہیبت سے بیخود ہوکر گر گیا۔ اور تین روز تک وہین پڑا رہا۔ جب مولانا کے خادمون نے میری تلاش کی تو آپ نے خود فرمایا کہ ہمارے عثمان کو سکر ہوگیا ہے وہ فلان جگہہ پر سو رہا ہے۔ وہانسے آیا نہایت ادب سے قدم چومے اور استغفار کی اور پھر مین کبھی مفلس نہین ہوا۔

خواجہ شرف الدین سمرقندی مولانا کے باپ کے دلی دوست تھے اور مولانا کے خسر بھی تھے

حضرت سلطان ولد اور مولانا علاء الدین اونہین کی بیٹی کے پیٹ سے تھے۔ اور مولانا کو اتالیق بہی تھے۔ اون کا بیان ہے کہ مولانا صاحب نو برس کی عمر مین بڑے بڑے علما کو الزام دیتے تھے اور پھر اونکی طرف سے آخر مین اپنے اوپر الزام قبول کر لیتے تھے۔ اور بحث مین نہایت اخلاق اور نرمی سے جواب وسوال کرتے۔ اور کبھی بحث مین کسیکو لانسلم نہین کہتے اور دوسرے لوگ آپ پر شدت کرتے تھے اور شور کرتے تھے تو مینے ایک دفعہ کہا کہ تم بہی اسیطرح ان لوگونکو کیون جواب نہین دیتے اور لانسلم نہین کہتے مولانا نے فرمایا کہ یہہ لوگ بزرگ ہین اور بڑے ہین انکا ادب ضرور ہے۔ اور مینے بارہا دیکہا کہ آپ خواہ مخواہ ملزم ہو جاتے تھے۔ اسیطرح مولانا ہمیشہ خادمونکو وصیت کرتے تھے کہ جب کسی دوست کا کوئی تذکرہ کرو تو اوسکے حالات مین سے بارنیکی اور بہتری کی تاویلین کرو۔ اور اگر کسی طرح تاویل نہو سکے تو کہدو کہ وہ جانے اور اوسکے بہید جانین من طلب اخی بلا عیب فقد بقی بلا اخ (جو شخص بے عیب بہائی تلاش کریگا اوسکو بہائی نہین ملیگا۔)

یار آئینہ است جان را در حزن   در رخ آئینہ ایجان دم مزن

اسیطرح معرفہ مین مولانا نے فرمایا کہ شیخ کامل بطور حمام کے ہے جسطرح کہ حمام مین جاتے وقت جب تک سب کپڑے نہ اتار دے بہائین طہارت نہین ہو سکتی اور بدن کا میل دور نہین ہو سکتا۔ اسیطرح پیر کے سامنے جب تک اپنی ہستی کو ترک نہ کر دے اور مجرد نہو جاے۔ کوئی فائدہ نہین پا سکتا۔ اور اس آیت کی تفسیر مین فرمایا لقد خلق الانسان فی کبد (ہمنے آدمی کو بنایا ہے مصیبت مین) اسکا یہ مطلب ہے کہ ہمنے انسانکو ظلم اور جہل مین بنایا ہے پھر اوس پر ہمنے نور کا پرتو ڈالا اور وہ اوصاف انسانیت سے نکل گیا اور مصیبت سے راحت مین آگیا فلا اقتحم العقبة (پھر وہ گہاٹی مین سے ہو کر نہ نکلا) یعنی اپنے نفس کی گہاٹی مین سے نکلا فک رقبة (گردن کا چھڑا دینا) یعنی اوسکے نفس کی گردن خلق کی غلامی سے آزاد ہو گئی۔

منقول ہے کہ ملکہ خاتون مولانا روم کی بیٹی نے اپنے شوہر خواجہ شہاب الدین کے بخل کی مولانا کے سامنے شکایت کی کہ گہر مین ہر طرح مال و دولت موجود ہے اور پھر بھی

وہ اپنے باندی غلاموں کو بھوکا اور ننگا رکھتا ہے اور فرمایا بہت برا کرتا ہے معلوم ہوتا اسکا سر کھلا
پھر ہنسکر فرمایا کہ اگر بخیل ممسک نہوں تو اسباب دنیوی جمع کیونکر ہوں۔ اور یہ حکایت بیان کی کہ ایک شخص
بڑا دولتمند تھا مگر ممسک بھی تھا۔ نماز جماعت کے لئے مسجد میں گیا۔ وہاں اُسے یاد آیا کہ
چراغ بے سرپوش کے گھر میں جل رہا ہے۔ فوراً دوڑا ہوا گھر کو گیا۔ باہر سے باندی کو آواز دی
کہ تو دروازہ نہ کھول مگر چراغ پر سرپوش رکھدے۔ باندی نے کہا دروازہ کیوں نہ کھولوں
تو جواب دیا بیفائدہ کواڑ کی چول گھسیگی۔ باندی نے کہا مسجد سے یہاں تک آنے میں جو تیونکے
نعل گھسنے کا کچھ نہیں خیال کیا۔ اُس نے جواب دیا مطمئن رہو میں ننگے پانوں آیا ہوں
جوتیاں بغل میں ہیں۔ ملکہ خاتون ہنسنے لگیں اور طبیعت سے رنج دور ہوگیا۔

شیخ محمود نجار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک درویش کا انتقال ہوگیا۔ جب اُنکو قبر میں رکھا
تو مولانا اُنکی قبر میں پانوں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ اور تھوڑی دیر مراقبہ کیا۔ پھر ایک نعرہ مارا اور تبسم فرماتے
ہوئے وہاں سے چلدئے۔ خادموں نے دریافت کیا کیا معاملہ تھا فرمایا منکر نکیر آئے تھے۔
اور اُسکو ستانا چاہتے تھے۔ مینے اُنکو روکا کہ یہ ہمارا آدمی ہے اسلئے کہ بادشاہوں کے مقربان
ہمیشہ آفات سے محفوظ رہتے ہیں۔

کسی شخص نے ایک صاحب سے پوچھا کہ تمنے مولانا میں کونسی بات دیکھی جو اُنکے مرید ہوگئے
اُس نے کہا کہ اِس سے زیادہ کیا بات ہوگی کہ میں اُنکا کہلایا جاتا ہوں۔ میرا نام اُنکے نام کے
ساتھ ملگیا میری جان اُنکی جان سے مل گئی۔ مَنْ اَحَبَّ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُم (جو جس گروہ کو دوست
رکھتا ہے وہ اُنہیں میں سے ہے) کی مصداق ہوگیا۔

منقول ہے۔ کہ مولانا اپنے خدام کو وصیت کیا کرتے تھے۔ کہ اگر کوئی فتوے
آئے خواہ میں کسی حالت میں ہوں مگر تم منع نہ کیا کرو اور مجھے دیدیا کرو تاکہ مدارس کا وظیفہ میرے
لئے حلال رہے اور فتوے کا سلسلہ اِس خاندان سے منقطع نہو۔ سماع کی حالت میں
بھی قلم دوات موجود رہتا تھا۔ اور آپ بغیر فتوے دیکھے حکم لکھدیا کرتے تھے۔ مولانا

سماع مین ایک فتوے لکھا تہا جسکو شمس الدین مارونی نے قبول نہین کیا۔ اور قاضی سراج الدین کی خدمت مین لیجاکر اُس پر بہی بہت سے اعتراض کئے۔ مولانا اختیار الدین بہی اُس جلسہ مین موجود تہے اُنہون نے مولانا کی طرف سے گفتگو کی۔ اور اُسی وقت مولانا سے آکر سب حال عرض کیا۔ مولانا ہنسے اور فرمایا جاؤ دونون صاحبون سے میرا سلام کہو اور یہ کہو کہ بغیر تحقیق مسئلہ کی درویشون پر طعنہ زنی اچہی نہین۔ مولانا شمس الدین کے پاس ایک کتاب فتوون کی شرح کی متعلق دو جلدون مین ہے اور وہ اُنہون نے حلب مین چالیس درم کو خریدی تہی اور آجتک دیکہی ہی نہین ہے اُس کتاب کو کہولین۔ وسط کتاب مین آٹہوین سطر دیکہین مشکل حل ہو جائیگی۔ اختیار الدین نے یہ حال وہان جاکر بیان کیا شمس الدین مارونی نے کہا درحقیقت مینے چالیس درم کو کتاب خریدی تہی۔ اور آجتک دیکہی ہی نہین۔ چنانچہ وہ کتاب نکالی اور اُسی جگہ پر مسئلہ نکلا جسکی نسبت مولانا نے فرمایا تہا مولانا کی کرامت دیکہکر بہت سے لوگ تائب ہوگئے۔

مولانا شمس الدین مارونی کہتے ہین کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا مینے جب آگے بڑہکر سلام کیا آپ نے منہ پہیر لیا۔ دوسری طرف کو پہر جاکر سلام کیا۔ پہر حضرت نے منہ پہیر لیا۔ اُسوقت رو کر مینے عرض کیا یارسول اللہ برسون سے محض حضور کی عنایت کی توقع پر تکلیفین اُٹہائین تحقیق احادیث و آثار مین کوشش کی۔ دین کے مشکل مسئلون کے حل کرنے پر جہد کیا۔ خدا جانے یہ میری محرومی کسوجہ سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچہ تمنے کہا سب سچ ہے لیکن میرے دوستون کو تم انکار کی نظر سے دیکہتے ہو یہ مجہے پسند نہین ہے یہی حرکت سب سے بڑا جرم ہے اور بڑی خیانت ہے۔

اے اولیائے حق را ز حق جدا شمرد ۔۔۔ گرظن نیک داری در اولیا چہ باشد

حضور خاصا مولانا روم کہ میرا فرزند اور میری جان ہے۔ انکی طرف سے ایسا خیال رکہنا شمس الدین مارونی کہتے ہین کہ مینے خواب سے اُٹہکر توبہ کی۔ اور مولانا کے مخلصون مین داخل ہوگیا۔

مولانا شمس الدین مارونی نے علما کے جلسہ مین یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک روز مولانا کے

مدرسہ مین بڑا بھاری سماع کا جلسہ تہا۔ شہر کے امرا اور بزرگ سب موجود تہے۔ میرا مدرسہ بھی قریب تہا مین بھی مشتاق ہوکر جلسہ مین گھر ہی کے پہننے کے کپڑے پہنے ہوے چلا آیا۔ اور انبوہ کے پیچہ سورۂ سجدہ کی تلاوت کرنے لگا۔ جب سجدہ آیت پر پہنچا مولانا نے اسیوقت سجدہ کیا۔ مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید اتفاقیہ بات ہو۔ پہر مینے کئی آتین سجدہ کی پڑہین۔ اور مولانا ہر بار سجدہ کرتے تہے اُسوقت مجھے بہت حیرت ہوئی مین اُسی حال مین تہا کہ مولانا نے آکر گریبان میرا پکڑ کر کھینچا اور فرمایا کہ اب دانشمندی اختیار کرو۔ مردان خدا کا اس سے زیادہ امتحان حرام ہے۔ مین پہر بیہوش ہوگیا۔ ہوش مین آکر مینے اپنے دل مین کہا کہ اب کب تک ایسے آفتاب سے دور رہنا اور اسکے نور سے چھپنا اچھا ہے۔ مولانا کے مدرسہ سے روتا ہوا اُٹہا اور آہستہ آہستہ چل کر مکان پر آیا۔ شب کو مولانا کی خدمت مین اپنے خدام سمیت روانہ ہوا۔ مدرسہ کے دروازہ کے قریب پہنچکر دیکھا کہ مولانا کا خادم شیخ محمود دروازہ پر کھڑا ہے۔ مینے دریافت کیا خیر ہے۔ اُسنے کہا مولانا نے فرمایا جا دروازہ کھولدو اور استقبال کرو۔ کچھ دوست آرہے ہین۔ مولانا کے سامنے حاضر ہوکر بیٹے توبہ کی۔ خادمون کی سفارش سے اور میری بیحد عجز و زاری سے قدم چومنے دئے۔ اور اسیوقت سے مین خالص مرید ہوگیا۔ اور مجھے اپنی فرجی (عبا) پنہائی اور اُسکے پہننے سے مجھے نہایت ہی فرحت معلوم ہوئی اور اُنکے استغراق کی یہ کیفیت تہی کہ اگر اتفاقاً پانون کیچڑ مین پہنس جاتا تو جوتا وہین چھوڑ کر ننگے پانون چل دیتے۔ اور فقیر راہ مین سوال کرتے تو کسی کو عبا کسی کو پگڑی۔ اور کسی کو جوتا دیدیتے اور خود ننگے پانون برہنہ سر چلے جاتے۔

نقل ہے کہ صدر عالی مولانا مجد الدین آتابک معین الدین پروانہ کے داماد رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا سے درخواست کی کہ مین آپکے مدرسہ مین چلہ کشی کرون۔ آپ نے اجازت دیدی چنانچہ مدرسہ کے ایک حجرہ مین بند ہوکر بیٹھ گئے چند روز کے بعد بھوک کی شدت ہوئی اسلئے کہ وہ ناز و نعم کا خوگر تہا۔ مدرسہ مین ایک اُنکا محرم راز بھی تہا اُس سے مشورہ کرکے رات کو حجرہ سے نکل کر ایک دوست کے گھر گئے۔ وہان خوب کھانا تکلف کا کھایا۔ اور پہر حجرہ مین آکر پڑ رہا صبح کو

حسب عادت مولانا حجرہ کے دروازہ پہ آئے اور حجرہ کے کواڑ پر انگلی رکھی۔ اور فرمایا آج اِس حجرہ سے ریاضت اور مجاہدہ کی بو نہین آتی بلکہ لبط اور چاولون کی بو آرہی ہے۔ چنانچہ اِس ارشاد کے ساتھہ ہی دونون شخص حجرہ سے نکلے اور مولانا کے قدمون پر گر کر استغفار کی۔

منقول ہے کہ فخرالدین سیواسی رحمۃ اللہ علیہ کو جو مولانا کے خاص اصحاب مین سے تھے۔ تپ محرقہ ہوگئی اور ہر وقت یکسان رہتی تھی۔ مدت سے یہ حالت تھی تمام اطبا علاج سے عاجز آگئے تھے۔ ایک روز مولانا عیادت کو گئے چند پیاز کی گنٹھیان چھلوا کر کھلائین۔ اطبا نے جب یہ حال سُنا تو وہ بالکل مایوس ہی ہو گئے۔ مگر خدا کے فضل سے اُسی شب مین پسینہ آیا اور وہ بالکل اچھے ہو گئے طبیب کہنے لگے یہ مولانا کے دست قدرت کا کرشمہ ہے۔ طب اور قانون حکمت کا فائدہ نہین ہے۔

منقول ہے کہ ایک روز حضرت حسام الدین چلپی نے مولانا سے خواب کی شدت کی شکایت کی۔ فرمایا تیرہ خشخاش پیا کرو چنانچہ نیند کم ہوگئی کثرت بیداری سے اُنہین ضعف دماغ ہو گیا تھا آپ نے سر پر ہاتھہ پھیرا وہ اچھے ہو گئے۔

یہ باتین نقل اسلئے ہین تاکہ سب سمجھہ لین کہ اللہ کے بندونکو یہ قوت عطا ہوئی ہے کہ جو چیز تکلیف کا باعث ہے اُسکو عین راحت۔ جہل کو علم۔ حمق کو عرفان اور دشمنون کو اخوان کر سکتے ہین۔

چون قبول حق بود آن مرد راست　　دست او در کارہا دست خداست
اولیا راہست قدرت از اله　　تیر جستہ باز گرداند ز راہ

منقول ہے کہ ایک روز مولانا اپنے مدرسہ کی چھت پر سیر کر رہے تھے۔ اور معارف الٰہی بھی بیان کرتے جاتے تھے۔ خادمون مین سے ایک شخص نے آہ کھینچی۔ ایک دولتمند گھوڑے پر سوار مدرسہ کے نیچے جا رہا تھا۔ اُس نے آہ سُنکر کہا کہ شاید بیمار ہے۔ مولانا نے فرمایا بہت اچھا کہین اسکو بیماری ہوتی ہے خدا کے حکم سے اُسکو ایک ایسا مرض پیدا ہوا کہ طبیب بھی تشخیص نہ کر سکے ایک مدت کے بعد آپ ہی سمجھکر وہ مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا۔ توبہ کی اور مرید ہوا

پھر وہ مرض بھی جاتا رہا۔

امیر محمد شکورچی حضرت سلطان ولد کے خاص مرید نا قل ہین کہ مولانا روم صاحبؒ کے انتقال کے بعد شہزادہ کیغاتو خان سے اتر اہنچکر اپنا ایلچی قونیہ کو بھیجا تاکہ یہان کے لوگ بھی اُنکی اطاعت قبول کرین لیکن چند لوگون نے ایلچی کو قتل کر دیا جب شاہ کو یہ خبر پہنچی حکم دیا کہ فوج جاکر اہل قونیہ کو تمام و کمال قتل و غارت کر دے۔ اہل شہر اس خبر کو سُنکر سخت متردد تھے۔ آخر مولانا کے مزار پہ آئے اور دعا کی۔ کیغاتو خان مع لشکر کے جب قونیہ کے قریب آیا۔ رات کو خواب مین دیکھا کہ مولانا نہایت ہیبت کے ساتھ اپنے قبہ سے باہر تشریف لائے اور اپنی پگڑی شہر کی فصیل کے گرد لپیٹی۔ پھر بہت غصہ کے ساتھ کیغاتو خان کی طرف بڑھے اور اُسکے حلق پر اُنگلی رکھکر گلا گھونٹنے لگے اور وہ امان چاہتا تھا۔ فرمایا بہتر یہی ہے فوراً یہان سے اپنی فوج سمیت ترکستان کو چلے جاؤ صبح کو بیدار ہو کر کل اپنے امرا اور نوابونکو بلایا۔ امیر محمد شکورچی کہتے ہین کہ مین بھی گیا۔ دیکھا کہ وہ بہت خائف تھا۔ اور خواب بیان کیا۔ ہم سبنے کہا کہ واقعی اس شہر کیطرف جو بدنیت رکھتا ہے وہ خراب ہو جاتا ہے۔ مگر آپ کے خوف سے ہم اظہار نہین کر سکے۔ اور کل امرا کے ساتھ مولانا کی زیارت پر حاضر ہوا اور اُسی وقت مین بھی مزار کی زیارت کی حضرت سلطان ولد کو بلا کر اُنکا مرید ہوا اور بہت خیرات کی۔ ائمہ دین اور مزار کے رہنے والونکو بہت کچھ دیا۔ اہل شہر کی خطا بخشدی۔ اور یہ کرامت دیکھکر میرا اعتقاد اور بڑھ گیا چنانچہ مین بھی حضرت سلطان ولد کے مریدون مین داخل ہو گیا اور اس عنایت کے شکریہ مین مینے مزار مبارک کی مرمت کی۔

نقل ہے کہ مولانا روم ابتدائے جوانی مین ایک روز منبر پر بیٹھے ہوئے حضرت خضر اور موسےٰ علیہما السلام کا قصہ بیان کر رہے تھے۔ اور شمس الدین عطار مسجد کے ایک گوشہ مین بیٹھے سُن رہے تھے۔ اُسی حالت مین شمس الدین نے دیکھا کہ ایک عجیب قطع کا شخص دوسرے گوشہ مین بیٹھا ہوا مولانا کے بیان پر بار بار سر ہلاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ صحیح ہے اور بہت ہی خوب بیان کر رہے ہو۔ گویا اُن واقعات مین تم بھی موجود تھے۔ شمس الدین کو خیال ہوا کہ غالباً یہ خضر ہین

اُنہون نے خضر کا دامن پکڑا اور استمداد چاہی۔ حضرت خضر نے جواب دیا کہ ہم سب خود مولانا سے استمداد چاہتے ہین۔ بلکہ کل ابدال۔ اوتاد۔ افراد۔ اور اقطاب کامل سب کے مولانا ہی سلطان ہین۔ جو کچھہ مطلوب ہو اُنسے حاصل کر۔ اور پھر خضر علیہ السلام غائب ہو گئے شمس الدین مولانا سے مصافحہ کرنے کو آگے بڑھے تو مولانا نے فرمایا کہ خضر بھی تو ہمارے عاشقون مین ہین یہ سُنکر شمس الدین قدمون پر گر گئے اور مرید ہو گئے

مولانا کے مریدون سے روایت ہے کہ ایک شب شیخ الاسلام صدر الدین قونوی رضی اللہ عنہ نے خواب مین دیکھا کہ حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم مدرسہ مین تشریف لاکر صفہ پر بیٹھہ گئے۔ اصحاب کرام رض اور اولیا حضور کے دہنے بائین صف بصف بیٹھے۔ اتنے مین مولانا روم صاحب حضور مین حاضر ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ہی عنایت فرمائی اور حضرت صدیق اکبر سے فرمایا کہ یہ تمہارا مقبل فرزند ہے۔ ہم سب کی آنکھین اُس سے روشن ہین۔ اور ہمارے فخر کا باعث ہے پھر آنحضرت نے دہنے ہاتہہ کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ اور مولانا نے وہان بیٹھکر معانی او حقائق بیان کئے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تعریف اور تحسین فرماتے تھے۔ یہ خواب دیکھکر آنکھہ کھل گئی صبح کے وقت مولانا روم شیخ صدر الدین کی خانقاہ مین تشریف لیگئے۔ شیخ نے اپنی سجادہ پر بٹھانا چاہا مگر مولانا اُسی جگہ بیٹھے جہان خواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھنے کا حکم دیا تھا۔ اور فرمایا کہ جہان ہمارے بادشاہ نے بیٹھنے کا حکم دیا ہے وہین بیٹھنا چاہیئے پھر کچھہ نہ کہا اور تھوڑی دیر کے بعد تشریف لیگئے۔ شیخ نے اپنے خادمون سے کہا خبردار دیکھو اس اللہ کے مرد کے سامنے اپنے دلونکو جمع رکھا کرو۔ اور خطرات فاسد سے پرہیز کرو کیونکہ وہ دلونکی بھیدون پر آگاہ ہو جاتا ہے اور بہت بڑا بادشاہ ہے۔ پھر اپنا تمام وکمال خواب بیان کیا۔

ملکہ سعیدہ کوماج خاتون سلطان رکن الدین کی بیوی مولانا کی مرید تھی اُسکا بیان ہے کہ ایکدن ہم سب اپنے متعلقین کے ساتھہ اپنے مغیبی مکا مین تھے کہ یکایک درواز‌ہ سے تشریف لائے اور فرمایا فوراً اس مکان سے بھاگو۔ چنانچہ ہم سب ننگے پانون بھاگے۔ اور ہمارے نکلتے ہی مکان کی چھت بیٹھہ گئی۔ ہم مولانا کے قدمون پر گر گئے۔ محتاجون کو خیرات دی۔ اور سات ہزار درم مولانا کے

خدام کو بہیجے۔

منقول ہے کہ مولانا ہمیشہ زرد ہٹر منہ مین رکہے رہتے تہے۔ خدام اس کی وجہ مین اپنے اپنے طور پر تاویلین کرتے تہے۔ ایکدن لوگون نے سلطان نجباحسام الدین چلپی سے اسکی وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا کہ یہ بہی ریاضت کی ایک شان ہے اور آپ نہین چاہتے تہے کہ آن واحد کو منہ بامزہ رہے یا حلق سے کبہی شیرین تہوک یا پانی گزرے اسلئے ہر وقت منہ مین ہڑ دبائے رکہتے ہین۔

منقول ہے کہ ایکدن حسام الدین چلپی کی عیادت کے واسطے مولانا چلے۔ راہ مین محلہ کا ایک کتا آپکے قریب آگیا۔ لوگون نے اُسے تکلیف دینا چاہی۔ مگر مولانا نے فرمایا کہ یہ تو حسام الدین چلپی کی گلی کا کتا ہے اسکو تکلیف نہ دو۔

اے کہ شیران مر سگانش راغلام ۔۔۔ گفتن امکان نیست خامش والسلام

آن سگے راکو بود در کوئے او ۔۔۔ من بشیران کے دہم یک موئے او

منقول ہے کہ ہمیشہ کراخاتونؒ فرمایا کرتی تہین کہ مجہے برسون سے یہ تمنا تہی کہ مولانا کے پیچہے نماز پڑہون مگر یہ آرزو پوری نہ ہوتی تہی۔ ایکدن صبح سے مولانا پر استغراق کی شدت ہوئی صبح سے عشا تک بار بار مدرسہ کی چہت پر آتے جاتے تہے اور کچہہ وعدے کرتے تہے اور کسی انسان کیطرف التفات نہ تہا یکایک مولانا ہوا پر اُڑے اور غائب ہو گئے۔ مین اس ہیبت سے بیہوش ہو گئی۔ صبح کے وقت مولاناؒ نے مجہے آواز دی کہ نماز کا وقت ہے آو نماز پڑہین۔ چنانچہ مولاناؒ نے اپنی پگڑی کے دو پیچ کہول کر مصلے بنایا۔ اور مینے اُنکے پیچہے نماز پڑہی نماز کے بعد مولانا کی جوتیان مین سیدہی کرنے لگی تو اُن مین مکہ کا ریت بہرا ہوا پایا۔ مولانا نے فرمایا اب تجہے یہ حال تو معلوم ہو ہی گیا۔ مگر کسی سے ظاہر نہ کرنا۔ چنانچہ کراخاتون کا بیان تہا کہ مولانا کی زندگی بہر مینے یہ حال کسی سے نہین کہا۔ اور وہ ریت جسکی آنکہون مین لگایا آنکہین اچہی ہو گئین اور جس بیمار کو پلایا وہ تندرست ہو گیا۔

افلاطون زمان خواجہ کمال الدین طبیب رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ مجہے سلطان رکن الدین

سیدھنے تریاق فاروقی بنوایا۔ میںنے تمام دوائین اور کل سامان مہیا کرکے مکان کے دروازے بند کردئے اور تنہائی مین تریاق بنانے لگا۔ دیکھتا ہون کہ مکان کے روشندان مین سے مولانا نکل آئے۔ مین حیرت سے بیخود ہوگیا۔ سونے کے طشت مین تریاق تیار کرکہا تھا وہ مینے پیش کیا آپ نے مطلق التفات نہین کیا۔ اور فرمایا اے خواجہ کمال الدین۔ میرے دلپر جس اژدہانے ڈنک مارا ہے۔ اگر کل سمندر تریاق ہوجائین تب بھی اُسکا علاج نہین ہوسکتا۔ اور پھر آپ غائب ہوگئے کہتے ہین اِس حکایت کے ناقل علاء الدین اُرزنجانی ہی ہین۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ مولانا آبگرم[1] کو تشریف لیگئے۔ آپ کے اصحاب نے پہلے سے جاکر حمام کو دہویا۔ اور آدمیونکو وہان سے علیحدہ کردیا۔ اور پھر وہان سے مولانا کے استقبال کو آئے جسوقت مولانا حمام مین پہنچے تو حمام جزامی۔ اور بیمارون سے بھرگیا تھا۔ خدام اُنکو وہان سے علیحدہ کرنے لگے۔ غصہ سے سب کو منع کیا۔ کپڑے اُتار کر پانی مین مریضون کے قریب چلے گئے اور بیمارونکے مستعمل پانی کو اپنے اوپر ڈالتے تھے۔ حاضرین کو اِس اخلاق سے حیرت تھی۔ ملک الادبا امیر بدرالدین یحییٰ اسجگہ حاضر تہا اُسنے یہ شعر پڑہا

زخدا آمدہ آیت رحمت بر خلق　　　خود کدام آیت حسن است کہ در شان تو نیست

منقول ہے کہ ایکدن معین الدین پروانہ نے بزرگان شہر کی دعوت کی مولانا بھی شریک تھے سماع کے ختم پر مولانا نے شیخ محمد خادم سے لوٹا مانگا اور غسل خانہ مین گئے۔ اور حاضرین مجلس کہانا کہانے لگے۔ معین الدین پروانہ نے تین ہزار درم دیکر شیخ محمد خادم سے لوٹا لیلیا اور غسلخانہ مین خود لیگیا۔ مولانا نے دعا دیکر لوٹا لیلیا۔ غسلخانہ کے باہر معین الدین پروانہ انتظار مین کہڑا رہا۔ اُسکے چند خدمتگار باہر آئے۔ اور اُس جگہ اُسکو کہڑا دیکہکر معلوم کیا کہ کسکی انتظار مین ہین۔ کسی نے کہا غسلخانہ مین ہین اُنکا انتظار ہے اُن خادمون نے کہا کہ ہم ابھی مسجد مرام کی راہ سے آرہے ہین۔ راہ مین ہمنے مولانا کو اُدہر جلد جلد جاتے دیکہا۔ معین الدین نے یہ سُنکر شیخ محمد خادم سے کہا

[1] گرم پانی کا چشمہ جسجگہ مریض خاص خاص مرضون سے غسل کرنے کی بدولت اچہے ہوجاتے ہین۔

تم دیکھو تو یہ کیا معاملہ ہے۔ اُس نے دیکھا تو غسلخانہ میں سوائے لوٹے کے کوئی بھی نہیں۔ اِس کرامت سے معین الدین پروانہ کے اعتقاد میں اور ترقی ہوئی اور مولانا نے چالیس روز کامل کسی کو منہ نہ دکھایا۔

منقول ہے کہ ایک بار سلطان رکن الدین سعید غفرالله نے اپنے محل میں شہر کے بزرگوں کی دعوت کی۔ قاضی سراج الدین مسند صدر پر تھے۔ اور دوسری مسند پر شیخ صدر الدین تھے۔ سید شرف الدین سلطان کے پہلو میں تھے۔ غرضکہ اسطرح کل مجلس بھری ہوئی تھی۔ مولانا بھی تشریف لائے۔ اور وسط محل میں حوض کے کنارے بیٹھ گئے۔ سلطان رکن الدین اور معین الدین پروانہ نے ہرچند عرض کیا کہ اوپر بیٹھیں مگر آپ وہیں بیٹھے رہے شیخ صدر الدین نے کہا کہ ومن الماء کل شیء حی (پانی سے ہر شے کی زندگی ہے۔) مولانا نے فرمایا نہیں بلکہ ومن الله کل شیء حی (الله سے کل شے کی زندگی ہے) آخر جتنے چھوٹے بڑے تھے سب کو وہیں بیٹھنا پڑا اور اُسی جگہ سماع شروع ہوا۔ مولانا کو بہت جوش مستی تھی۔ سید شرف الدین اُسی ہنگامہ میں معین الدین پروانہ سے ایک گوشہ میں مولانا کی برائیاں کرنے لگے۔ اور معین الدین پروانہ کو بضرورت اُسوقت سننا پڑیں مولانا نے سماع میں اُسیوقت یہ غزل شروع کی۔

ہذیان گفت دشمن بدرون دل شنیدم	پئے من تصوری راکہ بکردۂ شنیدم
سگ وگزید پایم نبود بس جفایم	نگزم چو سگ من او رالب خویش را گزیدم
چہ برازہائے مردان برسیدہ ام چو مردان	چہ بدین تفاخر آرم کہ برار او رسیدم

معین الدین پروانہ نے اُسیوقت استغفار کی اور پھر کبھی سید شرف الدین کو گفتگو کا موقع نہیں دیا۔

عثمان گوئے کا بیان ہے کہ میں نے نئی نئی شادی کی تھی۔ افلاس کی شدت ہو گئی۔ ضرورتیں بڑھ گئیں۔ اور نئی بیوی کی خاطر تواضع بھی ضرور ہے۔ مولانا صاحب کو یہ حالت معلوم ہو گئی۔ آپ نا گاہ مکان میں گئے اور کرا خاتون صاحبہ سے چھہ دینار مصری قرض لائے اور مجھسے فرمایا کہ عثمان پہلے تمہاری کیا اچھی عادت تھی کہ بار بار ہمسے مصافحہ کیا کرتے تھے۔ لیکن اب مدت سے تم نے یہ عادت ترک کر دی ہے۔ آخر اسکی وجہ کیا ہے۔ میں فوراً اٹھا اور مصافحہ کیا۔ مولانا نے

چپکے سے میرے ہاتھ مین دینار دیدے - اور فرمایا کہ اِس سنت کو فرض کیطرح ہمیشہ ادا کرنا۔ عثمان کہتے ہین
کہ وہ دینار بہت دنون تک مین صرف کرتا رہا۔ ایکدن پہر افلاس نے ستایا۔ حاضر ہو کر عرض کیا کہ آج
توقع مصافحہ کی سنت ادا کرنے کا ہے - مولانا نے ہنسکر فرمایا آسان بات ہے مطمئن ہو آج خوب تر
نوالا ملیگا اُسدن رات تک مولانا کی خدمت مین حاضر رہا - اور کوئی نتیجہ نہین نکلا سخت حیران تہا کہ آپ کے ارشاد کا
ظہور کیون نہین ہوا جب رات ہوگئی تو بارش شروع ہوئی - خدام ایک ایک کر کے جانے لگے -
مینے بہی خیال کیا کہ زیادہ اندہیری اور کیچڑ ہونے سے قبل گہر پہنچ جاؤن - مدرسہ سے باہر نکل کر دیکھتا ہون
تو محلہ کا نالا کوڑے کرکٹ سے بند ہوگیا ہے اور راہ مین پانی بہرا ہوا ہے - مینے اپنے پانون سے
کوڑے کو ہٹایا تا کہ پانی نکل جائے اُسی حالت مین میرے پانون مین ایک دوڑی اُلجھ گئی پانون کو
کہینچا تو بہری ہوئی ہمیانی تہی - ہمیانی بغل مین دبا کر گہر آیا اور کہول کر دیکہا تو ایک سو ستر درم تہے - وہ مینے
اپنی بیوی کو دیدے - مگر دوسرے روز پہر منہ بنا کر مولانا کے حضور مین حاضر ہوا تا کہ آج بہی افلاس کی
شکایت کرون - مولانا نے دیکھتے ہی فرمایا عثمان تہیلی بہری ہوئی تو گہر رکہہ آئے - اب منہ بنانے سے
کیا فائدہ - بلکہ اُسکا شکر ادا کرو - مینے اُسی وقت اِس فاسد خیال سے توبہ کی -

نقل ہے کہ مولانا کے مریدون مین سے ایک صاحب بہت علیل تہے - مرتے وقت
وصیت کی کہ مولانا میری قبر پر تین روز تک تشریف رکہین - اُنکے انتقال کے بعد مولانا دن بہر قبر پر
بیٹہے رہے - متوفی کی اولاد نے خواب مین متوفی کو دیکہا کہ عمدہ لباس پہنے ہوئے خرامان
خرامان چلے آتے ہین - اُنہون نے پوچہا کہ اللہ تعالے نے تمہارے ساتہہ کیا معاملہ کیا - اُس نے
جواب دیا کہ دفن کے بعد عذاب کے فرشتے آئے مگر مولانا کیوجہ سے مجہے تکلیف نہ دیسکے - پہر ایک
نورانی فرشتہ آیا اور اُس نے عذاب کے فرشتون کو وہان سے ہٹایا اور کہا کہ اللہ تعالے نے مولانا
کے طفیل سے اِس شخص کی مغفرت کر دی -

بہاء الدین بحری کہتے ہین کہ اپنی امارت کے زمانہ مین میری عادت تہی کہ ہمیشہ حضرت حسام الدین
چلپی کی خدمت مین حاضر ہوتا تہا اور کبہی کبہی وہ بہی میرے ہان آتے تہے - مگر اُس وقت تک مولانا

تک رسائی نہین ہوتی تھی۔ ایک روز حسام الدین چلپی میرے ہان تشریف رکھتے تھے۔ دیکھتا ہون کہ چھت پر مولانا چلے آتے ہین۔ تشریف لاکر فرمایا کہ امیر بہاء الدین تم حسام الدین کو مجھسے جُدا چاہتے ہو۔ مینے عرض کیا کہ ہم دونون تو حضور کے عاشق صادق ہین۔ پھر مولانا اطمینان سے بیٹھگئے تب مجھے خیال ہوا کہ کھانا لاؤن۔ مولانا نے خود فرمایا کچھ کھانے کو لاؤ۔ چنانچہ مین اُٹھکھڑا ہوا۔ مولانا نے فرمایا تم نہ جاؤ۔ خدمتگار سے کہدو وہ لے آئیگا۔ مینے رومی زبان مین خدمتگار سے کہا کہ کچھہ موجود ہے اُسنے کہا کہ ابھی ہمنے کھانا کھاکر دیگ پانی ڈال کر چولہے پر چڑہا دی ہے تاکہ گرم پانی سے برتن دھو ڈالین۔ مولانا نے فرمایا وہ دیگ اور برتن اُٹھا لاؤ۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اُسمین سے کھانا نکالا تو قلیہ اور چاول نہایت بامزہ نکلے۔ ہم دونون سے فرمایا کہ یہ طعام غیب ہے اسکو ضرور کھانا چاہئیے۔ ہم دونون تو کھانا کھانے لگے۔ اور مولانا نماز مین مصروف ہوگئے۔ اُسی وقت سے مین اہل وعیال اور مال و دولت چھوڑکر مولانا کا غلام اور مرید ہوگیا۔

نقل ہے کہ جب کبھی مولانا حمام کو جاتے اور حجامت بنواتے تو آپکے بالون کو سب خادم بطور تبرک لیلیتے تھے۔ ایک روز آپنے حمام مین حجامت بنوائی۔ وہان ایک بزرگ بھی موجود تھے۔ اُنکے دل مین یہ بات آئی کہ اگر مجھے بھی مولانا کے بال بطور تبرک ملین تو مین مرید ہو جاؤن۔ مولانا نے اُسیوقت خادم سے کہا کہ چند بال اُن صاحب کو بھی دیدو۔ یہ کرامت دیکھکر وہ بزرگ اُسیوقت مرید ہوگئے۔

نقل ہے کہ ایک روز مولانا مدرسہ کی سیر کر رہے تھے۔ سلطان ولد جلال الدین فریدون اور سب خدام حاضر تھے۔ ایک امیر نے آکر پوری ہمیانی اشرفیون کی نذر کی مولانا نے انکار کیا۔ آخر اُسنے اشرفیان سامنے ڈالدین اور عرض کیا یہ حلال مال ہے۔ جب وہ امیر چلا گیا۔ تو مولانا نے اشرفیان وہان پھینکدین اور خود باہر چلے گئے۔ حضرت سلطان ولد نے سب اشرفیان خدام کو بانٹ دین۔

نقل ہے کہ جب مولانا آدمیون کے ہجوم سے گھبراتے تو حمام کو چلے جاتے وہان بھی مجمع ہوتا تو گرم پانی کے حوض مین جا بیٹھتے۔ ایکدفعہ آپ تین شب و روز تک حوض سے نہین نکلے۔ چوتھے روز حضرت حسام الدین چلپی نے بہت کچھ کہا سُنا تو آپ باہر تشریف لائے۔ اور فرمایا

کہ کوہ طور سے باوجود اس جسامت کے اللہ تعالیٰ کی ایک نظر کا تحمل نہو سکا۔

صار دکان وانشق الجبل - بل رایتم من جبل رقص الجبل

مگر میرے غریب اور نحیف بدن نے اِس تین رات دن مین سترہ بار آفتاب جلال کی چمک و انوار جمال کی روشنی کا تحمل کیا۔ اور فرمایا۔

از کمال قدرت ابدان رجال | یافت اندر نور بیچون احتمال
انچہ طورش برنتابد ذرۂ | قدرتش جا سازد از قارورۂ
گشت مشکات و زجاجہ جائے نور | کہ ہمی درّد ز نوران قاف و طور
جسمشان مشکوٰۃ دان دلشان زجاج | تافتہ بر عرش و افلاک این سراج

پھر وہان سے اُٹھکر سماع شروع کیا۔ کہتے ہین سات روز کامل سماع مین مصروف رہے۔

نقل ہے کہ جلال الدین فریدون کے چند تاجر دوست تھے ہمیشہ وہ اُنکے پاس آتے تھے۔ اور صحبت گرم کرتے تھے۔ ایکبار اُن تاجرون نے جلال الدین سے کہا کہ ہم مولانا کے مرید ہوتے ہین اور اپنے مال کی فرد بنا کر اُنہین دی کہ وہ مولانا کی خدمت مین پیش کردین اور سب مال مولانا جسطرح چاہین صرف کرین۔ چنانچہ ایکدن وہ تاجر اور جلال الدین مولانا کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ جلال الدین نے اُنکی درخواست اور مال کی فرد پیش کی۔ مولانا رنجیدہ خاطر ہو کر وہان سے اُٹھے اور پاخانے مین چلے گئے۔ اور بہت دیر تک وہین رہے تاجر انتظار کرتے کرتے تھک گئے اور سراج الدین تبریزی سے خوشامد سے کہا کہ وہ پتا لگائین کہ مولانا اب تک پاخانے مین کیا کرتے ہین۔ سراج الدین نے جا کر دیکھا تو مولانا کو ایک کونے مین کھڑا ہوا پایا۔ اور مولانا نے فرمایا کہ کہان مین اور کہان دنیا میرے پاس دنیا کب تھی۔ اور ہمارے پیغمبرؐ کے پاس دنیوی کونسا سامان تھا۔ اور اُنکے اصحاب کرام نے کب دنیا کو پسند کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ اِس پاخانے کی بو تمام دنیا سے بہتر ہے۔ اور فرمایا کہ مہربانی کرو اور اُن تاجرون کو کہدو کہ اپنے ہاتھ سے محتاجون اور ضرورت مندون کو دیدین۔ اگر اُنکی نیت درست ہے تو اسطرح ثواب بھی زیادہ ملیگا۔ اور مجھے اور میرے

دوستون (مریدون) کو اس تکلیف سے معاف کرین۔ تاجرون نے وہ مال فقیرون کو دیدیا اور مرید ہوگئے۔

منقول ہے کہ سلطان رکن الدین نے علاء الدین طبیب ازنجانی سے کسی عمدہ معجون کے بنانے کی فرمایش کی۔ اُس معجون مین تین ہزار سلطانی درم صرف ہوئے علاء الدین طبیب کے بیٹے نے باپ سے کہا کہ آپ مخیر اور کریم ہین دوست آشنا آئینگے اور وہ یہ معجون مانگینگے تو آپ دریغ نہ کرینگے اسلئے بہتر یہ ہے کہ آپ گھر مین بیٹھکر بنائین۔ دروازے مین باہر سے مین قفل ڈالدونگا۔ کوئی آئیگا بھی تو مکان بند دیکھکر چلا جائیگا۔ اور بادشاہی معجون تلف نہوگی غرضکہ باہر قفل ڈالدیا۔ اور علاء الدین اور اُسکی بیوی دونون معجون بنانے لگے۔ اُسیوقت دیکھتے ہین کہ روشندان مین سے مولانا نکلے چلے آتے ہین۔ اِس واقعہ کی ہیبت سے میان بیوی دونون بیہوش ہوگئے۔ جب ہوش آیا تو مولانا کی خدمت مین معجون کا طشت بھرا ہوا پیش کیا۔ آپ نے اُسپر اُنگلی رکھدی اور فرمایا کہ میرے دل مین تو وہ درد ہے کہ اگر تمام عالم کی معجونین کھلادی جائین تب بھی آرام نہو۔ دونون میان بیوی اِس فقرہ پر رونے لگے پھر مولانا نے قفل کی طرف اِشارہ کیا وہ کھل کر گر پڑا اور مولانا باہر چلے گئے۔ علاء الدین طبیب نے باہر نکل کر دیکھا تو مولانا کا کہین پتا نہ تھا۔ اُسیوقت سے دونون شوہر اور بیوی مولانا کے عاشق صادق ہوگئے۔ اِسکے بعد ازنجان سے مع اپنی بیوی کے قونیہ مین آگئے اور مرید ہوئے۔ اور پہلے وہ تمام اولیاء کے منکر تھے اور درویشون پر طعنہ زنی کرتے تھے۔

نقل ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ہمیشہ مولانا کی صحبت مین آتے تھے۔ اور حقائق اور رموز خداوندی مولانا سے دریافت کرتے تھے۔ ایک دن حضرت سلطان ولد کو مولانا نے دیکھا کہ باربار پگڑی باندھتے ہین اور پھر اُتار ڈالتے ہین۔ مولانا نے فرمایا۔ سلطان ولد پگڑی صرف ایک ہی باندھا کرو دوبارہ نہ کھولا کرو۔ اِسلئے کہ ایک مرتبہ مینے ایسا کیا تھا تو حضرت خضر علیہ السلام نے میری صحبت ترک کردی تھی۔ مدتون اُنکی صحبت میسر نہین ہوئی اُس روز سلطان ولد نے اپنے ہاتھ سے پگڑی باندھنا چھوڑدی۔ خدام باندھ دیتے تھے اور وہ اپنے سر پر رکھ لیتے تھے۔

منقول ہے کہ ابتدائی جوانی جب مولانا دمشق کے مدرسہ مقدسیہ اور بعض

قول کے موافق مدرسہ براتیہ مین پڑہتے تہے۔ اسوقت اکثر اہل دل اور اہل نظر نے حضرت خضرؑ کو مولانا کے حجرہ مین آتے جاتے دیکہا۔ اہل غفلت آپکے حال سے غافل رہے۔ اور واقعی یہ بات ہو کہ حق کے دوستون کو جو چہپے ہوئے ہین کون دیکہہ سکتا ہے۔ چنانچہ یہہ بہی نقل ہے کہ شیخ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ مین حاضر ہوئے اور خانہ کعبہ کے پرنالے کے نیچے بیٹھے ہوئے تہے کہ ایک شخص نہایت شکوہ کے ساتھہ بنی شیبہ دروازہ سے اُنکے پاس آیا اور سلام علیک کرکے کہا کہ مقام ابراہیم مین جاکر کیون نہین بیٹھتے وہان ایک جماعت حدیث نبویؐ سن رہی ہے اور ایک بوڑہا شخص بیان کر رہا ہے جسکی روایتین صحیح اور اسناد اچہی ہین۔ ابوبکر کتانی نے کہا وہ اسناد سے بیان کر رہا ہے اور مین اُنکے اُستاد سے بیان سن رہا ہون۔ اُس شخص نے دریافت کیا کس سے سن رہے ہو۔ ابوبکر نے جواب دیا۔ میرا قلب اللہ تعالےٰ سے سن رہا ہے۔ اُس شخص نے کہا اسکا ثبوت کیا ہے۔ ابوبکر نے کہا ثبوت یہ ہے کہ تو خضر ہے حضرت خضر علیہ السلام کو بہت حیرت ہوی کہ مجہے تو یہ خیال تہا کہ مین اللہ تعالےٰ کے کل دوستونکو جانتا ہون۔ مگر ایسے بہی ہین جنکو مین نہین جانتا اور وہ مجہو پہچانتے ہین۔ وفوق کل ذی علم علیم۔

دست بر بالاے دست ہست تا بہ یزدان کہ الیہ المنتہےٰ

مولانا روم فرمایا کرتے تہے کہ شمس الدین تبریزی بہی انہین لوگون مین سے ہین جنکا حال کسی کو معلوم نہین ہے۔

بارہا گفتہ ام کہ فاشش کنم ‏‏ ‏ ہر چہ اندر زمانہ اسرار است
لیک از چشم زخم و بیم جفا ‏ ‏ بر زبانم نشانہ و مسمار است

اصحاب کبار سے منقول ہے کہ حضرت مولانا شدت کے جاڑون مین نماز تہجد پڑہکر مدرسہ کے فرش پر سجدے مین سر رکہکر اسقدر روتے کہ ہوا کی برودت سے ڈاڑہی پر برف جم جاتی اور وہ فرش پر چپٹ جاتی۔ صبح کو گرم پانی منہ پر ڈالتے تب برف پگہلتی۔ نماز ظاہری کی تو یہ صورت تہی خدا جانے نماز باطن کی کیا حالت ہوگی۔ بعض بعض خادمون نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ مولانا نے

فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کی یہ حالت تھی کہ جب نماز کا وقت آتا آپکا رنگ متغیر ہو جاتا اور بدن کانپنے لگتا حضرت مالک سنے دریافت کیا کہ اسکا باعث کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وقت نماز اُس امانت کے اداکا وقت ہے جس امانت کو اللہ تعالےٰ نے آسمان اور زمین اور پہاڑ وں پر پیش کیا۔ سبنے اُس کے لینے سے انکار کیا مگر انسان نے اُسے قبول کیا۔ مجھ خوف اِس امر کا ہوتا ہے کہ دیکھیئے وہ امانت مجھسے اچھی طرح ادا ہوتی ہے یا نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز اللہ تعالےٰ سے متصل ہونے کا وہ ذریعہ ہے جسکی ظاہر مین کسیکو اطلاع نہیں ہوتی جب اولیا کا یہ حال ہے تو اور ونکی کیا حالت ہوگی

زبان کہ طوطے گویاست باہزار بیان ... زصد یکے نکند سر حال را تقریر

قلم کہ چوب بانست بستہ بند بہ بند ... چگونہ سر دل عاشقان کند تحریر

نقل ہے کہ ایکدن عارفون کی ایک جماعت مولانا سے ملنے آئی۔ ایک شخص نے اِس حدیث کا مطلب دریافت کیا ان اللہ تعالیٰ شرابا اعدت لاولیائہ اذا شربوا سکروا واذا سکروا طابوا واذا طابوا طاشوا الخ اللہ تعالےٰ نے ایک شراب اپنے دوستون کے واسطے مخصوص کی ہے جسوقت وہ پیتے ہین تب سکر ہوتا ہے اور جب سکر ہوتا ہے تو رجوع پیدا ہوتی ہے اور جب رجوع پیدا ہوتی ہے تو شوق بڑہتا ہے۔) یعنی وہ کونسی شراب ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قرب خاص اور قاب قوسین اودنے کا اختصاص حاصل کیا۔ اور پردہا سے حقائق سے مشرف ہوئے اور جمال جلال حضرت احدیت جل جلالہ کو دیدہ بصیرت سے مشاہدہ فرمایا۔ کشف لطائف سبحانی اور تحقیق رموز خزائن ربانی کے بعد حضرت عزت جلشانہ نے دو نور کے جام بھیجے۔ ایک مین شراب تہی اور دوسرے مین دودہ۔ اور حکم ہوا کہ ان دونون پیالون مین سے ایک پیالہ لیلیجے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودہ کا پیالہ لیلیا وہ پیالہ قوانین شریعت کا تہا۔ اور دوسرا پیالہ شراب کا گویا جام حقیقت تہا۔ جسکو عارفان طریقت کیلئے محفوظ رکہا۔ اسی شراب کی بو سے بعض اولیاء کمل کبہی کبہی بیخود ہو کر

کشف اسرار فرماتے ہیں۔

کدام شربت نوشیدہ بود آن او ہم — کہ مست وار شد از ملک ملکت بیزار
چہ سکر بود کہ آورد لفظ سبحانی — کہ گفت لفظ انا الحق و رفت بر سر دار

سب نے اس بیان پر تحسین کی اور معتقد ہو گئے۔

مولانا روم صاحب نے اس شراب کی صفت میں بہت کچھ لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ

اگر بر عقل عالمیان ازین مستی چکد جرعہ — نہ ماند عالم و آدم نہ مجنون و نہ خود کامے

اسیطرح ایک اور غزل میں فرماتے ہیں۔

ساقی جان خرب رو بادہ بدہ ہو ہو — تا سر و پا گم کند زاہد و مرتضائے من
از کف خویش جستہ ام وز ہمہ خویش رستہ ام — تا نگی خدا شود جاکر و کدخدائے من

کسی نے مولانا سے پوچھا کہ وجد کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا الوجد انزعاج الروح من احتمال غلبۃ الشوق (وجد روح کی بیقراری سبب غلبۂ شوق کی احتمال سے)

منقول ہے کہ ایک دن مولانا اپنے خدام کے ساتھ حمام کو گئے تھے جب خادم حضرت کے حکم کے موافق ایک دوسرے کو نہلانے لگے۔ مولانا خود خلوت میں تشریف لیگئے اور بہت دیر وہاں قیام فرمایا۔ خدام نے چلپی جلال الدین فرید دن کو امادہ کیا کہ جاکر دیکھیں مولانا کو اسقدر دیر کیوں ہوئی۔ وہ خلوت میں گئے دیکھا کہ خلوت خانہ چھت تک مولانا کے وجود مبارک سے بھر گیا ہے۔ انکا بدن کانپنے لگا اور ایسا نعرہ مارا کہ سب خدام بیہوش ہو گئے۔ پھر مولانا وہاں سے نکل آئے اور سماع کرتے ہوئے مدرسہ کو روانہ ہوئے۔

مولانا شرف الدین قیصریہ سے منقول ہے کہ جس وقت مولانا صدر الدین مولانا روم صاحب کے جنازہ کی نماز پڑھنے کو آئے یک بیک چیخ مارکر بیخود ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد نماز پڑھی اور روتے ہوئے

وہان سے چلدئے۔ چند بزرگون نے دریافت کیا کہ کیا معاملہ تھا۔ صدرالدین کہنے لگے کہ جب نماز کیلئے آگے بڑہا مینے دیکھا کہ بہت سے فرشتے مولاناؒ کی زیارت اور نماز مین مصروف ہین۔ اور آسمان کے کل فرشتونکا ماتمی لباس ہے اور روتے ہین۔ صدرالدین قونوی شہر کے کل بزرگون کیساتھ چالیسوین تک برابر مزار پر آتے تھے اور خدمت کرتے تھے۔ مولانا شرف الدین کہتے ہین کہ میرے اُستاد قاضی سراج الدین دفن کے دن مولاناؒ کی قبر پر کھڑے رو رہے تہے اور یہ شعر پڑہتے تہے۔

کاش آن روز کہ در پاے تو شد خار اجل | دست گیتی بزدے تیغ بلاکم بر سر
تا درین روز جہان بے تو ندیدے چشمم | این منم بر سر خاک تو کہ خاکم بر سر

منقول ہے کہ سیری مولاناؒ کے مخلص مریدون مین سے تہے۔ اُنہین دمشق جانیکی ضرورت ہوئی مولاناؒ سے اجازت لیکر دمشق کو گئے۔ وہان ایک بالاخانے پر مولاناؒ کو دیکھا کہ کھڑے ہین اور ہاتھ سے میری طرف اشارہ کرتے ہین وہ یہ دیکھکر چیخ مارکر بیہوش ہوگئے جب ہوش ہوا تو وہان کوئی نہ تہا۔ وہان سے پلٹ کر آئے اور مولاناؒ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ وہ اس واقعہ کو مولاناؒ سے بیان کرنا چاہتے تہے کہ آپ نے خود فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بندے سمندر کی مچھلیون کیطرح ہین جہان سے چاہتے ہین سر باہر نکالتے ہین۔ وہ یہ سنکر خاموش رہگئے اور سب خدام سے اس واقعہ کو بیان کیا۔

مولانا صلاح الدین ملطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جب مین مولاناؒ سے بیعت ہوا تو دیکھا کہ لوگونکی سفارش مین دن بھر مین دس دس بارہ بارہ رقعہ آپ معین الدین پروانہ وغیرہ کو لکھتے تہے اور سب کارگر ہوتے تہے۔ مجھے یہ خطرہ ہوا کہ امید ہے قیامت کے دن بھی اسیطرح دستگیری کرینگے۔ چنانچہ فرماتے ہین۔

صالحان امتم خود فارغ اند | از شفاعتہاے من روز گزند
بلکہ ایشان را شفاعتہا بود | گفت آن چون حکم نافذ میرود

مولانا نے اُسوقت فرمایا کہ شمشیر باوجود غلاف کے جب کام کرتی ہے تو خیال کرو برہنگی مین کیا کاٹ ہوگا۔ اس بشارت سے سب خادم خوش ہو گئے۔

مولانا کے کرم کا یہ حال تہا کہ ایک دن سماع ہو رہا تہا۔ اور آپ پر حالت طاری تہی اتفاقاً ایک بدمست سماع مین آگیا۔ شور کرتا تہا اور مولانا پر جھوم ہوکر گرنے لگا خادمون نے اُسے مارا۔ مولانا نے خدام سے فرمایا کہ شراب تو اُسنے پی ہے مگر بدمستی تم کرتے ہو انھون نے عرض کیا کہ یہ ترسا (آتش پرست) ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ تم ترسان (خوف کرنے والے) کیون نہین ہو۔ سب نے توبہ کی اور اُس سے غرض نہ کی۔

ایک روز مولانا بازار مین قونیہ کے جارہے تہے۔ کوئی ترک پوستین لئے ہوئے یہ کہہ رہا تہا کہ دل کہان ہے۔ دل کہان ہے۔ آپ نے یہی لفظ کہنا شروع کئے اور چرخ لگاتے تہے اور سماع کرتے ہوئے مدرسہ کو تشریف لائے

ایک دن کسی نے مولانا سے پوچھا کہ بعض اولیاء کو ہم متکبر پاتے ہین۔ اسکی کیا علت ہے آپ نے فرمایا کہ مردان خدا مین کبر کبریائی ہوتا ہے کبر ریائی نہین ہوتا ہے۔ اور نہ نفسانی جاہ وجلال ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے نفس کا تزکیہ کامل کرتے تہے۔ مگر امرا اور بادشاہونکیطرف التفات نہین فرماتے تہے۔ لوگون نے آپ سے اس تکبر کی وجہہ دریافت کی۔ فرمایا۔ حاشا مین متکبر نہین ہون۔ مگر یہ بات ہے کہ جب مین اپنی نیستی سے چھوٹ گیا۔ اُسکی کبریائی نے مجھے ہلاک کر دیا۔ اور میرے کبر کی جگہہ اُس ذاتکا کبر آگیا۔ یہ کبر اُس ذات کی کبریائی کا ہے۔ مین درمیان مین ہون ہی نہین۔

گفت زبان کبر او رد کبر یازت خورد ٭ شو زکبر خود جدا در کبر ما آو یختہ

اور بایزید قدس سرہ العزیز سے روایت ہے کہ فرماتے تہے۔ میرا مرید رقم شقاوت سے امین اور بیفکر ہے۔ چنانچہ فرماتے ہین۔

رہ زتیر فلک وز سنان مریخش ٭ ہر آن مرید کہ اور از عشق پرورم

اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔

خود مرید من نبیرہ کاب حیوان خوردہ است — وانگہبان از دست کے از ساقیان ذوالمنن

ایک دن مولانا انبیاء کے معجزات اور اولیا کی کرامات پر تقریر فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ معجزہ میں عدم سے کسی شی کا اخراج اور اعیان کی تقلیب ہوتی ہے اور کرامت اولیاء کے انوار باطن کی ایک صفت ہے۔ اور فرمایا کہ اولیاء کیواسطے کرامت ہے اور انبیاء کیلئے معجزہ ہے اور معجزہ بہی دعوی کیساتہہ اسلئے کہ وہ دلیل نبوت کی ہے۔ لیکن کرامت بغیر دعوی کے سرزد ہوتی ہے اور وہ محض قبولیت دعا ہے بعض کامل درویش کرامت کے اظہار سے نفرت کرتے ہین اور ہمیشہ اُس سے بچتے ہین۔ بلکہ کرامت کی مشغولی کو اللہ تعالی سے بُعد سمجھتے ہین۔ چنانچہ کسی نے حضرت جنید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ فلان درویش دریا پر مصلی بچہا کر نماز پڑہتا ہے۔ ہوا پر اُڑتا ہے اور اسیطرح عجیب عجیب کرامتین ظاہر ہوتی ہین حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ افسوس۔ وہ کہیل مین پڑ گیا۔ اور اُس حالپر قناعت کرلی۔ اور اُس مین خوش ہے۔ اُس درویش کو اپنے پاس بلایا اور اُس حال سے نکالکر اور اعلی مقام پر پہنچایا۔ پہر اُسکو معلوم ہوا کہ کاملون کے کیا رتبہ ہین۔

تا کجا آنجا کہ جان ما را ہ نیست — جز سنا برق مہ اللہ مینست

اے برادر بے نہایت درگہیست — ہر چہ بروے میرسی بروے مہ ایست

اور فرمایا کہ انبیا کی عقوبت وحی کا رکنا ہے۔ اولیاء کیلئے عذاب کرامتونکا ظاہر ہونا ہے اور عام مسلمانونکیلئے عذاب عبادت مین کوتاہی کرنا ہے۔

مولانا صلاح الدین ملطی کہتے ہین کہ مین عراق مین نورالدین وفادار کے پاس تہا اور بہی بہت سے بزرگ اور شیوخ وہان تہے۔ اُس زمانہ مین شیخ موید الدین جندی اپنے خدام کیساتہہ قونیہ سے آئے اُنکا استقبال کیا اور مہمانداری کی۔ کہانے وغیرہ سے فارغ ہوکر مینے اُنسے دریافت کیا کہ حضرت شیخ صدر الدین قونوی مولانا کی شان مین کیا کہا کرتے تہے

مویدالدین نے کہا بخدا مین ایک روز مولانا صدرالدین کی خدمت مین بیٹھا تہا اور اُنکے مخصوص دوست بہی مثل شمس الدین ایکی - فخرالدین عراقی - شرف الدین موصلی شیخ سعید فرغانی نصیرالدین قونوی وغیرہ بہی حاضر تہے جسوقت مولانا روم کا ذکر آیا - مولانا صدرالدین نے ایک جوش وخروش کیساتہ کہا کہ اگر بایزید و جنید بہی اِس ہوتے تو اس شخص کا غاشیہ اپنے کندہے پر اُٹہاتے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوان سالار وہ ہین - اور ہمین جو ذوق وشوق ہے اُنکے قدم کی برکت سے ہے - اور فرمایا مین بہی اُنکے نیازمندون مین ہون اور یہ بیت پڑہی -

لو کان فینا للالوهیة صورة هو ذات لا أنکر ولا اتردد

منقول ہے کہ ایک راہب نے قسطنطنیہ مین مولانا کے فضل و کمال کی شہرت سنی اور مشتاق ہوکر قونیہ مین آیا - قونیہ کے راہبون نے اُسکا دہوم سے استقبال کیا - وہ مولانا روم کی زیارت کے قصد سے چلا - اتفاقًا راہ مین مولانا صاحب سے سامنا ہوا - اُس راہب نے مولانا کو تیس بار سجدہ کیا - مگر وہ جب سر اُٹہاتا تہا مولانا کو بہی سجدہ مین پاتا تہا - کہتے ہین کہ مولانا نے اُسکو تینتیس بار سجدہ کیا - راہب یہ دیکہکر بے اختیار ہوگیا - کپڑے پہاڑ ڈالے اور کہا کہ اے سلطان دین - تواضع اور انکسار کی کوئی حد بہی ہے خصوصًا مجہہ ایسے پلید اور عاجز کیساتہ اسقدر انکسار اور بہی عجیب ہے - مولانا نے فرمایا ہمارے بادشاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کیا خوش خبری ہے اُسکو جسکو اللہ تعالی نے مال - جمال - شرف اور سلطنت دی پہر اُس نے مال کو خیرات کیا - جمال مین انکسار کیا - اور شرف مین تواضع کی - اور سلطنت مین انصاف کیا - ہم اُنکے غلام کسطرح تواضع اور انکسار نکرین - آخر ہم ہین کیا چیز - اور کس کام کے قابل ہین - وہ راہب اُسیوقت مع اپنے خدام کے ایمان لایا - مرید ہوا - اور لباس فقیرونکا پہن لیا - جب مولانا مدرسہ مین آئے تو آپ نے حضرت سلطان ولد سے فرمایا کہ آج ایک کم ہمت راہب نے مجہے پست ہمت کرنے کا قصد کیا تہا تاکہ میری عاجزی کو مجہسے دور کرے

اللہ کا شکر ہے کہ اُسکی توفیق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معاونت سے مین غالب رہا۔ اسلئے کہ تواضع اور انکساری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم محمدیون کو میراث مین ملی ہے اور اس دولت سے کتنے مستحق حضور کی امت کے مساکین ہین۔ اور یہ غزل شروع کی۔

آدمے آدمے آدمی   بستہ دمے زانکہ نئی آدمی

آدمے را ہمہ در خود بسوز   آن دمے باش اگر محرمی   الی آخرہ

ایک روز کوئی شخص مدرسہ کی دیوار مین کیل ٹھونکتا تھا۔ مولانا نے فرمایا یہ مدرسہ اولیا کا مسکن ہے اور یہ حجرہ مولانا شمس الدین تبریزی کا ہے اُسکو کوئی خوف نہین ہے کہ کیل ٹھونک رہا ہے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا میرے جگر مین کیل ٹھونکتا ہے اس سے صاف عیان ہے کہ مولانا اور بزرگوں کی کسقدر عزت کرتے تھے۔

ایک روز مولانا نے ذیل کے شعر کے معنے بیان کئے۔ اور فرمایا۔

دعوے عشق کردن آسان ست   لیک او را دلیل و برہان ست

کہ کسی بادشاہ نے دیکھا کہ ایک لڑکا ایک بوڑھے آدمی کو مار رہا ہے۔ بادشاہ نے اُسکو سامنے بلا کر پوچھا تو کیون اسکو مارتا ہے اُس لڑکے نے کہا اس شخص کو مجھسے عشق کا دعویٰ تھا اور محبت کا اظہار کرتا تھا۔ مگر مینے تین دن تک اُسکو نہ دیکھا اسلئے اُسکو مارتا ہون تاکہ اللہ تعالیٰ کے عاشقونکو عبرت ہو اور غیرت آئے۔

مولانا نے اصحاب سے منقول ہے کہ ایک جوان معتبر سادات مدینہ سے حضرت سلطان ولد کی زیارت کو آیا۔ اُسکے ساتھ اور بھی سب تھے۔ لوگون نے اُسکی بہت تعریف کی اور بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ کے روضہ مطہر کے یہی خادم اور کلید بردار ہین۔ وہ عجیب طرح کی پگڑی باندھے تھا پگڑی کا کنارہ دیگر پگڑی کا ناف تلک لٹکا ہوا تھا جسکو عربی مین عذبہ کہتے ہین اور دوسرے کنارے کو لشکر آویز کیا تھا

سلہ شکر۔ ... ... لغت ... حل نہین ہوا مطبوعہ بہار عجم مین لغت کیساتہ حافظ کا شعر تو لکہہ دیا مگر معنی نہین بتائی۔ بہار عجم کے قلمی نسخہ مین جو ... معنی لکہے ہین ... سادہ ہے۔ غالباً یہ کوئی خاص طریقہ پگڑی باندہنے کا ہے۔ مترجم۔

وہ جوان حضرت سلطان ولدؒ سے بیعت ہوا اور اسکو خلافت کی سند دیگئی حضرت سلطان ولدؒ نے دریافت کیا کہ یہ طریقہ پگڑی باندھنے کا خاص ہمارے مولاناؒ کا ہے اور مولویوں کے ساتھ منسوب ہے۔ اور مشایخ کا یہ دستور نہین ہے۔ اور نہ سادات مین اسکا رواج ہے۔ تمنے یہ طریقہ کہان سے اختیار کیا۔ اُسنے کہا ہم حضرت خلیل اللہ کی اولاد ہین اور قریش کے قبیلہ سے ہین حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے وقت سے ہمارے خاندان مین کعبہ کی کنجیان چلی آتی ہین اور آنحضرت کے کنجیان ہم ہی مین ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات ہم اور سادات کو دیتے ہین اور وہ اطراف عالم مین لیجاتے ہین اور جو نذرانہ آتا ہے وہ ہمارے پاس جمع ہوتا ہے اور ہم مستحقین کو علی قدر مراتب تقسیم کرتے ہین۔ ہمارے ابا و اجداد سے منقول ہے اور کتاب اسرار معراج مین لکھا ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج مین سب آسمانون پر تشریف لیگئے۔ اور جسوقت حضور نے امت کیلئے دعائے مغفرت کی اُسوقت عرش کے کنگورہ پر ایک پاکیزہ صورت نظر آئی کہ۔

یکے ماہی ہمی بینم برون از دیدہ در دیدہ
نہ او را دیدہ دیدہ نہ وصفش گوش بشنیدہ

وہ صورت اسی طرح کی پگڑی باندھے ہوئی تھی جیسی کہ میری ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت کا حال جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا اور فرمایا کہ طبقات سموات مین عرش کے نیچے مینے کل مخلوقات کو دیکھا کہ وما من مخلوق الا ولہ تمثال تحت العرش الی آخرہ (ہر ایک مخلوق کی ایک تصویر عرش کے نیچے ہے) مگر کسی چیز نے مجھے اسقدر حیران و گرویدہ نہین کیا جس قدر کہ اس صورت نے کیا ہے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ شخص آپکی امت مین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسل سے پیدا ہوگا۔ اور عالم کو حقایق و اسرار الہی کے بیان سے مالا مال کریگا۔ اللہ تعالی اُسکو قدم قلم اور روم ایسا عطا کریگا کہ تمام عالم امیر و بادشاہ فقیر و گدا اُسکے مرید ہونگے اور وہ آپکے نور مظہر کا ایک نمبر ہوگا۔ چنانچہ مولانا خود فرماتے ہین۔

مخزنِ انا فتحنا برکشا   مرجان مصطفےٰ را باز گو

سیرت اور صورت مین من جمیع الوجوہ آپکی نظیر ہوگا چنانچہ حدیث ہے ما من نبیٍ الا و له نظیر فے امة (ہر ایک نبی کی نظیر اُسکی امت مین ہوتی ہے) اُسکا نام محمد اور لقب جلال الدین ہوگا۔ اُسکے کلام سے بطون قرآن کی شرح اور اسرار آلہی کی تفسیر ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مژدہ سے نہایت خوش ہوئے اور فرمایا۔ دینوا عمامکم فان الشیطان لا یذھب والعمائم تیجان العرب (لٹکاؤ اپنے عمامونکو شیطان نہین لٹکاتا ہے عمامہ عربونکا تاج ہے) اور اُس روز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ اُسی طرح دستار مبارک باندہنے لگے۔ وہی طریقہ ہمارا ہی ہے۔ اور اُس روز اس خوشی مین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سب مال و متاع خیرات کردیا۔ کہتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہت روتے تہے حضور نے فرمایا۔ اے صدیق تم اسقدر کیون روتے ہو۔ آپ نے عرض کیا کہ حضرت آدم صفی۔ نوح اور دوسرے انبیاء کرام کی بڑی بڑی عمرین ہوئین۔ برسون اپنی امت کو تعلیم کی اب توسب کے بادشاہ ہین۔ اور ومن دونہ تحت لوائے آپ کا ارشاد ہے مگر باسٹھ برس کی عمر مین آپ سفر فرماتے ہین۔ مجھے یہ افسوس اور رنج ہے کہ آپ ایسا سلطان اسقدر جلد سفر فرمائے۔ مین تو یہ چاہتا ہون کہ آدم علیہ السلام کی طرح آپ ایکہزار برس تو اس عالم مین رہتے تاکہ مخلوق کو آپکے وجود مبارک سے اچھی طرح فیض پہنچتا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غم نہ کرو۔ میری ایکدن کی دعوت اسلام اور پیغمبرونکی ہزار سالہ دعوت کی برابر ہے جو کچھ میری اُمت کو عرصہ قلیل مین ملا ہے اور ملیگا وہ پچھلی امتون کو برسون مین بھی نہین ملا۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (میری امت کے عالم بنی اسرائیل کے نبیونکی طرح ہین) یہ میرا فرمان ہے۔ اے صدیق مطمئن رہو۔ اب تمام روزن بند ہوگئے مگر ابوبکر اور ابوبکر صفت لوگونکے روزن کھلے رہینگے۔ ایکدین تیری اولاد کے گریبان سے

سر باہر نکالونگا۔ اور دنیا کو پھر اپنے نور سے منور کرونگا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ سنکر خوش ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی۔ اور ہم سا را [illegible] سے اس زمانہ کی آرزو مین تھے کہ اُس شخص کی زیارت سے مشرف ہون جسکی خبر رسول عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اللہ کا شکر ہے کہ وہ دولت ہمین ملگئی۔ چنانچہ اس واقعہ کو [illegible] تحقیق کیا اور متواتر اس خبر کی تصدیق ہوئی۔

آنچہ گفتند مداوصاف کجا نسبت تو ہمچنان ہیچ نگفتند و صد چندان است

منقول ہے کہ ایک بہت بڑا تاجر حضرت سلطان ولد کے [illegible] قونیہ مین آیا مولانا کے مزار پر حاضر ہوا اور حضرت سلطان کی خدمت مین بہت سے تحفے پیش کیے اُس نے اپنے سفر کے بہت سے عجیب واقعات بیان کیے۔ اور یہ حکایت بھی بیان کی کہ مین کیش اور بحرین کو موتیون کی تلاش مین گیا۔ ایک بزرگ نے مجھسے کہا کہ جیسے موتی تجھے مطلوب ہین وہ فلان ماہی گیر کے ہان ملینگے۔ مین اُسکے ہان گیا۔ اُس نے صندوق کھولکر ایسے ایسے موتی دکھائے کہ ہر ایک کی قیمت جانچنے مین میری عقل حیران رہگئی۔ مینے اُس ماہی گیر سے موتیون کی کثرت اور اسقدر نفیس و نایاب ہونیکی وجہ پوچھی۔ اُس نے کہا ہم چار بھائی تھے اور ایک باپ تھا ہمیشہ ماہی گیری کرتے تھے۔ مگر نہایت مفلس تھے۔ اتفاقاً ایکدن ہمنے دریا مین شست ڈالی۔ کوئی ایسا جانور پھنسا کہ بہت سے آدمیون نے کھینچکر نکالا۔ دیکھا تو وہ جانور پانیکا بادشاہ تھا جسکو عجیب البحر کہتے ہین۔ لوگ اُسکی ہیئت اور صورت سے تعجب کرتے تھے۔ مگر ہمکو اپنی بدقسمتی پر رنج تھا اور کہتے تھے کہ آخر ہمارے کس کام کا ہے اور ہم اُسے کیا کرین۔ ہمارے باپ نے کہا کہ اسے گھر لیچلو اور لوگ جب دیکھنے آئینگے تو تماشے دام لیکر دکھائینگے۔ اور تمام دنیا مین اسے لئے پھرینگے اور یون مال کمائینگے اُسوقت وہ جانور اللہ تعالی کے حکم سے گویا ہوا اور کہا مجھے تم رہا کرو بلکہ جو تمہین مطلوب ہوگا مین خود حاضر کرونگا۔ اور اسقدر دونگا کہ تمہین اور تمہارے اولاد کو برسون کافی ہوگا۔

اُسکی اس تقریر سے ہمین بہت حیرت ہوئی اور ہمنے کہا کہ تجھے کیونکر مطلق العنان کرین جانور نے کہا مین قسم کہاتا ہون ہمنے کہا بسم اللہ قسم کہاکر وعدہ کرو۔ اُس نے کہا ہم محمدی ہین اور مولانا روم کے مرید ہین۔ حضرت جلال روم کی روح پاک کی قسم کہاتا ہون کہ مین پہر تمہارے پاس پلٹ کر آؤنگا۔ میرا باپ یہ سنتے ہی چیخ مار کر بیہوش ہوگیا۔ اور جب ہوش آیا تو اُس جانور سے دریافت کیا تو مولانا کو کسطرح جانتا ہے۔ اُس نے کہا ہم بارہ ہزار جانور ہین۔ اور مولانا کے مرید ہین۔ وہ اکثر دریا مین ہمارے پاس تشریف لاتے ہین اور ہمین حقایق او معارف اللہ تعالیٰ کے تعلیم فرماتے ہین۔ میرے باپ نے اُس جانور کو اُسی وقت چہوڑ دیا دو دن کے بعد وہ آیا اور اسقدر جواہر اور موتی لایا کہ ہم اُس مفلسی مین یک بیک قارون کی طرح دولتمند ہوگئے۔ اب ہمارے غلام اعلے درجے کے تاجر ہین اور جس تاجر کو قیمتی اور نادر جواہر وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے ہمارے ہان سے لیجاتے ہین۔ ہم اُس صیاد کی اولاد ہین اور ہمین لوگ صیاد کی اولاد سے موسوم کرتے ہین۔ ہمارا باپ اُسی زمانہ مین مولانا کی خدمت مین قونیہ مین حاضر ہوا تہا اور الحمد للہ کہ اس زمانہ مین مجھے آپکی زیارت میسر ہوئی۔ اور تاجرونسے ہی اس واقعہ کی تصدیق ہوئی۔ مولانا فرماتے ہین۔

باہیان خبر بارسید در دریا ہزار بار برآورد جوش در دریا

دوسری جگہ مثنوی مین فرماتے ہین۔

ماہیان از پیر آگہ بالعبید عاشقی زین دولت ایشان سعید

مولانا کے خدام سے منقول ہے کہ ایک دن شیخ صدرالدین۔ قاضی سراج الدین اور سب علما وعرفا مسجد حرام اور باغ کی سیر کو گئے۔ مولانا صاحب بہی اُس مجمع مین موجود تہے۔ تہوڑی دیر کے بعد مولانا وہانسے اُٹہے اور ایک پن چکی پر تشریف لیگئے۔ اور چکی کے ساتہ آپ ہی چرخ لگانے لگے اور فرماتے تہے کہ خدا کی قسم یہ چکی سبوح قدوس کہتی ہے شیخ صدرالدین کہتے ہین مینے اور قاضی سراج الدین نے بہی یہ الفاظ اُسوقت اچہی طرح چکی سے سنے۔ اور پہر مولانا نے یہ غزل شروع کی۔

دل چو دانہ ما مثال آسیا | آسیا کے داند این گردش چرا
تن چو سنگ و آب و اندیشہا | سنگ گوید آب داند ماجرا
آب گوید آسیابان را بپرس | کو فگند اندر نشیب این آب را
آسیابان گویدت اے نان خوار | نان نگردد تا نباشد نانبا
ماجرا بسیار خواہد شد خموش | از خدا او را بپرس تا گوید ترا

شیخ صدر الدین اور قاضی سراج الدین اس حالت کی ہیبت سے بیہوش ہو گئے جسوقت ہوش ہوا تو مولانا کو وہانسے غائب پایا۔

شیخ محمود صاحب قران روایت کرتے ہین کہ ایکدن جلال الدین قصاب نے یہ حکایت بیان کی کہ کسی نے مولانا کے سامنے کہا فلان شیخ خوئے بد و بار گران ہے۔ اور فارسی مین یہ ایک مثل مشہور ہے کہ خوئے بد بار گران۔ مولانا نے فرمایا اس مثل کی یہ اصلیت ہے کہ اگلے زمانہ مین کوئی پادشاہ عادل اور کریم تہا۔ شہر کے دروازہ پر ایک پیالہ فروش کی دکان تہی اور بہت عمر رسیدہ اور بوڑہا تہا پادشاہ جب اُدہر سے نکلتا وہ بوڑہا بہت ادب سے سلام کرتا۔ نوروز کے دن پادشاہ اُسطرف سے نکلا تو اُسنے اُس بوڑہے سے کہا تیرا کوئی مطلب یا مقصد ہے تو آج مجہسے درخواست کر۔ بوڑہے نے کہا صرف یہ آرزو ہے کہ آپکی کل فوج اور اہلکار مجہسے ایک ایک پیالہ اور ایک گہڑا خریدین اور جو مین قیمت مانگون مجہے دین اور جو خریدے وہ خود سلطان کے سامنے دونون چیزین لیجاتے پادشاہ نے حکم دیدیا جو مجہسے محبت رکہتا ہے وہ اس شخص سے گہڑا اور پیالہ خریدے۔ کل فوج اور امرائے سلطنت کے ہاتہ اُسنے ایک ایک دینار کو گہڑا اور پیالہ بیچا۔ پادشاہ کا ایک وزیر نہایت بخیل و سفلہ تہا سب سے آخر مین وہ خود خریدنے آیا۔ بوڑہے نے ایکہزار دینار مانگے بہت جہگڑا ہوا مگر مجبوری کو وہی قیمت دی۔ جب وہانسے چلنے لگا تو وزیر کا ہاتہ بوڑہے نے پکڑ لیا اور کہا مجہے بہی اپنی گردن پر بٹہا کر سلطان کے سامنے لیچلو۔ پادشاہی حکم سے اُسکو بہی لیگیا۔ پادشاہ نے جب یہ صورت دیکہی تو کہا بڑے میان

یہ کیا معاملہ ہے۔ اُس نے کہا حضور خوشے بدبار گران۔ یہ شخص خست او بخل کی وجہ سے سب سے آخر مین آیا۔ اگر اول سے آتا ایک دینار کو خریدتا۔ مجبور ہوکر سب کے آخر مین آیا ہزار دینار بھی دیے اور ذلت بھی اٹھائی۔

جلال الدین قصاب نے بیان کیا کہ مولانا کے ابتدائے ظہور مین علما کی ایک جماعت مین پھنس گیا۔ اُنہون نے مولانا پر بہت طنز کی اور طرح طرح کے اعتراض کیے۔ مین تنہا تھا بڑھاپے کی وجہ سے میرا گوز نکل گیا۔ وہ سب ہنسنے لگے اور مجھے چھوڑ دیا۔ اُسوقت مجھے یہ فارسی کی مثل یاد آئی تیزی از من وعنایت از خدا (گوز میرا اور عنایت خدا کی) مولانا نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا اس مثل کی اصل یہ ہے کہ بادشاہ نے فصد کرائی۔ اتفاق سے نشتر کی نوک ٹوٹ کر رگ مین رہگئی۔ جراح کا بادشاہ کے خوف سے گوز نکل گیا۔ بادشاہ بے اختیار ہنس پڑا اور نشتر کی نوک باہر آئی۔ اُسوقت یہ لفظ جراح نے کہے۔ اور جب سے یہ مثل مشہور ہوگئی ہے۔ فقیر کو بندگی مین ثابت قدم رہنا چاہیے۔ دستگیر اللہ تعالی ہے۔ یہ دو حکایتین مولانا کے لطیفے ہین کہ کبھی کبھی فرماتے تھے

ہزل من ہزل نیست تعلیم ست   ہر ارشاد خلق تفہیم ست

منقول ہے کہ مولانا کے زمانہ مین کوئی شخص کسی کے باغ مین درخت پر میوہ توڑنے کو چڑھا۔ باغ والا اتفاقاً آگیا۔ اُس نے کہا درخت سے اُتر مگر وہ نہین اُترا۔ بہت دیر حجت رہی۔ آخر اُس نے قسم کھائی کہ اگر اس درخت پر سے اُترون تو بیوی طلاق ہے۔ مجبور ہوکر سب علمائے شہر سے فتوی لیا مگر کوئی تدبیر نہین چلی۔ بعض نے کہا اس معاملہ کو مولانا سے رجوع کرنا چاہیے۔ مولانا نے یہ واقعہ سنکر فرمایا اُس شخص سے کہدو دوسرے درخت پر کود جائے اور پھر وہان سے اُتر آئے کفارہ کی ضرورت نہین ہوئی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ شہر کے سب مفتی تعریف کرنے لگے۔

منقول ہے کہ ضیاء الدین وزیر کی سرائے مین ایک عورت طاؤس نامی چنگ بجانے والی رہتی تھی۔ خوش آوازی کیساتھ بیحد حسین بھی تھی۔ اور چنگ بجانی مین بیمثل تھی اتفاقاً مولانا ہر ایک روز اُسکے گھر تشریف لیگئے۔ اور اُسکے حجرہ کے قریب بیٹھ گئے۔ طاؤس چنگ لیکر دوڑی

ہوئی آئی اور قدمبوس ہوئی۔ اور مولانا کو اپنے حجرہ مین لیگئی۔ صبح سے نماز مغرب تک مولانا وہین رہے اور چلتے وقت اپنی پگڑی مین سے گز بہر کا ٹکڑا پہاڑ کر طاؤس کو دیا اور اُسکی کنیزونکو طلائی دینار عطا کئے دوسرے روز طاؤس چنگی کے گہر کی طرف سے شرف الدین خزانچی سلطان کا گذر ہوا دیکھتے ہی عاشق ہوگیا اور اپنے معتمد بہیجکر اسکو بلا یا اور حمام کرا کر نکاح کرلیا۔ پچاس ہزار دینار نقد مہر اوسکے شب زفاف مین شرف الدین نے طاؤس سے پوچہا کہ پہلے تیری صورت مین یہ حسن و جمال نہ تہا۔ اب ان روزون اسقدر حسن کی ترقی کی کیا وجہ ہے۔ اُس نے مولانا کی تشریف آوری اور عطیہ کا حال بیان کیا۔ شرف الدین نے اس خوشی مین مولانا کو تحائف بہیجے اور مرید ہو گیا۔ طاؤس کو یہ مرتبہ ملا کہ بہت سی عورتین اُسکی مرید تہین۔ صریح کرامتین سرزد ہوتی تہین اور کشف قلوب خوب تہا طاؤس نے اپنی کل چہوکریونکو آزاد کرکے نکاح کرادیا۔ آخر اُسکا گہر مسلمانونکا حمام بن گیا اور آجکل اُسکو حمام تقلو کہتے ہین۔

منقول ہے کہ ایک روز مولانا تنہائی مین نماز پڑہ رہے تہے۔ استغراق کی حالت تہی ایک شخص آیا اور پاؤنکے نیچے سے قالین نکالکر لیگیا۔ خواجہ فخر الدین مراغی کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ اُس شخص کی تلاش مین گئے۔ بازار مین قالین فروخت کرتے ہوئے کو پکڑ لائے اور مولانا کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا ضرورت نے اُسے مجبور کیا ہوگا۔ اُس سے قالین خرید لیا اور چہوڑ دیا

شیخ نفیس الدین سیواسی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہین کہ معین الدین پروانہ کے گہر سماع تہا۔ مولانا خلوت مین جاکر نماز پڑہنے لگے۔ گرجی خاتون نے چند پرند بکا مولانا کے خدام کے لیئے بہیجے۔ اتفاقاً کتا آیا کچہہ تو کہا گیا اور باقی کو منہ لگا گیا۔ خدام کتے کو مارنا چاہتے تہے مولانا نے منع کیا اور فرمایا وہ تمسے زیادہ محتاج ہے۔ اور اُسکی بہوک تمہاری بہوک سے صادق ہے۔

چلپی بدرالدین و چلپی شمس الدین کہتے ہین کہ ہم لالا کے مدرسہ کی چہت پر بیٹہے تہے ہمین میرے بہائی شمس الدین کو یہ خطرہ ہوا کہ وہ زمانہ کہان گیا جب ہم نفیس کپڑے پہنکر گہوڑونپر

سوار ہوتے تہے اور غلام پیچہے پیچہے دوڑتے تہے ۔ اُسی وقت مولانا بہی تشریف لے آئے
اتفاق سے معین الدین پروانہ نے اُسیوقت تین ہزار درم ۔ عمدہ کپڑے ایک غلام اور ایک
گہوڑا مولانا کو بہیجا ۔ مولانا نے چلپی بدرالدین سے فرمایا یہ سب اپنے بہائی شمس الدین کو دیدو تاکہ
وہ روپیہ خرچ کرے نفیس کپڑے پہنے گہوڑے پر سوار ہو اور غلام پیچہے پیچہے دوڑے مبادا
اُس کے دلمین ارمان رہجائے ۔ وہ کہتے ہین اُسیوقت ہمنے اپنے کپڑے پہاڑ ڈالے اور
مولانا کے قدمون پر گر کر توبہ کی ۔ پہر مولانا نے فرمایا جس کیکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر کی چاٹ
لگ گئی وہ دونون جہانکی لذتون سے فارغ ہے ۔ اور یہ شعر پڑہے ۔

ہرکہ از دیدار برخوردار شد این جہان در چشم او چون خار شد
فقر فخری بہر آن آمد سنی تا ز طماعان گریزم در غنی

حضرت سلطان ولد فرماتے تہے کہ ایک روز مولانا مدرسہ مین بیٹہے تہے ۔ مینے دیکہا
تین آدمی سُرخ پوش آئے اور سلام کرکے بیٹہہ گئے ۔ تہوڑی دیر مین مولانا نے فرمایا ۔ اچہا یہی
مناسب ہے لیجاؤ ۔ پہر وہ تینون آدمی میری نظر سے غائب ہوگئے ۔ مینے عرض کیا حضرت
یہ کون تہے ۔ فرمایا ۔ ابدالون مین سے یہ لوگ ہین ان مین سے ایک کا انتقال ہوگیا ہے ۔ اُسکی جگہ
اور آدمی چاہتے ہین ۔ یہان ایک سقہ میرا دوست ہے ۔ اُسکو کمال حاصل ہوگیا ہے ۔ مجہسے اُسکی بابت
درخواست کی تہی ۔ مینے اجازت دیدی کہ متوفی ابدال کی جگہ اُس کو مقرر کردین ۔ اور حدیث پڑہی
جسکا یہ مضمون ہے کہ جو لوگ ابدالونمین سے مرتے ہین اُنکی جگہہ دوسرے مقرر ہوجاتے ہین ۔ خدا کے
بعد کو بہت دنون تک اُس سقہ کو ڈہونڈا مگر کہین پتا نہ چلا ۔ مولانا کے انتقال کے بعد وہ میرے پاس آیا
اور اپنے درجات بیان کرکے پہر غائب ہوگیا ۔

مولانا اختیار الدین نے مولانا صاحب سے ایک روز عرض کیا ۔ کہ مینے خواب مین دیکہا
ایک بہت بڑا دریا ہے ۔ اُسکے کنارہ نہایت اونچا درخت ہے ۔ اور اُسکی شاخین بہی بہت ہین
شاخونپر بڑے بڑے پرند بیٹہے ہین ۔ اور سب پرند مختلف الحان مین زمزمہ سنجی کرتے ہین اور تسبیح پڑہتے

ہین۔ مولانا نے فرمایا وہ دریا اللہ تعالیٰ کی شان پاک ہے۔ اور درخت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ شاخین انبیاء اور اولیا ہین۔ اور پرندا نسانون کی روحین ہین جو اپنی اپنی زبان مین خالق کی یاد کرتی ہین۔

مولانا شمس الدین ولد مدرس نے کسی صاحب کی زبانی مولانا سے یہ بیان کیا کہ فلان شخص یہ کہتا ہے کہ مین بھی مولانا کا غلام اور عاشق ہون لیکن فی الحال مین تحصیل علم مین مصروف ہون تکمیل کے بعد مرید ہو ونگا۔ مولانا نے فرمایا جو علم سے واقف نہین ہین اُنسے تو ترک علایق ہوہی نہین سکتا یہ عالم کیونکر قیود سے آزاد ہو سکتا ہے۔ اور ضرر حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ کام تو بیکار رذکا ہے۔

این کار کسی نیست کہ کارے دارد تا بخت کرا بود کرا دارد دوست

مولانا شمس الدین ولد مدرس سے روایت ہے کہ ایک ذی علم اولیا کا منکر تہا۔ اتفاقاً وہ شخص عرفہ کے دن اتفاق سے مولانا کو راہ مین ملا۔ آپ اُسکا ہاتھ پکڑکے شہر سے باہر میدان مین لیگئے اور ایک تنہائی کے مقام مین لیجا کر اُس سے کہا ذرا دیکھو تو اُس شخص نے اپنے آپکو عرفات حج کے میدان مین پایا۔ بیخود ہو کر نعرہ مارا اور بیہوش ہوگیا ہوش مین آیا تو وہان کچھ نہ تہا مولانا بھی چلے گئے تہے۔ روتا ہوا مدرسہ مین آیا۔ خادمون سے سب واقعہ بیان کیا اور باخلاص کیساتھ مرید ہوگیا۔

روایت ہے کہ حاجی بکتاش خراسانی۔ بابا رسول اللہ ایک درویش کا خاص خلیفہ تہا۔ حاجی بکتاش عارف اور روشن دل تو تہا مگر متابعت مولانا کی نہین کرتا تہا۔ اُس نے اپنے نقیب بابا اسحاق اور چند مریدونکو مولانا کی خدمت مین بھیجا اور یہ پیام دیا کہ مولانا سے کہنا کہ تم کیا کر رہے ہو اور کیا طلب ہو۔ اور یہ محض غوغا تمنے عالم مین ڈال رکھا ہے۔ اگر تمہارا مطلب حاصل ہوگیا ہے تو خاموش رہو اور اگر مدعا حاصل نہین ہوا تو پھر یہ کیا ہنگامہ ہے۔ ایک عالم کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے۔ اور بہت لوگونکا کام بند کر دیا جسوقت بابا اسحاق پیام لیکر آئے مولانا سماع مین تہے۔ وہ بہت ادب سے حاضر ہوکے بیٹھ گئے پھر مولانا نے یہ غزل شروع کی۔

اگر تو یار نداری چرا طلب نکنی وگر بیار رسیدی چرا طرب نکنی

بکاہلی منشینی کہ این عجب کاریست	عجب توی کہ ہواے چنان عجب نکنی

بابا اسحاق اس کرامت سے بیخود ہوگئے۔ اور اس غزل کو اور اُس دن کی تاریخ کو لکھہ لیا۔ اور بغیر اداے پیام حاجی بگتاش کے پاس لپٹ گئے اور سب واقعہ بیان کیا۔ غزل پیش کی۔ حاجی بگتاش نے کہا جس روز مولانا نے یہ غزل تمہارے سامنے سماع میں پڑہی اُسی تاریخ میںنے دیکھا کہ مولانا شیر کیطرح سے میرے پاس آئے اور فرمایا ہمارا شور۔ خوشی اور مسرت کے سبب سے ہے۔ طلب اور فراق کیوجہ سے نہیں ہے پہر میری گردن کو اس زور سے پکڑا کہ مین قریب مرگ ہوگیا جب مینے عاجزی کی اُسوقت نظر سے غائب ہوگئے۔ اور کہا حقیقتاً سلطنت اور عظمت اُنکی بجا اور درست ہے اور بغیر اُنکے اتباع کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ چنانچہ مع مریدونکے وہ شخص مولانا کے معتقدین مین داخل ہوگیا

روایت ہے کہ ایک روز مولانا اپنے اصحاب کے ساتہہ جامع مسجد کو جاتے تہے راہ مین ایک جلاد ملا جس نے بہت سے لوگونکی گردنین ماری تہین۔ مولانا نے اُسکی بہت تعظیم کی اور جسطرح بزرگونسے پیش آتے ہین اُسکے ساتہہ پیش آئے۔ خادم حیران تہے کہ کیا معاملہ ہے آخر ایک بزرگ نے اسکی بابت دریافت حال کیا۔ فرمایا اولیا کرام سے ایک شخص جسکا حال لوگوں پر مخفی تہا ہمیشہ خدا سے یہ آرزو کرتا تہا کہ کسیطرح وہ درجہ شہادت کا حاصل کرلے اور دنیا سے اُٹہہ جائے۔ اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے ایک سبب پیدا کردیا اور اوس ولی پر اتہام لگایا گیا اس جلاد نے اُسکو قتل کیا قتل کے وقت اُس ولی نے اس خوشی مین اپنی [illegible]یت کا درجہ اس جلاد کو عطا کردیا۔ مولانا کے خادمون نے یہ کیفیت اُس جلاد سے بیان کردی۔ تو اُسیوقت تائب ہوکر مولانا کے مریدونمین داخل ہوگیا۔

اے بسا سگ بیت کو رانام نیست	لیک اندر پردہ بے انجام نیست

مولانا مجد والدین ولد آق شہری نہایت متقی اور پرہیز گار تہے۔ علوم ظاہری مین بہی کامل اور علوم باطنی مین بہی پورے تہے اور مولانا کے خلفا مین سے ہین۔ مولانا نے اُنکو اپنے ہاتہہ سے شجرہ لکہکر دیا تہا اور روم کو بہیجا تہا۔ وہ کہتے ہین ابتدا مین میں اور ایک ترک کا لڑکا آق شہر سے

قونیہ مین آئے اور ہم دونون مولانا کے مدرسہ مین ایک ہی جگہ رہتے تہے۔ ایکدن شب کو مولانا آدہی رات تک مدرسہ کے صحن مین ٹہلتے رہے اور سب خدام سوتے تہے۔ مین بہی سوتا تہا البتہ وہ ترک کا لڑکا آہستہ آہستہ سبق کی تکرار کرتا جاتا تہا اور مولانا کے حرکات وسکنات پر اسکی نظر تہی اُس لڑکے نے دیکہا کہ مولانا ایک سبز نور پر سوار ہوگئے اور آہستہ آہستہ اُوپر کو جانے لگے جب بلندی زیادہ ہوگئی تو اُس نے مجہے بیدار کیا۔ مین یہ حالت دیکہکر ضبط نہ کرسکا اور چیخ مارکر بیہوش ہوگیا۔ میری چیخ سے اور سب لوگ اُٹہ بیٹہے۔ مجہے جب ہوش ہوگیا تو فرمایا مجدو الدین تو کیون جلد ہی اپنی غذا کو معدہ سے باہر نکالتا ہے۔ ترک بچہ نومرید تو ضبط کرسکا اور تو افشا کرتا ہے۔ اللہ تعالی کے اولیاء پر اس قسم کی بہت سی حالتین طاری ہوتی ہین۔ محرمیت حاصل کرتا کہ محروم نہ رہے۔ من کتم سرہٗ ملک امرہٗ (جس نے اپنا بہید چہپایا اپنے کام کا بادشاہ ہوگیا) یہ قول مردان خدا کا کیا ہی اچہا ہے

گر راز دار نیستی پیدا نہ کردی خیر وشر ہرگز کہ ناپیدا ستی بر روے مہ پیدا ستی

روایت ہے کہ ایک روز مولانا نے اپنے مدرسہ مین بیٹہکر فرمایا کہ مولانا شمس الدین ہارونی ولی ہے۔ مگر وہ اپنے حال سے واقف نہین ہے۔ مین اُسکو واقف کردونگا۔ بعض ایسے ولی ہوتے ہین کہ اونکو اپنی ولایت کا علم نہین ہوتا ہے۔ بعض کو اپنی ولایت کا علم ہوتا ہے۔ مگر دوسرے کے حال سے بیخبر ہوتے ہین۔ بعض ایسے کامل ہوتے ہین کہ اپنی ولایت سے بہی باخبر ہوتے ہین اور دوسرے کی ولایت سے بہی واقف ہوتے ہین۔ یہی لوگ پورے ساقی ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شربت کوثر کو پیتے ہین۔ شمس الدین ہارونی پر ایک ولی خدا کی نظر پڑی تہی اسکے اثر سے وہ ولی ہوگئے ہین۔ کسی نے اُنسے بہی جاکر کہا کہ آج مولانا تمہارے حق مین ایسا فرماتے تہے وہ بہت خوش ہوتے اور شکر کا سجدہ کیا۔ پہر یہ حکایت بیان کی کہ حلب کے مدرسہ مین پڑہتا تہا۔ اتفاقاً ایک درویش آیا۔ اور مجہسے پانی مانگا۔ مین فوراً اٹہ کہڑا ہوا۔ پانی کا پیالہ ہاتہ مین دیا اور تہوڑا سا کہانا جو موجود تہا وہ بہی سامنے رکہدیا۔ میرے اس کام سے وہ درویش بہت خوش ہوا اور میری طرف ایسی میٹہی نظر ڈالی کہ اُس نگاہ کی لذت سے مجہے انزال ہوگیا۔ اُس خوشی سے

مین اپنے آپکو روک کر جب درویش کی طرف متوجہ ہوا تو اُسکو نہ پایا۔ اور وہ لذت مجھمین ہمیشہ موجود رہی لیکن جب سے مولانا کی خدمت مین آیا اور اُنکی نظر عنایت پڑی وہ پہلی لذت مولانا کی عنایت کے مقابلہ مین قطرہ سے بہی کم نظر آئی۔ خدا کا شکر ہی کہ مین مولانا کے صدقہ مین ولی شناس ہو گیا۔

روایت ہے کہ شیخ بدرالدین و افلاطون تبریزی جب قونیہ مین آئے تم اُنکو امیر علم الدین قیصریہ نے حضرت سلطان ولد کی خدمت مین پیش کیا۔ علم الدین وہ شخص ہے جس نے مولانا کا مزار تیار کرایا ہے۔ اور اُنکے کمالات بیان کرکے کہا وہ یہ دعوے کرتے ہین کہ مین ایکہزار درم سلطانی روزمرہ خدام کی خدمت کیواسطے بنا دیا کرونگا۔ اسلئے کہ آمدنی کم ہی اور خدام مولانا کے زیادہ ہین حضرت سلطان ولد کل خدام کے مصارف مہیا کرتے تھے اُنہون نے یہ قصہ مولانا صاحب کے سامنے عرض کیا۔ فاطمہ خاتون امیر عارف جلال الدین چلپی کی والدہ بنت شیخ صلاح الدین رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ اُسوقت مین بھی دروازہ کی درز سے دیکھنے لگی کہ دیکھے مولانا کیا جواب دیتے ہین۔ مولانا نے فرمایا سبحان اللہ عجب معاملہ ہی مین کوشش کرتا ہون کہ زر کو خاک کر ڈالون تاکہ فتنہ و فساد کی گرد بیٹھ جائے اور میرے خاندان سے کدورت دفع ہو۔ ایک ایسا شخص آیا ہی کہ وہ خاک کو سونا بناتا ہی۔ مگر اُسکو شاید فتنہ کا خوف نہین ہی۔ اُسکو خبر نہین ہی کہ اللہ تعالی زیادہ طلبی کو پسند نہین کرتا ہی۔ خدا کی قسم اللہ کے ایسے بہی بندے ہین کہ اگر پتھر اور ڈھیلے پر نظر کرین بغیر کیمیا کے سونا اور یاقوت ہو جائے۔ اُسیوقت مولانا اُٹھے اور مدرسہ کے سنگ مرمر کے ستون پر ہاتھ رکھا وہ سونیکا ہو گیا جسکی چمک سے نظر خیرہ ہونیلگی۔ بدرالدین تبریزی اور سب لوگ غش کھا کر گر پڑے۔ پھر فرمایا کہ بدرالدین کو خلیفہ حسام الدین چلپی کی خدمت مین لیجاؤ۔ یہ وہین رہا کرے۔

تا بدانند کہ بزر طامع نہ ایم | مانند از زر آفرین آوردہ ایم
آنکہ گر خواہد ہمہ خاک زمین | سر بسر زر گردد و در ثمین

فارغم از زر کہ بالبس پر غم | خاکیان را سر بسر زرین کنم
ہمچو جانت نگرود ملک و زر | زر بدہ سرمہ ستان بہر نظر

اُسکے بعد سے بدرالدین ہمیشہ اصحاب کی خدمت کرتے رہے اور کیمیاگری چھوڑ دی۔ آخر کو مولانا کے انتقال کے بعد امیر علم الدین قیصر یہ نے انہیں مولانا کے مزار کی تعمیر پر مقرر کیا۔

منقول ہے کہ ایک دن حضرت سلطان رکن الدین نے ایک تھیلی روپیہ کی بھیجی خواجہ مجدالدین نے وہ لیکر مولانا کی خدمت میں پیش کی۔ آپ ناخوش ہوئے اور فرمایا باہر پھینکدو جسکا جی چاہے لیجائے۔ فرماتے ہیں

قاش کان زتو بود برون انداز از خانہ | درون مسجد اقصیٰ سگ مردار چون باشد

چنانچہ وہ روپیہ باہر ڈالدیا مگر کسی نے ہاتھ نہیں لگایا۔ خواجہ مجدالدین نے یہ حال مولانا سے عرض کیا۔ فرمایا جسطرح ہو دیدو مگر کسی نے قبول نہیں کیا۔[1] خواجہ مجدالدین نے عرض کیا کہ اب میں اس روپیہ کو کیا کروں۔ مولانا نے فرمایا اگر مجھے دوست رکھتے ہو تو اس نقدی کو شہر کی خندق میں ڈالدو۔ جسوقت شہر کی خندق میں روپیہ ڈالا بہت سے لوگ روپیہ کے لالچ میں اُس میں کود پڑے اور جانیں کھوئیں۔ مولانا نے فرمایا دیکھا یہ دنیا ایسی زہر قاتل ہے کہ مخلوق اُسکی تلاش میں ایک دوسرے کو قتل کرتی ہے۔ یہ ایسی چیز ہے کہ مردان خدا کے منہ بھی اس سے تلخ ہوجاتے ہیں۔ اللہ اللہ جہانتک ہو سکے احتیاط کرنا چاہئے۔ تاکہ سیم کی آفات سے سلیم رہو۔

دنیا نہ بود عیدم من زشتی او دیدم | گلگونہ نہد بر روآن روسیہی زردم

روایت ہے کہ مشہور آفاق امیر احمد ماسری[1] انگلہ کے روسا میں سے تھے بہت دولتمند اور ذی رتبہ تھے۔ جبکہ حضرت سلطان العارفین چلپی قدس سرہ وہاں پہونچے شہر کے سب باشندے امیر احمد کی ترغیب سے اُنکے مرید ہوئے۔ امیر احمد نے بیان کیا

[1] اصل نسخہ میں یون ہی لکہا ہے۔

کہ ابتدائے شباب میں مینے آپکے دادا مولاناؒ صاحب سے کے متواتر حالات سُنے مجھے بھی شوق ہوا کہ باپ سے اجازت لیکر تونیہ جاؤں اور مولانا کی قدمبوسی حاصل کروں۔ مگر والدین نے اجازت نہ دی اور بھلا بھلا کر وقت گذارنے لگے۔ ایکدن رات کیوقت غایت شوق سے میں اُٹھا اور چند رکعتیں نماز حاجت کی پڑہیں اور سورہ انعام کو چالیس بار پڑہا کہ اس کی بدولت نعام الٰہی سے حصہ پاؤں اور مولاناؒ کی صحبت میسر آئے۔ صبح کے قریب آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ مولاناؒ اُسی لباس میں جیساکہ مین سنا کرتا تھا تشریف لائے۔ میں دوڑکر قدمونپر گرا اور پاؤنپر منہ رگڑنے لگا۔ مولاناؒ نے خادم سے قینچی مانگی اور میرے بال تراش کر سرکو بوسہ دیا اور چند بار برکت فرمایا۔ اور کہا شیخ تو مثنوی ہی میری جب آنکھ کھلی تر شے ہوئے بال سرانے رکھے پائے۔ اس معاملہ سے مجھے کچھ ایسی حیرت ہوئی کہ کچھ دنوں دیوانوں کیطرح گلیوں میں مارا مارا پھرتا تھا۔ آخر مینے ایک جلسہ کیا۔ فرجی (عبائے درویشی) پہنی۔ اور سماع کرنے لگا اور مثنوی کی تلاوت شروع کردی۔ اُسکے بعد مینے کچھ تحائف مولانا کو بھیجے اور اپنا حال لکھا۔ مولاناؒ نے مجھے خلافت کا شجرہ بھیجدیا اور مریدونمیں شامل کرلیا۔ اُنکے قبول کرنیکی ایک یہ بھی علامت ہے کہ آپ یہاں تشریف لائے۔ چنانچہ حضرت سلطان چلپی انہیں برادرانہ اور یار رکھتے تھے۔ پھر وہ از سر نو سلطان چلپی کے مرید ہوئے اور اپنے تمام خاندان کو بھی مرید کرایا۔

منقول ہے کہ ایک درویش نے خواب دیکھا کہ مولاناؒ نے مجھے مرید کیا اور میرے بال تراشے صبح کو اُس نے مولانا کے خدام سے یہ خواب کہا۔ خدام نے اُس شخص کو مولاناؒ کی حضور میں پیش کیا تاکہ مریدونمیں داخل ہو۔ مولانا نے فرمایا میں تو کل ہی اسکو مرید کرچکا ہوں اور بال تراش چکا ہوں وہی کافی ہے۔

منقول ہے ایک دن شیخ صدرالدین حدیث شریف پڑہا رہے تھے۔ بڑے بڑے عالم اور فاضل موجود تھے۔ اتفاق سے مولانا بھی اسوقت وہاں تشریف لائے۔ شیخ نے عرض کیا آج حضرت ہی درس فرمائیں تو اچھا ہے۔ مولاناؒ نے درس شروع کیا۔ ہر حدیث کے

بیان ہین متعدد حدیثین سند ہین لاتے تھے اور وہ عجیب و غریب معانی شرح و بسط کیساتھ بیان کئے کہ حاضرین دنگ رہ گئے۔ شیخ کو اُسوقت یہ خیال ہوا خدا جانے مولانا نے جو معنی حدیث کے بیان کئے یہ درست ہین یا نہین ہمنے تو کسی اور بزرگ سے اسطرح سنے نہین۔ رات کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ شیخ نے حضور مین عرض کیا کہ فلان حدیث کا کیا مطلب ہے۔ ارشاد ہوا مولانا نے جو بیان کیا وہی ہمارا مقصد ہے۔ اس خوشی سے شیخ کی آنکھ کھل گئی۔ صبح کو اپنے شاگردون سے ابھی خواب بیان نہین کرنے پائے تھے کہ مولانا صاحب وہان پھر تشریف لیگئے۔ اور فرمایا دیکھا کیسے شاہد عادل نے گواہی دی۔ اور پھر وہانسے اُٹھکر چلے گئے۔ شیخ صدرالدین کو اور زیادہ اعتقاد مولانا سے ہو گیا۔

منقول ہے ایک روز مولانا حمام مین تشریف لیگئے۔ اور پھر اُسیوقت فوراً کپڑے پھنکر نکل آئے۔ خادمون نے جلد واپس آنیکی وجہ دریافت کی۔ فرمایا حمامی ایک شخص کو حوض سے نکالنے لگا تاکہ میرے لئے جگہ ہو جائے۔ اس بات کو دیکھکر شرم سے مجھے پسینا آ گیا اسلئے مین باہر نکل آیا۔

منقول ہے ایک دن مولانا سے کسی نے عرض کیا فلان شخص بے وفا ہے۔ آپ نے پوچھا کیا وفا اچھی چیز ہے عرض کیا بیشک اچھی چیز ہے۔ مولانا نے فرمایا اب تمکو چاہیئے کہ وفا پر قایم ہو جاؤ۔ مولانا ہمیشہ فرماتے تھے۔ بحق وفاے وفاے مردان۔ اور پھر فرماتے۔ بحق وفاے حق تعالی فرماتے ہین۔

حق تعالی فخر آرد از وفا ۔۔۔ گفت من اوفی بعہد غیرنا
مرسگان را چون وفا آمد شعار ۔۔۔ روسگان را ننگ و بدنامی بیار
بیوفائی چون سگان را عار بود ۔۔۔ بیوفائی چون روا داری نمود
گر غلام ہندوے آرد وفا ۔۔۔ دولت او را میزند فال بقا

ایک دن کسی شخص نے مولانا کے سامنے بیان کیا فلان آدمی آپ کا منکر ہے اور برا کہتا ہے

فرمایا آدمی جہانگیر تو ہو سکتا ہی مگر جہان گیر کبھی نہین ہو سکتا۔

ایک روز مولانا حمام مین گئے۔ اپنے لاغر بدن کو ترحم کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ پھر فرمایا مجھے کبھی کسی سے ایسی شرمندگی نہین ہوئی جیسی کہ آج اپنے جسم سے ہوئی ہی۔ اس جسم نے بہت کچھ کھا اور بہت رویا کہ ایک روز بھی مجھے آرام سے نہین رکھتے۔ کوئی ایسا دن نہین گذرا کہ مجھے پورا قوت ملا ہو۔ مگر مین کیا کرون۔ میرے آسائش اُسکی تکلیف سے وابستہ ہی۔

اگر یکدم بیاسایم روان مین بیاساید ۔۔۔ من آن لحظہ بیاسایم کہ یک لحظہ نیاسایم

سچی بات ہی کہ عاشقون کی آسائش تکلیف مین ہی گنج رنج مین طرب طلب مین اور مرحومی وبستن میں ہے

کشاکش ہاست در جانم کشندہ کیست میدانم ۔۔۔ دمے خواہم بیاسایم ولیکن نیست امکانم

منقول ہے کہ ایک دن مولانا کی بیوی حضرت کرا خاتون نے مولاناؒ سے دریافت کیا اس حدیث کا کیا مطلب ہی اہل الجنۃ بلہ (اہل جنت احمق ہین) مولاناؒ نے فرمایا سچ تو ہی۔ اگر احمق نہوتے تو جنت اور نہرون سے کیون خوش ہوتے جسجگہ دیدار یار ہو وہان جنت وانہار سے کیا واسطہ۔ اور یہ رباعی فرماتے۔

در دوزخ اگر زلف تو درچنگ آید ۔۔۔ از حال بہشتیان مرا ننگ آید

ور بے تو بصحرائے بہشتم خوانند ۔۔۔ صحرائے بہشت بر دلم تنگ آید

جو بہشت باغ کے تماشہ مین مصروف ہوگا باغبان کے دیدار سے محروم رہیگا۔

جنت مرا بے روئے او ہم دوزخ است و ہم عدو ۔۔۔ من سوختم زین رنگ و بو کو فر انوار لقا

اور فرمایا کہ ایک دن کچھ صاحبدلون نے دیکھا کہ رابعہ رضی اللہ عنہا ایک ہاتھ مین آگ اور ایک مین پانی لئے دوڑی جا رہی ہین۔ لوگون نے پوچھا خیر ہی آپ کہان جاتی ہین۔ فرمایا اس لئے جاتی ہون کہ دوزخ کو پانی سے ٹھنڈا کر دون اور جنت کو آگ لگا دون تاکہ یہ دونون پردے راہ بھلانے والے درمیان سے اُٹھ جائین اور مقصود اصلی نظر آ جائے۔ اور اللہ کے بندے بغیر کسی امید یا خوف کے اللہ تعالیٰ کی خدمت کرین۔ اگر جنت کی امید اور دوزخ کا ڈر نہو

کوئی بھی حق پرستی نہ کرے۔

پشت این مشتے مقلد کے خمیدے در رکوع ۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ نہ در جنت امید[۵]

لیکن محبان مخلص کا مقصود اور مطلوب محبوب کا وصال ہے۔ اور دونون عالم وصال کی قیمت ہین۔

ہر کہ جز عشق خدائے احسن است ۔۔۔ گر شکر خواریست آن جان کندنست

از خدا غیر از خدا را خواستن ۔۔۔ ظن افزونست وکلی خواستن

منقول ہے ایکدن مولانا نے اثنائے وعظ مین جبکہ ہر طائفہ اور جماعت کے لوگ حاضر تھے یہ حکایت بیان کی۔ کہ ایک ترک شہر مین آیا کسی مدرسہ کے دروازہ پر پہنچا۔ دیکھا کہ مدرسہ کو صفائی کی ہے۔ بانی چھڑکا ہے۔ فقیہ بڑی بڑی پگڑیان عمامے باندھے اچھی اچھی جگہ بیٹھے۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ درباچی آیا۔ اُس نے گوشت روٹیان ہر ایک کو تقسیم کین۔ ترک کو یہ حالت بہت ہی پسند آئی دوسرے دن بیچارے ترک نے سب اہل وعیال کو چھوڑ دیا جبہ پہن کر اور عمامہ باندھکر مدرسہ مین آیا۔ مدرس کو سلام کرکے اُسکے پیچھے جا بیٹھا۔ مدرس درویش بھی تھا وہ سمجھ گیا کہ یہ عالم نہین ہے مگر غرض کیوجہ سے لباس مین آیا ہے۔ مدرس نے اُس سے کہا کہ اے عزیز۔ ظاہر کی آرائش اور جبہ و دستار سے کوئی دانشمند اور فقیہ نہین ہو سکتا۔ بے مجاہدہ کے مشاہدہ نصیب نہین ہوتا۔ برسون خون جگر کھانا چاہتے۔ برسون سبق کی تکرار کرنا چاہتے۔ برسون چراغ کے دھوین سے کپڑے رنگنا چاہتے۔ جب کہین توفیق آلہی سے نالایق لایق بنتے ہین اور نا لایق لوگونسے لیاقت سیکھنی چاہتے۔ آجکل ایک جماعت صورت پرستونکی ہے۔ صورت کی آرائش مین مصروف ہین اور ظاہر کی ترتیب پر اکتفا کر لیا ہے۔ عبائے درویشی دکہاویکے واسطے پہن لی۔ مگر ہرگز معنے جاننے والے۔ معنی دیکھنے والے۔ اور معنی کو حل کرنیوالے نہین ہین۔

سالہا باید کہ اندر آفتاب ۔۔۔ لعل یابد رنگ ورخشانی وتاب

تاکہ پشک ومشک گردد اے مرید ۔۔۔ سالہا باید در آن روضہ چرید

ہیچو تارے شد دل وجان در شہود ۔۔۔ تا سر رشتہ بمن روے نمود

چون خیال میشود در زہر تن — تا خیالات از درونہ روفتن

شیخ محمود نجار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک روز مدرسہ مین سماع کا بڑا جلسہ تہا شیخ فخرالدین عراقی اُس زمانہ کے عارف تھے۔ سماع مین اُنپر حالت طاری ہوئی۔ دستار او رجبہ گر گیا نعرے مارتے تہے اور چرخ لگاتے تہے۔ مولانا اکمل الدین نے کہا اگر مولانا صاحب کی عنایت رہی تو فخرالدین عراقی دس ہی زیادہ اچھی خوابین دیکھینگے۔ مولانا صاحب نے فرمایا بشرطیکہ اس طرف متوجہ ہون اور ہمکو سپٹین۔ آخرالامر وہ مولانا کے ملحوظ نظر ہوگئے۔ مولانا کی اجازت سے معین الدین پروانہ نے شیخ فخرالدین عراقی کو توقات مین بلایا۔ وہان اُنکے واسطے خانقاہ عالیشان بنائی ہمیشہ وہ مولانا کے بعد بھی مدرسہ کے سماع مین آتے تھے۔ اور مولانا کے حالات بیان کرکے رویا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مولانا کو کسی نے پورے طور پر نہین پہچانا۔ اس عالم مین غریب (نادر) آئے اور غریب ہی گئے۔

درجہان آمد روزے دو بار و نمود — آنچنان زود برون شد کہ ندانیم کہ بود

حکایت ایک روز مولانا معرفت کے بیان مین فرمانے لگے۔ تالاب کی مچھلیونکے لئے جب تک روٹی کے ٹکڑے پانی مین نہ ڈالو وہ پانی سے سر باہر نہین نکالینگی اسیطرح جبتک ہماری حکمت پانی مین جو ہماری جان کی نہر مین جاری ہے۔ صدق طلب اور اعتقاد درست اور خلاص بے ریا نہ ڈالوگے معانی اعلیٰ کی مچھلیان بقدر لیاقت طالبین اس نہر سے سر باہر نہین نکالینگی۔ اور کسی شکاری کی شست مین نہ پھنسین گی اسلئے کسر نفسی اور بہت عاجزی کرو کہ اضطراب اور اضطرار موجب استحقاق کا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ

حق تعالیٰ کو سمٰوات آفرید — از برائے دفع حاجات آفرید

ہرچہ روئیدا زپئے محتاج رست — تا بیابد طالبے چیزیکہ جست

تا نگرید طفلکے نازک گلو — کے روان گردد ز پستان شیر او

حکایت مولانا کے خادمون مین سے ایک صاحب کو کچھ مصیبت پیش آئی۔ آپ نے

اُنسنے فرمایا دنیا کے معاملات کے رنج کا سبب دنیا کی محبت ہی جسوقت اس جہان سے آزاد ہو جاؤ گے۔ اپنے آپکو مسافر سمجھو گے۔ اور جس رنگ کو یا جس مزہ کو چکھو اُسکو فانی سمجھو گے اُسیوقت سے دنیا کے۔ رنج و غم دلسے جاتے رہینگے۔ اور فرمایا وہی شخص اچھا ہی کہ اہل فقہ اور حکمت کی مجلس مین بیٹھتا ہی۔ اور غریب و مفلسونسے میل جول رکھتا ہی۔ پھر فرمایا۔ آزاد مرد وہ ہے جو کسی ستانیسے رنجیدہ نہ ہو۔ جوان مرد وہ ہی کہ جس شخص کو اپنا دینی ضرور ہی اُسکو بھی اپنا نہ دیں [illegible]

تا درین خرقہ ایم از کس ما … ہم نرنجیم و ہم نہ رنجانیم

مروی ہے کہ خادمون مین سے ایک شخص نے مولانا سے قلت سامان دنیوی کی شکایت کی اور ترقی معاش کیواسطے نہایت عجز و زاری سے التماس کیا۔ مولانا نے فرمایا اچھا جاؤ مجھسے دشمنی پیدا کرو محبت چھوڑ دو۔ پھر دنیا تجھے عزیز رکھیگی۔ اور اللہ تعالی تجھے دولت دیگا اُسنے کہا یہ تو مجھسے نہو گا۔ تو فرمایا۔ بس مفلسی و درویشی پر صبر کرو۔ اللہ تعالی دولت استغنا عطا کریگا۔ اور نوائے الہی سنو گے۔ سوائے مردان خدا کے اور کسی کے پاس دین اور دنیا جمع نہین ہو سکتی اور یہ رباعی پڑھی ۔

اے طالب دنیا تو یکے مزدوری … وے عاشق خلد ازین حقیقت دوری

زی شاد بہرو و عالم از بیخبری … شادی و عیش را ندیدہ معذوری

منقول ہے کہ ایک شخص کی اشرفیونسے بھری ہوئی تھیلی گم ہوگئی۔ وہ شخص حیرو دیوکیطرح دوڑا دوڑا پھرتا تھا۔ اور ہر ایک سے تھیلی کا حال دریافت کرتا تھا۔ اتفاقاً مولانا سے بھی سامنا ہو گیا۔ آپ نے اُس سے فرمایا یہ نہ کہو کہ گم ہوگئی بلکہ یہ کہو کہ پالی ۔

منقول ہے کہ ایک شخص نے مولانا سے عرض کیا کہ اس عالمِ دنیا سے مین بالکل سیر ہو گیا اور یہان مجھے سخت رنج و الم ہی۔ کاش مین اُس عالم مین پہونچ جاتا جہان حضرت ذات باری تعالی ہی۔ مولانا نے فرمایا۔ وہان جانیسے کیا فائدہ ۔

بیرون ز تو نیست ہر چہ در عالم ہست … از خود بطلب ہر آنچہ خواہی کہ توئی

روایت ہے کہ ایک مجمع مین بہت سے لوگ موجود تھے ہر ایک شخص ہر معاملہ مین گفتگو کر رہا تھا۔ مولانا کا ایک خادم چپ بیٹھا تھا۔ مولانا نے فرمایا۔ بھائی تم کیون خاموش بیٹھے رہے کچھ تمنے گفتگو نہین کی۔ اُس نے عرض کیا۔ ایسے اکابر کے جلسہ مین میری ہمت قاصر رہی۔ فرمایا تمنے منہ تو کھولا ہوتا ہم تمہارے منہ سے سب کچھ بیان کر دیتے۔

مولانا کے خاص خادم چلپی جلال الدین معروف بہ اسفہار جو امیرزادونمین سے ہین بیان کرتے تھے کہ مولانا نے بطور قاصد کے قیصریہ کو معین الدین پروانہ کے پاس خط لیجانیکے واسطے مجھے مقرر کیا۔ اور اکثر مین ہی خط لیجاتا تھا۔ مولانا حسام الدین چلپی نے خط لکھا اور مولانا صاحب بتلاتے گئے۔ خط لکھکر مجھے دیا۔ مینے سر پر رکھا۔ مولانا صاحب کے قدم چوم کر مینے عرض کیا کہ اگر زبانی سوال کرین تو کیا جواب دون۔ فرمایا۔ تو وہان منہ کھولنا مین سب گفتگو تیرے منہ سے ادا کرونگا مین رخصت ہو کر معین الدین پروانہ کے پاس پہنچا۔ سب امرا نے سروقد تعظیم میری کی۔ اور پروانہ نے کھڑے ہو کر خط پڑہا اور عبارت کی بار بار تعریف کرتا جاتا تھا اور جو میرا مطلب تھا وہ بھی پورا کر دیا پھر مجھسے مولانا کے حالات اور مزاج کی کیفیت دریافت کی۔ مینے ایسی تقریر کی کہ مین خود بھی بیہوش ہوگیا اور سب حاضرین رونے لگے اور مولانا کی صحبت کی جدائی کا افسوس کرتے تھے۔ آخر مین معین الدین پروانہ نے مجھسے دریافت کیا کہ تم تو بارہا یہان آئے ہو مگر اسطرح سے کبھی ہمنے معرفت کے اسرار تمسے نہین سنے۔ مینے وہ سب قصہ بیان کیا۔ اور اُنھون نے بہت سے تحائف مولانا کیواسطے بھیجے۔

منقول ہے کہ افلاطون زمان خواجہ اکمل الدین طبیب طاب ثراہ ایکدن مولانا کی زیارت کو آئے۔ وہ اُس روز بہت قیمتی اور تکلف لباس پہنے تھے۔ مولانا اُسوقت حضرت حسام الدین چلپی کے مکانمین تھے۔ اکمل الدین وہین حاضر ہوئے اور بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد مولانا نے اُنکے کان مین کچھ کہا۔ اُنہون نے سجدہ کیا اور سب کپڑے قوالونکو دیکر چلیے۔ حسام الدین چلپی نے دوسرے وقت اُنسے پوچھا کہ مولانا نے کیا فرمایا تھا۔ اُنہون نے بیان کیا کہ مجھے یہ خیال آیا کہ ایسے لباس کیا تھہ مجھے مولانا نے کیون قبول کرلیا۔ اس مین بھی کچھہ مصلحت ہوگی۔

اور اُسکے ساتھ ہی مجھے اپنی حالت نہایت عاجز اور مسکین معلوم ہوئی۔ اُسوقت مولانا نے میرے کان مین کہا کہ افسردہ نہو۔ ہمارا اصلی جامہ تن ہے جس مین اُسکی ہی پروا نہین ہے تو لباس تو ایک بالائی چیز ہے۔ اُسکا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالی تمہاری صورتون اور اعمالونکو نہین دیکھتا ہے بلکہ قلب اور نیت کو دیکھتا ہے۔ یہ کوشش کر کہ جان کی تیرے ذریعہ سے شناخت ہو نہ کہ تو کپڑونکے ذریعہ سے پہچانا جائے۔ یہ بات سُنکر مینے اُسکے شکریہ مین سجدہ کیا اور کپڑے قوالونکو دیدئے اور پھر جب تک کمال الدین زندہ رہے کبھی پر تکلف لباس نہین پہنا۔

منقول ہے کہ مولانا کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرح لحسن سے بہت رغبت تھی۔ پندرہ پندرہ بلکہ پچیس پچیس دن تک آپ افطار نہین کرتے تھے اور کچا لحسن کہاتے تھے اور فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لحسن کی بابت حضرت مولا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالی عنہ کو بھی ہدایت فرمائی تھی۔

والدہ حضرت عارف چلپی قدس سرہٗ فرماتی ہین کہ میری نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ مگر ایک مہینے تک مولانا کو دیکھا کہ روزہ افطار نہین کیا۔ اور حضرت میرے معلم بھی تھے۔ ایک روز فرمایا فاطمہ خاتون گھر مین دہی بھی ہے۔ مینے عرض کیا ہے مگر بہت کھٹا ہے۔ فرمایا ایک پیالہ مین بھر کر لاؤ مین لیگئی۔ اُس مین بیس لحسن کی گٹھیان ڈلوائین۔ اور رکھوا دیا۔ آدھی رات کیوقت پھر تشریف لائے اور وہی دہی منگا کر پیالہ کا پیالہ پی لیا۔ مینے اُس مین سے ذرا سا چکھا۔ میری زبان جل گئی اور آبلہ پڑ گیا وہی پی کر نماز تہجد شروع کی صبح تک نماز مین مصروف رہے جب خادم آگئے تو سماع شروع کر دیا سات رات دن برابر سماع مین رہے اور ایک لمحہ کو آرام نہین کیا۔ آٹھوین روز حمام کو گئے ایک ہفتہ وہان رہے۔ یہ حالت دیکھکر بہت سے منافق استغفار کر کے خادمون مین شامل ہوئے

ایک روز مولانا فرماتے تھے مینے اس دنیا کی تین چیزین پسند کی ہین۔ سماع۔ فقاع۔ (ایک قسم کا شربت) اور حمام۔

چلپی شمس الدین ولد مدرس کا بیان ہے کہ ایکدن مولانا کی صاحبزادی ملکہ خاتون نے اپنی

لونڈی کو مارا۔ اتفاق سے مولانا بھی اُسوقت آ گئے۔ آپ نے غصہ ہو کر فرمایا کیون اُسے مارتی ہو اور رنجیدہ کرتی ہو۔ اگر وہ مالک ہوتی اور تم لونڈی ہوتین تو کیا ہوتا۔ تم یہ چاہتی ہو کہ مین فتویٰ اس امر کا دیدون کہ دنیا مین کوئی کسی کا باندی غلام نہین ہے۔ سب اللہ کے باندی غلام ہین۔ اور حقیقت مین وہ سب ہمارے بہن بھائی ہین۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ مینے سب کو نفس واحد پیدا کیا ہے۔ صاحبزادی نے اُسیوقت توبہ کی۔ اُسکو آزاد کر دیا۔ اور جو کچھ پہنے ہوئے تھین سب اُسکو دیدیا۔ اور جب تک زندہ رہین کبھی لونڈیون پر سختی نہین کی۔ مولانا فرماتے ہین ۔

شرم دارم از نبیؐ ذوفنون البسوہم گفت مما یلبسون
مصطفیٰ کرد این وصیت مومنون اَطْعِمُوا الْاَذْنَابَ مِمَّا تَاْکُلُوْنَ
من چو پوشم از خز و اطلس لباس زان بپوشانم حشم را نے پلاس

ایک شخص نے مولانا سے سوال کیا کہ نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کا کیا فائدہ ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ہر صلوٰۃ مکتوبہ کے بعد آیت الکرسی پڑھیگا اللہ تعالیٰ خود اُسکی روح قبض فرمائیگا۔ ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ اور کیا فائدہ ہو سکتا ہے کہ ذات باری خود قبض روح فرمائیگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی لیئے ہمیشہ پڑھتے تھے اور اُمت کو اُسکے پڑھنے کی ترغیب دلائی۔ آیت الکرسی کی فضیلت عرش سے زیادہ ہے۔ اور یہ عنایت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیواسطے ہے۔

منقول ہے کہ مولانا نے ایکدن فرمایا کہ میری قبر بہت بلند بنانا تاکہ دور سے نظر آسکے جو شخص میری قبر دیکھکر اعتقاد پیدا کریگا۔ اور میری ولایت کا یقین کریگا وہ جنتی ہوگا۔ اور جو شخص محبت کامل سے میری قبر کی زیارت کریگا اور نماز نفل ادا کریگا جو حاجت اُسکی ہوگی اللہ تعالیٰ وہ بر لائیگا۔ اور اُسکے سب مقصد اور دین و دنیا کے مطالب پورے ہونگے ۔

زبس دعا کہ بکردم دعا شدست وجودم کہ ہر کہ بیند رویم دعا بخاطرش آید

اور فرماتے تھے کہ دعا مثل تیر کے ہے اور میرے خادمونکی آمین اُس تیر کے پر ہین ۔

بجاہ ازل چو بخواہی عطا نقد رست شغلہر	کہ آن مہ رو نظر باید بر و تا سال آئندہ

نقل صحیح سے منقول ہے کہ ایکدن مولانا نے فرمایا کہ میری قبر سات بار بنائی جائے گی۔ آخری بار ایک دولتمند ترک میری قبر اسطرح بنائیگا کہ ایک اینٹ سونے کی ہوگی اور ایک اینٹ چاندی کی۔ اور میری[1] قبر کے گرد بہت بڑا شہر آباد ہوگا اور میری قبر بیچ آبادی میں ہوگی۔ اور اُس زمانہ میں مثنوی کا چرچا خوب ہوگا۔

منقول ہے ایک روز مولانا کے سامنے قاری صائن الدین کی قرأت اور قرآن خوانی کی تعریف ہوئی۔ لوگوں نے کہا کہ وہ اپنے وقت کے ابو حفص ہیں۔ روز ایک قرآن ختم کر کے سوتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا یہ سچ ہے۔ لڑکے لڑکوں ہی کو اچھا جانتے ہیں۔ اور دوراندیشی کو نہیں جانتے۔ قرآن پاک میں چار چیزیں ہیں۔ ایک عبارت۔ دوم اشارت سوم لطائف چہارم حقائق۔ عبارت تو عوام کیلئے ہے۔ اور اشارت خواص کیلئے۔ لطائف اولیاء اللہ کے لئے مخصوص ہیں۔ اور حقائق انبیاء علیہم السلام کا حصہ ہے۔ ایک دن صائن الدین نے خود مولانا سے عرض کیا کہ آج شب میں مولانا کے عشق میں میں نے قرآن ختم کیا۔ مولانا نے فرمایا نطرۃ النہا اور چیز ہے پڑھنا اور شے ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عشا کی نماز پڑھتے تھے۔ سورۂ اذا زلزلت پڑھی جب اس آیۃ پہ پہنچے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ پہنچ ما بیہوش ہو گئے۔ سات روز تک بیخود جانماز پر پڑے رہے۔ اگر قرآن پڑھنا چاہتے ہو تو اسطرح پڑھو کہ تمہیں پاس بلائیں نہ کہ تمہیں اور دروازہ سے دور ہٹا دیں۔

عروس حضرت قرآن نقاب آنگہ براندازد	کہ دار الملک ایمان را مجرد بیند از غوغا

نقل ہے کہ ایک روز قاضی سراج الدین ارموی رحمۃ اللہ علیہ نے چند مشکل اور دقیق

---

[1] اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی یہ پیشین گوئی عنقریب پوری ہونے والی ہے۔ قریب ہی زمانہ میں مولانا کے مزار کی مرمت کا حال عربی اخبارون میں شایع ہو چکا ہے۔ ریلوی لائن کی وجہ سے اب آبادی کی توسیع بھی ہوتی جاتی ہے۔ المترجم۔

مسائل اور نکات کتابوں سے چہانٹے اور اپنے شاگردونکو یاد کرائے۔ قاضی کا علم و فضل سب لوگون مین مسلم تھا۔ اور شاگردونکو سمجھا یا کہ مین اپنا کمال مولانا کو دکھانا چاہتا ہون جسوقت مین اُنسے بحث شروع کرون تم میری فروگذاشت پر نظر کرنا اور بتاتے جانا۔ دوسرے دن نماز صبح کیوقت قاضی نے دیکھا کہ مولانا اُسکے گھر مین تشریف لائے اور ہیبت کی نظر سے اُسکو دیکھکر ویسے ہی پلٹ گئے۔ وہ پیچھے پیچھے دوڑا دروازہ کے باہر کسی کو نہین پایا۔ پھر ذرا دیر کے بعد دیکھا کہ مولانا قاضی کے بالاخانہ سے اُترے اور باہر کو چلے گئے۔ قاضی حیرت زدہ رہگئے اور بالاخانہ پر ادائے نماز کیواسطے گئے وہان بالاخانہ کی دیوار پر دیکھا کہ جو مسائل اُسنے تلاش کرکے مولانا سے مناظرہ کیلیے جمع کئے تھے وہ سب لکھے ہوئے ہین اور اُنکے نیچے علیحدہ علیحدہ سب کے مفصل اور جامع جواب بھی درج ہین۔ اُسیوقت اپنے خیال سے قاضی نے توبہ کی فورًا مولانا کے پاس آئے اور اپنے قصورونکی عذر خواہی کی۔ اور یہ واقع شہر کے بزرگونکے سامنے بیان کیا۔ یہی سبب تھا کہ مولانا کی رحلت کے بعد جماعت کثیر نے تحریم سماع اور رُباب وغیرہ کی بابت کوششین کین اور اُس مین قاضی سراج الدین کو بھی شریک کرنا چاہا مگر وہ شریک نہین ہوئے۔

ایک دن مولانا حسام الدین چلپی نے مولانا صاحب سے دریافت کیا کہ یہ ہمارے ہموطن قاضی سراج الدین کیسے آدمی ہین۔ مولانا نے فرمایا۔ کہ یہ شخص حوض کے گرد گھوم رہا ہے۔ مگر داخل نہین ہوا ہے۔ البتہ امید ہے کہ ناامید نرہیگا اور مدعا حاصل ہوگا۔

شمس الدین ولد مدرس رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب کوئی شخص مولانا سے بیعت ہوتا تو آپ دعا فرماتے الٰہی یہ لوگ بھیڑیونکے فساد سے محفوظ رہین۔ خادمون نے عرض کیا حضرت بھیڑئے کون ہین۔ فرمایا۔ راہ حق کے سالکونکے راہزن اہل دنیا۔ اہل بدعت۔ اور جاہل منکر اہل دل۔

منقول ہے کہ سماع مین جب مولانا مست ہوجاتے تھے تو قوالونکے ہاتھ پکڑکر چرخ کہاتے تھے اور یہ درود شریف پڑھتے تھے اللھم صل علی محمد و علی آل محمد۔

منقول ہے ایکدن حجام مولاناکا خط بنا رہا تھا۔ اُسنے عرض کیا داڑہی کسقدر رکھون فرمایا اسقدر رکھو کہ مرد وعورت مین فرق معلوم ہووے۔ دوسرے دن فرمانے لگے مجھے قلندرون پر رشک آتا ہو کہ وہ داڑہی بالکل نہین رکھتے ہین۔ اور یہ حدیث بیان فرمائی۔ من سعادت المرء اور فرمایا کہ صوفیونکے واسطے داڑہی اچھی چیز ہو۔ لیکن اُس کی آراستگی خدارسیدون کا ہی کام ہو۔

ایک روز مولانا مدرسہ مین کھڑے تھے۔ سب خادم حاضر تھے۔ فرمایا خدا کی قسم دنیا مین سوائے ایک کے اور کوئی نہین ہو۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہو اور تمہارے واسطے ہو۔ اور تمہارے لئے کوشش کرتا ہو اور تمکو چاہتا ہو۔ چنانچہ فرماتے ہین۔

من از برائے مصلحت در حبس دنیا ماندہ ام　　من ازکجا حبس ازکجا مال کرا دزدیدہ ام

یہ کلام سنکر خادمون نے شکر ادا کیا۔

شمس الدین ولد مدرس نے بیان کیا کہ ایکدن مولانا صاحب نے فرمایا کہ ہمارے خواجہ فقیہ احمد رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ چالیس برس تک راتدن مجاہدے اور ریاضتین کین تاکہ علم کی بیماری مجھسے جاتی رہے اور مین اُس حجاب سے نکل آؤن مگر مین دیکھتا ہون کہ ابھی تک اُسکا اثر باقی ہو۔ جسقدر دل کی لوح سادہ ہوگی اُسیقدر قربت زیادہ ہوگی۔ اسلئے کہ لوح محفوظ لوح حافظ سے اعلی ہو۔ اور مولانا صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میرے والد بہاؤالدین ولد بھی کہا کرتے تھے کہ اگر علم نہوتا تو خوب ہوتا۔ اور یہ شعر پڑہتے۔

دل زدانشہا بشستم آشنائی یافتم　　ظلمت ہستی نماندم روشنائی یافتم

اب طالب کو چاہئے کہ جب مدرسہ فقر مین آئے تو خالی ہوکر آئے۔

منقول ہے ایکدن مولانا نے عارف ہمدانی علاءالدین برمانوس رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا اگر تجھسے کوئی پوچھے مولانا کیسے تھے تو یہ جواب دینا کہ نہ تو دیکھ سکتا ہو اور نہ تو سن سکتا ہے یعنی انکی عظمت کو نہین دیکھ سکتا۔ اور اُنکے اسرار نہین سُن سکتا۔ پھر فرمایا دس من روٹی کھانا

اور فضلہ دفع کرنا آسان ہے۔ ایک من روٹی کھاکر بغیر فضلہ دفع کئے ہوئے ہضم کرنا مشکل ہے۔ علما ظاہر علوم پڑھتے ہین اور پھینکتے ہین۔ اگر ایکبار اسطرح سے کھایئن کہ اس مین سے کوئی چیز گرنے نہین تو بار بار دانتونکو چبانیکی تکلیف نہو اور پھر خاموشی اختیار کرین۔

شصت فرسنگ از سخن بگریز
که ز دام سخن درین شستی

مولانا نے یہہ بھی فرمایا کہ مرنیکے وقت لوگون نے دیکھا کہ حکیم سنائی علیہ الرحمہ کچھ آہستہ آہستہ کہتے ہین کان لگاکر سنا تو یہہ بیت پڑہتے تھے۔

باز گشتم زانچہ گفتم زانکہ نیست
در سخن معنے و در معنے سخن

منقول ہے کہ معین الدین پروانہ نے چاہا کہ تاج وزیر کے بیٹے کو قونیہ کا قاضی کرے۔ اُسنے کہا تین شرطون پر قضا قبول ہے۔ اول یہہ کہ رباب بجانیکی ممانعت ہوجائے۔ دوم جو عامل ملازم ہین موقوف ہون۔ سوم موقوف شدہ عاملونکی جگہہ امانت دار رکھے جایئن معین الدین نے کہا کہ دو آخری شرطین منظور ہین۔ مگر پہلی شرط کسی طرح قبول نہین اسلئے کہ اُسکو ایک بڑے بادشاہ (یعنی مولانا) نے جاری کیا ہے۔ مگر اُس نے قاضی ہونا قبول نہین کیا۔ یہ خبر مولانا کو بھی ہوئی آپ نے فرمایا سبحان اللہ رباب بھی کیسا دستگیر ہے کہ اُسکو قضا کے ہاتھ سے بچالیا۔ آخر کو تاج وزیر کی سب اولاد مولانا کے خادمون مین شامل ہوگئی۔

روایت ہے کہ ایک دن سلطان ولد نے مولانا سے عرض کیا۔ دنیا بھر کے صوفی باہم خوب میل جول رکھتے ہین۔ اور کبھی آپس مین بحث و تکرار نہین ہوتی۔ لیکن ہمارے ہان کے خادم بے وجہہ اور بے سبب آپس مین لڑتے ہین۔ اور موافقت سے نہین رہتے مولانا نے فرمایا۔ یہ ٹھیک ہے۔ اسلئے کہ ایک ہزار مرغیان ایک جگہہ رہتی ہین اور نہین لڑتین مگر دو مرغ ایک جگہہ نہین رہ سکتے۔ ہمارے خادم مثل خروس (مرغ) کے ہین اسلئے بلند شور ہین

چون نبی سیف بودست آن رسول
امت او صفدرانند و فحول

مصلحت در دین ما جنگ و شکوہ
مصلحت در دین عیسے غار و کوہ

شیخ محمود صاحبقران کا بیان ہے کہ کسی شخص نے مولانا سے عرض کیا کہ آپکے خادم سب باہم لڑتے ہین۔ فرمایا بھائی بھائی گو باہم لڑین مگر باپ تو دونون سے صاف ہے۔

ایک دن مولانا کے سامنے تذکرہ ہوا کہ دیکھو یہ صوفی بھی کیسے منافق ہین اور باہم خوب اچھی طرح گذر کرتے ہین۔ مولانا نے فرمایا کہ نہین کرتے ہین بلکہ خوب غرق ہوتے ہین اہل دنیا کا باہمی سلوک نفاق سے ہے وہی ڈوبنا ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ شیخ مثل آفتاب کے ہے اگر وہ طلوع کرے تو مرید بھی طلوع کرے۔ اگر وہ غروب ہو تو مرید بھی غروب ہوجائے۔ تاکہ پیر کی پیروی اور اطاعت بخوبی ثابت ہو۔

منقول ہے مولانا نے ایک صاحب سے فرمایا کہ گو تو اسوقت مثل سونیکے ہے مگر لازم ہے کہ اور عمدہ سونا بنجائے۔ جسوقت کٹھرا مین آکر سیکڑون تاؤ کھائیگا۔ اور ریاضت کی ایرن پر چوٹین کھائیگا اُسوقت کہین سلیمان کی انگوٹھی یا کسی بادشاہ کے تاج کا گوشوارہ بنیگا۔ سب آدمی آدمی ہین مقلد مسلمان ہین۔ مگر محقق آدمی جب ہی ہوسکتے ہین کہ بھٹی مین عشق کی تاؤ کھائین اور صبر کی ایرن پر تکلیفونکی چوٹین سہین مشکلونکو برداشت کرین۔ اور عوام کی باتو نپر تحمل کرین پھر صفائی پاکر اللہ تعالیٰ کا آئینہ بن جائینگے۔

حکایت ہے کہ ایک روز معین الدین پروانہ شیخ صدر الدین کی خدمتمین حاضر ہوا ادہر اُدہر کی باتین ہوکر شیخ نے فرمایا کہ آج شب مجھے عالم ملکوت مین عروج ہوا۔ اور بہت سے حجاب طے ہوئے۔ مولانا کو بام عرش پر کھڑا ہوا پایا۔ اور اُنہین وہ قرب حاصل ہے کہ کسی ولی کو نصیب نہین ہے۔ معین الدین پروانہ معتقد ہوکر دوسرے دن مولانا کے حضور مین مع امراء کے حاضر ہوا اور ادب سے بیٹھ گیا۔ اُسکے ابتدائے کلام سے پہلے مولانا نے فرمایا کہ امیر معین الدین شیخ نے جو کچھ کہا اور دیکھا وہ صحیح ہے۔ مگر مینے شیخ کو کہین نہین دیکھا۔ اور پھر سماع شروع کیا اور یہ غزل پڑہی۔

اگر حریف منی ابس بگو کہ دوش چہ بود — میان این دل وآن یار مہرویش چہ بود

وگر بچشم ندیدی جمال ما ہمدوش — مرا بگو کہ در ان حلقہائے گوش چہ بود

وگر تو بامن ہم خرقہ و ہم رازی — بگو کہ صورت آن شیخ خرقہ پوش چہ بود

اگر فقیری و ناگفتہ رازے شنوی — مگر اشارت آن ناطق خموش چہ بود

وگر شناختہ حاصل الس وجان زکجاست — یکیست اصل لب این وحشتے وجوش چہ بود

وگر بدیدی وجانے کہ بشت روش منیت — بگو تصور عشاق لیشت روش چہ بود

وگرنہ عشق نہ سر دفتر غرض ماہم — ہزار دفتر پیغام وگفت گوش چہ بود

معین الدین پروانہ یہ حال دیکھکر ایسا بیخود ہوا کہ مجال کلام نرہی اور وہانسے رخصت ہوکر چلا گیا۔

مولانا کے خاص خدام سے منقول ہو کہ خواجہ فقیہ احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت بہاء الدین ولد سے ہدایہ پڑہتے تھے۔ اُسدن حضرت بہاء الدین ولدؒ نے اسقدر نکات بیان کئے کہ فقیہ احمد حیران ہوکر اُٹھے اور اپنی سب کتابیں جلاکر قبرستان میں جا بیٹھے۔ جب تک حضرت بہاء الدین ولد زندہ رہے وہ قونیہ میں نہیں آئے اُنکی رحلت کے بعد شہر میں آتے۔ اور اُنکی کرامت کی شہرت ہوئی لیکن مولانا روم صاحب جب اُنکی طرفسے گذرتے تو چیخین مارتے اور کہتے راہ صاف کرو کہ خزانہ غیبی آتا ہے۔ اور دور سے مولانا کو سجدے کرتے۔ چندبار یہ حالت بہت لوگون نے دیکھی مولانا اُنھین دیکھکر فرماتے تھے کہ یہ شخص اقتدا کے قابل نہیں ہے بلکہ مخلص مقتدی ہے اور اپنی کملی کو ڈوبنے سے بچا لیا ہے۔ اور نجات پائی ہے۔ مولانا روم کی بیوی صاحبہ کو ایک دن صبح کیوقت کچھ شور کی آواز آئی۔ اُنھون نے مولانا سے کہا کہ آج ملائک آسمان کے شور کی آواز متواتر آرہی ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ فقیہ احمد کی روح کو فرشتے آسمان پر لئے جاتے ہین۔ چنانچہ چاشت کیوقت سنہ چھہ سو اٹھارہ ہجری میں اُسی وقت فقیہ احمد کا انتقال ہوا۔ اور مولانا نے جاکر نماز پڑہائی اور دفن کیا۔ حبیب فقیہ آقشہری اور استاد ذکریا ترقانی بھی حضرت بہاء الدین ولد کے خاص شاگردونمین سے تھے۔

نقل ہے کہ کسی نے مولانا سے عرض کیا کہ فلان ولی کامل کا آج انتقال ہوا۔ درحقیقت وہ ولی نہ تھا مگر عوام اُسکو ولی جانتے تھے۔ وہ زمانہ شروع بہار کا تھا۔ مولانا نے فرمایا تمام دنیا

کی نباتات اور ریاشما نو زندہ ہین وہ کیسا خدا کا بندہ تھا کہ اس موسم مین مرگیا۔ کیونکہ علی الاکثر انبیا اور اکابر اولیا کا انتقال فصل خزان اور شدت سردی مین ہوتا ہی۔ چنانچہ خود مولانا صاحب کا انتقال بھی شدیہ جاڑونکے موسم مین ہوا۔

مولانا شمس الدین ملطی رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہی کہ ایک روز مولانا نے فرمایا کہ ہمارے دوستو مین سے خادم کوئی کام کا نہین نکلا۔ اور اُنسے کوشش نہین ہوسکتی۔ بہتر یہی ہی کہ اُنسے پہلے مین اُس عالم مین جاؤن اور اُنکے لئے درجات مہیا کرون۔ تاکہ اُنہین عقوبت کی مشکلین آسان ہوجائین۔

مولانا کے اصحاب سے منقول ہی کہ مجد الدین جندی معین الدین پروانہ کی صحبت مین ایک شخص تہے اُنھون نے شیخ صدرالدین اور دیگر علما و مشائخ کے سامنے یہ دعوے کیا کہ آج کی صحبت مین مولانا جو کچھ فرمائینگے مین ہر بات کا انکار کرونگا تاکہ اُنکو الزام دون۔ شیخ صدرالدین نے بہت منع کیا اور سمجھایا کہ اولیاء اللہ کا امتحان طریقت مین نہایت بُری بات ہی مگر وہ نمانے جب مولانا کی صحبت مین گئے تو مولانا نے پہلے ہی فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ شیخ مجد الدین شرمندہ ہوکر قدمون پر گر گئے اور بہت معذرت کی۔ مولانا نے وعظ مین بیان کیا کہ جسطرح قانون شرع مین یہ حکم ہی کہ ہر بال کی جڑ مین جنابت ہی۔ اگر ایک بال بھی سوکھا رہجاتا ہے تو غسل نہوگا۔ آدمی کی طہارت ظاہری نہین ہوسکتی۔ اسیطرح اہل طریقت کے ہان جب تک آدمی مین ہستی کا ایک بال بھی باقی ہی باطنی خباثت دور نہین ہوسکتی۔ فرماتے ہین۔

کامل کہ اورا و فنا مے پیمود ناگاہ گذر کرد ز دریائے وجود
یک موئے ز ہستی او برو باقی بود آن موئے بچشم فقر زنار نمود

اسلئے کہ اللہ تعالی مشرکونکے حق مین لفظ نجس بیان فرماتا ہی۔ اُس سے نجاست باطنی مقصود تھی نہ نجاست ظاہری۔ وہ نجاست ہستی اور فضولی ظالم اور جاہل نفس کی ہی۔

منقول ہے کہ ایکدن مولانا نے کوئی فتوی لکہا اور قاضی عزالدین سیواسی کے

پاس بھی بھیجا اُنھون نے از راہ تکبر علمی اُس فتوی کو قبول نہین کیا۔ اُسیوقت اُنکو مولانا کی صورت نظر آئی اور یہ حکم ملا کہ جس کتاب مین تو نے ہمارا فتوی رکھدیا ہی۔ اُسی کتاب مین یہ مسئلہ وہین موجود ہے جسجگہ فتوی رکھا ہی۔ قاضی ہیبت سے چیخ مار کر بیہوش ہوگئے ہوش ہوا تو اُسی جگہ وہ مسئلہ کتاب مین موجود پایا۔ پھر اخلاص کیا اور وہ بھی مرید ہو گئے۔

مولانا قطب الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ابتدائے شباب مین جب مین قونیہ پہنچا۔ ہم بارہ آدمی طالب علم دوست تھے۔ اور سبکی استعداد علمی اور علوم و فنون کی دستگاہ اعلی تھی۔ ہمنے متفق ہو کر کتب مشکلہ سے عجیب و غریب مسائل نکالے اور اُنکو یاد کرلیا۔ یہ وہ مسئلے تھے کہ کسی شخص کو اُنکے جواب کی قدرت نہ تھی۔ مگر جسوقت ہم مولانا کے سامنے پہنچے اُنکی صورت دیکھتے ہی تمام مسئلے بھول گئے۔ مینے بہت کوشش کی کہ ایک بات بھی یاد آجائے مگر کچھ بھی یاد نہ آیا۔ اپنی قوت باطنی سے سب علوم سلب کرلئے۔ مثنوی مین فرماتے ہین۔

چون بہ نسیان بست او راہ نظر — کار نتوان کرد گر باشد ہنر

چون بہ تذکیر و بہ نسیان قاہر اند — بر ہمہ دلہائے خلقان قاہر اند

آیت انسوکم و ذکری بخوان — قوت نسیان نہادن شان بدان

مین اُسوقت دریائے وحدت مین تیرنے کو آمادہ تہا۔ مولانا نے یک بیک خود گفتگو شروع کی اور اپنی تقریر مین میرے سب کل مسائل علیحدہ علیحدہ بیان کئے۔ اور اُنکی اسطرح توضیح کی کہ علمائے زمانہ بھی اُسکے سمجھنے سے قاصر ہین۔ مین اپنے دوستون سمیت اُسیوقت مرید ہوگیا۔ اور اُس روز سے مین اپنے آپکو ایک بحر بے پایان علم کا پاتا ہون۔

منقول ہے کہ مولانا شمس الدین ماردنی نے خواب مین ایک مسئلہ دیکھا۔ صبح کو اُٹھے تو بالکل بھول گئے۔ فتوی لکھنے مین اُسی مسئلہ کی ضرورت تھی۔ مگر یاد نہین آتا تھا۔ دوسرے دن شبکو خواب مین دیکھا مولانا فرماتے ہین ہدایہ کے فلان باب مین یہ مسئلہ ہے کتاب کے تینتیس ورق اُلٹکر سیدھے ہاتھ کے صفحہ پر ساتوین سطر مین دیکھو۔ صبح کو ہدایہ

مین دیکھا تو اُسی جگہ مسئلہ نکلا۔ اُنھون نے یہ کیفیت اپنے مدرسہ کے علما سے بیان کی لکھتے ہین اُس روز بیس عالم مولاناؒ کے مرید ہوئے۔

من عشق را بہ یم برکف بنادہ جامے ۔۔۔ ے گفت عاشقان را از بزم ما سلامے

منقول ہے کہ ملکہ گرجی خاتون رحمۃ اللہ علیہا کو مولاناؒ سے بیحد محبت تھی۔ اُنھین قیصریہ جانیکی ضرورت پڑی۔ گو فراق گوارا نہ تھا مگر مجبوراً جانا پڑا۔ اُنھون نے عین الدولہ نقاش کو ہدایت کی کہ مولانا کی تصویر کھینچکر لے آؤ۔ سفر مین اُس سے تسکین خاطر کر لیا کرونگی۔ یہ شخص مصوری مین لاثانی تہا۔ وہ مولاناؒ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور سلام کرکے دور کھڑا رہا۔ اُس نے ابھی اظہار مدعا بھی نہین کیا تھا کہ مولاناؒ نے فرمایا۔ بہتر ہے اگر تصویر کھینچ سکتے ہو تو کھینچو۔ مولاناؒ صاحب کھڑے ہو گئے عین الدولہ نے تصویر بنانی شروع کی۔ تصویر ختم کرکے مولاناؒ کی صورت سے ملایا تو وہ صورت اور ہی تھی۔ دوبارہ تصویر بنائی۔ پھر صورت سے ملائی تو اور ہی شبیہ نظر آئی۔ چنانچہ اُس نے بیس دفعہ مولانا کی تصویر بنائی اور ہر دفعہ دوسری ہی شکل نظر آتی تھی۔ آخر حیرت سے اُسکے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اور بیہوش ہو گیا۔ ہوش مین آیا تو قلم پھینکدیا۔ اور مولاناؒ کے قدمون پر گرا۔ مولاناؒ نے سماع کیساتھ یہ غزل شروع کی۔

آدمے بے رنگ و بے نشان کہ منم ۔۔۔ کہ ببینی مرا چنانکہ منم
گفتی اسرار در میان آورد ۔۔۔ کو میان اندرین میان کہ منم
کے شود این روان من ساکن ۔۔۔ اینچنین ساکن روان کہ منم
بحر من غرقہ گشت ہم در خویش ۔۔۔ بوالعجب بحر بیکران کہ منم

عین الدولہ روتا ہوا واپس گرجی خاتون کے پاس آیا۔ وہ سب تصویرین پیش کین۔ اُنھون نے سب تصویرین اپنے صندوق مین رکھ لین۔ اور ہر وقت اپنے ساتھ رکھتی تہین جب مولاناؒ کا اشتیاق غالب ہوتا تھا تصویر دیکھنے سے تسکین خاطر کرتی تھین۔

مولانا حسام الدین چلپی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ جوانی مین میری آنکھین آ گئین طبیبون کے

علاج سے کوئی فائدہ نہین ہوا۔ بلکہ آنکھ مین ناسور ہوگیا۔ ایکدن مولانا کے مریدین مین سے ایک شخص نے میری باپ سے کہا کہ اس لڑکے کو مولانا کے خدمت مین لیجاؤ۔ شاید اُنکی دعا سے آرام ہوجائے۔ میرے باپ مجھے لیکر مولانا کے پاس آئے۔ الحمدللہ مولانا کی آنکھین بھی آئی ہوئی تھین سو مجھے خیال ہوا کہ جب وہ اپنی آنکھین اچھی نہین کر سکتے تو میرا کیا علاج کرینگے۔ مولانا نے اُسیوقت فرمایا۔ حسام الدین اوہر تو آؤ تمہاری آنکھین آنکھہ دون۔ مین سامنے گیا۔ انگلی سے لب مبارک میری آنکھون پر لگادیا۔ اور فرمایا۔ بیٹا چھری اپنے دستہ کو نہین کاٹتی ہے بلکہ دوسری چیز پر ذوالفقار کا کام دیتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہی قاعدہ جاری رکھا ہے تاکہ بندے ایک دوسرے کے محتاج رہین۔ دوسرے دن اللہ تعالیٰ کے فضل اور مولانا کی عنایت سے میری آنکھین اچھی ہوگئین۔ میرے باپ نے مولانا کی دعوت کی اور سماع کرایا۔ اور میرے سب گھر کے آدمی مرید ہوئے۔ اس قسم کی کراماتین روزمرہ جیسا کہ مینے دیکھین۔ اب اسی برس کی عمر میری ہوچکی پھر کبھی آنکھہ مین تکلف نہین ہوئی۔

شیخ اکمل الدین تبریزی مولانا کے مزار کے خادم بیان کرتے ہین کہ ایک بار مولانا کیساتھ مین حلب کو گیا۔ وہان کئی روز رہے۔ ایکدن مین بازار کو گیا۔ بقال سے سودا خریدا اُسنے مجھے ناحق گالی دی۔ اور مارا۔ مینے آکر یہ حال مولانا سے عرض کیا۔ مولانا وہانکے لوگونسے بہت رنجیدہ ہوئے۔ فرمایا یہانسے اب کوچ کرنا چاہئے۔ اُس روز دمشق کو چلدئے۔ ہمارے پیچھے مغول کا لشکر آیا۔ اور حلب کو تباہ کیا۔ اور اُس بقال کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے مارا۔ دوسری کرامت راہ مین یہ دیکھی کہ ہمارے اونٹون کے ساربان نے راہ مین ایک جگہ ٹھرنے پر ضد کی اور کہا ہم یہین ٹھرینگے۔ مولانا نے اجازت قیام کی نہ دی پھر بھی اُس نے عجز سے یہی کہا کہ ہم تو آگے نہ بڑہینگے۔ مولانا نے اُسکی کنپٹی پر گھونسا مارا۔ وہ اوندہا گرا۔ پھر اُسکے دونون ہاتھ باندہکر اپنے کندہے پر لادکر لیچلے۔ ایک فرسنگ پر پہنچے تو نہایت عمدہ سبزہ زار ملا وہان اُسکو چھوڑکر فرمایا کہ اے احمق ہمنے فرض کیا کہ تجھے ہم پر شفقت اور رحمت نہین ہے تو کیا تجھے

مگر مجھے اپنے اونٹوں کی بھی فکر نہیں ہوئی۔ وہ جلسہ تو بالکل بیخبری۔ اور آج شب کو وہاں مغلوں کا لشکر مقام کریگا اور اُسکے اطراف کو تاراج کردیگا۔ چنانچہ ہمارے پیچھے پیچھے مغلوں کی فوج نے آکر حلب کو لوٹا اور برباد کیا۔

شیخ کمال الدین سے منقول ہے کہ ایک شب میں شیخ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ شیخ کو جو مسئلے حل نہیں ہوتے تھے اُنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں بیان فرمایا۔ یہ بھی دیکھا کہ حضور میں مولانا صاحب بھی حاضر ہیں اور حضور کے ارشاد کی تصدیق اور مدح کرتے ہیں۔ شیخ کی آنکھ کھلی تو اس زیارت کی خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ صبح کو دیکھا کہ ناگاہ مولانا صاحب شیخ کے پاس چلے آتے ہیں۔ مولانا اُسی مقام پر آکر بیٹھے جہاں خواب میں بیٹھا ہوا دیکھا تھا۔ پھر مولانا نے اُنہیں ارشادات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوہرایا۔ شیخ کی یہ حالت ہوئی کہ خوشی سے نعرے مارتے تھے اور شکر ادا کرتے تھے۔

جلال الدین چلپی معروف بہ اسفہسالار (سپہ سالار) رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ عالم جوانی میں مجھے نیند بہت ستاتی تھی ہمیشہ سرگرانی رہتی تھی۔ میں نے مولانا سے خواب کے غلبہ کی شکایت کی۔ آپ نے بہت سے خشخاش منگا کر پسوائی اور نہار منہ مجھے پلادی۔ اُس دن سے گرانی سر کا کوئی اثر باقی نہیں رہا۔ پھر یہ حالت ہوئی کہ ہمیشہ مولانا کے کلام کو دیکھتے تھے اور سات سات روز کامل جاگتے تھے مطلق نیند کا خمار نہیں ہوتا تھا۔

انہیں سے یہ بھی روایت ہے کہ حسام الدین چلپی کے باغ میں سماع کا بہت بڑا جلسہ ہوا صبح سے عصر تک جلسہ رہا۔ یکبیک مولانا نے کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا۔ آؤ تاؤ کر پھر کھولنا۔ پھر فرمایا ایک جماعت دور کے سفر سے آرہی ہے اُنکو حلوے کا شوق ہوا۔ اور مجھ سے گرم حلوا مانگتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں ترکستان اور بخارا کے فضلا کا گروہ مولانا کو دریافت کرتا ہوا آیا۔ اُنہیں حسام الدین چلپی کے باغ کا پتا بتا دیا۔ وہ لوگ اسیطرح گرد آلود مولانا کی خدمت میں حاضر

ہوتے اور دست بوس کا شرف حاصل کیا۔ مولانا کی بیوی نے گھر مین سے انڈے کے حلوے کی
ایک سینی بھر کر ساقرونکے واسطے بھیجی مولانا نے فرمایا۔ فکلوا مما رزقکم حلالا طیبا (اللہ تعالے
نے جو رزق حلال دیا ہے کھاؤ) اگر عیسیٰ علیہ السلام کے مائدے کی درخواست کرتے وہ بھی نازل ہوتا
حلوا تو چیز ہی کیا ہے۔ اللہ اللہ مردان خدا سے حلوا نہ طلب کرو بلکہ اپنی مشکلونکو حل کراؤ۔ تاکہ قوت جانی
تمہاری غذا ہو۔ وہ سب صاحب مولانا کے مرید ہو گئے۔

کچھہ لوگون نے مولانا سے دریافت کیا۔ عید کے دن طبل اور نقارے بجانیکی کیا وجہ ہے
آپ نے فرمایا اسلیئے کہ جو غافل ہین اُنکو آگاہی ہو اور عید مین شریک ہون۔ قیامت کے دن بھی صور
پھونکا جائیگا۔ وہ دن بھی بعض کیواسطے عید اور بعض کیواسطے وعید کا دن ہوگا۔ اور اُسکے بھی معانیہ کا ہے
اُسی سے عید کے دن طبل وغیرہ بجانے کی رسم نکالی ہے۔ تاکہ ابھی سے قیامت کے صور۔ اور حشر اجساد
سے باخبر ہو جائین۔

نالۂ سرناؤ آواز دہل چیزکے مانند بدان ناقور کل

منقول ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے یہ اقرار کرایا کہ جو مین کہون وہ کرے
اگر نہ کرے تو مجھے تین طلاق ہے۔ اُس شخص نے اسیطرح اقرار کرلیا عورت نے کہا ایک
من[1] گوشت سور کا کھاؤ۔ وہ مسلمان شخص علما مین دوڑا دوڑا پھرتا تھا مگر اُسکی مشکل حل نہین ہوتی تھی۔ آخر
مولانا کے پاس آکر رو پیٹا۔ آپ نے فرمایا قاضی کے گھر سے ایک من روٹی مانگ کر کھالے
قسم اُتر جائیگی اور طلاق واقع نہوگی۔

حکایت ہے کہ گرجی خاتون معین الدین پروانہ کی بیوی اپنے شوہر سے ناراض ہو گئی
تہین۔ تمام امرا اور نوابون نے مصالحت کی کوشش کی کہ باہم صلح ہو جاتے۔ گرجی خاتون نے

---

[1] مطلق من دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک حل نو سے مثقال کا ہے۔ اس حساب سے ایک من کے ۲۰ تولہ ۲ ماشہ ہوتے ہین شاہی بارہ سو
مثقال کا ہے جسکے نصف سے چار سو تولہ ہوتے۔ من تبریزی چھ سو مثقال کا ہے جسکے سوا دو سو تولہ ہوتے ہے۔ المترجم

طلاق اس شرط پر صلح ہوتی ہو کہ معین الدین قسم کھائے کہ جو چیز مین مانگون وہ دے ورنہ مجھپر تین طلاق ہون معین الدین نے شرط قبول کی اور قسم کھالی۔ گرجی خاتون نے کہا اللہ تعالی نے تمام جہان مین جو نعمتین اور عجائبات پیدا کئے ہین وہ سب لاؤ معین الدین یہ فرمائش سنکر ششدر رہگیا۔ آخر مولانا سے حال عرض کیا۔ فرمایا قرآن شریف کو کپڑے مین لپیٹ کر اسکو دو قسم پوری ہوجائیگی اس لئے کہ ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین (ہر تر و خشک قرآن روشن مین موجود ہے) طلاق واقع نہوگی۔

مولانا سے کسی نے پوچھا کہ بارک اللہ فی السبت والخمیس (برکت دی اللہ تعالیٰ نے پنجشنبہ اور ہفتہ کو) کا کیا مطلب ہو۔ فرمایا اسلئے کہ جمعہ کے ہم نشین ہین۔ جمعہ کی برکت سے شنبہ اور پنجشنبہ کو بہی اتصال کی بدولت برکت نصیب ہوئی۔ اسی طرح جو عقل اور یقین شیخ اور عشق کی ہم نشین ہوگی اسکو بہی فضیلت ملجائیگی۔ چنانچہ فرماتے ہین۔

ہمنشین مقبلان چون کیمیاست　　چون نظرشان کیمیاے خود کجاست

منقول ہے کہ ایک دن مولانا صاحب بدرالدین ولد چلپی کے حجرے مین آئے وہ سوتا تہا۔ اور اسکی پیٹ کے پیچھے الہی نامہ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کا رکھا تھا۔ مولانا نے فرمایا حکیم خواجہ تو حاضر اور تو سو رہا ہے۔ ظاہری ادب کا لحاظ ہر قسم کی عبادت سے افضل ہو۔

از خدا جوئیم توفیق ادب　　بے ادب محروم گشت از فضل رب

بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد　　بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

راحت اور ٹھنڈک اس جانکو ہو کہ ادب ظاہری اور باطنی مین کامل ہو جس گھر مین کلام اللہ ہوتا ہو وہان انوار الٰہی کا نزول ہوتا ہو۔ جہان احادیث نبوی ہوتی ہین وہان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہین۔ اور جسجگہ اولیا کا کلام پڑہا جاتا ہو وہان اولیا کی روحین آتی ہین۔

منقول ہے کہ ایک روز مولانا صاحب شمس الدین ولد مدرس کے حجرے مین آئے

انکو سوتا پایا۔ اور مثنوی شریف کو پیٹھ کے پیچھے رکھا پایا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا میرا کلام اسلئے ہو کہ پس پشت ڈالدیا جاتے۔ واللہ۔ واللہ یہ کلام آفتاب کے طلوع کے مقام سے آفتاب کے غروب کے مقام تک شایع ہوگا۔ تمام اقلیمون مین جائیگا۔ کوی محفل اور کوی مجلس ایسی نہو گی جہان یہ کلام نہ پڑہا جاتے۔ یہانتک کہ معبد اور شراب خانون مین بھی پڑہا جائیگا اور لوگ اُس سے فائدہ حاصل کرینگے۔

ایک دن حضرت سلطان ولدؒ نے مولاؔنا سے عرض کیا اس کا کیا باعث ہو کہ بعض لوگ کبھی کبھی تو ہم لوگونکے معتقد ہو جاتے ہین مگر پھر انکار کر جاتے ہین۔ آپ نے فرمایا اُنکی حالت مثل دیوانگی ہو۔ دیوانے کبھی کبھی ایک آدہ بات ہوش کی بھی کہہ جاتے ہین۔ مگر پھر وہی ہزلیات بکنے لگتے ہین لیکن سچی دولت اُسی کو نصیب ہو کہ خواہ کچھ ہی کیون نہو جاتے اعتقاد اور اخلاص سے قدم باہر نرکھے

ایک درویش نے مولاؔنا سے عرض کیا فلان شخص بہت ہی شراب پینے والا ہو۔ مگر مطلق مست نہین ہوتا۔ آپ نے فرمایا۔ شراب کی خاصیت مستی ہو۔ اگر وہ مستی پیدا نہ کرے تو شراب نہین بلکہ سرکہ ہو۔ یہی حال اُن لوگونکا ہو جو کلام اللہ کو پڑہتے ہین۔ اولیا کے کلام بیان کرتے ہین مگر اُنکو ذوق شوق نہین پیدا ہوتا۔ وہ لوگ چباتے تو ہین مگر کھاتے نہین۔ اسلئے خدا خوانی سے خدا دانی بہتر ہو مقصود انسان کی پیدائش سے عبادت نہین ہو بلکہ معرفت مقصود ہو۔

ایک روز مولاؔنا نے فرمایا عشق سماع سے بڑہتا ہو اور مجمع سے کم ہوتا ہو۔ جماعت کی مشغولی گویا مقراض ہو پروبال کترتی ہو اور حیات کی ڈوری کو کاٹتی ہو اور آسمان پر چڑہنے کے زینہ کو توڑتی ہو

ایک بار فرمانے لگے کہ آدمی کو اوپر کو چڑہانا سخت مشکل ہو۔ مگر پستی کی طرف لیجانا بہت سہل ہو

اسیطرح ایک روز ان اشعار کے معانی بین فرمایا۔

چون چنین خواہی خدا خواہد چنین	مید ہد حق را ز روے متقین
بر خیال سیل تو چون پر بود	تا بران پر حقیقت بر شود
چون برانی شہوت و پرت بریخت	لیک کشتی وان خیالا از تو گریخت

پس نگہدار و چنین شہوت مران — تا پلیدت بزد و سوئے جنان

یعنی اللہ تعالی اپنے خاص بندونکی خواہشیں اور آرزوئیں بہت جلد اور سب ونکی زندگی مین بھی اور موت سکے بعد بھی پوری فرماتا ہی۔ پھر فرمایا کسی شہر مین بہت سخت آگ لگی اور کسیطرحسے بجھائے نہیں بجھتی تھی قطب شہر نے اسکی بابت تحقیق از روئے مکاشفہ کی اُسوقت معلوم ہوا ایک درویش کو کباب کی خواہش تھی مگر کہیں آگ اُسکو نہ ملی اللہ تعالی نے کل شہر کو آگ لگادی۔ جب وہ کباب پکا چکا تو آگ بھی بجھ گئی۔

شیخ محمود نجار سے روایت ہی کہ مولانا اپنے خادم شیخ محمود سے روز دریافت فرماتے تھے کہ آج ہمارے ہان کچھ ہی۔ اگر خادم کہتا کچھ نہیں ہی تو خوش ہوتے اور اللہ کا شکر ادا کرکے کہتے کہ اللہ کا بڑا احسان ہی آج ہمارا گھر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کے مشابہ ہی۔ اگر خادم کہتا باورچیخانہ کا سامان مہیا ہی کسی چیز کی کمی نہیں ہی تو بہت شرمندہ ہوکر فرماتے کہ اس مکان سے فرعون کے گھر کی سے بو آتی ہی۔ مولانا نے اپنے سامنے کبھی شمع نہ جلانے دی تیل جلاکرتا تھا۔ کہتے تھے شمع امیرونکے واسطے اور تیل غریبونکے لیے ہی۔

مولانا اختیار الدین مولانا روم صاحب کے بڑے درجہ کے مریدونمیں سے تھے وہ روایت کرتے ہین کہ ایک روز مولانا کے سامنے مین بیٹھا تہا۔ مولانا یکبیک اُٹھ کھڑے ہوئے اور وعلیک السلام کہکر پھر بیٹھ گئے۔ ہمنے وہان کسی شخص کو بھی نہیں دیکھا۔ پھر مولانا نے فرمایا۔ افعل ماتومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین (جو کچھ حکم ہی اُسکی تعمیل کرو انشاءاللہ مجھے صابر پاؤگے) حسام الدین چلبی نے عرض کیا حضرت یہ کیا معاملہ ہی۔ مولانا نے فرمایا کہ ایک شخص نیلگون چشم غصہ مین بھرا ہوا زرد رنگت کا میرے سامنے آیا اور سلام کرکے کہا مین تپ ہون مینے اُسکو تین دن کے واسطے مہمان کیا ہی۔ اسکے بعد مولانا کو لرزہ آیا۔ تین روز تپ رہی۔ اسکے بعد تپ کا کوئی اثر نہ تھا۔

مولانا حسام الدین چلبی سے روایت ہی کہ مولانا کے شام کے سفر مین مین بھی ہمرکاب تھا

اس سفر مین مولانا کو اور ہم سب خدام کو تین روز تک بخار آیا۔ دمشق مین جب ہم آئے تو مولانا کے ساتھہ مدرسہ مین گئے وہان کے طلبا کی جماعت بیٹھی ہوی مولانا کے والد حضرت بہاءالدین ولد کی مذمت کر رہی تھی، ہر ایک اُنپر طعن کرتا تھا۔ مولانا یہ سنتے ہوتے اور اُنسے بہت خوشی سے ملے طلبا مین سے ایک شخص نے مولانا کو پہچان لیا۔ اور اس گفتگو مین خاموش ہو گیا۔ مولانا جب مدرسے چلے آئے تو باہم یہ چرچا ہوا کہ یہ مولانا روم تھے۔ آپکے اس تحمل اور صبر کو دیکھکر وہ سب لوگ دوڑے ہوئے اور مولانا کے قدمونپر گرے اور معذرت کی۔ مولانا کی دعوت بھی کی۔ آپ نے فرمایا عذر کی کیا حاجت ہے ہم تو دوستونکی خوشی درکار ہے جس کام سے تم خوش ہو ہمین اس مین ناخوشی زیبا نہین۔

منقول ہے کہ ایکدن معین الدین پروانہ شیخ صدرالدین قونوی کے ملنے کو گیا۔ اُس زمانہ مین مولانا کے خدام کو نصف دینار روزانہ مصارف کیواسطے ملا کرتا تھا۔ شیخ صدرالدین نے کہا کہ مولانا کے خادمونکو تو اخراجات دوعالم سے فراغت ہے وہان نصف دینار کی کیا ضرورت ہے اتفاق سے معین الدین پروانہ وہانسے اُٹھکر مولانا کے حضور مین آیا۔ آپ نے فرمایا معین الدین شیخ صدرالدین کے اخراجات کثیر ہین۔ شاہانہ روش سے رہتے ہین۔ ہمارے خادمونکو واقعی کچھہ نہ دینا چاہئے بلکہ وہ نصف دینار بھی شیخ کو دیدیا کرو۔

شیخ محمود لکھتے ہین کہ ایک روز خادمون نے مولانا سے عرض کیا کہ شیخ صدرالدین قونوی کے ہان سرکاری خزانہ سے بقدر مصارف ملتے ہین اور یہان صرف نصف دینار مقرر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ شیخ کے ہان مصارف زیادہ ہین اسلئے یہ نصف دینار بھی اُنہین کو ملنا چاہئے کیونکہ وہ مسافرونکی بھی خدمت کرتے ہین۔

منقول ہے کہ مولانا کے سامنے کسی نے بیان کیا کہ شیخ اوحدالدین کرمانی علیہ الرحمتہ شاہد باز تھے مگر پاکباز۔ آپ نے فرمایا کاش وہ گناہ کرکے چھوڑ دیتے تو اچھا تھا۔ چنانچہ حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کے پاس کوئی شخص مرید ہونے آیا۔ آپ نے فرمایا دنیا مین یہ جو مشہور گناہ

ہین اُن مین سے کوئی گناہ کیا ہی یا نہین اُسنے کہا کوئی گناہ نہین کیا ہی آپ نے فرمایا
کرو بہر توبہ کرکے مرید ہو۔ مبادا تمہارا زہد خلوت مین راہزنی کرے اور تکبر مین مبتلا ہو
سے محروم رہجاؤ اسلئے کہ عبادت کے دیکھنے سے تکبر بڑہتا ہی اور گناہونکے د
انکسار اور عجز پیدا ہوتا ہی۔ مرد مردانہ وہ ہی کہ روز بروز آگے بڑہا چلا جاتا ہے اور دم بہ
حال سے دوسرے حال مین انتقال کرے۔ اس راہ مین تعلق اور توقف ہلاکت کا
ایک روز مولانا نے یہ بھی فرمایا کہ شیخ اوحدالدین نے اس عالم مین زروجواہر میں
اور عمل کی میراث نہ چہوڑی۔

ہر کرا او نہاد ناخوش سنتی | سوے او نفرین رود ہر ساعتی
نیکوان را ہست میراث از خوشا | آنچہ میراث ہست اورثنا الکتاب

کسی نے مولانا سے سوال کیا اسکی کیا وجہ ہی کہ زاویے اور خانقاہون
پیالہ قبلہ کی جانب رکہے جاتے ہین۔ آپ نے فرمایا اسلئے کہ جو مسافر خانقاہ
پیالونکو دیکہکر قبلہ کی سمت کا خیال پیدا ہوجائے۔ پہلے دو رکعت نفل پڑہے اور پھ
سلام علیک کرکے بات چیت مین مشغول ہو اور بعض کا یہ مذہب ہی کہ پہلے سلا
کرے پہر نفل پڑہکر گفتگو کرے۔

منقول ہے کہ مولانا کے خاص خاص معتقدین اکثر زر نقد لاتے تھے ا
بچھونے کے نیچے ڈالدیتے تھے۔ مگر مولانا انکی دلشکنی کے خیال سے منع نہین کر
مگر رات کو جب سب لوگ سوجاتے تو آپ اُس روپیہ کو جابجا راہ مین ڈال آتے
ایک دفعہ عرض کیا آپ خادمونکو کیون نہین دیدیا کرتے ہین۔ ارشاد ہوا دوستی
کہ بہتر سے بہتر چیز دوست کو دے۔ جو چیزین بُری اور زہرناک ہین مَین انکو ہرگز نہ د
روپیہ اور سامان دنیا زہر قاتل ہی مجھے کسی طرح گوارا نہین کہ جو چیز مجھے نقصان پہنچ
ہین انکو دون۔ حدیث شریف مین وارد ہی جو چیز تمکو ناپسند ہی وہ اپنے بہائی

پسند نہ کرو۔

پسند بکس آنچہ بخود نپسندی   باجملہ ازان خواہ کہ خود خورسندی

ایک روز مولانا کی بیوی صاحبہ نے دنیا کی قلت اور عسرت کی شکایت کی آپنے فرمایا مین تمہارے پاس دنیا کا آنا روکتا نہین ہون۔ بلکہ تمکو دنیا کے پاس جانیسے روکتا ہون **منقول ہے** کہ مولانا بیس روز کامل حمام کے خزانہ مین بیٹھے رہے۔ خادمونکی بہت سی داد بیداد سے وہانسے نکلے۔ کسی نے پوچہا کہ اسقدر زیادہ قیام کا کیا سبب تہا۔ فرمایا کہ ایک دم کو اہل دنیا کی صحبت مین شریک ہوا تہا۔ ایسی سردی محسوس ہوئی کہ بیس روز تک اسکو دفع کرتا رہا۔ اب جو لوگ کہ خود زمہریر مین غرق ہین انکا کیا حال ہوگا۔ خدا کی قسم جب تک آفتاب معنوی کی گرمی مین نہ بیٹھین گے اس سردی سے نجات نہ پائینگے۔ وہ آفتاب مردان خدا کی صحبت ہے۔

چون جہاد ند فسردہ تن شگرف   مے جہد ز انفاس شان از تل برف
چون زمین زین برف در پوشد کفن   تیغ خورشید حسام الدین بزن
گر جہان پر برف گردد سر بسر   تاب خور بگدازدش تا یک نظر

بہاء الدین بحری امام مزار مولانا سے منقول ہے کہ مولانا کیساتہ مین گرم پانیکے حمام کو گیا۔ دس روز تک آپ گرم پانی مین رہے۔ اور کوئی چیز نہین کہائی۔ دسوین روز ایک ترک اتفاقاً ایک پیالہ بھر کر شہد لایا اسمین بہت سا لہسن پڑا ہوا تہا وہ آپ نے پی لیا اور پہر چالیس روز تک سماع مین مشغول رہا اور کچہہ غذا نہین کہائی۔ مولانا کی اکثر یہی حالت رہتی تہی۔

حکایت ایک روز معرفت کے بیان مین فرمانے لگے کہ جو درویش ہمیشہ خدا کی طلب مین ہے۔ مخلوق سے انقطاع کرکے عشق کے ملکون کی مسافت طے کر رہا ہے اسکے لئے چاہیئے ایسے مالدار دوستونکی ضرورت ہے جو مال سے اسکی اچہی طرح خدمت کرتے رہین اور اسکی ضرورتین پورا پورا مہیا کردین۔ تاکہ وہ کسی چیز کا محتاج نہ رہے اور فراغ بالی کیساتہ پروبال کہولکر اپنے

جدال وقال مین مصروف رہے۔ لیکن یہ حالت اکثر انبیا علیہم السلام اور اولیائے کرام کو نصیب ہوئی۔

حکایت مولانا کے خاص مرید شیخ جلال الدین قمری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہو کہ ایک دن سلطان عزالدین کیکاؤس انار اللہ برہانہ مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپ نے اُسکی طرف کچھ زیادہ التفات نہین کیا۔ اور پند و معارف بیان نہین کئے۔ سلطان نے بہت عاجزی سے عرض کیا کہ کچھ نصیحت کیجیے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا نصیحت کرون تجھے چروا ہا بنایا ہو۔ مگر تو بھڑا ہو گیا۔ تجھے نگہبانی دیگئی۔ تو چوری کرنے لگا تجھے سلطان بنایا۔ تو شیطان ہو گیا سلطان وہانسے روتا ہوا اُٹھا اور مدرسہ کے دروازہ پر سر برہنہ ہو کر توبہ کی اور کہنے لگا خدایا گو مولانا نے سخت باتین کہین مگر خاص تیرے واسطے کہین۔ مین بھی یہ عجز و انکسار محض تیری عظمت و جلال کیواسطے کرتا ہون بطفیل اُس صدق بے ریا کے مجھپر رحمت کر۔

برآب دو دیدۂ غم رحمت کن　　　بر سینۂ پر سوز غمم رحمت کن

مولانا بھی خراماں خراماں مدرسہ کے دروازہ پر تشریف لائے اور سلطان پر بہت نوازش فرماکر کہا کہ اللہ تعالی نے تجھپر رحمت فرمائی۔

حکایت مذکورۂ بالا راوی کا بیان ہو ایک دن مولانا کے سامنے یہ ماجرا بیان کیا گیا کہ اتابک ارسلان نے ایک مدرسہ کے واسطے بہت سا روپیہ مقرر کیا ہو مگر شرط یہ ہو کہ مدرس سب حنفی مذہب و صوفی ہون۔ اور محض فقہ پڑہائی جائے شافعیونکو اُس مین داخل نہ کرین۔ مولانا نے فرمایا بموجب روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مقید خیرات اللہ کی راہ مین معتبر نہین ہے جو چیز اللہ کیواسطے ہو وہ بے قید اور بے شرط کے خاص اللہ واسطے ہو۔ اُسکا ثواب دونا ہو اور مقید خیرات کی ایسی مثال ہو کہ ایک ہندی شخص نیشاپوری شخص کیساتھ ہم سفر ہوا۔ ہندی ننگے پاؤن تھا مگر راہ مین بے تردد کانٹون اور پتھرونپر چلا جاتا تھا نیشاپوری کو اُسپر رحم آیا اور اپنے پاؤن سے جوتیان نکالکر ہندی کو دیدین۔ ہندی دعا دیتا تھا اور اُسی طرح اب بھی کانٹون

اور پھر ونیر چلیتا ہتا نیشا پوری نے اُسکو نصیحت شروع کی کہ کانٹو نپیر نہ چل۔ پانؤن اسطرف رکھ پھر ونپیر نہ چل یہ ہدایت سنتے سنتے ہندی نے جوتیان اُتار کر اُسکے سامنے رکھدین۔ اور کہا لیجے یہ حاضر ہین مجھے غیر مقید ورکار نہین ہی تیس برس سے برہنہ پا بغیر کسی قید کے پھرتا رہا۔ اب صرف جوتیو نکے واسطے کسی کا مقید اور محکوم ہونا مجھے گوارا نہین۔ بس معلوم ہوا کہ غیر مقید مفید نہین ہی اگر تو چاہتا ہی کہ تمام قیود سے آزاد رہے تو ہمیشہ خیر مطلق کر۔ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ (اور نہ کر کہ احسان کرے اور بہت بدلا چاہے۔ اور اپنے رب کی راہ دیکھ۔ المدثر ۹ - ۱۰ آیت)

تا کاسۂ دوغ خود بود در پیشم | از کیسہ و کاسۂ کسان نیندیشم
در بے برگی مرگ بالد گوشم | آزادی را بہ بندگی نفروشم

حکایت راوی مذکورۂ بالا کا بیان ہی کہ ایک روز معین الدین پروانہ مع خطیب شرف الدین وضیاء الدین ملکندی رحمہم اللہ کی اولاد کے مولانا کے پاس آیا معین الدین نے نصیحت کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا۔ امیر معین الدین جسقدر ہو سکے اور جب تک ہو سکے چار قبلونکی خدمت کر۔ اور اُنکی خدمت اپنے اُپر لازم کر لے معین الدین نے عرض کیا کہ مین ایک ہی قبلہ کو جانتا ہون تین اور کونسے قبلے ہین۔ فرمایا۔ اول قبلہ نماز ہی ہر روز پانچون وقت ادا کر۔ دوم قبلہ دعا ہی جسوقت کوئی حاجت ہو قبلہ دعا کی طرف متوجہ ہو کر خوب رو رو کر اپنے مدعا کو عرض کر۔ سوم قبلہ بادشاہ ہین حاجتمند اور مظلوم جب تیری طرف آئین اُنکی حاجت کو پوری کر تاکہ اللہ تعالیٰ تیری دنیا اور دین کی حاجتین روا کرے۔

تا بتوانی درون کس مخراش | کاندرین راہ خارہا باشد
کار درویش مستمند بر آر | کہ ترا نیز کارہا باشد

چہارم قبلہ خاصان خدا کا دل ہی اور قبلہ نظر خدا وندی ہی اور تمام مخلوقات سے اعلیٰ اور بہتر ہی

آن دلی کز آسمان ہا برتر است | آن دل ابدال یا پیغمبر است

مسجدیست کان درورون اولیاست   سجدہ گاہ جملہ است آنجا خداست

خبردار - ہوشیار رہو - ایسے دلون مین فساد کا پتہر نہ پہینکنا - اور اُنکے سوا کسی دوسری کی طرف متوجہ نہونا - پورے اخلاص اور اہتمام سے راہ حق کی نگہداشت کریگا تو اللہ تعالے تیری دنیا اور آخرت کی حفاظت کریگا - پہر مولانا السلام علیکم کہتے ہوتے وہانسے اُٹہہ کہڑے ہوتے اور معین الدین نے خدام کو بہت کچہہ دیا -

روایت ہے - ایک دن مولانا اس شعر کے معانی فرما رہے تہے -

تا نہ گوئی سر سلطان را بکس   تا نریزی قند را پیش مگس

معانی کیساتہہ یہ حکایت بیان کی کہ ایک شخص اس ارادے سے کسی دوسرے شہر کو گیا کہ وہانکے لوگونکی طراری کا حال معلوم کرے - اور خود وہان عیاری شروع کرے - اتفاقاً ایک جگہہ دیکہا کہ ایک بچے کے ہاتہہ مین روٹی ہے اور وہ کہا رہا ہے - اس شخص نے بچے سے روٹی مانگی اُسنے نہین دی جب بہت اصرار کیا تو بچے نے کہا تو گائے کی بولی بولے تو روٹی دیدونگا اس عیار نے اودہر اُدہر دیکہا تو کوئی آدمی نہین تہا بے تکلف گائے کی بولی بولنے لگا بچے نے پہربہی روٹی دینے سے انکار کیا اور کہا میرے والدین نے کہدیا ہے کہ گائے کو روٹی نہین دینا چاہئے وہ تو گہاس کہاتی ہے -

قند خر را گر طرب انگیختی   پیش خر قنطار شکر ریختی

اسیطرح کلام حکمت اور اسرار اولیاء اللہ ہر کسی سے بیان کے قابل نہین ہے اُنکا چہپانا واجبات سے ہے - ناقابل شخص کو حکمت کی تعلیم ظلم مین داخل ہے -

روایت ہے کہ ایک دن حضرت سلطان ولد کے چند دینار گم گئے سب جگہ ڈہونڈہے کہین نہ ملے آخر اُنکے چہوٹے بہائی علاء الدین کی کتابون مین نکلے حضرت سلطان ولد غصہ سے چہوٹے بہائی کو سخت وسست کہنے لگے - مولانا نے فرمایا - نہین نہین ایسا نہ کہو - علی نفط علاء الدین مین موجود ہے - عربی مین نفط علی ح

(یعنی مال نہ کھینچے) تو اور کیا کرے۔ اس تقریر سے دونون بھائی صاف ہو گئے۔

روایت ہے کہ محمودہ خاتون نامی ایک عورت کا نکاح کسی شخص سے ہوا لیکن شوہر کو اُس سے رغبت نہین ہوئی۔ دونون رنجیدہ خاطر تھے۔ مولانا صاحب بھی اُس شادی مین اتفاقاً تشریف لیگئے۔ صاحب خانہ نے مولانا پر چند دینار نثار کیے اور یہ حال بیان کیا۔ مولانا نے فرمایا انہین نہین محمودہ[1] سے اور قبض سے کیا علاقہ خدا کے حکم سے اُسی وقت زن و شوہر کو باہم محبت ہوگئی۔

حکایت ایک روز مولانا کسی کے نکاح مین تشریف لیگئے۔ کسی شخص نے چلا کر کہا کہ شکر بادام نہین ہے۔ آپ چپکے سے بول اُٹھے کہ شکر تو ہے مگر بادام ہے (یعنی قیمت کی ہے)

حکایت ایک دن حجام مولانا کا خط بنا رہا تھا۔ اور سر کے بال مونڈنے مین بہت مبالغہ کرتا تھا۔ آپنے فرمایا کہ تو دوچار دن مین نکل آئینگے۔ اسقدر کوشش فضول ہے۔

منقول ہے کہ حضرت کرا خاتون رحمۃ اللہ علیہا کے دلمین یہ خطرہ پیدا ہوا کہ مولانا بہت تھوڑے کم کھاتے ہین کم سوتے ہین۔ ہر وقت ریاضت۔ سماع اور بیان معارف مین مصروف رہتے ہین۔ اسی سبب سے میری جانب بھی التفات نہین کرتے۔ خدا جانے جذبات شہوانی کو کچھ حصہ باقی ہے یا بالکل فنا ہو گئے۔ اسی شب مین مولانا حرم مین گئے۔ اور جذبات شہوانی کی یہ کیفیت تھی کہ حضرت کرا خاتون پریشان ہو کر استغفار پڑھنے مین۔ ستر بار قربت ہوئی۔ پھر مولانا نے فرمایا کہ وان خدا ہر چیز پر قادر ہین اور آدمیونکے خطرات پر مطلع ہین۔ اور انشاء اللہ انکا خیال اور ناصحہ ہے۔ ترک مباشرت اور قلت معاشرت اللہ تعالی کیساتھ استغراق کیوجہ سے ہے۔ اور یہ بھی تمہارے فائدے کیواسطے ہے۔ آجسے تمہین چاہتے کہ اُس عالم کیواسطے آراستگی اور زیبائش کرو دنیا کی خوشی فانی ہے اور آخرت کی لذت باقی ہے۔ اور فرمایا کہ حضرت

---

[1] محمودہ سقمونیا کو بھی کہتے ہین جو دست آور دوا ہے۔ مترجم۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین بہی یہی معاملہ ہوا تہا حضرت صدیقہ
کو کچہ اسطرح کا خیال پیدا ہوا کہ چڑیا کو جوڑا لگاتے ہوتے دیکہا تو آپنے بطور مطایبہ حضور سرورعالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے کچہ کہا - چنانچہ اُسی شب مین نوے بار قربت ہوئی - اور حضور نے فرمایا
ہمنے دنیا کو اور لذات دنیا کو خود ترک کر دیا ہے - ورنہ بیان کی کچہ نہین ہے -

ترک شہوتہا و لذتہا سخاست ہر کہ در شہوت فروشد برنخاست

منقول ہے کہ ایکدن مولانا حضرت فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کا کلام دیکہہ رہے تہے
کسی شخص نے کہا یہ تو عطار کا کلام ہے - آپنے فرمایا اے احمق مین کون ہون مین بہی تو انہین کا
ہون - کسی نے آپسے پوچہا لامکان کیا چیز ہے اور کہان ہے - فرمایا مردان خدا کا جان و دل لامکان
ہے - ایک صاحب نے صوفی کے معنے پوچہے - آپنے فرمایا صوفی اُسکو کہتے ہین کہ راہ
خدا مین دل وجان سے ہاتہ دہولے -

روایت ہے کہ ایک جگہ بہت بڑا جلسہ درویشونکا ہوا سب اکابر جمع تہے
ایک خوبصورت مالدار نوجوان مولانا کا مرید ہوا - اُسی جلسہ مین کسی حاسد نے کہا یہ شخص تو خوف
خدا رسیدہ ہوگیا - آمرزش گناہ بہی ہوئی یا نہین - مولانا نے فرمایا - اللہ تعالیٰ نے پہلے
اُسکی آمرزش کی پہر اپنا جمال دکہایا - اُسکے بعد میرے پاس بہیجا - اسلیے کہ اللہ تعالیٰ کی یہی
عادت ہے - اول بندہ کو قبول فرماتا ہے - اُسکے بعد اپنے بندونکے پاس بہیجتا ہے تاکہ اُنکی صحبت
کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے قرب کی قابلیت حاصل کرلے - شیخ اپنی قوم مثل نبی کے اپنی امت
مین ہے - اور جسکا شیخ نہین اُسکا دین نہین -

منقول ہے کہ ایکدن زنانہ مکان کی خادمہ نے روپیہ پیسے اور مال و دولت
کی کمی کی شکایت کی - مولانا نے فرمایا اگر کوئی تجہے ایک ہزار دینار دے اور تیرے ہاتہ
پاؤن - کان ناک کاٹ لے تو راضی ہوگی - اُس نے عرض کیا نہین - فرمایا پہر مفلسی کا ہے کا
کیسی اعضا جیسی بیش قیمت چیز موجود ہے اور مفلسی کی شکایت کرتی ہے - جو دولت موجود ہے اُسکا

شکر ادا کر۔ اسکی قدر کیون نہین کرتی۔ اور فقر پر صبر کو اپنی پونجی کیون نہین بناتی۔ فَاشْکُرُوا نِعْمَتَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ۞

زانکہ شاکر را زیادت وعدہ است | آنچنانکہ قرب مرد از سجدہ است

منقول ہے کہ ایکدن دو بزرگ باہم کسی بات پر لڑنے لگے۔ ایک کہتا تھا اللہ تعالے تجھے سمجھے دوسرا کہتا تھا اللہ تعالی تجھے سمجھے۔ مولانا بھی اتفاق سے وہان آگئے۔ آپنے فرمایا نہین نہین۔ خدا نہ تجھے سمجھے نہ اُسے سمجھے۔ سزا کے قابل تو ہم ہین۔ وہ ہماری گرفت کرے۔ دونو شخص اُسیوقت مولانا کے مرید ہوگئے۔

جلال الدین چلپی سپہ سالار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہو کہ ایکدن مولانا صاحب حسام الدین چلپی کے گہر سے نکل کر معین الدین پروانہ کے حمام کے خزانہ مین تشریف لیگئے ساترروز تک اُسی خزانہ مین رہے۔ خادم واویلا کرتے تھے کہ یہ کیسی شفقت اور کیسا کڑی ریاضت ہی۔ ساتوین روز آپنے خزانہ سے سر باہر نکالا اور معارف بیان کرنے لگے اور یہ غزل شروع کی۔

باز آمدم باز آمدم تا وقت را میمون کنم | باز آمدم باز آمدم تا در دعشق افزون کنم
باز آمدم باز آمدم تا بر بہاران دل | از اشک چشم و آہ شب در خون دل معجون کنم
باز آمدم باز آمدم تا سوز و درد عشق را | در گوشہائے دل نہم در گنج سر مدفون کنم

اور بہی چند غزلین فرمائین **مین مولف کتاب ہذا** (یعنی شمس الدین افلاکی) علم مین قریب ہی بیٹھا ہوا تہا اور سب کلام لکھتا جاتا تہا۔ چنانچہ کئی ورق مینے لکھے۔ میرے مسامات بدن قدرت خدا سے ایسے بند ہوگئے کہ ایک قطرہ پسینے کا نہین نکلا اور سب کاغذ خشک رہا۔ اور مین وہان اسقدر مدت تک بیٹھے رہنے اور کہڑے ہونے سے بالکل تہکا بھی نہین۔ اُسوقت حضرت سلطان ولد آئے بہت خوشامد کرکے مولانا کو مدرسہ کو لیگئے۔ وہان سات روز تک برابر شب و روز سماع مین معروف رہے۔

منقول ہے کہ کمال قوال جو اسوقت یکتا ہے زمانہ تہا مولانا کے سامنے مجلس میں گا رہا تہا۔ اسکو یہ خیال ہوا کہ دیکھئے آج قوالی کے صلہ میں کسقدر روپیہ ملے۔ مولانا نے زمین سے مٹھی بھر خاک اٹھا کر اسکے دف میں ڈالدی اور فرمایا اپنی آنکھوں میں ڈال لے اسنے دیکھا کہ دف سونے سے بھر گیا۔ اور مولانا نے یہ غزل شروع کی۔

اے عاشقان اے عاشقان من خاک را گوہر کنم　　اے مطربان اے مطربان دف شما پر زر کنم

آخر کو کمال قوال بھی اندھا ہو گیا۔ وہ ہمیشہ اپنی اس گستاخی کا حال بیان کیا کرتا تہا۔

منقول ہے ایکدن معین الدین پروانہ مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اسروز اسپر بہت عنایت فرمائی اور بہت سے لطائف و معارف بیان کئے اور فرمایا کہ ایک روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لئے جاتے تھے راہ میں ایک ہڈی مردہ کی پڑی ہوئی دیکھی۔ آپنے اسکو زمین میں دفن کر دیا۔ آگے بڑھکر ایک اور ہڈی نظر آئی اسپر ایک بچھو بیٹھا ہوا تہا۔ حضرت اسکو یونہی چھوڑ کر چلے آئے۔ صحابہ کرام نے ان ہڈیوں کا حال دریافت کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ پہلی ہڈی ایک مظلوم کی تھی جسپر فلان فلان ظالم ظلم کرتے تھے اور وہ ہمیشہ ظلم سہتا تھا۔ دوسری ہڈی ایک ظالم کی تھی جو کبھی رعایا کی رعایت نہیں کرتا تھا اور جور و تعدی کرتا تھا۔ اللہ تعالی نے اسکے ظلمونکو بچھو کی شکل میں اسپر مسلط کر دیا ہے۔ قیامت تک وہ اسی طرح ڈنک مارا کریگا۔ اسکو مینے کہلا ہوا اسلئے چھوڑ دیا کہ لوگونکو عبرت ہو۔ ظلم کرنے سے ڈریں اور انتقام کے عذاب سے ڈرتے رہیں۔

معین الدین یہ بیان سنکر مجلس سے روتا ہوا اٹھا۔ اور اس عنایت کے شکر میں ارباب حاجت کو مال و زر اور میراثیں دیں۔

منقول ہے کہ ایک روز مولانا فرمانے لگے۔ افسوس انپر جنہون نے مجھے پہچانا اور افسوس انپر جنہون نے مجھے نہیں پہچانا۔ مخلوق کے پیدا کرنیسے صرف یہی مطلب ہے

کہ نالق کی شناخت ہو۔ جن لوگون نے میری شناخت نہین کی وہ بھی قابل افسوس ہین اور جن لوگون نے مجھے پہچانا اور قدر نہ کی اور اس عطیہ الٰہی کا شکر نہین کیا وہ بھی افسوس کے لایق ہین

اے بسا معشوق کا ینذا شناخت   پیش بدبختے نداند عشق باخت

سب سے بدتر فراق وصال کے بعد کی جدائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔

مولانا کے کاتب بہاءالدین بحری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ ایکدن مولانا صاحب اور ہم سب خدام مولانا کے داماد خواجہ شہاب الدین کے مکان پر جمع ہوئے۔ سب خدام مولانا کے نور حضوری مین مستغرق تھے۔ یک بیک مولانا کھڑے ہوگئے اور فرمایا مرحبا یا مصباح اللہ۔ پھر آپ بیٹھ گئے۔ مگر کسی کو کوئی نظر نہین آیا۔ اسکے بعد حسام الدین چلپی اور سلطان ولد نے مولانا سے اُسکا حال دریافت کیا۔ فرمایا کہ ارواح روحانیان ہمیشہ مردان حق کی زیارت کو آتی ہین اُسوقت روحانیات مین سے ایک روح مصباح اللہ نامی آئی۔ تمام آسمان کے مصباح اُسی سے منور ہوتے ہین اور فیض حاصل کرتے ہین

منقول ہے کہ ایکدن مولانا سے دریافت کیا گیا کہ مثنوی کے دفترونکو باہم ایک دوسرے پر کچھ ترجیح ہے یا نہین۔ آپنے فرمایا۔ ہان اسیطرح دفتر اول پر دفتر دوم کو ترجیح ہے جیسے آسمان اول پر آسمان دوم کو۔ علیٰ ہذا دوم پر سوم کو سوم پر چہارم کو چہارم پر پنجم کو ترجیح ہے۔ قرآن شریف مین یہ ارشاد کہ ہمنے بعض نبیونکو بعض نبیوپر فضیلت دی ہے نبیونکے ساتھ ہی مخصوص نہین ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے۔

منقول ہے کہ ایکدن مولانا نے فرمایا۔ انسان کا کلام اُسکی بو ہے۔ انسان کے کلام کی بو سے اُسکے نفس کی بو معلوم ہوتی ہے۔ بشرطیکہ جان کا دماغ زکام سے خراب نہو۔

بوئے صدق و بوئے کذب و گول گیر   ہست پیدا در نفس چون مشک و سیر

گر ندانی یار را از دہ دلہ   از مشام فاسد خود کن گلہ

قرآن سے خدا کو اور حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بو آتی ہے۔ اور میرے

کلام سے میری بوآتی ہی۔
مولانا نے فرمایا کہ جو شخص حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو غور سے پڑہیگا حضرت حکیم سنائی علیہ الرحمۃ کے کلام کو سمجھیگا۔ اور جو حکیم سنائی کے کلام کو اعتقاد سے پڑہیگا میرے کلام کو سمجھیگا۔ اور برخوردار ہوگا۔
ملک المدرسین مولانا شمس الدین ملطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ ایک واعظ نے قیصریہ مین اثناے وعظ مین مولاناؔ کا کوئی شعر پڑہا۔ کسی عالم نے اس بات کو برا کہا اور تکفیر کی واعظ نے منبر سے اترکر اسکو گہونسا مارا اور وہ اتفاق سے اُسیوقت مرگیا۔ واعظ وہانسے بہاگ کر قونیہ چلا آیا اُسکے پیچہے پیچہے عالم کے اعزا بہی آئے اور مولاناؔ سے فریاد کی۔ آخر مولاناؔ نے ایک رقعہ علم الدین قیصر کو بہیجا کہ فلان واعظ کی جان فلان شخص کے عزیزونکے ہاتہ سے چہڑا دو۔ یہ رقعہ علم الدین قیصر کو اُسوقت ملا کہ وہ قونیہ مین زرگران کے بازار مین سوار جارہا تہا اُسی وقت وہ گہوڑے سے اُتر پڑا۔ چالیس ہزار درم پر مقتول کے وارثونسے تصفیہ کرکے بازار مین کہڑے کہڑے۔ اپنا گہوڑا۔ ہتیار۔ اساس البیت سب فروخت کیا تو پچاس ہزار درم ملے اُسمین سے مقتول کے وارثا کو چالیس ہزار دئے اور دس ہزار درم مولاناؔ کی یاد آوری کے شکرانہ مین مولاناؔ کے خدام کو تقسیم کئے۔ واعظ کو مع ایک خچر کے قیمتی خلعت دیا۔ جب علم الدین قیصر گرجی خاتون کی خدمت مین گیا تو اُنہون نے عتاب کرکے کہا۔ تو یہانسے روپیہ کیون نہین لیگیا۔ اُسنے کہا مجہے یہ خوف تہا کہ مولاناؔ کبہی کسی شخص سے کوئی خدمت نہین لیتے۔ خوش قسمتی سے یہ موقع مجہے ملا ہے ایسا نہو کہ تعمیل حکم مین دیر ہوجاتے۔ گرجی خاتون کو اُسکا یہ طریقہ ادب بہت پسند آیا۔ ایک لاکہہ درم اُسکو دئے اور نائب حکومت مقرر کرادیا۔
قونیہ مین ایک شخص امیر نامی بہت دولتمند اور ذی عزت تہا۔ اور مولاناؔ کا مرید تہا۔ اُسکا بیان ہے کہ مولاناؔ کی اجازت سے مین حج بیت اللہ کے واسطے گیا۔ راہ مین ہر منزل پر مولاناؔ کی صورت مجہے نظر آتی تہی۔ دمشق مین مینے دیکہا کہ مسجد کی چہت پر آپ سیر

کرتے ہین اور سب مجھے اشارہ کرتے ہین۔ مین اس ہیبت سے بیہوش ہوگیا۔ اور عصر کی نماز تک بیہوش پڑا رہا۔ ہوش آیا تو وہان کچھ بھی نہ تھا۔ غرضکہ کعبۃ اللہ پہنچا۔ طواف مین مولانا کو طواف کرتے ہوتے دیکھا۔ اور کوہ عرفات پر مناجات مین مشغول پایا جب مین قونیہ مین آیا تو اسی طرح گرد آلود خدمت مین حاضر ہوا۔ بہت سے لوگ بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھکر فرمایا حاجی امیر مردان خدا اللہ تعالے کے دریا کے قدرت کی مچھلیان ہین جسجگہ چاہتے ہین چلکے کہان ہین اور جب جسجگہ انہین ڈھونڈ ہینگے پائینگے۔ مینے قدمبوسی کے بعد پورا واقعہ خدام سے بیان کیا۔ پھر مولانا نے فرمایا جو مرید اعتقاد صادق رکھتا ہی اسکی سب جزئی اور کلی مرادین پوری ہوجاتی ہین اور ہرجگہ اسکا پیر اسکی نظر آتا ہی۔ اور مثال کے طور پر یہ حکایت بیان کی کہ کسی وقت مین ایک جوان نہایت پاک دامن اور پاکیزہ اعتقاد تھا سنگ مرمر کی ایک نازک بنی ہوئی مورت پر وہ عاشق ہوگیا۔ اُس مورت کی وہ پوجا کرتا تھا اور جو حاجت ہوتی اُس مورت سے پوری ہوجاتی تھی اُسنے ایک مکان علیحدہ بنالیا تھا وہین پرستش کرتا تھا اور مہمانون کی خدمت بھی کرتا تھا۔ چند لوگونکو اُس سے حسد پیدا ہوگیا اور کہنے لگے کہ آمدنی کا کوئی ذریعہ نہین ہی مگر یہ شخص بیدریغ صرف کرتا ہی۔ آنے جانیوالونکی بھی خوب خدمتگزاری کرتا ہی اور تمام آدمی اُس سے رضامند ہین۔ حاسدون نے باہم مشورہ کرکے سماع اور دعوت کی مجلسین شروع کین۔ ایک ایک دن ہر ایک کے ہان دعوت ہوتی تھی۔ آخرکو اُس جوان سنگ پرست کی نوبت آئی۔ وہ اُس پتھر کی مورت کے سامنے صدق دلسے رویا اور کہا کہ ان لوگون نے محض امتحان کیلئے دعوت کی تھی اب وہ سب مہمان ہونگے۔ عنایت اور مدد کا وقت ہے اُسی وقت اُس مورت مین سے بہت سا زر نقد نکل آیا خوب دہوم سے دعوت کی آخر اُن لوگون نے سنگ پرست سے اصل واقعہ پوچھا اُس نے سچی سچی حقیقت سنادی۔ یہ واقعہ سنکر سب ساکت ہوگئے اور اُس سے بھائی والا کرلیا۔ پھر مولانا نے فرمایا کہ جو کہ پتھر بالکل بیجان چیز ہی اُسکی پرستش سے یہ حال ہوتا ہی۔ تو مردان خدا کی عنایت سے کیا کچھ

ہو سکتا ہے۔

منقول ہے کہ ایکدن مولانا کے سامنے کسی نے کہا لوگ مسجدون مین دنیا کا ذکر کرتے ہین۔ فرمایا جو شخص ان چہ مقامون پر دنیا کی گفتگو کریگا اسکی تیس برس کی عبادت نامقبول ہوگی ایک مسجد مین۔ دوسرے مجلس علم مین۔ تیسرے جنازہ مین چوتھے قبرستان مین۔ پانچوین اذان کے وقت۔ اور چھٹے قرآن شریف کی تلاوت مین۔

حضرت فاطمہ خاتون بنت شیخ صلاح الدین علیہا الرحمۃ سے روایت ہے کہ ایکدن مولانا کی دعوت محلہ کے بال[illegible] سے پیام آئے اور آپ نے سب سے وعدہ کرلیا جب شب ہوئی تو آپ عبادت [illegible] مشغول ہوئے اور سحر تک عبادت کرتے رہے صبح کو ہر جگہ سے آدمی مولانا کے پانون کی ایک ایک جوتی لیکر آیا کہ رات مولانا ہمارے ہان گئے تھے جوتی وہان رہگئی تھی۔ ایک جگہ سے سیدھے پانون کی جوتی آئی تو دوسرے جگہ سے اُلٹے پانون کی۔ اسیطرح چالیسون جگہ سے جوتیان آئین۔ اور ہر ایک یہی کہتا تہا کہ رات ہمارے ہان مولانا نے یہ تقریر کی۔ دوسرا کہتا تہا ہمارے ہان مولانا نے یہ فرمایا۔ حالانکہ میرے باپ شیخ صلاح الدین اور مولانا ایک لحہ کو بھی اپنی جگہہ سے نہین ہلے۔ تو یہ سب بزرگ اس ماجرے سے حیران تھے اور آپکے کمال کا اعتراف کرنیلگے۔ وہ جوتیان بڑے بڑے خدام مین تبرک کے طور پر تقسیم ہوگئین حضرت عارف چلپی انمین سے ایک جوتی **شاہ سلیمان** والئے **قسطنطنیہ** کی خدمت مین بطور ہدیہ لیگئے تھے شاہ سلیمان نے اُسکی بہت عزت کی۔ اُن جوتیونکو دھوکر جس بیمار کو پلایا آرام ہوگیا۔ اور حاملہ عورتونکو وضع حمل آسانی سے ہوجاتا تھا۔

منقول ہے کہ مولانا کا خادم علاء الدین برمانوس اسلام لانے سے پہلے رند مشرب اور رومی مذہب تہا۔ اُسنے خواب مین دیکھا کہ مولانا کے مین پانون دبارہا ہون مگر یہ نہین جانتا کہ یہ کون شخص ہے اور کہان کا ہے۔ صبح کو اس خواب کی حیرت مین اپنے گاؤن سے

شہر قونیہ کو روانہ ہوا۔ شہر سے آدہی دور پر مولانا کو راہ مین دیکھا۔ اور مولانا نے یہ فرمایا کہ بر مانوس رات کیا حالت گذری۔ یہ سنکر وہ بیہوش ہوکے گر پڑا۔ ہوش درست ہوئے تو وہان کسی کو نہین پایا۔ پریشان ہوکر شہر مین آیا۔ یہان اُسکے ہاتھ سے ایک سپاہی مارا گیا قصاص کیوقت مولانا نے اپنی عبا اُسپر ڈالدی اور جلاد و نسے چہڑا کر بچالاتے۔ اُسیوقت وہ مسلمان ہوگیا۔ اور مولانا کی برکت سے یہ مرتبہ پایا کہ شہر کے بڑے بڑے مدرس مثل سراج الدین اور فصیح الدین کے اُسکے بیان معارف کے سامنے گونگے سمجھے جاتے تھے اور اُسکی خوبی بیان اور معلومات کے قائل ہوگئے۔

منقول ہے کہ ایک دن مولانا توکل اور قناعت کی ترغیب خادمونکو دے رہے تھے اُسوقت فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے رنجیدہ ہوتے تو دعا کرتے کہ اللہ تعالیٰ اُسکو مال اور اولاد زیادہ دے تاکہ وہ اُسمین مشغول ہوجائے اور حضور کی محبت سے محروم رہے۔ اور جس سے خوش ہوتے تو فرماتے اے اللہ تو اُسکو اولاد اور مال کم دے تاکہ وہ مجرد ہوکر راہ حق مین چلے۔

منقول ہے کہ دو خالص دوستون مین سخت خصومت ہوگئی اور کسی طرح عناد دور نہین ہوتا تہا۔ ایکدن مولانا نے معارف کے بیان مین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانونکو دو طرح پر پیدا کیا ہے۔ ایک لوگ مثل خاک کے ہین بالکل جامد اور بیحرکت۔ اور دوسرے لوگ مثل پانی کے ہین ہمیشہ سیال اور روان جب یہ پانی اُس خاک پر روان ہوتا ہے۔ مجاورت کی برکت سے طرح طرح کے پہل۔ پہول پیدا ہوتے ہین۔ ثمر لگتے ہین اور ہر دونکو غذا دیتے ہین۔ اور روحونکو قوت پہنچاتے ہین۔ جو لوگ کہ باہم نزاع کہینچتے ہین اور باہم میل جول ترک کردیتے ہین۔ اُنکو چاہیے کہ ایک مثل خاک کے ہوجاے اور دوسرا مثل پانیکے جب باہم اسطرح اختلاط اور اتحاد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُس اتحاد اور اجتماع کی برکت سے ہزارون ملح کے پہول معرفت کے پہل پیدا کریگا اور راحت کے نباتات پیدا کریگا اب

نورالدین۔ تیرا بھائی مثل خاک کے ہوگیا ہے اور اپنی جگہ سے صلح کیلئے حرکت نہین کرتا ہے تجھے چاہئے کہ پانی کی صفت کریں اختیار کر اور خود اُسکے پاس جاکر اتحاد پیدا کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فمن عفا وصلح فاجرہ علی اللہ)
اُسیوقت دونون دوستون مین صفائی ہوگئی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ دو ولی دوست قطب العارفین بایزید بسطامی قدس سرہٗ العزیز کے ہان مہمان ہوئے۔ آپنے دریافت کیا تم مین کب سے دوستی ہے۔ اُنہون نے عرض کیا تیس برس سے ہم برابر خشکی اور تری مین سفر کررہے ہین آپنے فرمایا۔ عادت کیموافق کبھی تم دونون مین نزاع بھی ہوا۔ اُنہون کہا نہین آپنے فرمایا یہ تیس برس تمنے منافقت مین سہہ کئے۔ تمہاری دوستی اور محبت منافقانہ تھی۔ انتہائی دوستی مین ضرور رنجیدگی ہوتی ہے۔ اسلئے تمکو چاہئے کہ باہم رنجش پیدا کرکے صلح کرو تاکہ منافقت کے فساد سے امین ہوجاؤ۔

منقول ہے کہ ایکدن حضرت سلطان ولد مولانا کے زمانہ کی تعریف کرنیلگے کہ کیا عمدہ وقت ہے سب آدمی معتقد اور باخلاص ہین۔ گومنکر بھی ہین مگر انہین قوت نہین ہے مولانا فرمایا بہاء الدین تمنے زمانہ کی تعریف کس اعتبار سے کی۔ اُنہون نے عرض کی کہ اگلے زمانہ مین اناالحق کہنے پر منصور کو سولی دیا گیا یا حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کی تکلیف کا قصد کیا۔ جنید مشائخ کو قتل کیا۔ بلکہ نبیونکو بھی قتل کیا جسکا قرآن شاہد ہے۔ آجکل آپکے ہر شعر مین ہزارون اناالحق اور سبحانی ما اعظم شانی موجود ہین۔ لیکن کسی کا زہرہ نہین ہے کہ اعتراض کرے اور دم مارے۔ مولانا نے سکر اگر فرمایا اگلے لوگونکو عاشقی کا مرتبہ ملا تہا۔ عاشق بلاکش ہوتے ہی ہین۔

دوست ہمان بہ کہ بلاکش بود　　عود ہمان بہ کہ بر آتش بود

مگر ہمیں مرتبہ محبوبی اور معشوقی کا ملا ہے معشوق کو فرمان روا ہونا چاہئے۔

منقول ہے کہ شیخ زاہد یعنی حاجی مبارک صدری رحمتہ اللہ علیہ قطب الدین حیدر علیہ الرحمۃ

کے خلفا مین سے تھے۔ ایکدن وہ اپنے مریدونکے ساتھ **مسجد مرام** کیطرف تفریح کیلئے جارہے تھے۔ ایک جانب سے مولانا کو بھی آتے ہوئے دیکھا۔ حاجی مبارک نے مولانا کو دیکھکر فوراً اپنی چادر کو عورتونکیطرح سر سے اوڑھ لیا اور سر راہ بیٹھ گئے۔ اُنکے مریدین نے کہا یہ کیا معاملہ ہے۔ حاجی مبارک کہنے لگے دیکھتے نہیں وہ مرد مردانہ چلا آتا ہے اسکے سامنے سب کو چاہیے کہ عورتین بنکر گہرون بیٹھے چرخا کاتا کرین۔ مولانا نے قریب آکر فرمایا نہین نہین تم درویش ہو۔ حاجی مبارک نے دوڑکر قدم چومے اور قدمونکو لپٹ کر رونیلگے۔ مولانا نے فرمایا۔ غم نہ کرو۔ اب کوئی فکر نہین رہی۔ خوش رہو۔ اور اطمینان سے زندگی بسر کرو۔ اسکے بعد حاجی مبارک کے ہان حاجی محمد لڑکا پیدا ہوا تو انہون نے بڑی دعوت کی۔ قونیہ کے سب بزرگونکو بلایا۔ مولانا کو خود بلانے گئے۔ مولانا نے فرمایا۔ مین سر سے آؤنگا آنکہونسے آؤنگا۔ گرونسے آؤنگا اور پیٹ سے آؤنگا۔ حاجی مبارک بار بار نعرے مارتے تھے۔ اور قدمونپر لوٹتے تھے۔

منقول ہے مولانا نے چند اپنے خادم قیسیریہ کو بطور سفارت بھیجے تھے۔ خادم وہانسے پلٹ کر آئے تو معین الدین پروانہ کی عمارات۔ اور لذیذ کھانونکی بار بار تعریف کرتے تھے۔ مولانا نے یہ بیان سنکر ایک آہ کی اور فرمایا۔ تم لوگ پاخانہ کی تعریف اسقدر کر رہے ہو اور کہہ رہے ہو کہ یون کھایا اور اسطرح صرف کیا۔ تمہین شرم نہین آتی۔

اے بدیدہ لوتہائے چرب خیز . فضلۂ اورا بہ بین در آب ریز

اُسیوقت خادمون نے اپنے بیان سے توبہ اور استغفار کی۔

منقول ہے کہ جب شرف الدین ہرویہ کا انتقال ہوا۔ مولانا کے خادمون مین سے بھی ایک شخص جنازہ مین شریک تھے۔ شرف الدین بڑے بزرگ اور شیوخ قونیہ کے سردار سمجھے جاتے تھے۔ مولانا نے اپنے خادم سے جنازہ کی کیفیت دریافت کی۔ اُسنے کہا کئی ہزار آدمی جنازہ پر تھے اور سر کھولے ہوئے نوحہ کرتے تھے۔ مولانا نے فرمایا

نور سے کیا فائدہ اسرار پوشیدہ سے وہ آگاہ نہ تھا۔

مرد آن دم مردن نمک باید بودن ور نہ بہزار سنگ باید بودن

لیکن امید ہے کہ نا امید عنایت الٰہی سے نہ ہوگا۔

منقول ہے کہ ایک دن مولانا کے سامنے شیخ صاحب قونیہ کے دولتمندوں کی شکایت کرنے لگے کہ کوئی بات نہیں دیتے اور صدقات بالکل بند کر دیے ہیں۔ درویشوں کی خدمت نہیں کرتے۔ اور حضرات متصوفہ کے فقرا پر طعن کرتے ہیں اور بیہودہ بکتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اگر اپنے اختیار سے نیکوں کو نہیں دیتے ہیں تو شیطان آئینگے اور زبردستی چھین کر لیجائینگے۔

منقول ہے کہ مولانا کے نذر دوست ایک صاحب ہم آپکے سامنے اکثر پڑھنے لگے کہ فتوحات مکی بھی عجیب کتاب ہے کہ بالکل اسکا مقصود واضح نہیں ہوتا اور مطلب سمجھ میں نہیں آتا اسی سے کوئی تو آپ نے کچھ شروع کیا مولانا نے فرمایا جانے بھی دو اسوقت فتوحات زکی فتوحات مکی سے بہتر ہے اور سماع شروع کر دیا۔

مولانا فخر الدین دیوان دوست مولانا صاحب کے بڑے خادم تھے۔ وہ لکھتے ہیں ایک روز مولانا نے فرمایا جو بات مجھے پسند آئی وہ میری ذات سے متعلق ہوگئی اور بہتر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں فرمایا ہے انا ربکم الاعلیٰ (میں تمہارا بڑا رب) یہ قول فرعون کا تھا اور اسلئے پڑھنے سے نماز باطل ہو جائیگی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں خود ارشاد فرمایا ہے اسلئے یہ قول حق سے متعلق ہوگیا اور مبطل نماز نہیں رہا۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ جو باتیں حق سے متعلق ہیں وہ بہتر ہیں اور فساد سے بری ہیں۔ یہانتک کہ ایک بندہ کا قول اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان کیا اور وہ مفسد نماز نہیں قرار پایا۔ انبیاء اور اولیا کا ارشاد بھی اسی لئے فساد سے خالی ہے کیونکہ وہ دوسرے سے نقل کرتے ہیں۔

گرچہ قرآن از لب پیغمبر است ہر کہ گوید حق نگفت آن کافر است

خاصہ آں آواز خود از شہ بود — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضرت حسام الدین چلبی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ ایک شب بڑا جلسہ سماع کا ہوا۔ سماع کے بعد میں مولانا کا پاؤں دبا رہا تھا۔ اسوقت میں نے عرض کیا کہ شیخ صدر الدین محدث پر آپ بہت عنایت کرتے ہیں اور جید رعایت فرماتے ہیں وہ محقق ہیں یا مقلد۔ مولانا نے فرمایا مجھے اپنے اس بے کینہ سینے کی قسم جو آئینہ اسرار الٰہی ہے کہ تمہاری تحقیق کے مقابلہ میں وہ مقلد ہے۔ اور فرمایا کہ مردوں کی دو بڑی نشانیاں ہیں ایک شناخت۔ دوم باخت۔ بعض کو شناخت ہے مگر باخت نہیں ہے۔ اور بعض کو باخت (طریقہ عاشقی) ہے مگر شناخت نہیں ہے باخت اُسکی جان کو ہے جو دونوں سے باخبر ہے۔ چنانچہ ابراہیم ادہم سے اُنکے ایک مرید نے کہا مجھے اسم اعظم بتائیے۔ اُنھوں نے دریا میں ڈلوا دیا۔ غوطے کھاتا تھا اور چلاتا تھا جب غرق ہونیکی نوبت آئی تو مایوس ہو کر اللہ اللہ کہنے لگا اُسیوقت پانی نے اُسے کنارے پر پھینکدیا ابراہیم ادہم نے اُس سے فرمایا دیکھا اضطراب دلی اسم اعظم ہے جب بندہ بالکل مضطر ہو کر دعا کرتا ہے دعا قبول ہوتی ہے۔ قرآن شریف میں موجود ہی ہے۔

آن نیاز مریمی بودست و درد — کہ چنان طفلے سخن آغاز کرد

حضرت سلطان ولد قدس سرہ سے روایت ہے کہ ایکدن میں اپنے والد کے مدرسہ میں مولانا اکمل الدین کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ اور معانی و معارف بیان کر رہا تھا۔ ناگاہ مولانا صاحب بھی تشریف لے آئے اور سر مبارک میرے زانو پر رکھکر گرم گرم نظر سے مجھے دیکھنے لگے۔ اور فرمایا بہاء الدین مجھپر بہت نظر کر اور میرے منہ کو خوب دیکھ۔ میں نے عرض کیا قیامت کے دن بھی ہمیں آپکا دیدار نصیب ہوگا۔ مولانا اکمل الدین نے کہا میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اس دنیا میں اگر ایکبار بھی مولانا صاحب کو جس نے دیکھا ہے وہ قیامت میں اپنے کل قبیلے اور خاندان کا شفیع ہوگا۔ میرے والد پھر یکبیک اُٹھ بیٹھے اور بذوق و شوق کیساتھ فرمانے لگے کہ واللہ تمام علمائے عالم اور افراد عالم کی تیرے طفیل سے بخشش ہوگی جس کسی نے مجھے دیکھا ہے ہرگز دوزخ میں

نہ جائینگے ۔

سخت خوشی چشم بدت دور باد ✻ اے خنک آن چشم کہ روئے تو دید
دیدن روئے تو بسے نادر است ✻ اے خنک آن گوش کہ نامت شنید

حضرت سلطان ولد اپنے والد کی شان میں لکھتے ہیں

تشنہ دو زخ نسوزد آنکسے راکو بدید ✻ یک نظر اندر رخت روئے یا شنید از تو بیان

منقول ہے کہ قاضی کرد قونوی شہر کے معززین میں سے تھے اور سلاطین کے مقابر کے متولی وہ ایک روز مجمع میں یہ حکایت بیان کرتے تھے کہ میں جوانی کی حالت میں سکندریہ کو گیا ۔ میرے ساتھ میں اور بڑے بڑے تاجر بھی تھے ۔ اتفاق سے ہماری کشتی گرداب میں پھنس گئی ۔ اور ہر شخص مضطر ہو کر اپنے اپنے مشائخ اور پیر و ں سے التجا کرنے لگا ۔ میں نے بھی اخلاص کیا تو مولانا صاحب کو یاد کیا ۔ تھوڑی دیر میں میں نے دیکھا کہ مولانا ایک پرتاب تیر کے فاصلہ پر پانی کے اوپر کھڑے ہیں ۔ آپ نے ہاتھ بڑھا کر کشتی کو گرداب سے نکالدیا اور خود بھی کشتی کے پیچھے چلے آتے ہیں ۔ کل اہل کشتی نے آپکو اچھی طرح دیکھا اللہ تعالیٰ کی عنایت اور مردان خدا کی ہمت سے شام کو بخیریت انطاکیہ میں ہم پہونچے ۔ اور بہت سی خیرات تقسیم کی جب قونیہ میں ہم آئے سب تاجر یکبارگی مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اور سکندریہ کے کپڑے کے چند تھان اور مصر کے شیشے کے کچھ عدد پیش کئے ۔ مولانا نے مجھسے فرمایا ۔ معاف کرنا میں اُسوقت ذرا دیر میں پہنچا تھا ۔ مگر اللہ کا شکر ہے کہ انجام بخیر ہوا ۔ شیشہ میں سے ایک عدد قبول کیا اور حسام الدین چلپی کو بھیجدیا ۔ باقی کپڑا حضرت سلطان ولد نے خدام کو تقسیم کردیا ۔ مولانا کے پاس سے اٹھکر ہم سب باہر آئے تو سلطان ولد نے ہمسے دریافت کیا کہ مولانا کس بات کا عذر کرتے تھے میں نے سب کیفیت بیان کی ۔ سلطان ولد یہ سنکر بیخود ہو گئے ۔ اور مولانا کے قدموں پر گر کے عرض کیا ۔ کہ حضور دریا میں کشتیوں کو بچاتے ہیں خشکی میں آفتوں سے نجات دیتے ہیں ۔ یہ تو فرمائیے کہ قیامت کے دن کیا حال ہوگا جسوقت ہر ایک شخص کے وجود کی کشتی حساب و کتاب

گرداب مین مبتلا ہوگی۔ مولانا نے فرمایا: ظاہر ہے کہ جب شمشیر میان کے اندر سے اسقدر کاٹ کر رہی ہے تو برہنہ کسقدر کاٹ کریگی۔

منقول ہے کہ ایکدن مولانا مدرسہ مین تشریف رکھتے تھے۔ بہت سے خادم اور معتقد حاضر تھے۔ ایک ناشناسا صوفی آیا۔ اور مولانا کے قدمون پر اپنی سفید داڑھی رگڑنے لگا۔ مولانا نے اُس درویش پر بہت عنایت کی۔ اور عزت افزائی فرمائی۔ اور سفر کا حال دریافت کیا۔ وہ درویش اور بھی زیادہ اظہار تضرع کرنے لگا۔ پھر مولانا نے فرمایا سچ سچ کہو تجھے تیرے شیخ نے کیا بتایا اور کسطرح تعلیم کی۔ اُسنے عرض کیا بغداد مین بارہ سال کے قریب مین شیخ کی خدمت مین رہا۔ دو سال تک صوفیون کے پاخانے صاف کرنیکا حکم ہوا چنانچہ دو سال تک پاخانے صاف کیے اور صوفیون کی صراحیان پانی سے بھر کر اُنکے حجرون مین رکھا کرتا تھا۔ دو سال تک خانقاہ مین فراشی کی اور دو برس تک درویشون کے کپڑے سیتا رہا۔ دو برس تک نفس کی تذلیل کیلیے بھیک مانگی اُسکے بعد شیخ نے مجھے خلوت مین بٹھایا۔ اور کئی چلے کرائے۔ مولانا نے فرمایا۔ اُسکے حکم سے یہ تو سب کچھ تو نے کیا مگر آخر شیخ نے تیرے واسطے کیا کیا۔ بوجہ اعتقاد کے تو نے طرح طرح کی زحمتین اُٹھائین۔ مگر افسوس ہے کہ تیرے شیخ نے تیرے لیئے کچھ بھی نہین کیا۔ اور مولانا نے یہ شعر پڑھا۔

اگر تو کار نداری و مفلسی از خیر   بیا کہ کار چو تو صد ہزار را کردیم

پھر کہا کہ اپنے پیر بزرگوار کی روح کی قسم کہ سچا شیخ وہ ہے کہ مرید کی بغیر اطلاع کے اُسکا کام پورا کردے اور خدا تک پہنچا دے۔ اور کسی طرح کی جد وجہد مرید کو کرنا نہ پڑے۔ اور مرید کے وجود کی مس کو ایسی کیمیا بنا دے کہ وہ دوسرونکے مس کو بھی سونا بنا سکے۔ لیکن یہ قوت صرف محمدیونکو ملی ہے۔

ز کیمیا عجب آید کہ زر کند مس را   مسے نگر کہ بہر لحظہ کیمیا سازد

بہاءالدین بحری علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ ایک رومی معمار مولانا کے مکان مین

بڑہئی کا کام کر رہا تھا۔ خدام نے بطور مذاق اُس سے کہا تو مسلمان کیون نہین ہوجاتا۔ اسلام
سب سے بہتر دین ہی۔ اُسنے کہا پچاس برس کے قریب ہوچکے کہ عیسے علیہ السلام کے دین مین
ہون۔ اب مجھے شرم آتی ہی اور ڈر لگتا ہی کہ اُنکے دین کو ترک کرون۔ مولانا بھی یہ تقریر سنتے
ہوئے چلے آتے۔ آپنے فرمایا ایمان تیرا ہی سچا ہی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہی گو وہ ترسا ہو
دینیا ہی۔ بے دین نہین ہی۔ یہ فرماکر وہانسے چلے گئے۔ وہ معمار اسیوقت اس ارشاد کے اثر
مسلمان ہوگیا اور مریدونمین داخل ہوا۔

منقول ہے کہ ایکدن چند طالبعلم خجندی مولانا کے پاس آتے اور سوال کیا کہ دنیا
مین چوہا کس کام کا ہی۔ آپنے فرمایا اس عالم مین کوئی چیز خالی حکمت سے نہین ہی۔ اگر چوہے
نہوتے تو سانپ تمام دنیا کو خراب کر دیتے۔ سانپ کے انڈے چوہا کھا لیتا ہی اور تلف کر دیتا
ہی۔ اگر ایسا نہوتا تو دنیا سانپوں سے بھر جاتی۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو خاصیتین ہر ایک ذرہ مین رکھی
ہین وہ پوشیدہ ہین۔ اور اُنکی کوئی انتہا نہین ہی۔ یہ سنکر وہ طالبعلم مرید ہوگئے۔ پھر مولانا نے
فرمایا کہ ایکدن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا مین تشریف رکھتے تھے۔ اور سب اصحاب کرام
حاضر تھے۔ ایک سانپ بھاگتا ہوا آیا اور حضور کے دامن مین چھپ گیا۔ اور عرض کیا دشمن سے
بچاکر بھاگا ہون۔ دونون جہانکی پناہ آپ ہین مجھے بھی پناہ دیجے۔ سانپ کے پیچھے
پیچھے خارپشت[1] آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا شکار مجھے عطا ہو۔ میرے بچے بھوکے
پڑے ہین۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خارپشت کو گوشت کا ٹکڑا دلوا دیا وہ چلا گیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپ سے فرمایا۔ تو اب نکل آ تیرا دشمن چلا گیا۔ اُسنے کہا کہ
مین بغیر اپنا ہنر دکھلاتے ہوئے نہ جاؤنگا۔ اور سیکے طور پر حضور کی کمر سے لپٹ گیا جاپتا تھا

[1] اسکو جنگلی چوہا بھی کہتے ہین تمام جسم پر چھوٹے چھوٹے خار ہوتے ہین سانپ کا دشمن ہے گجرات
اور کاٹھیاواڑ مین کثرت سے ہوتا ہی۔ مترجم۔

کہ زخم لگاتے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھن انگلیا ہاتھ کی اُسکے سامنے کردی۔ سانپ زمین پر ہاتھ مار کر چھن انگلیا میں کاٹنے کا قصد کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی آستین سے بلی نکالکر چھوڑی۔ بلی نے سانپ کو مار ڈالا۔ اسیوقت حضور نے فرمایا حب الہرۃ من الایمان (بلی سے محبت ایمان کی نشانی ہے) اور آپ بار بار بلی کی کمر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے تھے یہ اُسی دست مبارک کی برکت ہے کہ بلی کو کیسی ہی بلندی سے گراؤ وہ اپنے پاؤں کے بل گرتی ہے اور اُسکی پیٹھ زمین پر نہیں لگتی اُس روز حضور نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بہت دعائے خیر کی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت سے بلیاں پال لیں جس کسی کو بلی کی ضرورت ہوتی وہ منگوا لیا کرتا اور بلی بھیجکر لے آتا - اور مولانا نے یہ بھی فرمایا کہ منقول ہے کہ جسوقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپ کے سامنے چھن انگلیا کاٹنے کیواسطے پیش کی چھن انگلیا نے اللہ تعالی کی جناب میں عرض کیا کہ حضور نے مجھے سب سے زیادہ ضعیف عضو خیال فرما کر سانپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ الہی تو میری امداد کر۔ اسیوقت جبرئیل امین بحکم خداوندی ایک انگوٹھی لائے اور عرض کیا کہ اسکے ذریعہ سے ضعیف چھن انگلیا کی عزت افزائی فرمائیے۔ قیامت تک یہ سنت ہو گئی کہ انگوٹھی چھن انگلیا میں پہنی جاتی ہے۔ خیال کرو کہ ضعیفوں کی تضرع و زاری سے کیسی عزت ملتی ہے۔

حضرت سلطان بہاء الدین ولد فرماتے ہیں کہ بڑے عید کے دن میں مولانا کے ساتھ عیدگاہ کو چلا۔ جس محلہ و جس کوچہ سے گذر ہوتا تھا۔ لوگ سلام کرتے تھے اور نعرے مارتے تھے۔ سوار گھوڑوں سے اتر اتر کر سلام کرتے تھے۔ یہ حالت دیکھکر میں اور سب خدام دنگ رہ گئے۔ مینے والد کا دامن خوب مضبوط پکڑ کے کہا کہ خدا جانے آپ کیسے شخص ہیں اور کس عالم کے ہیں۔ میں آپکو کیا کہوں اور کن لفظوں سے تعریف کروں یہ ایسی بزرگی اور قدرت ہے کہ کسی بزرگ کو نہیں ملی۔ مولانا نے فرمایا بہاء الدین کیا تمھیں یہ حالت پسند ہے۔ مینے عرض کیا بہت ہی پسند ہے۔ اور نہایت اچھی ہے۔ مولانا نے فرمایا

یہ رتبہ مینے تجھے دیا۔ اور تجھ سے یہ رتبہ بطور میراث کے تیری اولاد کو منتقل ہوگا۔ اور قیامت تک تم مسجود خلائق رہوگے۔ اللہ تعالے کا شکر ہے کہ سب مخلوق اس گھر کی غلام ہے

منقول ہے کہ ایکدن مولانا دریا کے کنارے بیٹھے تھے۔ دریا مین ایک بڑا پتھر پڑا تھا۔ آپنے فرمایا کیون صاحبو یہ پتھر کب تک مٹی ہوکر گلیگا۔ خادمون نے عرض کیا حضرت برسون مین گلیگا۔ مولانا نے فرمایا بیشک یہ پتھر گل جائیگا۔ مگر بعضے دل برسون مین بھی نہین متغیر ہوتے ہمیشہ پتھر سے سخت ہین —

زانبیا ناصح تر و خوش لہجہ تر　　کی بود کہ رفت دمشان در حجر

لعنت آن باشد بلا شد قسوہ

چارہ آن دل عطای مبدلیست　　داد او را قابلیت شرط نیست

مگر میری نگاہ مین ہر شکوہ قابلیت تحفون۔ تبدیل کردان اور مرحوم بنادین —

کیمیا داری کہ تبدیلش کنی　　گرچہ جوئی خون بود نیلش کنی

اولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما

مولانا کے اخلاق حمیدہ کی یہ حالت تھی کہ ایک روز آپ آب گرم کے حمام کو تشریف لیگئے سب خادم ساتھ تھے چلپی امیر عالم نے آگے بڑھ کر حمام سے سب لوگونکو نکال دیا تاکہ مولانا اور خدام تنہائی مین اطمینان سے نہائین۔ اور سرخ و سفید سیب لاکر حوض مین ڈالدیے مولانا نے وہان پہنچکر دیکھا کہ لوگ حمام سے گھبرا کر نکل رہے ہین۔ آپنے فرمایا۔ امیر عالم کیا ان انسانونکی جانین ان سیبون سے بھی کمتر ہین انکو نکالدیا اور سیبون کو ڈالدیا۔ کیا یہ صحیح نہین ہے کہ تمام عالم اور ما فیہا آدمی کے واسطے ہی۔ اور آدمی صرف اُس ایکدم کیلئے ہی عالم کے پیدا کرنیسے مقصود آدمی تھا۔ اگر مجھے دوست رکھتے ہو تو سب آدمیونکو بلالو خواہ وضیع ہون یا شریف صحیح ہون یا ضعیف تاکہ اُنکے طفیل سے مین حمام مین چند لحظہ آرام کرون امیر عالم نے شرمندہ ہوکر سب لوگونکو بلالیا۔ اُسوقت مولانا نے حوض مین قدم رکھا۔

منقول ہے کہ ایکدن مولاناصاحب نے۔ اول ما خلق اللّٰہ قلم اور ن ۚ والقلم وما یسطرون کے بیان مین فرمایا کہ سرور عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے کچھ اسرار حضرت علی کرم اللّٰہ وجہ کو خلوت مین تعلیم فرمائے۔ اور وصیت کی کہ نامحرم سے یہ اسرار نہ بیان کرنا حضرت علی کرم اللّٰہ وجہ نے چالیس روز تک تحمل کیا مگر پھر بیقرار ہوگئے حاملکیطرح پیٹ پھول گیا تنفس مشکل ہوگیا۔ آپ صحرا مین چلے گئے۔ ایک کنوین مین منہ جھکا کر آپنے کل اسرار بیان کرنا شروع کئے۔ شدت مستی سے دہن مبارک سے کف نکل نکلکر کنوین مین گرتے تھے۔ یہانتک کہ سب اسرار بیان کردئے اور منہ سے خوب کف نکل گیا جو قت تسکین ہوئی۔ چند روز کے بعد اُس کنوین مین سے نے کا درخت نکلا اور چند روز مین رفتہ رفتہ خوب بڑا ہوگیا کسی روشن دل چرواہے نے اُسکو قطع کرکے نے بنائی۔ راتدن عاشقونکی طرح اُسکو بجاتا تھا اور بکریان چراتا تھا۔ اُسکی نے نوازی عرب کے قبیلون مین مشہور ہوگئی۔ اونٹ اور بکریان اُسکے گرد حلقہ باندھ کر نے سنتی تھین اور گھاس چرنا چھوڑ دیتی تھین۔ عرب کے کل غربا اور شرفا شوق سے اُسکی نے سنتے تھے۔ اور کچھ ایسا اُنکو مزا آتا تھا کہ روتے تھے متواتر یہ خبر آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ حضور نے اُسکو سامنے بلایا۔ جسوقت اُس نے نے بجائی سب اصحاب شدت ذوق سے بیخود ہوگئے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ اس نے کے آواز مین اُن اسرار کی شرح نمایاں ہے جو مینے حضرت علی کرم اللّٰہ وجہہ کو خلوت مین بیان کئے تھے۔ مولانا نے پھر فرمایا کہ جو شخص صوفی نہین ہے وہ اس نے سے اخوان صفا کے اسرار نہین سُن سکتا۔ الایمان کلہ شوق و ذوق (ایمان تمام و کمال شوق و ذوق کا نام ہے) چنانچہ مولانا فرماتے ہین۔

آہ دردت را نیابم محرمے | چون علی آسہ کنم در قعر چاہ
چونکہ شد نے بروید از لبش | نے بنالد راز من گردد تباہ
بس کن اے نے زانکہ ما نامحرمیم | نان شکر مارا و نے را عذر خواہ

حضرت سلطان ولد فرماتے ہین کہ ایک روز کسی نے میرے والد جناب مولانا سے کہا کہ رباب کی آواز بھی بہت عجیب ہے۔ مولانا نے فرمایا یہ آواز بہشت کے کواڑونکی ہے جو ہم یہان رباب سے سنتے ہین۔ کسی نے کہا سید شرف الدین کہتے تھے ہم بھی وہی آواز سنتے ہین۔ مگر ہم مین مولانا کی برابر گرمی نہین پیدا ہوتی۔ مولانا نے فرمایا ہم تو بہشت کے دروازے کھلنے کی آواز سنتے ہین اور سید شرف الدین اُنکے بند ہونے کی آواز سنتے ہین

حضرت سلطان ولد فرماتے ہین ایکروز راہ مین مولانا سے ایک یہودی نے جو عالم بھی تھا دریافت کیا کہ آپکا دین اچھا ہے یا ہمارا دین۔ مولانا نے فرمایا۔ تمہارا دین اچھا ہے وہ یہودی اُسیوقت مسلمان ہوگیا۔

منقول ہے کہ ایک شخص مولانا کیواسطے تازے انجیر لایا۔ مولانا نے انجیر اُٹھاکر فرمایا کیا خوبصورت انجیر ہین مگر ان مین کچھ خلل ہے۔ یہ کہکر وہ انجیر زمین پر رکھدیا۔ وہ شخص انجیر اُٹھاکر واپس لیگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر انجیر لاکر مولانا کے سامنے پیش کیئے۔ مولانا نے ایک انجیر اُٹھایا اور فرمایا ان مین کچھ خلل نہین ہے۔ اور شیخ محمد خادم کو اشارہ کیا کہ ... کو تقسیم کردو سب خدام حیرت مین تھے کہ انجیر مین کچھ خلل کیسی اور یہ کیسا ... انجیر ... جب وہ شخص مجلس سے باہر نکلا تو چند خادمون نے جاکر انجیرونکی کیفیت دریافت کی۔ اُسنے کہا میرے ایک دوست کا باغ ہے وہان مین گیا وہ خود موجود نہ تھا۔ مینے وہان سے انجیر لیئے۔ ... ارادہ تھا کہ جب وہ ملیگا اُسکو قیمت دیدونگا۔ مولانا نے نور ولایت سے انجیرونکی ناجوازی معلوم کرلی اور فرمایا کہ ان مین کچھ خلل ہے۔ اب مین اس باغ کے مالک کے پاس گیا اور قیمت ادا کرکے لایا تب مولانا نے قبول کیئے۔

روایت ہے کہ محمد بیگ اوج کو معین الدین پرِوانہ نے طلب کیا۔ یہ شخص نامی اور بہت بہادر تھا اور اُن لوگون مین شامل تھا جو سفید کلاہ پہنتے ہین۔ قونیہ مین آکر مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا۔ امداد و اعانت و ہمت کی درخواست کی۔ اور مرید بھی ہوا۔ اُسی زمانہ کے قریب

محمد بیگ کے برابر ہون نے خواجہ مجد الدین سکے پاس بہلہ دینار کے مال تجارتی کو راہ مین لوٹ لیا تھا۔ محمد بیگ کی تضرع وزاری مولانا کے حضور مین دیکھکر خواجہ مجدالدین اپنے دل مین کہنے لگے۔ اے مردک اب معان اعانت چاہنے آیا ہے۔ میرا اسقدر مال لوٹ لیا۔ خون ریزی کرتا ہے۔ قیامت کے دن مین تیرا دامن پکڑونگا واللہ ہرگز وہان تجھے نہ چھوڑونگا۔ وہان تو کہان بھاگکر جائیگا۔ محمد بیگ مولانا سے رخصت ہوکر چلا۔ تو مولانا نے غصہ سے فرمایا کیونکر وہ نہین چھوٹیگا۔ واللہ واللہ جو میرے مدرسہ کیطرف سے گذریگا وہ چھوٹیگا۔ جو میرا نام لیگا وہ چھوٹیگا جو مجھے محبت کریگا وہ چھوٹیگا۔ اُسیوقت خواجہ مجد الدین مولانا کے قدمون پر گرے اور اپنا مال محمد بیگ کو معاف کر دیا۔ جب محمد بیگ معین الدین پروانہ کے سامنے پہنچا وہان سے اُسکو خلعت ملا اور بہت عزت ہوئی۔

منقول ہے کہ ایکدن مولانا بہاء الدین بحری نے بیان کیا کہ ماہ تیر کا آخر زمانہ اور جاڑونکا موسم تھا کہ مولانا میرے مکان مین تشریف لائے۔ برف باری کی شدت تھی کپڑے اُتار کر مولانا حوض کیطرف چلے۔ مین بھی پیچھے پیچھے گیا۔ مولانا حوض مین بیٹھ گئے اور پانی کے چشمہ کے نیچے بیٹھکر سر پر چشمہ کا پانی لینے لگے۔ اور گردن تک جسم اُن سرد پانی مین غرق تھا۔ تین راتدن اسی طرح پانی مین رہے کسی کو چون وچرا کی مجال نہ تھی۔ البتہ مین فریاد کرتا تھا اور کپڑے پھاڑکر کہتا تھا کہ سردی کی شدت ہے آپ بہت ضعیف ہین۔ ایسا نہو کہ جسم مین سردی کا اثر ہوجائے۔ مولانا نے فرمایا سردی سردونکو نقصان پہنچاتی ہے دمردونکو پھر آپ حوض سے نکلے اور ماتدن فوروز تک سماع ہوتا رہا۔ نہ ایک لحظہ توقف کیا اور نہ ایکدم غنودگی ہوئی۔ اسی طرح وہ سرمی بارسات شبانہ روز برابر سماع مین معروف رہے اور کچھ غذا نہین ہوئی خادمون نے کھانا اس نظر سے تیار کیا کہ شاید کچھ تناول فرمائین۔ مگر مولانا نے کچھ نہین کھایا اور فرمانے لگے۔ اے نفس صبر کر۔ اور میری بات سُن۔ اس غذا کو نہ کھا۔ اگر کھائیگا تو وہ خود تجھے کھائیگی۔

گر خوری یکبار از ان ماکول نور   خاک ریزی بر سر نان تنور

الرجوع الرجوع ثم الرجوع فرماکر پھر سماع شروع کر دیا۔

شرف الدین عثمان گوینده (گویا) کا بیان ہے جس روز کہ چلپی امیر عالم پیدا ہوئے مولانا نے یہ غزل شروع کی۔

صلا یا ایہا العشاق کان مه رو بگاه آمد   میان بندید عشرت را که یار اندر کنار آمد

سات دن متواتر آپ سماع میں مشغول رہے۔ سلاطین دہر اور امرا نے اسقدر نذرانے بھیجے کہ شمار نہیں ہوسکتا۔ مولانا نے وہ سب خدام اور گانیوالونکو دیدئے۔ تھوڑا سا نذرانہ چلپی امیر عالم کے پاس بھی رہا۔

مولانا صلاح الدین ملطی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ علم الدین قیصر نے سماع کا جلسہ کیا مولانا نے اُس جلسہ میں سب لباس قوالونکو دیدیا اور حالت وجد کی شدت سے طاری تھی۔ مولانا عریانی کی حالت میں رقص کرتے تھے۔ علم الدین قیصر نے اُسی وقت سُرخ سقلات کا لباس پوستین۔ اور شمشیہ مصری کی دستار مولانا کو پہنائی۔ بعد سماع کے وہانسے رخصت ہوکر چلے۔ راہ میں ایک شراب خانہ سے رباب کی آواز آرہی تھی۔ تھوڑی دیر وہان توقف کرکے مولانا پر حالت طاری ہوئی۔ آخر شب تک اسی حالت میں آپ وہان رہے۔ شراب خانہ کے رند دوڑ کر قدمونپر گرے۔ جو لباس پہنے تھے وہ اُنھیں دیدیا۔ پھر وہانسے مدرسہ میں تشریف لائے۔ صبح کو اُس شراب خانہ کے سب رند مولانا کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام لائے اور مرید ہوئے۔

حکایت مولانا صلاح الدین علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک رات میں اپنے حجرہ میں مثنوی شریف کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اتنے میں مولانا آئے اور پیراہن مبارک اُتار کر مجھے دیا۔ اور فرمایا کہ علی طور پر اظہار محبت بھی واجبات سے ہے۔ علم الدین قیصر نے دو ہزار دینار سلطانی دیکر مجھسے وہ پیراہن لیلیا۔ اور اُسنے جاکر گرجی خاتون کی خدمت میں پیش کیا وہانسے دس دینار اُسکو ملے

منقول ہے کہ اکثر شب جمعہ کو قونیہ کے دولتمندونکی بی بیان امین الدین میکائیل نائب خاص سلطان کی خاتون کی خدمت مین جمع ہوتین۔ اور اُسکی خوشامد کرتین کہ مولانا کو اپنے گھر بلاتے۔ مولانا کی امین الدین میکائیل نائب خاص سلطانی کی بی بی پر بہت عنایت تھی۔ مولانا اُسکو شیخ خواتین لکھتے تھے۔ وہ عورتین جمع ہوکر منتظر رہتین۔ عشا کی نماز کے بعد بلا کسی کے بلائے اور آدمی کے آئے وہان تشریف لیجاتے زنانہ مین مولانا کو درمیان مین وہ عورتین بٹھاتین اور گرد مین حلقہ باندھکر خود بیٹھتی تھین۔ مولانا پر جا بجا ونظرف اسقدر گلاب وغیرہ کے پھول برساتین کہ آپکے گرد ڈھیر ہوجاتا تھا۔ اور مولانا آدھی رات تک اسرار الٰہی اور معارف بیان کرتے تھے۔ پھر گانیوالی کنیزکین۔ اور دف ورنے بجانیوالی عورتین گاتی بجاتین۔ اور مولانا سماع شروع کرتے بیخودی ایسی طاری ہوتی کہ کسی کو سر و پا کی خبر نہتی تھی۔ عورتین۔ زیور اور جوا ہر آپکے قدمونپر نثار کرتی تھین مگر آپ التفات نہین فرماتے تھے۔ صبح کی نماز پڑھکر وہانسے تشریف لے آتے۔ ایسا شیوہ کسی ولی اور نبی کا سننے مین نہین آیا۔ البتہ حضور سرور عالم صلی اللہ وسلم کی خدمتمین تو عورتین احکام شریعت دریافت کرنیکو حاضر ہوتی تھین۔ مردانہ مین اُن عورتونکے شوہر نائب سلطان کی خدمتمین صبح تک حاضر رہتے تھے۔ اور اس امر کی حفاظت کرتے تھے کہ یہ راز کھلے نہین۔

حکایت۔ مولانا صلاح الدین نے ایک روز بیان کیا کہ ایکبار مولانا نے فرمایا کسی شہر مین قحط سالی ہوئی۔ لوگون نے روزے رکھے۔ قربانیان کین۔ نمازین پڑھین اور سات روز تک برابر اللہ تعالی سے دعا مانگی مگر ایک قطرہ پانی کا نہین برسا۔ اہل شہر عاجز اور مجبور ہوکر اس امر پر متفق ہوے کہ کل صبح کو جبوقت شہر کا دروازہ کھلے جو مسافر پہلے شہر مین داخل ہو اس سے دعا کرائین اسلیے کہ دعا مسافر کی مقرون اجابت ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے سب متفق ہوکر شہر کے دروازے پر آئے۔ اتفاق سے ایک مسافر ملا جو **بسطام** سے آتا تھا۔ لو لوگون نے اُس سے کہا تو یہان مسافر ہے۔ اور ہمارے معاملہ مین سب بے غرض ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالی نے حکم بھیجا تھا کہ اے موسی مجھے اُس منہ سے یاد کر

جس منہ سے گناہ نہ کیا ہو ۔ ہمارے حق مین تمہاری دعا ایسا ہو سکتا ہی ۔ اب دعا کر شاید اللہ تعالیٰ تیری برکت سے ہمپر رحم فرمائے ۔ وہ مسافر درویش منبر پر چڑھا ۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور درود شریف کے بعد اُسنے کہا ۔ رب العالمین ۔ سب عالم اور سب آدمی تیرے پیدا کیے ہوئے ہین سوائے تیرے اُنکا کوئی نہین ہی ۔ تو ہی سنے اُنھین طاقت دی ہی ۔ گو وہ نالائقی کرتے ہین اور تیرے تمام بندونکی شناخت نہین کرتے میری ان دو آنکھونکے طفیل سے مینہ برسا اور پانی غنایت کر اُسیوقت گھرے بادل اُٹھے اور کئی روز تک ۔ اتنا پانی برسا ۔ سب مخلوق اُسکی شیفتہ ہو گئی لوگون نے اُس سے دریافت کیا کہ تیری آنکھونکو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا فضیلت ہی ۔ اُسنے کہا مینے تمام اپنے جسم کو ۔ دیکھا کوئی عضو اللہ تعالیٰ کے قابل نہ تھا ۔ البتہ ان آنکھونسے مینے دو بار سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ کی زیارت کی تھی ۔ اس لیے انہین شفیع کیا اور تمہارا مقصود حاصل ہو گیا ۔ پھر مولانا نے فرمایا ۔ دیکھو ۔ جن آنکھون نے دو بار بایزید کو دیکھا تھا اُنسے یہ کرامت ظاہر ہوئی ۔ ان آنکھونسے کیا کچھ کمالات ظاہر ہونگے جنہون نے بایزید کے خدا کو دیکھا ہی ۔ من رالغ رانی ومن قصدلک قصدلی (جس نے تجھے دیکھا مجھے دیکھا اور جسنے تیرا قصد کیا میرا قصد کیا)

منقول ہے کہ ایکدن مولانا نے اثناء بیان مین فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند شیث علیہ السلام بڑے کامل تھے ۔ دنیا کے امور سے فارغ ، و اہل دنیا سے کنارہ کش تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے حکم بھیجا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے خلیفہ ہون ۔ علم سما اور علم اشیا حاصل کرکے اپنے بھائیونکی معلمی کرین ۔ اور سب انکی اطاعت کرین ۔ بوجہہ انقطاع دنیا کے اُنکے بھائی اُنپر طعنہ زنی کرتے تھے ۔ اور اُنھین تکلیف پہونچاتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے اسوجہ سے دنیا سے برکت اُٹھالی ۔ قحط ہو گیا ۔ اور حضرت شیث علیہ السلام نے اول بار کپڑا بُنکر جامہ بنائی اور پہنی ۔ وہ لباس سب کو پسند آیا ۔ لوگ شوق سے اُسکو خریدتے تھے اور پہنتے تھے ۔ اور یہ درویشی مین جامہ پہننے کا رسم اُسیوقت سے جاری ہوا ۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی پہنا ۔ یہانتک

کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد تک یہ رسم رہا۔ غرضکہ شیث علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کپڑا بننے کی بدولت دنیوی سامان بہت کچھ دیا۔ لیکن اُنکے اور بھائی جنکی تعداد واسطی ہی سب قحط کی وجہ سے مفلس اور بے نوا ہو گئے۔ یہ سب بھائی مجبور ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئے اور اپنی حالت کا اظہار کیا۔ آپنے فرمایا۔ حضرت شیث علیہ السلام کو رضامند کرو جب یہ آفت دور ہوگی۔ پھر وہ سب صاحب حضرت آدم علیہ السلام کیساتھ حضرت شیث علیہ السلام کی خدمتمین آئے اور توبہ و استغفار کی اور نادم ہوئے۔ اُسوقت آدم علیہ السلام نے حضرت شیث سے فرمایا کہ اب دعا کا وقت ہی۔ دعا کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ آپنے فرمایا پہلے یہ سب صاحب اقرار کرین کہ اللہ تعالیٰ کا حق ہم اپنے مال سے دیا کرینگے۔ اور جو کچھ کھیتی۔ تجارت۔ نقد۔ جنس۔ بیل اور حیوانات وغیرہ کی پیداوار ہوگی اُنمین سے نصف نذر کی راہ مین دینگے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اسقدر اُنسے نہو سکیگا اور وہ پھر گنا بیکار رہیگا۔ حضرت شیث علیہ السلام نے فرمایا اچھا دسوان حصہ دیا کرین۔ اس پر سب راضی ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت مال و دولت مین دی کہ جسکا شمار دشوار ہی۔ پھر مولانا نے فرمایا کہ جو شخص عالم احد اور عالم اولیا مین ہمہ تن مصروف ہو۔ اور راتدن امور آخرت سے غرض رکھے اور اس عالم دنیا سے ہاتھ اُٹھالے اُنکی خدمت اہل دنیا پر واجب ہی۔ اللہ کا مال اہل اللہ کو دینا چاہئے۔ تاکہ اُنکی دعا کی برکت سے تمام عالم اور آدمی اطمینان سے زندگی بسر کرین۔

اے ببا امساک کز انفاق بہ ۔۔۔ مال حق را جز بامر حق مدہ

چون قبول حق بود آن مرد راست ۔۔۔ دست او در کارہا دست خداست

منقول ہے کہ ایک روز مولانا فرماتے تھے کہ ایک درویش صاحبدل کسی میر کے بارہ وہ امیر انکا معتقد تھا۔ درویش نے معرفت کے بیان مین کہا کہ کل مینے ایسا ایسا خواب دیکھا سخت رنج ہوا کہ درویش سے اور سونے سے کیا تعلق امیر کے دل کی بات کا اظہار اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا اور وہ اُسیوقت فرمانے لگے۔ حاشا۔ حاشا۔ درویش کبھی نہین سوتے ہین۔ بلکہ جو

دیکھتے ہیں بیداری میں دیکھتے ہیں۔

گفت پیغمبر کہ عیناے ینام — لا ینام قلبی عن رب الانام

آنکہ او بیدار بیند خواب خوش — عارفست او خاک او در دیدہ کش

اس امیر نے اسوقت اپنے خطرہ قلبی سے توبہ کی۔

منقول ہے کہ مولانا ہمیشہ آفتاب کے طلوع کیوقت اور چاند کو دیکھکر پڑھا کرتے تھے۔ والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین (

منقول ہے کہ ایکروز مولانا نے فرمایا درویش سے گناہ ہونا نہایت عجیب بات ہے اور فرمایا کہ درویش کو حظ نفس کے واسطے طعام کھانا گناہ ہے۔ اور بھوک کی حالت میں آدمی زہر بھی کھالے تو نقصان نہیں کرتا۔ لیکن بھرے پیٹ پر شکر بھی زہر کا کام کرتی ہے اسی لئے بھوک کی حالت میں صاحبدل کو سب چیزیں کھانا مباح ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

کہ صاحبدل اگر زہرے خورد او انگبین باشد — تو صاحب نفس اے غافل میان خاک خون میخور

منقول ہے ایکروز مولانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور آداب بیان فرما رہے تھے۔ اُسمیں یہ بھی بیان کیا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بڑے صحابی تھے۔ مگر فصاحت زبان میں کمی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق سے پورا قرآن شریف پوری ترتیل اور تجوید کے ساتھ اُنہیں سنایا تاکہ وہ اچھی طرح تلاوت کے قاعدےسے واقف ہوجائیں۔ اور منقول ہے کہ سات بار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امین کو قرآن سنایا اور سات بار جبرئیل امین نے آپکو سنایا۔ اور شب معراج میں حضرت باری تعالیٰ نے سنر بار حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سنایا۔

منقول ہے کہ سلطان الخلفا حسام الدین چلپی قدس سرہ نے مثنوی مولانا روم کی

کل جلدین مولانا کے سامنے سماع کیساتھ سات مرتبہ پڑھین اور اُسکے کل اسرار اور رموز سے واقفیت حاصل کی۔ اور مشکلات مثنوی کو حرفاً حرفاً اور لفظاً لفظاً حل کیا اور پھر کل مثنوی پر اعراب لگائے۔ اور وہی نسخہ صحیح ہے جو آپکے خلفا سے سلسلہ بسلسلہ مشہور ہوا ہے۔

منقول ہے کہ امیر نور الدین معین الدین پروانہ کے یار غار اور نائب تھے۔ اور ولایت قراشہر کے حاکم تھے۔ وہ مولانا کے خاص مرید تھے۔ اُنھون نے ایکدن مولانا کی خدمت مین بیان کیا کہ مین حاجی مبگتاش خراسانی کے ہان گیا۔ یہ شخص اتباع شریعت پر بالکل مائل نہ تھا اور نماز نہین پڑھتا تھا۔ مینے بہت خوشامد سے نماز پڑھنے پر اصرار کیا تو کہا اچھا پانی لاؤ وضو کرون مین خود وضو کو پانی لایا۔ لوٹے کو خود لیکر پھر مجھے دیا اور کہا پانی ڈالو۔ جب مینے اُسکے ہاتھ پر پانی ڈالا وہ پانی خون تھا۔ مین یہ حالت دیکھکر حیران ہوگیا۔ مولانا نے فرمایا۔ کاش وہ خون کو پانی بنا دیتے۔ اسلئے کہ طاہر پانی کو نجس کر دینے مین کیا کمال ہے۔ حضرت کلیم علیہ السلام نے آب نیل کو خون کر دیا۔ مگر دوسرے موقع پر خون کو پانی بھی کر دیا۔ کمال قدرت اسکو کہتے ہین لیکن اُس شخص کو یہ قوت نہ تھی۔ اسی کو تبدیل تبذیر کہتے ہین۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین ( )

تبدیل خاص یہ ہے کہ شراب سرکہ اور تانبا زر خالص ہوجائے۔ اور تیرا کافر نفس مسلمان ہو جائے اور تیری مٹی دل بنجائے۔ اُسیوقت نور الدین نے اُس درویش کی صحبت سے توبہ کی۔

چون بسے ابلیس آدم روے ہست — پس بہر دستے نباید داد دست

روایت ہے کہ ایکبار جمعہ کے دن مولانا نے فرمایا کہ قلعہ کی جامع مسجد مین چلو۔ سب اصحاب مولانا کے ساتھ مسجد کو گئے۔ مولانا ایک گوشہ مین نماز پڑھنے لگے ایک ہی قیام مین قرآن ختم کیا خطیب نے خطبہ پڑھکر نماز ختم کی۔ سلطان اور امراء اور علما سب چلدیے مگر مولانا اسیطرح نماز مین کھڑے رہے۔ خادم بھی سب وہان سے چلدیے۔ اسلئے کہ ایسے وقت پر ہیبت کیوجہ سے کوئی شخص مولانا کے پاس حاضر نہین رہ سکتا تھا۔ دوسرے جمعہ تک آپ

مسجد سے نہین نکلے۔ جمعہ کی نماز کیلیے سلطان۔ ارکین اور علما سب جمع ہوئے۔ دیکھا تو مولانا نہایت خشوع اور حضور قلب سے رکوع مین ہین۔ شیخ صدر الدین اور قاضی سراج الدین یہ حالت مشاہدہ کر کے اسقدر روئے کہ بیان نہین ہو سکتا۔ قاضی سراج الدین بے ساختہ کہنے لگے کہ نماز اور نیاز اسی کا نام ہے جو مولانا کر رہے ہین۔ ہم تو اپنی ہنسی آپ اُڑا رہے ہین۔ اور یہ نہین جانتے کہ ہم کس حال مین ہین۔ یہ دونون صاحب روتے ہوئے مسجد سے چلے گئے دوشنبہ کے دن مولانا کا استغراق دور ہوا وہانسے حمام کو گئے۔ اور مدرسہ مین آکر تین دن تک سماع مین مصروف رہے۔

منقول ہے کہ ایک روز مولانا کمال الدین طبیب نے علما کے جلسہ مین بیان کیا کہ سب حکمائے ماضی و حال اس بات کے قائل ہین کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ممکن ہوتی تو ابن سینا کو ملتی۔ لیکن اسوقت سب اس بات کے قائل ہین کہ یہ حصہ اگر ملتا تو مولانا روم کو ملتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کلام شوق وا شوقاہ مولانا روم صاحب کی طرف خطاب تھا۔

منقول ہے کہ ایکدن مولانا کمال طبیب نے مولانا صاحب کا یہ شعر سنا۔

درون سینہ چون عیسیٰ نگارے بے پدر صورت — کہ نامد چون خرے بر نبض زلفش بوعلی سینا

اسکو سنکر نعرہ مارا اور کہا مولانا جو کچھ فرماتے ہین سب بجا اور درست ہے۔ اسلئے کہ کل علما انکا اُنکے خوشہ چین ہین اور وہی حکیم الٰہی ہین۔

منقول ہے کہ مولانا کے سامنے علما بیٹھے تھے اور نفس کو عاجز کرنے کی ترکیبون کا ذکر تھا۔ مولانا نے فرمایا ایک درویش نے برسون کی ریاضت اور محنت کے بعد اپنے نفس سے سوال کیا۔ من انت ومن انا (مین کون ہون اور تو کون ہے) اسنے کہا انت انا۔ وانا انت (مین تو ہون اور تو مین ہون) پھر اُسنے کئی بار پیادہ پا حج اور طواف کئے اور اُسکے بعد بھی نفس سے وہی جواب سنا آخر مین روزے رکھنے شروع کئے۔ اُسوقت

نفس نے اقرار کیا کہ میں میں ہی ہون اور تو تو ہی ہے اور فرمایا کہ نفس بغیر بہوک کے مغلوب اور مسلمان نہیں ہوتا۔

ایہا المجوس لی ....

منقول ہے کہ ایک فقیہ نے از روے امتحان کے مولانا سے دریافت کیا کہ پاخانہ سے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیون دعاے مغفرت مانگا کرتے تھے۔ آپنے فرمایا جب ہمارے پدر بزرگوار بابا آدم علیہ السلام نے جنت مین شیطان لعین کے وسوسے سے نفس کی قوت جاذبہ اور قوت ماسکہ کے ذریعہ سے گیہون کے دانہ کو اپنے معدہ مین جگہ دی قوت ہاضمہ نے اُسکو پکایا تو وہ بودار ہوگیا۔ اور قوت دافعہ کو جب حرکت ہوئی تو اُسکے نکلنے کا تقاضا ہوا۔ اُسوقت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکال کر دنیا مین بہیجا۔ یہان اُنھون نے اُس فضلہ کو خارج کیا۔ بو دماغ مین پہونچی تو اُس غلاظت کو دیکہکر روئے اور شرمندگی سے توبہ اور استغفار کی۔ اُسوقت سے قیامت تک اُنکی مومن اولاد کیلئے یہ سنت قایم ہوگئی کہ پاخانہ سے فارغ ہوکر طلب مغفرت کرین۔ یہ بیان سنکر اُس فقیہ نے انکار سے توبہ کی اور مخلص بن گیا۔

شیخ محمود صاحب قران نے بیان کیا کہ فخرالدین کے انتقال کے بعد مولانا کے اصحاب مین سے ایک بڑے شخص نے اُسکو خواب مین بہت خوش وخورم دیکھا پوچہا کہ تجھے سب لوگ ابوالخیرات کہتے تھے۔ اُس عالم مین تجہسے کیا معاملہ ہوا۔ اُسنے کہا میرے تمام خیرات اور صدقات نے اسقدر دستگیری نہ کی جسقدر کہ اُس درخت نے جو میری ملک سے تھا اور مولانا روم صاحب کے مزار کے صرف مین آیا۔ اُس صلہ میں اللہ تعالی نے مجہے بخش دیا اور رحمت فرمائی۔

منقول ہے کہ ایک روز مولانا صاحب معین الدین پروانہ کے ہان معانی بیان فرماتے تھے۔ بہت بڑی مجلس تھی۔ آپنے فرمایا کہ مومن مرتے نہین ہین۔ بلکہ ایک مکان سے

دوسرے مکان میں چلے جاتے ہیں شیخ تاج الدین اردبیلی بڑے فاضل تھے وہ بول اُٹھے کہ میرا اللہ نے یہ کیوں فرمایا کل نفس ذائقۃ الموت مولانا نے فرمایا موت تو نفس کیلئے فرمائی ہے قلب کیلئے موت کا کہاں ذکر ہے۔ یا تو قلب ... کے قلب میں جگہ پیدا کر اسکو فنا نہیں ہے۔ اور تو نفس کی حرصوں میں مبتلا ہے۔ او نفس کا آلہ ہے اسلئے تجھے موت ہیگی۔ یہ سنکر وہ بالکل ساکت ہو گئے۔

منقول ہے کہ ایکدن مولانا نے آیت شریف کل شیء ھالک الا وجھہ کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریف میں اپنی مدح نہیں فرمائی ہے۔ خدا کا یہ مقصود ہے کہ اپنے بندوں پر اپنی بقا کا تفاخر جتاتے کہ میں باقی ہوں اور تم فانی ہو۔ بلکہ یہ دعوت رحمت ہے کہ تم بالکل میری ذات میں مستہلک ہو جاؤ۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

کل شیء ھالک الا وجھہ — چون نہ در وجہہ او ہستی مجو
ہرکہ اندر وجہہ او باشد فنا — کل شیء ھالک نبود جزا
آنکہ در الا ست او از لا گذشت — ہرکہ در الاست او فانی نگشت

اسیطرح ایک روز معین الدین پروانہ کے ہاں معرفت کے بیان میں آسمان۔ زمین۔ ستارے اور آفرینش جہان کے معاملہ میں بہت کچھ بیان کیا اور فرمایا کہ اس عالم دنیا کی صورت اہل حق اور معنی دان کے لئے وہ حق ہے۔ اسوقت تاج الدین اردبیلی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں دنیا مردار ہے۔ مولانا نے کہا کہ دنیا کا طالب نہو بنا چاہیئے۔ اگر طالب دنیا نہیں ہے تو دنیا مردار معلوم نہیں ہوگی۔ اور تیرا شمار کتوں میں نہوگا اسلئے کہ بغیر محبت الٰہی کے جس چیز میں بھی مشغولی ہوگی وہ مردار اور جیفہ ہے۔ اللہ کا طالب رہو۔ پھر دیدار حق کی قابلیت نصیب ہوگی۔ اور تمام اشیا میں وہی ذات نظر آئیگی اور نظر میں یہ کمال حاصل ہو جائیگا۔ ما رایت شیئاً الا رایت اللہ فیہ۔
(جس چیز کو دیکھا اسمیں خدا ہی نظر آیا)

منقول ہے کہ ایک روز آپکے خدام نے لوگوں کے مظالم سے فریاد کی۔ مولانا نے فرمایا۔ دیکھو قصابوں کے بازار مین کوئی کتا بھی قتل ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ قابل قتل ہے۔ مگر ہمیشہ بکریان ذبح ہوتی ہین۔ اور یہ تکلیف انہین ہی دیجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت مومنو پر بہت ہے اسلئے انکی تکلیفین بھی بہت ہین اور اسکی رحمت بھی بے انتہا ہے اور یہ رباعی پڑھی۔

در مطبخ عشق جز نکو را نکشند — لاغر صفتان و زشت خو را نکشند
گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز — مردار بود ہر آنکہ او را نکشند

سب خدام کی اس ارشاد سے تسکین ہوگئی۔ اور رضائے الٰہی پر صبر کیا۔

منقول ہے کہ ایکدن مولانا نے فرمایا کہ شیطان مسجد قبا کے دروازہ پر حاضر ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا امیدوار تھا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اندر آنیکی اجازت نہین دی۔ اُسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے پیام لائے کہ شیطان کو سامنے حاضر ہونیکی اجازت دیجیے۔ چنانچہ حضرت نے اُسے بلایا۔ اُسنے آکر سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ مین کون تھا۔ کسطرح سے تھا۔ اور کیا کیا کرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا بیان کر۔ شیطان نے عرض کیا کہ کئی ہزار سال تک مین نہایت عاجزی اور فروتنی سے خدمت الٰہی مین رہا۔ فرشتوں کا معلم تھا آپنے بھی شب معراج مین دیکھا کہ میرا منبر عرش مجید کی ساق پر رکھا تھا۔ ایک ہزار لاکھ میرے حلقہ ذکر مین شامل ہوتے تھے۔ اور ایک ہزار سال تک جماعت اول کو حاضری کا موقع دوبارہ نہین ملتا تھا۔ ایک تھوڑی سے لغزش مین مجھے مردود کر دیا اور لعنت کا طوق میری گردن مین ڈال کر تمام عالم کو میرا دشمن بنا دیا۔ فرشتون کی صحبت سے محروم کیا اور آدم کو سرداری دی اور خلعت خلافت دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ خبردار رہیں اور خوف رکھین۔ کہین اپنی شان محمدی اور بھولے پن پر مغرور نہ ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی کی کوئی انتہا نہین ہے۔ ہر وقت پر حذر رہے۔ اور اپنے جوف کو خوف الٰہی سے

خالی نہ گئے۔ پھر یہ کمکر شیفان بہت رویا۔ اُسی وقت سے حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم نفس کے محاربہ میں مشغول ہوئے۔ جہاد صغر اور جہاد اکبر میں پہلوانی کی۔ ایک لمحہ راحت سے بسر نہیں کیا ایک لحظہ کو بھی نہیں سوتے۔ اور ہمیشہ زبان دل سے گریاں رہتے تھے۔ اور فرمایا کہ تم مین تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہون اور تم سے زیادہ اُسکا خوف رکھتا ہون۔ جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ اور نہ پانؤن پھیلا کر سوتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین دوسرونکی کیا حقیقت ہے ہم پیروی اسکا نام ہے کہ اپنے رسول کے افعال کی پابندی کرین۔ پھر مولانا نے نعرہ مار کر سماع شروع کر دیا۔ سات راتدن برابر سماع رہا

چلپی شمس الدین ولد مدرس علیہ الرحمۃ کہتے ہین ایک روز مولانا صاحب خلوت مین اپنے خدام کے سامنے معرفت کا بیان کر رہے تھے۔ اُسوقت یہ فرمایا کہ انسان کے وجود مین تین ہزار سانپ ہین۔ اگر ایک لقمہ کم کھائیگا۔ ایک ہزار سانپ مر جائینگے۔ دو لقمے کم کھائیگا دو ہزار سانپ مر جائینگے۔ اسیطرح سے اگر ایک لقمہ زیادہ کھائیگا۔ ایک ہزار سانپ زندہ ہو جائینگے۔ اللہ تعالیٰ سب مجھے اور میرے سب دوستونکو کم کھانے اور کم گفتگو کرنے اور کم سونیکی توفیق دے۔ چنانچہ فرماتے ہین۔

گر کنی یک آرزوئے خود تمام
در تو صد ابلیس زاید والسلام

حسام الدین دباغ علیہ الرحمۃ مولانا کے خادم کہتے ہین کہ ایک دن مولانا باغ کے دروازے پر نہر کے کنارے کھڑے تھے۔ اسجگہ پانی شہر کے اندر سے آکر گرتا تھا اُسکا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ وہ پانی جو شہر مین سے آرہا تھا اُسمین گوبرا وغیرہ اور نجاست بہت تھی۔ یہ حالت دیکھکر مولانا روئے اور کہا اے بیچارے پانی جا اور شکر کر کہ تو انسان کے پیٹ مین نہین گیا تھا۔ وہان جاکر تو اپنی حالت بہت بُری پاتا۔ مگر بیشک کہ ملک قدوس نے اپنے قدس سے مجھے طہارت عطا کی ہے اور پھر مجھے مقدس کر دیگا چنانچہ مولانا اسم قدوس کی تفسیر مین فرماتے ہین۔

آب چون بیکار گشت و شد نجس | تا چنان شد کاب را رو کرد حس
حق بہ بردش باز در بحر صواب | تا بشستش از کرم آن آب آب
سال دیگر آمد و دامن کشان | ہر کجا بودی بدریا سے جو شان
من نجس زینجا شدم پاک آمدم | بستدم خلعت سوئے خاک آمدم
ہی بیایید اے پلیدان سوئے من | کہ گرفت از خوئے یزدان خوئے من
در پذیرم جملہ از شیت را | چون ملک پاکی دہم عفریت را
چون شوم آلودہ باز آنجا روم | سوئے اصل اصل پاکیہا شوم
دلق چرکین بر کنم آنجا ز سر | خلعت پاکم دہد بارے دگر
کار او اینست و کار من ہمین | عالم آرائیست رب العالمین

اسیطرح ایک روز آیت شریف وفی السماء رزقکم وما توعدون (
)کی تفسیر مین فرمانیلگے کہ ایک درویش رزق آسمانی کا
طالب تھا۔ ایکدن اتفاقاً اُسنے تھیلی اشرفیونکی پڑی پائی۔ مگر اُسکو نہین اُٹھایا اور کہا مین تو
آسمان سے رزق چاہتا ہون۔ رات کو گھر مین آیا۔ دیکھا تو بچے بھوک سے رو رہے تھے
اور باپ کو بُرا بھلا کہتے تھے۔ اُسنے بچون سے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے رزق تو دیا تھا
مگر مینے اُس سے پرہیز کیا۔ اور جس جگہ تھیلی پڑی دیکھی تھی اُسجگہ کے نشان بیان کیئے۔ کوئی
چور بھی یہ باتین سُن رہا تھا۔ وہ ڈھونڈھتا ہوا پتے کے موافق اُسجگہ پہنچا جہان تھیلی پڑی تھی۔ اُسنے
تھیلی اُٹھاکر دیکھی تو اُسمین کالا سانپ تھا۔ چور کو بہت غصہ آیا اور سمجھا کہ اس درویش نے قصداً
یہ حرکت کی ہے۔ تھیلی کو منہ بند کیئے ہوئے لایا اور درویش کے گھر مین ڈالدی۔ اس درویش
نے وہ تھیلی پہچانکر اُٹھائی اشرفیان بھری ہوئی تھین۔ اُسوقت وہ درویش سجدے مین گرگیا اور
اقرار کیا کہ اس آیت کا حکم سچا ہو۔

اے منوّر و تو مکان از لامکان | فی السماء رزقکم کردہ عیان

مولانا کے خدام سے روایت ہے کہ ایکدن مولانا شاورھن وخالفوھن (عورتوں سے مشورہ کرو اور اُسکے خلاف کرو) کی تفسیر کر رہے تھے۔ اُسوقت فرمایا کہ ایک دن ابن مسعود رضی اللہ عنہ بصرہ مین اپنے مکان کی چھت پر کھڑے تھے۔ اُنھون نے اپنی بیوی سے کہا مین یہانسے نیچے کودتا ہون۔ بیوی نے منع کیا۔ آپنے نہ مانا اور کود پڑے۔ خدا کے حکم سے پانون ٹوٹ گیا اُسی زمانہ مین کچھہ لوگ دمشق سے آپکے پاس آئے اور کہا کہ اس زمانہ مین سب سے زیادہ قابل آپ ہین۔ دمشق کو چلئے تاکہ مشورہ کیا جائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلکر دین۔ آپنے فرمایا دیکھو میری یہ حالت ہے مین حرکت کر نہین سکتا۔ اُس ٹانگ ٹوٹنے کی برکت سے ایسے فساد سے اللہ نے اُنہین بچا لیا۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانیلگے کہ بیشک حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا کہ عورتون سے مشورہ کرو اور اُنکے خلاف عمل کرو اُسکی بدولت مین کبیرہ گناہ سے بچ گیا۔

شاوروھن وانکحسن تعنوا ان لم تعصھن تا لغوا

مولانا تاج الدین علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ مین بچپن مین جلال الدین قراطائی کے مدرسہ مین مولانا رکن الدین مازندرانی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑہتا تھا۔ ایک روز درس مین حاضر تھا اور بھی بڑے بڑے علما موجود تھے۔ دروازہ پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ یکبیک پردہ ہٹا کر مولانا روم صاحب نے سلام علیک کی اور فرمایا علمائے دین اسوقت کیا کر رہے ہین۔ مولانا رکن الدین اور طالب علم سب دوڑے اور کہا فقہہ کا درس ہو رہا ہے۔ مولانا روم صاحب نے فرمایا خدا جانے فقہ الٰہی۔ علم الٰہی اور حکمت الٰہی کا کہان درس ہوتا ہوگا۔ اور ایک آہ کی سب علما رونیلگے۔ اور فریاد کرنیلگے۔ اُسوقت مولانا وہانسے چلدئے۔ کچھہ لوگ باہر کو دوڑے مگر آپ کا کہین پتا نہ تھا۔ مولانا کی ہیبت سے مولانا رکن الدین ہفتہ بھر علیل رہے۔ تندرست ہوکر سب علمائے مدرسہ کے ساتھہ مولانا کی خدمت مین آئے اور بہت کچھہ عذر و معذرت کی۔ اُس روز میں عالم مریدون مین داخل ہوئے۔

ایک روز کسی صاحب نے مولانا سے کہا کہ فقہا آپکے اصحاب پر طعنہ زنی کرتے

ہین اور کہتے ہین کہ مخلوق کو سجدہ کرنا روا نہین ہے اور یہ لوگ مولانا کو سجدے کرتے ہین۔ مولانا نے فرمایا
جس شخص نے شیطان۔ اور نفس جلاد کے ہاتھ سے ہمین آزاد کیا اور از سر نو زندگی عطا کی کسطرح ہم
اُسکے سامنے سر نہ جھکائین اُسکی راہ مین جان نہ قربان کرین۔ مثلاً کسی شخص پر بادشاہ وقت
غصہ ہو جائے اور اُسکے حکم سے دست و گلو بستہ قتل گاہ مین لیجائین اور عین قتل کے وقت بادشاہ کے
خواصون مین سے کوئی شخص شاہی انگوٹھی لاکر جلاد کو دکھائے اور اُس مجرم کو آزاد کر دے۔ اُسوقت وہ
مجرم بھی کہیگا کہ کس شخص نے میری جان بچائی۔ اور مجھپر بہت بڑا احسان کیا جب کوئی بتائیگا کہ فلان
شخص نے یہ احسان کیا ہی۔ تو وہ نہایت جوش کیساتھ اور اخلاص کیساتھ اُس رہائی دلانیوالے کی
قدمبوسی کریگا اور اُسے سجدے کریگا اور روئیگا اور بار بار اُسکی تعریف کرکے کہیگا کہ اے حیات بخش اور
اے خضر وقت تو نے مجھے زندہ کیا اور مجھے جان عطا کی۔ ہمیشہ قیامت تک اپنے احسان کرنیوالے کی
شکر یہ اپنے اوپر واجب سمجھکر دعا کرتا رہیگا۔ اسیطرح اولیاء اللہ خدا کی مخلوق کیساتھ کرتے ہین۔ اُنکو
قتل گاہ دنیا مین شیطان اور نفس کے ہاتھوں سے رہائی دیتے ہین۔ ہلاکت اور خوفناک راہونسے اُنھین
بچاتے ہین۔ صراط مستقیم اور قرب الہی کی راہین بتاتے ہین۔ پھر وہ کیونکر سجدۂ شکر نہ کرین
اور ایسے سجدہ کو اپنے اوپر واجب نہ سمجھین۔ اُنکی تعظیم اور اُنکا سجدہ اللہ تعالیٰ کا اظہار شکر ہی اور اللہ تعالیٰ
کی تعظیم اور سجدہ ہی۔ لیکن اُس شخص کیواسطے واجب ہی کہ جسنے اُسپر احسان کیا ہی اور اسفل سے اعلیٰ پر پہنچایا ہے
اُن لوگونکیلیئے جائز نہین ہی جنہون نے کوئی احسان اس قسم کا نہین کیا ہی۔ بلکہ اُنکے لئے کفر ہی۔ جو لوگ
غافل ہین اُنکے سجدے سے اہل اللہ بیزار ہین۔ اگر کوئی تقلیدی طور پر سجدہ کریگا کافر ہو جائیگا۔ لیکن عارف
حق اگر اپنے محسن کو سجدہ نکریگا خود کافر ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنیوالونکی متابعت
اہل عالم پر فرض ہی۔ اسلیئے کہ وہ محبوب ہین۔ جسنے رسول کی اطاعت کی اُسنے خدا کی اطاعت کی
اسی سبب سے وہ لوگ بھی محبوبیت مین شریک ہو جائینگے۔

روایت ہے کہ ایکدن مولانا نے انبیا علیہم السلام اور اولیاء کرام کے اتحاد کے
بارہ مین حکایت بیان کی کہ دو شخص قاضی کے سامنے اپنا قضیہ لیگئے۔ قاضی نے ایک شخص سے

گواہ طلب کیے۔ وہ دو درویشوں کو لیگیا۔ قاضی نے اور گواہ طلب کیے تو دو درویش اور لیجا کر پیش کیے۔ قاضی نے پھر اور گواہ طلب کیے۔ اُسوقت مدعی نے کہا میں چار گواہ حاضر کر چکا اور آپ ابھی اور طلب کیے جاتے ہیں۔ قاضی نے کہا۔ درویش اگر چالیس ہزار بھی پیش کروگے تب بھی میں اور گواہ مانگونگا۔ اُسکا یہ باعث ہے کہ درویش سب تن واحد اور جان واحد ہیں۔ مومن مثل نفس واحد کے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

جان گرگان و سگان از یک جداست — متحد جانہاے شیران خداست
چون بایک نسبت جانہای دو یار — ہم یکے باشند و ہم ششصد ہزار

مولانا ایک روز المؤمن مرآت المؤمن (مومن مومن کا آئینہ ہے) کے بیان میں فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم پاک بھی مومن ہے اور مومن بیان والے کو بھی کہتے ہیں۔ تو اسکے یہ معنی ہوئے کہ مومن یعنی اللہ تعالیٰ کی تجلی کا آئینہ مومن ہے۔ اسکے آئینہ میں مومن کا مقصد تجلی کرتا ہے اگر تو اللہ تعالیٰ کی رویت چاہتا ہے اُس آئینہ میں دیکھ لے۔

آہن من صیقل عشقش چو یافت — آئینہ گون رفت از روے آہنی

ایک دن علما نے مولانا سے سوال کیا کہ وهو معکم سے کیا معنی ہیں۔ آپ نے فرمایا اسکی یہ مثال ہے کہ بہار کل عالم کے اجزا کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ اور اُسکی بدولت سب کی زندگی اور وجود ہے۔ ہر ایک پھول۔ مٹی۔ پتھر اور رنگ بہار کی وجہ سے منور اور مزین ہیں۔ لیکن بہار کو جو خصوصیت گلاب کے پھول اور لعل سے ہے وہ سنگ خارا اور گھانس وغیرہ سے نہیں ہے۔ اسیطرح اللہ تعالیٰ کی معیت کو جو تعلق انبیا اور اولیا کی ارواح سے ہے۔ وہ تعلق عوام سے نہیں ہے۔ بادشاہونکو جو تعلق اپنے امرا سے ہوتا ہے وہ غلاموں اور خدمتگاروں سے نہیں ہوتا ہے۔

چون معیت با ہمہ ہست اللہ را — آن معیت جو کہ دارد آگاہ را

یہی حال اُستادی معیت کا مبتدی طالب علم کیساتھ ہے۔ مبتدی سے معیت کم ہوتی ہے اور منتہی سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہ سنکر سب لوگ مرید ہو گئے۔

منقول ہے کہ ایکدن کوئی بڑا سردار مولانا کے پاس آیا۔ اُسنے مولانا سے عرض کیا کہ کتیا کے بہت سے بچے ہوتے ہین اور بھیڑ کے ایک دو سے زیادہ نہین ہوتے۔ سال بھر تک برابر بھیڑین ذبح ہوتی ہین۔ اسکی کیا وجہ ہو کہ کتونکو کوئی ذبح بھی نہین کرتا مگر اُنکی کثرت نہین ہو اور بھیڑین ذبح بھی ہوتی ہین مگر ترقی پر ہین۔ مولانا نے فرمایا۔ بھیڑ سحر خیز ہو اللہ تعالیٰ نے اسوجہ سے اُسکو برکت دی۔ اور کتا سحر کے وقت سوتا ہو اسلئے اُس سے برکت اٹھالی ہو۔

ایک روز ایک درویش نے قلت رزق اور افلاس کی مولانا سے شکایت کی آپنے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تیرے پچاس سال کا اکٹھا رزق تجھے ایکبار دیدے تو تو اُسوقت کیا کریگا اور کسطرح طبیعت کو قابو مین رکھیگا۔ وہ ذات پاک حکیم اور کریم ہو روزمرہ ہر ایک کے رزق کو غیب کے خزانہ سے حکمت سے دیتا ہو تاکہ کوئی باغی اور نافرمان نہو جاوے۔ (و لو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض)

پہلے لوگ مال کی کثرت سے باغی ہو گئے۔ اور بے ادبی سے خدائی کا دعویٰ کرنے لگے اب ہرگز نہ کہنا کہ وہ کیون نہین دیتا۔ پہلونکی حالتین یاد کر اور اللہ تعالیٰ کے کرم شکر مین کوتاہی نکر۔

منکر اندر غابر و کم باش زار　　　　لوت پوت خردہ را ہم یاد دار

روایت ہے کہ ایکدن کوئی بزرگ مولانا کی زیارت کو آئے اور عرض کیا مین چاہتا ہون کہ دم واپسین کی مجھے تکلیف نہو اور آسانیسے جان نکل جاوے۔ مولانا نے فرمایا مرگ تو مثل سخت کمان کے ہو۔ ہر ایک کا کام نہین ہو کہ کمان کو کھینچ سکے۔ البتہ وہ شخص کھینچ سکتا ہو جسنے برسون استاد کی خدمت کی ہو اور تیراندازی کی مشق بہم پہنچائی ہو۔ مرگ کی کمان کی مشق خیرات حسنات۔ اور جان و مال کی سخاوت ہو جب یہ باتین ہونگی تو جسوقت جان کے تقاضا کرنیوالے آوینگے اور جان کو طلب کرینگے تو فوراً بہت آسانیسے اپنی جان اُنکے سپرد کردیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ امانت امانت کے مالک کو دیدو۔ جو لوگ سخاوت۔ خیرات۔ اور حسنات نہین کرتے۔ اُنسے جب جان کی طلبی ہوگی وہ اپنی خوشی سے ہرگز نہ دینگے۔ اور وحشت اُنمین پیدا ہوگی بلکہ اُنسے

وہ امانت زبردستی لیجائیگی اسلیئے اُنکو دردصدمہ ہوگا۔ فرماتے ہین۔

گر مومنی و شیرین ہم مومن است مرگت　　　　ور کافری و تلخی ہم کافر است مردن

منقول ہے کہ ایک صاحب نے مولانا سے دریافت کیا کوئی شخص بغیر پیر کے لایق ہو سکتا ہے یا نہیں فرمایا ایک درویش بغیر شیخ کی تلقین کے خود بخود ذکر و شغل کرنے لگا۔ اور ذکر و اذکار مین نہایت مجاہدہ کرتا تہا۔ ایک روز اُسنے خواب دیکہا کہ میرے منہ سے نور نکلتا ہے اور زمین مین جذب ہو جاتا ہے۔ خواب سے اُٹھکر نہایت حیرت اور رنج مین شیخ کی خدمتمین گیا اور خواب عرض کیا۔ شیخ نے فرمایا بغیر شیخ کی تلقین کے ذکر کرنیکا یہی نتیجہ ہے۔ پہر اُسکو شیخ نے ذکر کی تعلیم کی۔ اُسی شب مین اُس درویش نے خواب مین دیکہا کہ میرے منہ سے نور نکلتا ہے اور عرش بریں تک پہونچتا ہے۔ اب سمجہو کہ شیخ کی تربیت کے بغیر کچہ نہین ہو سکتا۔ ایسے شخص کی طاعتونکا کوئی ثمرہ نہین ہے۔ اور نہ نورانیت ہے۔ من لا شیخ له لا دین له (جسکا پیر نہین ہے اُسکا دین بھی نہین ہے۔

دست را مسپار جز در دست پیر　　　　حق شد است آن دست او را دستگیر

اسیطرح ایک درویش نفس کے مکر و فساد سے سخت رنجیدہ خاطر ہوا۔ خواب مین ایک روز اپنے پیر کو دیکہا کہ اُنہون نے ایک طشت مین پارہ بہر کر اُسکے سامنے رکہا اور الماس کی شمشیر اُسکے ہاتہ مین دی۔ وہ درویش اُس شمشیر سے پارہ کو دو پارہ کرتا تھا مگر وہ پہر ملجاتا تھا۔ چند بار اسیطرح کوشش کی آخر جب تھک گیا تو آنکہہ کہلی۔ اُسوقت اپنے شیخ کو سرہانے کہڑا پایا۔ شیخ نے فرمایا مرتے دم تک مجاہدہ مین نفس کی کوشش کر۔ اور بقدر امکان نفس کے قتل کے درپے رہو جب تک نفس نہین مریگا اُسکے مکر سے رہائی نہین ہوگی۔

میکشاند .... مرد را واللہ تحریک الوصال

تا نمیری نیست جان کندن تمام　　　　بے کمال نردبان نائی بہ بام

پہر فرمایا کسی شیخ سے کسی نے سوال کیا کہ فلان شخص کسکا مرید ہے۔ اُنہون نے کہا وہ خود اپنی

شیخی پر مر رہا ہے اور یہ شعر پڑہا۔

ہر کہ اندر عشق باید زندگی   کفر باشد پیش او جز بندگی

جس شخص کو بندگی اور مریدی کی چاٹ لگ گئی وہ کبہی شیخ بننے کی آرزو نہین کریگا۔ چنانچہ کسی صاحب نے ایک بزرگ سے کہلا بہیجا کہ ایک درویش میرے پاس بہیجدو تاکہ وہ میرا ہمدم اور ہم صحبت ہو انھون نے جواب مین کہا کہ درویش تو بہت کمیاب ہے اور مل نہین سکتا۔ البتہ جسقدر سرکار کہو شیخ بہیج سکتا ہون۔

منقول ہے کہ ایک روز کرجی خاتون نے بطور مطایبہ علم الدین قیصر سے کہا کہ تو نے ایسی کیا کرامت مولانا کی دیکہی کہ اسقدر اُنکا گرویدہ اور معتقد ہے۔ اُسنے عرض کیا بیگم صاحب کی عمر دراز ہو۔ ہر ایک نبی کی ایک امت ہوئی ہے۔ اور ہر ایک ولی کی ایک قوم معتقد رہی ہے۔ مولانا کی ادنی سے ادنی کرامت یہ ہے کہ ہر ایک قوم۔ اور ہر ایک ملت کے لوگ اُنکے معتقد ہین۔ اور اُنسے فائدے اُٹھاتے ہین۔ اس سے بڑہکر اور کیا کرامت ہوگی۔ اس بات سے کرجی خاتون بہت خوش ہوئین۔ اُسکو خلعت دیا۔ اور مولانا کے خدام کیلیے بہت کچہہ سامان بہیجا۔

منقول ہے کہ ایکدن خادمون نے اہل نفاق کی شکایت مولانا سے کی کہ وہ درویشون پر طنز کرتے ہین۔ اور غرور کرتے ہین مولانا نے فرمایا جب نوح علیہ السلام کشتی بنا چکے تو کفار نے طنز اور مسخر سے کہنا شروع کیا کہ اس خشک میدان مین کشتی کا کیا کام ہے۔ تیاری کے بعد وہ کچہہ دن بیکار پڑی رہی مفسرین کا قول ہے کہ دو سال تک مخلوق اُسمین رفع حاجت کو جاتی رہی۔ یہانتک کہ نجاست سے کشتی بہر گئی۔ یہ حال دیکہکر حضرت نوح علیہ السلام نے جناب باری مین عرض کیا۔ اللہ تعالی نے اُس قوم مین ایک ایسا مہلک مرض پیدا کر دیا جسکا علاج بغیر انسان کی نجاست کے اور کچہہ نہ تہا۔ اُس قوم کے حکیمون نے نجاست کہانیکا حکم دیا بوجہہ شرم اور غیرت کے وہ لوگ چہپ چہپکر تنہا کشتی مین جاتے تہے۔ یہان تک کہ کشتی بالکل صاف ہوگئی۔ پہر اللہ تعالی نے چالیس روز باران شدید برسایا اور تنور سے پانی اُبل پڑا۔

اُس طوفان مین سب غرق ہو گئے۔ اس مین شک نہین کہ درویشونکا انکار بھی نہایت نقصان پہنچانیوالا ہی۔ مگر اللہ کا شکر ہی کہ طوفان بلا منکرون کی گھات مین بیٹھا ہی۔ میرے دوست زندہ رہین۔ چند ہی روز مین منکرونکا حال معلوم ہو جائیگا۔ فرماتے ہین۔

روزے دو باغ طاغیان گر سبز بینی غم مخور ۔۔۔ من اصلہاے بیخ شان از راہ پنہان برکنم

اس طوفان بلا کی خبر منکرونکو سلطان وَلَد نے بھی دی تھی اور خوب جتا دیا تھا کہ آفت وبلا بہت قریب ہی۔ مگر وہ نہ ملنے اور آخر کار طوفان بلا مین ڈوب گئے۔ اکثر بے ایمان قتل ہوئے اور انکا کوئی نشان دنیا مین باقی نہ رہا۔ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

(   )

گر نبودے نوح را از حق یدے ۔۔۔ او جہانے را چرا برہم زدے

صد ہزاران شیر بود او در تنے ۔۔۔ او چو آتش بود و عالم خرمنے

چونکہ خرمن پاس عسر او نداشت ۔۔۔ درجہان شعلہ بر آن خرمن بکاشت

مولانا فخرالدین دیودست ادیب سے منقول ہی کہ ایک روز مولانا مدرسے کے جماعت خانہ مین آئے۔ وہان سب خادم جمع تھے۔ مولانا بہت خوش ہوتے۔ اور فرمایا ہمیشہ باہم مجتمع رہو اور جمعیت حاصل کرو۔ الجماعۃ رحمۃ والفرقۃ عذاب (جماعت رحمت ہی اور تنہائی عذاب ہے) اگر بکری کو تنہا پرورش کرو ہرگز فربہ نہوگی۔ بلکہ ہلاک ہو جائیگی۔ اور اپنے گلہ مین خوش رہیگی۔ درخت ایک ہی بو یا جائے تو کیسی ہی خدمت کرو مگر اچھی طرح نہین پہلتا۔ باغ مین اور درختونکے ساتھ خوب پھولتا پہلتا ہی۔ فرماتے ہین۔

ہست سنت رہ جماعت چون رفیق ۔۔۔ بے رہ و بے یار افتی در مضیق

جمع کن خود را جماعت رحمت است ۔۔۔ تا توانم با تو گفتن انچہ ہست

مولانا نے فرمایا کسی نے نوشیروان عادل سے پوچھا عقل۔ مال۔ اور دولت مین کونسی چیز بہتر ہی۔ کہا دونونکا اتفاق۔ مخلوق کا جہل بہتر ہی جبکہ اتفاق وجماعت ہو وہان تینون چیزین حاصل ہین۔

مطلق سختی اور غصہ کا کام نہین ہے۔
ایک روز مولانا نے سب خادمونکو وصیت کی کہ جہانتک ہوسکے شیخ کی خدمت سے جدا ہونا نہ چاہئے۔ اگر شیخ کی صحبت نہ میسر ہو تو اُسکے مصاحبونکی صحبت واجبات سے ہے اگر یہ بھی نہ ممکن ہو تو اُنکے کلام کی صحبت سب سے بہتر ہے اور یہ بھی نہ میسر آسکے تو اللہ تعالی کی عبادتمین مصروف رہے اور حضرت موسی علیہ السلام کیطرح تضرع اور زاری کیساتھ اللہ تعالی سے یار دینی کو طلب کرے

سایۂ یار بہ کہ ذکر خدا ۔۔۔ اینچنین گفتہ است احمد ما

ملک الادبا مولانا فخر الدین معلم علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ ایکدن مولانا صاحب اپنے والد حضرت بہاء الدین ولد کے مزار پر گئے۔ نماز اور اوراد کے بعد تھوڑی دیر مراقبہ کیا۔ پھر مجھسے دوات وقلم مانگا۔ دوات وقلم لیکر اپنے صاحبزادے علاء الدین کی قبر پر آئے اور یہ شعر اُسپر لکھے

ان..

بس گنہگار و تنہا نادانستیم ۔۔۔ گر تو نپذیری بجز نیک اے کریم

اور فرمایا کہ مینے عالم غیب مین دیکھا کہ میرے خداوند مولانا شمس تبریزی نے علاء الدین سے صلح کرلی اور اُسکی خطا معاف کردی۔ اور شفاعت فرمائی۔ اور وہ بھی مرحومین داخل ہوگیا۔

کالۂ کہ ہیچ خلقش ننگرید ۔۔۔ از خلافت آن کریم او را خرید

جب ایسونکے ساتھ یہ معاملہ ہوا تو مقبولان حضرت کو کیا کچھ نہ ملیگا۔
ایک روز شہر کے ایک حافظ نے مولانا سے اس حدیث کی تفسیر دریافت کی کہ قرآن کا رب اور قرآن لعنت کرتا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ قرآن مین مین زیادہ تر نیک کام کرنے اور برائیوں سے بچنے کے حکم ہین۔ اور آداب ظاہر و باطن کی ترغیب ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا ہے اُسمین دیکھتا ہے کہ عدل اور احسان کا حکم ہے مگر وہ ظلم کرتا ہے قرآن مین سخاوت کا حکم ہے وہ بخل کرتا ہے۔ قرآن مین امانت کی تاکید اور خیانت سے پرہیز کا حکم ہے۔ وہ خیانت کرتا ہے اور فواحش مین مبتلا رہتا ہے۔ اسلئے اللہ تعالی اور خود قرآن زبان حال سے اس پڑھنے والے پر لعنت کرتا ہے اور قیامت کے دن

بھی قرآن اُسکی جان کا دشمن ہوگا۔

روزے بیایدکہ این سخن خصمی کند با مستمع — کاب حیاتی خوانمت تو خویشتن گرہاخی

جو لوگ قرآن مجید کی طریقت کا سلوک طے کرتے ہین اور احکام کی پیروی کرتے ہین اُنکے لیے بشارت نعمت ہے۔

معنی قرآن ز قرآن پرس و بس — وز کسی آتش زدست اندر ہوس

ایک دن مولانا سے چلپی شمس الدین والد مدرس نے شکایت کی کہ فلان صاحب علم نے مجھسے یہ کہا کہ مین تیرا پوست کھینچ لونگا۔ مولانا نے فرمایا کیا خوب وہ تو عجیب آدمی ہے ہم شب و روز اسی حسرت مین ہین کہ پوست کھینچ لین اور پوست کی تکلیف سے بچ جائین۔ اور دوست کی محبت تک رسائی ہو۔ اُس شخص کو آنا چاہیے کہ ہمین پوست کی زحمت سے نجات ملے جب اُس عالم نے یہ خبر سُنی دوڑتا ہوا مولانا کی خدمت مین آیا اور خلوص قلب سے مرید ہوا۔ عبائے درویشی پہنی اور دوستان مین داخل ہوگیا۔

ایک دن مولانا سماع مین تھے۔ ایک درویش نے آہ کی اور کپڑے پھاڑ ڈالے مولانا نے فرمایا اگر وہ نسبت حق اسطرف لائیگا تو کپڑے بھی پھاڑیگا اور اپنی جان بھی ہلاک کریگا۔ کوشش کر کہ تیری اُس نسبت حق کی طرف پہنچ جائے۔ پھر ابد تک سلامت رہیگا جب وہ درویش اپنے گھر پہونچا۔ اُسی وقت مرگیا اور حضرت عزت سے ملگیا۔

روایت ہے کہ ایک دن مولانا نے قلم دوات مانگا اور مدرسہ کے باغچہ کی دیوار پر یہ شعر لکھے۔

خطاب بندہ و حق ہر شناس — کہ تو حق گوی و حق ایہا الناس

خوشا ماے ز حق در بندہ ہوتے — میان بندہ و حق ہاے ہوتے

نہ بیند مرد خود بین با دشاہ را — المذنبین یا بہ خدا را

درین رہ نیست خود بینی خجستہ — تنے لاغر و لے با یہ شکستہ

ایک روز مولانا نے اکابر کے مجمع مین حدیث شریف ما راٰہ المؤمنون حسنا فہو عند اللہ حسن (جو چیز مسلمان کے نزدیک بہتر ہو وہ اللہ کے نزدیک بھی بہتر ہی) کے شانِ نزول مین فرمایا کہ ایکدن صحابہ کرام نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم لوگ روٹی کا خمیر قرض لیتے ہین اور پھر خمیر ہی بدلے مین دیتے ہین یہ جائز ہی یا نہین۔ اور یہ رسم قدیم سے ہی۔ حضرت نے فرمایا جب اس معاملہ مین سب متفق اور راضی ہین تو جائز ہی۔ اس مسئلہ مین ابو یوسفؒ کے نزدیک روٹی کو وزن کرکے لینا دینا درست ہی اور امام محمدؒ کے نزدیک روٹیونکے شمار پر بھی لین دین جائز ہی۔

ایک دن علماے عہد نے مولانا سے حدیث شریف انما الاعمال بالخواتم کا شان نزول دریافت کیا۔ مولانا نے فرمایا کہ عہد مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک جوان فسق وفجور مین مشہور تھا۔ جب وہ مرا۔ اُسکے اقربا نے بوجہ خجالت شب ہی مین اُسکو دفن کر دیا۔ صبح کو جبرئیل امین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتمین پیام حق لائے کہ آپ جاکر اُس شخص پر نماز پڑہین۔ حضرت نے اسکی وجہ دریافت کی حکم آیا کہ اُس جوان نے مرتے وقت کلمہ شریف پڑہا اور توبہ کی اللہ تعالی نے اُسپر رحمت فرمائی۔ اور گناہ معاف کر دئے۔ اُسوقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت خوشی ہوئی اور یہ حدیث بیان فرمائی۔

ہیچ کافر را بخواری منگرید — کہ مسلمان مردنش باشد امید
گفت حق گر فاسق و اہل صنم — چون مرا خواند اجابتہا کنم

اور مولانا نے فرمایا محسن کے حق سے بڑا کوئی حق نہین ہی۔ اصمعیؒ حج کو جاتے تھے۔ راہ مین پانی پر ایک عرب کے گھونسا مارا۔ مگر اُسیوقت نادم ہوکر توبہ کی۔ اور اُس شخص کو بہت تلاش کیا کہ ملجائے تو معاف کرالین مگر وہ شخص نملا۔ اصمعیؒ نے عرفات پر پہنچکر دیکھا کہ وہ عرب دعا مانگ رہا ہی کہ الٰہی اصمعی کی میری وجہ سے گرفت نہ کرنا۔ اسلیے کہ وہ مجھے نہین جانتا تھا۔ اصمعیؒ اُسکے پاؤن پر گر گئے اور کہا مجھے چاہیے کہ تمہارے حق مین دعا کرون۔ اُسنے کہا نہین نہین

میرا نام محسن ہے مجھے لازم ہے کہ مین اپنے نام کیموافق کام کرون۔ اور تیرے لئے دعاے مغفرت
کرون۔ اب قیاس کرو کہ وہ ذات عزوجل ہماری محسن ہمارے واسطے کیا کچھ نہ کریگی۔
ایک دن اکابر شہر مولانا کی زیارت کو آئے۔ آپ اس آیت (افمن شرح اللہ
صدرہ للاسلام)
کے معنی اور مطالب بیان فرما رہے تھے۔ کہنے لگے جب یہ آیت نازل ہوئی صحابہ نے
فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ شرح صدر اور کشادگی سینہ کی کیا نشانی ہے
فرمایا جب اللہ تعالی شرح صدر کسیکا چاہتا ہے اپنا نور نازل کرتا ہے۔ اس نور سے اسکا دل کشادہ۔
آراستہ اور بینا ہوجاتا ہے اسکی نشانی یہ ہے کہ دنیا سے دور ہوجاتا ہے۔ آخرت کا مائل ہو۔ اور مرنے
سے پہلے آخرت کا ساز و سامان مہیا کرے۔ دنیا کو اس سے پہلے طلاق دے کہ دنیا خود اسکو
طلاق دے۔ جس روز ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نوحہ کرتی تھین مگر وہ ایسا نوحہ نہ تھا جیسا کہ تم کرتے ہو۔ وہ یہ نہین فرماتی تھین
کہ ہاے تیرا سامان دولت اور گھوڑے۔ ہاے تیرا خانمان اور مال و سلطنت۔ بلکہ وہ یہ فرماتی تھین
کہ ہاے۔ وہ شخص جسکا بستر نہ تھا۔ ہاے وہ شخص جسنے ریشم نہ پہنا۔ ہاے وہ شخص جسنے نیکی سے
جو برابر نیکی ہی نہین ترک کی۔ ہاے وہ شخص جو چٹائی پر سوتا تھا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
رحلت کیوقت خرمے کی چھال کے بستر پر تھے۔ چنانچہ اکثر جسم مقدس پر اُسکے نشان پڑگئے
تھے لکڑی کا پیالہ سرہانے بھرا رکھا تھا۔ اُسمین سے پیشانی مطہر اور سینہ مبارک پر پانی لیکر ملتے تھے
اور فرماتے تھے اللہ تعالی سکرات موت کے تحمل کی قوت عطا کر۔ اور دل کی کشادگی کی دوسری
نشانی یہ ہے کہ آخرت کا طالب اور جنت کا خواہان ہو۔ جنت کی راہین تکلیف جسمانی ہے۔ اور آسانی
سے نہین رسائی ہوتی ہے۔ جو کچھ کام کروگے اُسکا بدلا ملیگا۔ جو شخص دنیاے فانی کا طالب ہے
جبتک نیند کو آنکھونسے دور نہ کردے۔ اور لمبے لمبے راستے طے نہ کرلے اور راہ کی تکلیف کا
تحمل نہ کرلے۔ دنیا تک نہین پہنچ سکتا۔ تعجب ہے کہ جنت کا طالب اور دوزخ سے بھاگنے والا

اور اللہ تعالیٰ کا خواہان ہو۔ اور وہ سوتے۔ کہاتے۔ اور آرام کرے۔ ان باتوں سے مقصود نہین حاصل ہوسکتا۔ اللہ کے طالب اور دوزخ سے ڈرنیوالیکو نیند نہین آتی۔

عجبا للمحب کیف ینام | کل نوم علی المحب حرام
ہر چہ عاشق برا در اضطراب | بانکہ آب تشنہ وانگاہ خواب

منقول ہے کہ ایک دن ایک بزرگ نے مولانا سے سوال کیا کہ لفظ بلے (ہان) اور نعم (ہان) مین کیا فرق ہے۔ مولانا نے فرمایا یہ فرق ہے کہ لفظ بلی اسے نفی ماتقدم اور اثبات ماتاخر نمایان ہوتا ہے۔ اور نعم سے بالعکس یعنی اثبات ماتقدم اور نفی ماتاخر کا اظہار ہے۔ قرآن شریف مین ہے۔ الست بربکم اسکے جواب مین کہا گیا۔ بلی جن ارواح نے بلی جواب مین کہا وہی اصحاب یمین ہین۔ اور اصحاب شمال نے اسکے جواب مین نعم کہا۔

کسی شخص نے مولانا سے سوال کیا کہ تمام اور کمال مین کیا فرق ہے۔ آپنے کہا کمال کی کوئی نہایت نہین ہے۔ اور تمام کے معنی ہین غایت فنا تک پہنچا۔ جیسے فارسی اہل زبان کہتے ہین کہ فلان تمام شد یعنی وہ مرگیا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف مین فرمایا اکملت لکم دینکم (کامل کیا تمہارے دین کو) واتممت علیکم نعمتی (اور ختم کین ہمنے اپنی نعمتین تمہارے اوپر)

ذیل کی عبارتین خاص مولانا کے قلم کی لکھی ہوئی اُنکی کتابون مین سے نقل ہین

نقل عبارت دستخط خاص مولانا روم صاحب

قال فی قلۃ الاکل منافع کثیرۃ۔ منہا ان یکون اصح جسما واجود حفظا و ازکی فہما واقل نوما واخف نفسا وجدید بصرا واسلم طبیعۃ	کہا کم کہانے مین بہت نفع ہین۔ اُنمین سے یہ نفع ہے کہ جسمانی صحت اچھی ہوتی ہے۔ حافظہ عمدہ ہوتا ہے۔ اور فہم زکی ہوتی ہے۔ نیند کم ہوتی ہے۔ سانسین ہلکی ہوجاتی ہین۔ نظر و ذہن و طبیعت سلیم ہوجاتی

واقل مؤنة واوسع مواساة واكرام حقا ۔

وعن محمد بن النعمان قال اخترت صوم الدهر بما سألت ستة نفر عن ستة اشياء فاجاب الجواب واحد اسألت الاطباء عن اشفى الادوية فقالوا الجوع وقلة الاكل وسألت الحكماء عن اعظم الاشياء على طلب الحكمة فقالوا الجوع وقلة الاكل وسألت عباد عن انفع الاشياء في عباد الرحمن فقالوا الجوع وقلة الاكل وسألت الملوك عن اطيب الادام والاغذية فقالوا الجوع وقلة الاكل وسألت العشاق عن اوصل الاشياء الى المعشوق فقال الجوع وقلة الاكل ۔

دنیا کی آرزو کم اور دولت واکرام حق بہت بچا ہین

محمد بن بیان سے مروی ہی کہ مین نے دوام کے روزہ اسلئے اختیار کئے کہ چہ باتونکے جواب مین ایک ہی بات کہی گئی ۔ طبیبون نے سب سے زیادہ شفا دینے والی دوا دریافت کی ۔ کہا بہوک اور کم غذا حکیمون سے نے پوچہا طلب حکمت مین سب سے بڑی چیز کیا ہی ۔ کہا بہوک اور قلت غذا ۔ عابدون نے پوچہا اللہ کی عبادت مین زیادہ نفع کس چیز سے ہوگا ۔ کہا بہوک اور قلت غذا ۔ بادشاہون نے پوچہا عمدہ سالن روٹی کونسا ہی ۔ کہا بہوک اور قلت غذا ۔ عاشقون سے نے پوچہا سب سے زیادہ معشوق کے وصل کیلئے کونسی چیز مفید ہی ۔ کہا بہوک اور قلت غذا ۔

وقال ابو طالب المكي المؤمن كمثل الم مولا بحسن صورته الخلاء بطنه

جوع خود سلطان دارو ہاست ہین ۔ جوع را تو اینچنین خوارش مبین

جوع مر خاصان حق را دادہ اند ۔ تا شوند از جوع شیر زورمند

جوع بر جلف گدا را کے دہند ۔ کے علف داران بہ پیش رو نہند

شکم تہی شو و سے بہو نے بہ نیاز

شکم تہی شو و اسرار گو بسان قلم

قیل افضل الاعمال اجاعت بطن شبعان و اشباع بطن جائع۔
یعنی این شکم سیر خود را گرسنہ گردان و شکم گرسنہ را سیر گردان بعضی گفتند یعنی شکم درونش را۔ و بعضے گفتند شکم جان خویش را گرسنہ گردان و منتظر و قابل غذا ے روح گردان کہ الصوم طیب الاشباح و رقیب الارواح روزہ تن را پاک کند از رنجوری ہا و از کاہلی طاعات جان را برہاند از تنہائی وحشت۔

سب سے افضل عمل بھرے پیٹ کو بھوکا کرنا اور بھوکے پیٹ کو بھرنا ہی۔
یعنی اپنے اس بھرے ہوئے پیٹ کو خالی کر اور خالی پیٹ کو بھر۔ بعضوں نے کہا ہی کہ اس سے مراد شکم باطنی ہی اور بعض کے نزدیک شکم جان ہی یعنی اسکو بھوکا کر اور غذا ے روح کی قابل اور اسکا مستغنا کا مال روزہ جسموں کی خوشبو ہی اور ارواح کا نگہبان ہی۔ روزہ تن کو بیماری اور عبادت کی کاہلی سے پاک کرتا ہی اور جان کو تنہائی کی وحشت سے چھڑاتا ہی

ہرگاہ وجود تو عدم شد
سئل عن الحکیم ما سر بطہارۃ طہارۃ اللہ طہارت آموختم جان طہارت چیست۔ گفت جان طہارت ابرا است از صفات مذمومہ تاریکی انگیزندہ۔
وقیل الطہارۃ اخراج السر عن موانع التقرب الی اللہ تعالی۔ طہارت آنست کہ سرخود را بیرون آری و پاک گردانی از ان خوے ہا کہ از نزدیکی خدا باز دارد
والشکر علی ثلثۃ اوجہ شکر اللہ تعالی حملہم علی النعم والمشرب والملبس وشکر الخاص بما یرد علی قلوبہم و

حالی عدمت وجود گردد
کسی حکیم سے پوچھا گیا۔ طہارت طہارت اللہ کیا چیز ہی۔ طہارت تو مین سیکھہ گیا جان طہارت کیا ہی۔ اُسنے جواب دیا۔ جان طہارت یہ ہی کہ بُری صفات اور تاریکی پیدا کرنیوالے افعال سے پاک ہو جاے۔ اور کہتے ہین طہارت کے یہ معنی ہین کہ اُن نقصانوں کو نکال دالے جو اللہ تعالی کے قرب کے مانع ہین۔

وشکر الخاص الخاص هطلیة کل شیٔ

شکر بر سہ وجہ است یکے شکر عوام مردمان از بہر خوردن و آشامیدن و پوشیدن و ذخیرہ کردن کہ فانیست. دوم شکر خاصان است بر آن معنی کہ بر دل ایشان [illegible] وحالتے کہ از دنیا نیست [illegible] وصول حق را سیوم شکر خاص الخاص است بر دیدار عین جمال منعم تا عظمت [illegible] دنیا و مافیہا نعمتہای عقبی بر [illegible] حق نیست در دل ایشان حقیر شود

شکر کے تین درجے ہین۔ ایک عام لوگونکا شکر ہو کہ کھانے۔ پینے۔ پہنے اور جمع کرنے پر فانی چیزونکے شکر کرتے ہین۔ دوسرا شکر خاصونکا ہو۔ اللہ تعالی کی طرف سے جو چیز اسنکے دلون پر وارد ہوتی ہو ازانجملہ ذوق اور حالت کہ پیدا ہوتی ہو وہ دنیاوی نہین ہو بلکہ وصول حق کی نشانی ہو اوسپر شکر کرتے ہین تیسرا شکر خاص الخاص لوگونکا ہو عین جمال منعم کے دیدار پر شکر کرتے ہین [illegible] نہین اسلئے دکہایا جاتا ہو کہ کل دنیا اور عقبے کی نعمتونکی عظمت [illegible] انکی نظرون مین حقیر ہوجاتین۔

قیل السناف [illegible] الا من الف الا واحد قال انما انا الکلمة الملک الا [illegible]۔

قیل القلوب [illegible] یجرح للمومنین وقلب [illegible]۔ چون حق تعالی خواست کہ صنائع وصفات خود را [illegible] عالم را آفرید و چون خواست کہ ذات خود را بظہور رساند آدم را آفرید۔

قال الرجل [illegible] ما الدلیل علی اللہ قال اللہ قال فما بال العقل قال العقل عاجز والعاجز لا یقدر علی العلوم۔

[illegible] عقل [illegible] ازخس روان میشود۔ دیدم از عقل

عل یہ عبارت غلط ہو [illegible] مین یون ہی لکھی ہے۔

سیوم از عشق۔ ہمانا سخن نفس ملکوتیست و بہرہ آن آنکہ گوینده را ذوقست و شنونده را فائده دوم سخن عقل است و او مقبول عقلا است و متنوع فوائد کہ ہم شنونده را پر ذوق کند و ہم گوینده را سیوم سخن عشق است کہ ہم گوینده را مست کند و ہم شنونده را سرخوش گرداند و در طرب آرد۔

قال امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه ما قلعت باب خیبر بقوة جسدانية ولا حركة غذائية ولكني ايدت بقوة ملكوتية وانا من احمد كالضوء من الضوء۔

ہر کہ خود را بے قدر و بے قیمت تر داشت [illegible] قیمت بلندست چنانکہ بر لطیف و عاشق و با ذوق است از آنکہ عاشق بے قیمت [illegible] و ہر آنکس کہ ذوق حکایتے میکند و وجود خود را از سخن نفی میکند [illegible] بیار و تا نکست و برا حاصل نشود [illegible] و [illegible] و گران جان است والله اعلم۔

آن ذوق اگر فہم پستان مادر اند [illegible] و ما نیز تو خود [illegible] ماند ہمانا آن شیر را شیخ در دہان مریدان نہد و لیکن [illegible] باید بپرورد۔ اگرچہ شیر در پستان شیخ بسیار است اما در دہان ایشان جائے نیست۔

قال علیه السلام [illegible]

ہر کہ در بندگی کاہلی کند [illegible] باید اما ہر کہ در آن [illegible] باشد کار بر وے سخت بود و باشد [illegible] و در ہر [illegible] ہر کہ [illegible] تجارت نگاہ میکنی [illegible] باجر و مزد باقی از منفعتہائے آن نعمت۔ [illegible] او [illegible] بدام [illegible]

۱؎ اصل کتاب میں یہ عبارت یونہی لکھی ہوئی ہے۔

وکدام بنا - میر سالی [illegible] اشتهای معده مخارستان زیاده کرده باشی و اگر معده
میدهی سیب و انار زیاده کرده باشی - از وی سیر نشوند و سیر نشوند. عوج ابن
عنق چندین خورد نان سیر شد هر روز هفتاد نان بار از آن نان می پختند
و او یک بار از هیمه بر پشت خود هیزم آورد چندانکه هفتاد نان بار آتش می
داد روزی حضرت موسی علیه السلام بر وی بگذشت و آن خورد [illegible] نظاره کرد
[illegible] گفتش اگر من ترا به هفت لقمه نان سیر کنم چه گویی
گفت اگر هفت لقمه [illegible] گفت برخیز اکنون دست بشو
بوقت گرسنگی و بیا [illegible] پیش موسی علیه السلام گفت بگو بسم الله الرحمن الرحیم
و دست [illegible] کاسه و بخور. وگفت آن هفت لقمه طعام تمام توانست
کردن و خوردن [illegible] گفت [illegible] دانی که سیر
از حق است نه از نان بهانه است -

آنکسان کین علم [illegible] دل [illegible] داشتند
وز عتاب [illegible] دل [illegible] داشتند
ملک دنیا [illegible] پادشاهان [illegible]
[illegible] صد گنج و گوهر داشتند
عقل را معزول کردند [illegible]
[illegible] از فقر افسر داشتند
این چنین مردان که من گفتم همه در راه دوست
چون سنائی [illegible] داشتند
[illegible] گردون فراز اند
[illegible] روان خضر و سکندر داشتند

من عرف الله لا یخفی علیه شیء والله اعلم. یکی بسر وقت درویشی
بخلوت در آمد گفت که تنها نشسته. گفت این دم تنها شدم که تو آمدی مرا
از حق ماندی - اویس قرنی میگوید که کسی بر من گذرد و سلام نکند بسی منت‌ها
که آن دم مرا مشغول نمیکند و رنج و زحمت نمیشود آن مشغول کردن بسلام کردن
عاشق شب خلوت را لایق است طوبی لمن کان بالبدن مع الخلق

وبالقلب معا لحق۔

بحضرت الله هیچ عمل شریف تر از همت بلند نیست ان الله یحب معالی
الامور الدالعلم العبادة همت بلند از شناخت خیزد گفت به نیا و آخرت
دست نیالایم پس هرچند شناخت بیش بود همت بلند تر باشد۔ واقربکما
واحسنکما سبب تناول بودم۔ نان این ساعت نیستم جان جانم۔ یوسف
جهان کور رشوار باشد۔ آخر همین جا را بهشت کنی تا از بهشت مستغنی شوی۔
ان الله جمیل اگر یکبار جمال او را ببینی جمال هیچ کس در چشم نیاید۔ حدیث آدم
میکند و من پیش او نشسته ام آن احمق را از من خبرے نیست۔ سخن نورانی در دل
ظلمانی قرار نگیرد هرچه تاریکی و ظلمت بینی آنرا کفر گو و هرچه نورانی بینی آنرا ایمان گو
موقوف گفته غیر باش۔ ار مردی هرچند خود را مرده ترکنی سخن زندگانی نزدیک
تو بیشتر آید۔ هرکه او را شناسد اولئک هم شر البریة۔ مرا از خلقان پنهان کرده است
الشیطان یعرمن ظل عمر ومن ظل الشیخ۔ برنفس زنده کرده تند را مشهد شد
پیغمبر صلی الله علیه وسلم را ولایت بود به نبوت دعوت خلق میکرد پس ولی را
علامت است انولی ان یطلب من کل بیت ما فیه ولا یطلب من
ما لیس فیه۔ سخن گفتن طو است
آنجا که درد است از سخن مستغنی است۔

دل بجو درد او که درمان این است
غم میخور و دم مزن که فرمان این است

یعنی درد او را درمان دان۔ هر مرد که تو رسد در خواب یا بیداری آنرا لمند
لطف او دان و آن را تهذیب نفس ... ان ... تا اسحلے زمان بحضرت نزدیک
میکند۔ حد میزند تا پاک شوی۔ الحدود کفارات لاهلها۔ و اغفت و نهد

تا علت از تو برود که تو اشتر اوری . اشتر را مرہم نهند و داغ کنند ولیکن با شتر گویند
که این داغ را بر کدام علت مے نہیم ... بے بینی که درد ترا بحضرت نزدیک میکند
ظالم را بر دل تو مسلط مے کند سبب بینی که کرامات روئے ترا بخلق میکند و خرابات
روئے ترا از خلق میگرداند ۔

گر باشد به آرزو باری کلیچه   کشتی سگ نفس را و فرمان نیست

نے بینی که به برکات گوشمال ها سیلے جگر ندو ... چنانکه برف و باران
با و مگس زنگ میکند ... نباتات و نیز باران سر سبز میگشند ۔
غالب بیو ناہموار این بحث کاشت آرد خود تبانی و ... تعہد میرسد چنانکه یکے
درخت تلخ ورنشاند و ... سال خواه که میوه به وه سایه افگند . از غایت ضعیف
آن درخت میوه نمی دهد تا ساق ببندد و عالی شود و قوت گیرد فاستغلظ
فاستوی . انگاه میوه دهد . و کشف حاصل شود ۔
قال الله تعالی من تعلق مرادی ۔
بروان پاک مصطفیٰ و بروان پاک آن ابوبکر صدیق رضی الله عنه ۔

در پی شریعت شو و باک مدار   کین شهر نہر سبت ز اغیار رود با

انگاه تمام نیست تو شریعت لطیف ـ خوش باشی که تمام از بن مستی تا شریعت
تا الطبیعت نا نخوری فانی شوی ابد الاباد ۔
بایزید روح الله روحه اول سوال میکرد و در ملاقات آخر الآخر علیک السلام
میگفت ... از سر حال پرسیدند گفت از شفقت میکنم که جبل طبق نور نثار سلام
دهنده است . آن عطیه را فدائے خلق کردم ۔
علیکم بحسن الخلق فانه فاتحة الرزق علیکم بالصوم فانه مفاتیح
غیب القلوب ... کم دا الرحمة و زیارة الابرار فانها اعظم

الخطرات الجوع سحاب الحکمة نور المعدة وباب العبادة ومفتاح باب الغیوب وذریعة الاخلاص والیقین. ان الله مع الذین اتقوا والذین هم محسنون یعنی الله راحت درین دنیا بکسے دهد که پرهیز کند از اذا ناحق واگر کسے او را بناحق برنجاند محسن باشد آنرا از خاطر عفو کند۔

احفظ لسانك ان اردت امانا۔

زبانا ز دست تو رنج اندرم ۔ ببرم سرم تا نه بُری سرم

اگر این ابنان نادر نبودے گرد این طائفه را جبرئیل نیافتے. کافری بنظر عقل است ونظر بالله توحید است باز این هردو بر تفاوت اند۔ لاجرم موحد وکافر تفاوت جز نظر هیچ نیست۔

بادشاهے بود او را غلامان با جمال وکمال بودند شبے جهت امتحان غلامان خود یکے را اشارت کرد که خود را پریشان حوض کن تا خائن ازاین پیدا شود. کنیزک خود را بانواع زیب وزینت آراسته بیرون آمد وغمزها میکرد. غلامے چشمک میزد ویکے مال ازوے پذیرفت. ویکے دست بازی میکرد. ویکے طمع میکرد. جماعتے که خواص حضرت وامینان صحبت بودند بدان غلامان بے ادب دشنام میدادند که نام شاه ما را بدنام میکنید در خانه او چنین عملے اندیشید وکنیزک را جفا میکنید که بے ادبی میندیش والا تو دانی. کنیزک کیفیت حال وماجرا قال را بحضرت بادشاه باز گفت. غلامان گستاخ را قهر فرمود. امینان تا صبح را تشریفها داد الحال لهذه. امینان حضرت انبیا واولیا اند وخائنان حضرت اهل دنیا وشهوتیان. وآن کنیزک عجوزه دنیا است. همانا که ما راستے امینان علیین است وما راستے خائنان سجین. والله اعلم۔

منقول ہے کہ معین الدین پروانہ کے گھر ایکدن شب کو سماع کا بھاری جلسہ ہوا۔ علما۔ مشائخ۔ امرائے سلطان اور مولانا آدہی رات تک سماع مین مستغرق تھے معین الدین پروانہ نے شرف الدین ولد خطیب کے کان مین کہا تم مولانا کی خدمت مین حاضر ہو مین تہوڑی دیر سو رہون تہوڑی دیر سستا کر خدمت کے قابل ہو جاؤن۔ مولانا نے اسی حالت سماع مین ایک چرخ لگایا اور یہ غزل شروع کی۔

گر تو بخشی شبکی جان چہ شود | ور نہ کوبی در ہجران چہ شود
ور نیاز سے شبکی روز آری | در بہاست دل یاران چہ شود
بسلیمان سوے مور آمد | تا شود مور سلیمان چہ شود
ور بدیدہ تو روشن کرد | کورئے دیدہ شیطان چہ شود الخ

معین الدین پروانہ نے یہ سنکر کپڑے پہاڑ ڈالے اور زمین پر لوٹتا تھا۔ اور بہت گریہ وزاری کی۔ معین الدین کا اصلی نام سلیمان تھا۔ اور پہر وہ صبح تک صدق دل سے خدمت مین حاضر رہا۔

منقول ہے کہ محمد شاہ دیا آبادی فتوت مین مشہور تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح مجرد تھے۔ انکو مولانا صاحب بہائی کہا کرتے تھے۔ وہ کہتے ہین کہ ایک فصل مین میرا خرمن بہت بڑا تھا کثرت سے غلہ پیدا ہوا تھا۔ اتفاقاً مغلونکی فوج نے قونیہ کے اطراف کو گھیر لیا۔ اور سب شہر کو لوٹ لیا اور قتل و غارت کرنے لگے۔ مولانا نے مجھے جو عبا چنائی تھی وہ میں اپنے خانہ سے لاکر بطور تبرک گیہون کے خرمن پر ڈالدی۔ تاکہ اسکی برکت سے میرا غلہ بچا رہے۔ اللہ تعالیٰ علیم ہے کہ کئی شہید ہوا میرے آس پاس جسقدر لوگونکا غلہ تہا سب لٹ گیا۔ مگر میرے خرمن سے کسی نے ایک تنکا یا ایک دانہ بہی نہین لیا۔ پہر سب غلہ کو شہر مین لیا اور مستحقونکو کہلایا۔ مولانا کے سامنے حاضر ہوا تو ہنسکر فرمایا بہائی تم چاہتے تو سب لوگ اس بلا سے نجات پاتے۔

شیخ سنان الدین آقشہری سے منقول ہے کہ ایکدن کسی درویش نے

مولانا سے اولیاء کی تحت قبائی کے متعلق سوال کیا۔ مولانا نے بہت سے معارف بیان کرکے کہا کہ جب تم اولیاء اور درویشوں کی خدمت میں جاؤ۔ اُنکے اخلاق اور عادات میں سے جو باتیں تمہاری طبیعت کے موافق ہیں اور تمہاری سمجھ میں آجائیں انکو توصدق دل سے قبول کرلو۔ جو باتیں اُنکے اخلاق عادات اور سکنات کی کریہ معلوم ہوں اُنھیں وہیں چھوڑدو عوام کے سامنے بیان نہ کرو تاکہ تمہارا شمار بدگوؤں میں نہو۔ اگر وہ لوگ اخلاق بد کی قبا میں چھپے ہوتے نہوتے تو اس عالم میں کیوں رہتے۔ یا جلد مرجاتے یا ابد انوں میں شامل ہوجاتے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مصلحت کیوجہ سے اُنہیں قبائے ... میں اسطرح پوشیدہ کررکھا ہے۔ اس پردہ کیوجہ سے محب اور آنکھوں والے۔ اندھوں اور بے تمیزوں سے علحدہ کئے جاتے ہیں۔ یمیز اللہ الخبیث من الطیب۔

جو ہشیار ہیں وہ ہمیشہ تدبیر اصلاح ظاہر اور درستی حالت مخلوق میں کوشش کرتے ہیں۔ اور مست ہیں وہ امور ظاہری کی خرابی میں سعی کرتے ہیں اور لاابالی ہیں۔ پس طائفہ عقلا ہشیار ہیں اور طائفہ عشاق مست ہیں اور کمل کرام ستونکے مست اور ہشیار ہیں۔ ہمیشہ ظاہر و باطن کی ترتیب در اصلاح اُنکی ملکیت ہے ہمیشہ مست آرام میں ہیں۔ اور عقلا زحمت میں ہیں۔ رہے ستونکے مست وہ اللہ تعالیٰ کے کام میں پڑے سورہے ہیں۔

منقول ہے ایکدن مولانا کے خادموں نے منکروں کے انکار، حسد اور طعن کی شکایت کی مولانا نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پانچ آدمیوں نے نہایت عیب اور کریہ دشمنی کی۔ اُنہوں نے تحمل اور صبر سے کام لیا۔ آخر کو اللہ تعالیٰ نے پانچوں دشمنوں کی زبانیں جڑ سے کاٹ لیں۔ اور موسیٰ کے سامنے ذلیل کیا اور موسیٰ سب پر غالب ہوئے اُن دشمنوں میں سے ایک قارون تھا۔ اور دولتمندی کی وجہ سے بے ادبی کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُسکو زمین میں دھنسایا۔ دوسرا سامری تھا جس نے علم سے مناظرہ کیا اور عذاب میں مبتلا ہوا۔ تیسرا عوج ابن عنق تھا۔ وہ اپنی دلیری اور قوت پہ ناز کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے

ہاتھ سے اسکو ہلاک کرایا۔ جو تہا بلعم باعور تھا۔ اور اپنے زہد پر نازان تھا اسکو مسخ کر دیا۔ فمثلہ کمثل الکلب (مثال اسکی کتے کی سی ہے) ہاں جوان فرعون تہا۔ جسکو مصر اور وہاں کی فرعونیت تھا بشکر کشی کرتا تھا۔ اسی پانی مین ڈوب گیا۔ اسی طرح انبیا اور اولیا کے دشمن قیامت تک ہینگے۔ کم ہونگے۔ امتحان پر امتحان باقی ہے۔ ذالك تقدیر العزیز العلیم۔

امتحان در امتحان است اے پسر — ہر کہ گوید من شدم سرہنگ در
بس بہر دوری ولیے قایم است — تاقیامت آزمایش دایم است
قرن بر قرن من امت را یادگیسہ — تا ابد از خلافیہا نذیر

حضرت جلال الدین سے روایت ہے کہ ایک درویش نے مولانا سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیٹے آدم کی مٹی کا چالیس صبح تک خمیر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے صبح کو کیون خمیر کیا رات یا دن مین کیون نہین کیا۔ مولانا نے جواب دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ شب مین خمیر کرتا تو تمام مخلوقات ظلمانی اور بہاری ہوتی۔ اگر دن مین خمیر کرتا تو سب نورانی اور سبک ہوتی اسلئے اللہ تعالیٰ نے صبح کیوقت خمیر کیا تاکہ آدہی ظلمانی۔ کافر شقی اور گنہگار ہون۔ اور آدہے نورانی مسلمان۔ اور سفید ہون۔ فمنکم کافر ومنکم مومن۔

جان چو روز است تن ما چو شب تاریک — واسطہ روز و شب خویش لبان سحرم

درویش یہ کلام سنکر قدمبوس ہوکر چلدیا۔

حضرت سلطان ولدؒ نے ایک روز یہ حکایت بیان کی کہ جب میں شام مین علوم کی تحصیل کر چکا اور ہر طرح کے علوم مین شہرت پاکر حلب مین آیا۔ اسوقت جن علما نے مجھ سے جس جس فنون مین سوال کئے مینے انکو الزام دیدیا۔ وہانسے قونیہ مین آیا تو شہر کے سب فاضل میرے والد کے مدرسہ مین جمع ہوئے۔ میرے والد نے مجھ سے فرمایا جو یہ تحفہ لاتے ہو پیش کرو۔ مینے بہت سے غریب اور نادر نکتے جو خوب یاد کر رکھے تھے والد کے سامنے بیان کئے۔ مجھے یہ خیال تہا کہ مولانا کو علم کی طرف اب توجہ نہین ہے۔ اور مین ان علوم

مین عدیم المثل ہون آپ خوش ہو نگے۔ مگر مولانا نے میرے تمام بیان کو اپنی زبان سے بعینہٖ بیان کر دیا۔ یہ حالت دیکھکر ہم سب حیران رہگئے۔ پھر مولانا نے اُن نکات کو مطلب کے اُنکے متعلق ایسی ایسی دلیلین بیان کین کہ جنکا انحصار نہین ہوسکتا۔ اور پھر اُس بیان ظاہر سے مطالب باطنی پیدا کئے۔ مین نے اُسوقت چیخ مار کر کپڑے پھاڑ ڈالے اور روالدکے قدمون پر لوٹنے لگا۔

حضرت سلطان ولد فرماتے ہین۔ ابتدائے جوانی مین فقہ کے مدرسہ مین مین مولانا صاحب سے ہدایہ پڑہتا تھا جب سبق ختم کرتا تو والد ماجد اُنہین مسائل کو دوسری عبارت اور عجیب طرز سے بے تکلف بیان کرتے تھے۔ اور نہایت نادر مطالب فرماتے تھے۔ لوگونکو اس نور ولایت اور قوت حافظہ سے تعجب ہوتا تھا۔

چلپی شمس الدین ولد مدرس نے بیان کیا کہ ایک روز کچھ خادم مولانا کے سفر کو جاتے تھے۔ مولانا سے رخصت ہونے آئے۔ مولانا نے فرمایا اخوانی اخوانی لا تکونوا فی قید دولة وفضیلة ولکن تکونوا فی قید ان یفتح قلوبکم (بہائیو۔ دولت اور فضیلت کی قید مین نرہو بلکہ یہ قید اختیار کرو کہ تمہارے دل کھلجائین) پھر فرمایا۔ آپسمین ایک دوسرے کے دوست ہوجاؤ۔ اسلیئے کہ دشمن گھات مین بیٹھے ہین۔

منقول ہے کہ ایکدن معین الدین پروانہ کے ہان سماع کا جلسہ ہوا سب شیوخ۔ علما۔ اور امرا حاضر تھے۔ شام تک مولانا معارف وحقایق کے بیان مین مصروف رہے۔ مغرب کی نماز کیوا سطے سب نے درخواست کی کہ مولانا امامت کرین مولانا نے فرمایا ہم لوگ تو ابدال ہین جہان چاہتے ہین بیٹھ جاتے ہین۔ اور جب چاہتے ہین کھڑے ہوجاتے ہین۔ امامت کے لایق تو ارباب تصوف او تمکین ہین۔ شیخ صدرالدین علیہ الرحمۃ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ امام ہوئے۔ اُنکے پیچھے آپنے نماز پڑہی۔ اور فرمایا جس شخص نے متقی امام کے پیچھے نماز پڑہی گویا اُسنے نبی کے پیچھے نماز پڑہی۔ شیخ صدرالدین اس ارشاد پر عاجزی کا اظہار کرتے تھے اور شرم سے جھکے جاتے تھے

منقول ہے ایکدن صاحب فخرالدین نے سلطان ولد کی بہت خوشامد کرکے کہا آپ سفارش کردیجے تاکہ مولانا مجھے کچھ نصیحت فرمائین۔ سلطان ولد نے مولانا سے عرض کیا مولانا صبح سے چاشت کے وقت تک مراقبہ مین بیٹھے رہے اور کوئی بات نہین کی۔ البتہ بار بار اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے تھے۔ جب صاحب فخرالدین وہانسے اٹھکر چلا گیا تو سلطان ولد نے مولانا کی عرض کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ مولانا نے فرمایا۔ یہ شخص نہایت بے درد اور غافل ہو۔ اور عالم معانی سے بیخبر ہی۔ ذرہ برابر بھی اسکو ادراک نہین ہو۔ مین کس سے باتین کرتا۔ اور کیا کہتا۔

با کہ گویم جوان ندارد گوش ہیارن ۔۔۔ ہر گوش بست اے امیراین خوش بیان

تمہاری ضمیر کی باتین دم بدم میرے ذہین نشین ہوتی نہین۔ اور حقایق الٰہی کی عروسین اسکی نامحرمی کیوجہسے جاگتی نہین۔ اور فرمایا کہ ایک شاعر شعر موزون کررہا تھا ناگاہ کسی نے اُسکے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ باہر نکلکر دیکھا تو کوئی نہ تھا۔ تین بار یہی حالت ہوئی۔ آخر مجبور ہوکر کہنے لگا جب کوئی آدمی ہی موجود نہین ہو تو مین کس سے بات کرون۔ اور انتظار مین اپنے کام سے بھی جاتا ہون لیکن صاحب فخرالدین کی عاقبت بخیر ہوگئی۔

ایک روز مولانا کے کل خدام جمع تھے۔ آپنے فرمایا میرے دوستون مین سے جو شخص طلب دنیا کیواسطے ہاتھ بڑھائیگا مین اُس سے بیزار ہوجاؤنگا۔ مینے اپنے دوستونکے حق مین درخواست کو قتل کردیا ہو۔ اور اُنہین دینا سکھایا ہو مانگنا نہین سکھایا ہو۔

گفت پیغمبر کہ جنت از الٰہ ۔۔۔ گرہمی خواہی زکس چیزے مخواہ

در نخواہی من کفیلم مر ترا ۔۔۔ جنت الماوا و دیدار خدا

منقول ہے کہ کسی نے مولانا سے پوچھا کہ کیا جون کا مارنا گناہ ہو۔ آپنے فرمایا درست ہے مگر اُسکو مار کر ہاتھ دہو ڈالے تو گناہ زائل ہوجاتا ہو۔

منقول ہے کہ خواجہ مجدالدین مراغی کی ایک رومی لونڈی تھی۔ مولانا اسکو ہمیشہ صبیقہ فرماتے تھے۔ اس لونڈی سے ہر وقت کرامتین سرزد ہوتی تھین۔ کبھی وہ کہتی تھی میںنے

سبز نور دیکھا۔ کبھی کبھی سفید نور دیکھا۔ کبھی کبھی سیاہ نور دیکھا۔ کبھی کبھی سرخ نور دیکھا۔ کبھی کبھی فلان نبی تشریف لائے۔ کبھی کبھی فلان ولی آئے۔ خواجہ مجد الدین ان باتو نکے سننے سے بے دل ہوتے اور کہتے افسوس یہ لونڈی تو ایسے اسرار دیکھتی ہی اور مجھے کچھہ نظر نہین آتا۔ ایک روز مولانا کی خدمت مین اُسی بات کو بیان کرنا چاہتے تھے کہ مولانا نے خود فرمایا۔ دیکھو روشنی تو آنکھون مین موجود ہی۔ بعض نگاہونکو معشوقو نکے دیدار مین مبتلا کر دیتے ہین۔ اور بعضونکو باعصمت رکھتے ہین تاکہ وہ معشوق حرم کا نظارہ کر سکے۔ اگر نگاہ کو بیرونی معشوقو نکے جمال مین مشغول کر دین تو معشوق باطنی کا جلوہ نظر نہین آئیگا۔ اسیطرح جب اللہ تعالیٰ کسیکو عشق دیتا ہی اُسپر تجلی ہوتی ہی غیب کا عالم دکھایا جاتا ہی۔ اگر اُس حال مین مبتلا ہو گیا تو اسی جگہ رہگیا جیسی کہ حالت سبحانی ما اعظم شانی وغیرہ کی ہی اور بعضونکی یہ حالت ہی کہ خواہ کیسی ہی کوشش کرین۔ اور کیسا ہی جوش و خروش ظاہر کرین اُنکو کچھ نظر نہین آتا۔ یہانتک کہ وہ رویت خاص کیلئے مخصوص ہو جاتے ہین اور مقربان قربت مین داخل ہو جاتے ہین۔ مجد الدین نے اس ارشاد کو سنکر شکرانہ مین بہت کچھہ نذر کیا اور سماع کا جلسہ کرایا۔

منقول ہے کہ دیر افلاطون مین ایک راہب حکیم۔ صاحب علم و فن اور بہت عمر رسیدہ رہتا تھا۔ مولانا کے خدام جب اس جگہ تفریح کیواسطے جاتے وہ طرح طرحسے خدمت گذاری کرتا۔ اور حضرت عارف چلپی سے محبت بہت ہی رکھتا تھا ایکدن مولانا کے کسی خادم نے اُس سے دریافت کیا کہ مولانا کو تم نے کیسا پایا اور اُنکو کسطرح پہچانا۔ اور اُنسے اعتقاد کی کیا وجہ ہی راہب نے کہا کہ تم مولانا کو کیا جانو کہ وہ کون تھے مینے اُنکی بہت سی کرامتین اور بیحد معجزے دیکھے اس لئے اُنکا مخلص غلام بن گیا۔ انبیائے کرام کے جو اوصاف مینے انجیل مین دیکھے تھے وہ سب مینے اُنکی ذات مین موجود پائے۔ اور اُنکی حقیقت کی تحقیق پر ایمان لایا۔ چنانچہ ایک روز مولانا یہان تشریف لائے تھے۔ اور چالیس روز تک یہان خلوت مین چلہ کیا جب آپ خلوت سے نکلے مینے آپکا دامن پکڑ کر کہا قرآن شریف مین ہی وان منکم الا واردها کان علی ربك حتما مقضیا ۝ (اے اولاد آدم تم مین سے ایسا کوئی بشر نہین کہ جو جہنم پر سے ہو کر نہ گذرے یا ایک

وعدہ قطعی تعمیل شدہ ہی جسکا پورا کرنا تمہارے پروردگار نے اپنے اُوپر لازم کرلیا ہی۔ سورۂ مریم آیت ۷۱
جب سب کا گذر جہنم مین ہوگا تو دین اسلام کو ہمارے دین پر کیا ترجیح ہی۔ اور یہ کیونکر ہو سکتا ہی مولٰنا
نے کچھ جواب نہین دیا۔ ایک لحظہ کے بعد مجھے اشارہ فرمایا اور شہر کی طرف روانہ ہوئے مین اُنکے
پیچھے پیچھے آہستہ جاتا تھا۔ از ناگاہ در کنار شہر بر قونی در آمدہ۔ فرن اخبار را برافروختہ بود ہمانا کہ پہلوان
سبادہ مرا گرفت و درمیان فرجی خود کردہ در فرآن انداخت و ساعتے مراقب نشست دیدم کہ دو دے عظیم
برآمدہ و کسے را مجال مقال نبود بعدازان فرمود نظر کن۔ دیدم کہ غبار فرجی مبارک ما بیرون آوردہ بحضرت خداوندگا
پوشانیدہ بغایت مصفا و پاکیزہ و پہلوں من از کی بار سوختہ و ناچیز گشتہ فرمود کہ ما چنین در آئیم و شما
چنان فی الحال سر نہادم و مرید شدم۔

منقول ہے کہ کالیون نقاش اور عین الدولہ دونون نقاش تصویر کشی مین سب بے نظیر اور مولانا
کے مرید تھے۔ کالیون نے بیان کیا کہ استنبول مین حضرت عیسٰی و مریم کی ایسی نادر تصویرین ہین کہ
کہ تمام عالم کے نقاش آئے مگر اُسکی مثل نہ بنا سکے۔ عین الدولہ نے اُن تصویرونکی ہوس مین سفر کیا
اور استنبول کے اُس بڑے کلیسا مین ایک سال رہا۔ وہانکے رہبانونکی خوب خدمت کی۔ ایکدن
شب کو موقع پاکر عین الدولہ دونون تصویرین بغل مین دبا کر چلدیا۔ قونیہ مین آکر مولانا کی زیارت کو گیا
مولانا نے فرمایا کہان سے۔ اُسنے تصویرونکا قصہ بیان کیا اور تصویرین پیش کین۔ واقعی وہ بہت ہی
نادر تھین۔ مولانا نے تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ یہ دونون نادر تصویرین تیری بہت بڑی شکایت
کرتی ہین۔ اور کہتی ہین کہ یہ شخص ہماری محبت مین صادق نہین ہی اور عاشق نہین ہی بلکہ جھوٹا ہی۔ اُسنے
عرض کیا کسطرح۔ مولانا نے فرمایا وہ کہتی ہین کہ ہم ہرگز نہین کھاتے اور سوتے ہین۔ قایم اللیل اور
صایم النہار ہین۔ عین الدولہ ہمین چھوڑ کر شب کو سوتا ہی اور دن کو کھاتا ہی اور اصلا ہماری موافقت
نہین کرتا۔ عین الدولہ نے عرض کیا اُنسے خواب و خور قطعاً محال ہی۔ نہ وہ بات کرسکتی ہین اور
نقش بیجان ہین۔ مولانا نے فرمایا تیرے پاس جانماز نقش موجود ہی۔ اُسکے ہزارون صنایع موجود
ہین ایسا نقاش حاضر ہی کہ عالم آدم اور کل زمین و آسمان کی دستکاری اُسی نے کی ہی۔ یہ کسطرح

جائز ہو سکتا ہی کہ ایسے نقاش کے ہوتے ہوتے نقش بیجان سے عشق کیا جائے. نقش بیجان سے تجھے کیا فائدہ ہو سکتا ہی. یہ سُنکر اُسنے اُسیوقت توبہ کی اور مسلمان ہوگیا۔

شیخ محمود ماجبقران سے منقول ہی کہ شہر کے ایک معتبر امیر نے بیان کیا کہ اُسکا ایک لڑکا تھا اور وہ مولانا سے بیعت ہونا چاہتا تھا۔ وہ امیر اپنے بیٹے کو منع کرتا تھا. آخر کار بیٹے کے عشق کی وجہہ سے بڑا حلیہ کرکے اُسکو مرید کرایا جسوقت مولانا نے اُسکے بال ترشے اُسکے باپ نے شیخ اوحدالدین کے کان مین آہستہ سے کہا دیکھیئے یہ لڑکا اپنے عمل سے خدا رسیدہ ہوتا ہی یا مولانا اُسے خدا تک پہنچا ئینگے. شیخ اوحدالدین نے کہا مولانا کے معاملہ مین زبان بند رکھو اسلئے کہ وہ خود بھی مولانا کے معتقد تھے. مولانا اُسیوقت بول اُٹھے. نہین شوق سے کہو. کچھہ مضائقہ نہین ہی. واللہ واللہ یہ لڑکا اول خدا رسیدہ ہوا ہی پھر میرا مرید ہوا ہی جب تک اللہ کی عنایت کے جذب نے نہین کھینچا وہ میری طرف نہین دوڑا. شیخ اوحدالدین اس کلام سے مست ہوگئے اور کپڑے پھاڑ ڈالے۔ اور سماع ہونے لگا. شیخ اوحدالدین خوبصورت اور صاحبدل تھے. ہمیشہ مولانا کی خدمت مین آتے اور نئی غزلین مانگ کر لیجاتے تھے. مولانا انکے لئے فوراً دروازہ کھلوا دیتے تھے. اور خلوت مین انکو بٹھاتے تھے. مولانا کے انتقال کے وقت انکا یہ حال ہوا کہ کپڑے پھاڑ ڈالے تھے. اور کہتے تھے. اے عزیز. تو اس دنیا مین اسطرح آیا اور اسطرح دنیا سے گیا کہ تجھے کسی نے نہین پہچانا. اور یہ شعر پڑھتے تھے.

در جہان آمدہ روزے دو بپاسخ بہ نمود آن چنان زود برون شد کہ ندانیم کہ بود

منقول ہے کہ صاحب اصفہانی کے مکان مین ایک فاحشہ عورت نہایت جمیلہ رہتی تھی اور اس کام کیلئے اُسکے پاس بہت سی اور چھوکریان بھی تہین. مولانا ایکدن اُس طرف سے جاتے تھے وہ عورت آپکو دیکھکر دوڑی اور قدمونپر گری. اُسکی چھوکریون کو خبر ہوئی تو وہ بھی سب آگئین اور قدمبوس ہوئین. مولانا اس فاحشہ کو فرماتے تھے. اے رابعہ. اے رابعہ. اور اُن چھوکریون کو فرمایا تم عجیب پہلوان ہو. اگر تم نہوتین تو ہزارون ترامہ نفسو نکو کون مغلوب کرتا. وہین کسی شخص کو

خطرہ ہوا کہ ایسے بزرگ ہوکران بدکارون پر عنایت کرنا کسطرح درست ہوسکتا ہی مولانا وہین بول
اٹھے کہ اے شخص یہ عورتین یکرنگ حالت مین ہین۔ اور جو انکی اصلی حالت ہی بغیر کسی مکرو فریب کے
وہ دکہا رہی ہین۔ اگر تو مرد ہی تو تو بھی ایساہی ہوجا۔ اور دو رنگی سے باہر آجا۔ تاکہ تیرا ظاہر اور باطن یکسان
ہوجائے۔ آخرکار وہ عورت تائب ہوئی۔ اپنی چھوکریونکو آزاد کردیا۔ اور گہر کو لٹا دیا۔ اور نیک بخت
ہوگئی مولانا سے بیعت ہوکر بہت مجاہدہ کیا۔

منقول ہے کہ افراز دروازہ مین ایک روشندل اندہا رہتا تہا۔ مولانا کے عشق مین بھیک
مانگ کر گذر کرتا تھا۔ ایکدن اخی چوپان اور انکا بیٹا اخی قیصر موجود تھے۔ اندہا سوال کررہا تھا کہ اتفاق
مولانا بھی وہان آگئے۔ آپنے اپنا کمر کا پٹکا اُسکو دیدیا۔ اخی چوبان نے اُس اندہے سے کہا
یہ پٹکا مجھے دیدے اور سو درم لیلے مگر اُسنے قبول نہین کیا۔ اور کہنے لگا اگر ہزار درم دوگے
تب بھی نہ دونگا۔ بلکہ مین اُسکو اپنی گردن مین باندہکر قبر مین جاؤنگا۔ اُسدن رات کے وقت
تمام رات۔۔۔ چلاتا رہا اور یہ کہتا تھا الہی اُس شخص کی برکت سے جسکا یہ کمر بند ہی مجھے دنیا سے
اٹھا لے۔ صبح کو اخی چوبان نے یہ آواز سنی کہ ہاتف غیب کہتا ہی کہ فلان اندہے نے قید حیات
نجات پائی اور حیات ابدی مین مستغرق ہوگیا۔ اخی چوبان اُٹھکر آئے تو اُسکو مرا ہوا پایا۔ اُسکی
تجہیز و تکفین کی اور کمر بند کیساتھ اُسکو دفن کردیا۔

سلطان الخلفا حسام الدین چلپی نے بیان کیا کہ ایک روز مولانا تنہا میرے گہر آئے
دس روز تک کوئی چیز نہین کہائی مکان کے سب دروازے بند کردئے اور درزین بھی بند کرادین
چند بستہ بغدادی کاغذ کے مجھسے منگائے اور انپر عربی اور فارسی مین علم لدنی کے حقائق واسرار
لکہتے تھے۔ مین انکو فصل بفصل بلند آواز سے پڑہتا جاتا تہا۔ جب مین سب پڑہ چکا تو تنور مین
آگ جلوائی۔ قریب سو قطعہ کے کتاب تھی اُسکو ایک ایک ورق کرکے تنور مین جلا دی اور جلاتے
وقت یہ کہتے جاتے تھے (الا الی اللہ تصیر الامور)
جب کاغذ کے جلنے سے شعلہ بھڑکتا تو تبسم کرتے اور فرماتے غیب الغیب سے آتے تھے

اور یار غیب کے پاس بے عیب جاتے ہین۔ حسام الدین چلپی لکھتے تھے مینے چاہا تبرک کے طور پر چند ورق چھپا لون۔ مولانا نے فرمایا۔ ہرگز نہین۔ یہ اسرار اہل دنیا کے سننے کے قابل نہین ہین۔ بلکہ ان کلمات کے سننے کے واسطے اللہ تعالی کے ہان کی خواص روحین مستعد ہوئی ہین اور یہ انکی غذائے روحانی ہین۔

سخنم غذائے روح است من اگر سخن نگویم　　　ملک گرسنہ گوید کہ بگو خمش چرائی

پھر میرے مکان سے نکل کر حمام کو گئے۔ وہان گرم پانیکے خزانہ مین مع عبا اور دستار کے بیٹھ گئے پانی خوب کھول رہا تھا۔ سات رات دن وہان رہے۔ آٹھوین روز علی الصباح پانیکے خزانہ سے سر نکالکر یہ غزل شروع کی۔

باز آمدم چون عید نو تا قفل زندان بشکنم　　　وین چرخ مردم خوارہ را چنگال و دندان بشکنم الخ

خدام کو بہت مسرت ہوئی۔ یہ غزل تمام کرکے مدرسہ مین تشریف لائے اور ایک ہفتہ کامل سماع ہوتا رہا۔

روایت ہے کہ ایک روز مولانا صاحب حسام الدین چلپی کے باغ مین تھے اُسدن خادمونکو ذوق شوق خوب ہوا بہت سماع ہوا۔ یک بیک مولانا نے فرمایا کہ اے دوستو امین جاتا ہون ضیاء الدین کی خانقاہ میرے چلپی کو ملجائے۔ علی الصباح جو خدام شہر سے آئے اُنہون نے بیان کیا کہ ضیاء الدین کا انتقال ہوگیا مسجد کے منارونپر لوگ کھڑے پکار رہے ہین۔ اور اُس شخص کو کوئی مرض اور بیماری بھی نہ تھی۔ ضیاء الدین بالکل اوباش اور جابر تھا جسکی وجہ سے ہمیشہ مولانا کے خدام پر طعنہ زنی کرتا تھا۔ اپنی زبان کی شوخی سے اہل دل کی برچھی سے زخمی ہوکر مرگیا سوم کے بعد مولانا نے اُس خانقاہ مین حسام الدین چلپی کو صاحب سجادہ کیا۔ بہت بڑا جلسہ ہوا اور آپنے یہ بیت پڑھی۔

اے بر سر گنج وز گدائے مردہ　　　گز مست ہیشہ در طعامے خوردہ

اور فرمایا کہ تو پانی کے مشکے کی طرح ہرکہ پیٹ تو بھرا ہے اور لب خشک ہین۔ گو آفتاب تمت چھپا اپنی شعاعین ڈالتا ہی اور اُنکو گرم کردیتا ہے لیکن جسوقت آفتاب غروب ہوا پھر چلپی حالت پر

سرد ہوجاتے ہین۔ اسیطرح اولیا کا آفتاب حکمت منکرون اور کور دلون پر اثر کرتا ہے۔

نیست کلام پاک در دلہائے کور — مے نتابد میرود تا اصل نور

اسوقت جو منکر موجود تھے اُنہون نے پیروی کی اور زنار توڑکر مرید ہوئے۔

ملک المدرسین زبدۃ المتاخرین بحر المعقول والمنقول الجامع بین الفروع والاصول مولانا زین الدین عبدالمومن توقانی رحمتہ اللہ علیہ علوم وفنون مین ممالک روم مین نادر تھے۔ لوگ اُنہین نعمان ثانی اور دریائے معانی کہتے تھے۔ تقوی اور علم فتوی مین دوسرے ابو یوسف تھے یہ بندہ کاتب حروف (شمس الدین افلاکی مؤلف کتاب ہذا) بہی اُنکے ادنی شاگردون مین سے ہے۔ اُنہون نے توقان مین معین الدین پروانہ کے مدرسہ مین علما کے جلسہ مین یہ روایت بیان کی کہ مولانا روم صاحب کے زمانہ مین مین قراطائی کے مدرسہ مین مولانا شمس الدین ماردینی کا معید[1] تہا ایکدن بہت سے فاضل شمس الدین ماردینی کے سامنے مولانا کے فضائل علمی۔ اخلاق محمدی اور کرامتوں کے حالات بیان کر رہے تھے اور شمس الدین ماردینی اُنکی تصدیق کرتے جاتے تھے اور خود بہی روتے تھے اور دوسرے حاضرین بہی روتے تھے۔ میرے دلمین یہ خطرہ آیا کہ ایسے بزرگ اور عالم ہوکر اُنہون نے کیون رقص وسماع شروع کرایا اور خلاف شرع کام کو جائز کیا۔ یہ کام تو شرع مین بالکل نادرست ہین۔ مگر مینے زبان سے ایک حرف نہین نکالا۔ دوسرے دن اتفاقاً صبح کو مولانا صاحب مجہے مل گئے۔ مینے دیکہا کہ دوسری طرف سے شمس الدین ماردینی بہی آگئے۔ شمس الدین ماردینی قدمبوس ہوئے اور ہاتہہ چومے۔ مینے بہی یہی کیا۔ مولانا نے میریطرف منہ کرکے فرمایا کہ مولانا زین الدین شرع مین ایک مسئلہ ہے اور تمنے ہمیشہ پڑہا ہے کہ جب بہوک سے مرنے لگے تو مردار اور حرام چیزین بہی حلال اور مباح ہوجاتی ہین۔ تاکہ نفس انسانی ہلاک نہو جائے یہ حکم محض مصلحت دین کے لحاظ سے ہے اور سب علما کے نزدیک ثابت بہی ہے۔ مردان خدا کو بہی ایک حالت

[1] ہر مدرسون مین ایک مدرس ہوتا تہا اور ایک معید۔ مدرس پڑہاتا تہا اور معید طلبا کو سبق کا دورہ کرایا کرتا تہا۔

اور ضرورت ایسی ہو کہ وہ بہوک اور پیاس مین مبتلا ہین۔ اور اُسکا دفعیہ بجز سماع۔ رقص۔ وجد۔ خوش الحانی۔ اور راگ کے اور کسی طرح نہین ہو سکتا۔ ورنہ تجلیات انوار جلال حق سبحانہ تعالے کی شدت ہیبت سے اولیا کا وجود مبارک پگہل جاتا اور فنا ہو جاتا جسطرح کہ برف آفتاب کے سامنے پگہل جاتی ہو

ہر سنیفائے آن روح جسد آفتاب از برق یکدم در کشد

اور اشارہ کلمینی یا حمیری (کلام کراے سرخ منہ والی) اسی لئے تھا۔ بجہ معذور رکہو کہ وہ بہوک اور پیاس کی شدت میری ہلک ہو گئی ہو۔ اور اس حرام کو حلال سے بہتر۔ اور اس تلخی کو شیرین سے عمدہ۔ اور اس کفر کو ایمان سے اچہا عاشقون کیلئے بنا دیا ہو۔

مصرعہ برین حالم کہ بے بینی از ان نالم کہ میدانی۔

کشاکش ہاست در جانم کشندہ کیست میدانم دے خواہم بیاسایم ولیکن نیست امکانم

عاشقونکا ویرانہ کبہی آباد نہین ہو سکتا۔ اور اُسکا بیان عبارت مین نہین سما سکتا۔

آن علم کہ در مدرسہ حاصل کردی کارے دگر است۔ وعشق کار دگر است

زین الدین لکہتے تہے کہ مولانا کی ہیبت سے مین دیر تک بیہوش پڑا رہا۔ جب ہوش آیا تو اُنکے قدمون پر گرا اور خلوص کیساتہ مرید ہو کر سماع کا عاشق ہو گیا۔ سماع میری جانکا بالکل غذا ہو گیا ہو۔ یہ تقریر سنکر کل علما نے آفرین کہی اور اُنکے اعتقاد اور پختہ ہو گئے۔

شمس الدین اور مولانا فخر الدین دیودست نے بیان کیا کہ ایک وقت مین علما نے رباب کے حرام ہونے مین بہت کچہ مباحثہ کیا۔ اور رباب کی ممانعت کی۔ یہ خبر مولانا صاحب کو پہنچی۔ آپنے فرمایا یہ لوگ بیفائدہ کام کر رہے ہین۔ واللہ ثم واللہ رباب تو قبروں پر بجایا جائیگا۔ مولانا صاحب کے انتقال کے بعد آپکے خدام نے قونیہ کے میدان مین سماع کا جلسہ کیا تہا۔ ناگاہ سے زور کا مینہ برسنے لگا۔ سب لوگ قاضی سراج الدین کے قبرستان مین سایہ کی وجہہ سے چلے گئے اور وہان خوب سماع ہوا۔ اُسوقت مولانا کا وہ فرمانا یاد کر کے سب نے آپکے کمالات کا اعتراف کیا

حکایت مولانا صلاح الدین ملطی بیان کرتے ہین کہ ایک روز حضرت سلطان فرماتے تھے کہ میرے دادا نے انتقال کیوقت میرے والد سے فرمایا۔ جلال الدین محمد لواب مین اللہ تعالی کے حضور مین جاتا ہون۔ اور وہان ذات حق کے انوار ونکی خدمت مین رہونگا۔

ما نہ ادہ ذاتیم سوئے ذات مایم ۔ بر رفتن ما دہند یاران صلوات

اور عالم غیب کے اخبار نویس اور ملاء اعلے کے قاصد ہمیشہ اہل دنیا کے اخلاق سے حالات ارواح کو سناتے ہین کہ تمہارے عزیز کیا کر رہے ہین اور کس حال مین مشغول ہین۔ اللہ اللہ ایسے ہوجاؤ۔ اور یہ کوشش کرو کہ مین اُس درگاہ عالی مین خوش اور سرفراز رہون نہ یہ کہ شرمندگی سے سر جھکانا پڑے اور خجل ہوؤن۔ اور اس وصیت کو حلقہ زر کی طرح کان مین پہن لے اور ایسا ہو کہ میرا ذکر نیک کرین۔ میرے والد نے ایسا ہی کیا۔ بلکہ اُس سے بھی لاکھ حصے زیادہ کیا۔ اور آخر مین انکے کمال کی یہ حالت تھی کہ جیسا کہ وہ خود فرما گئے ہین۔

تو دلا چنان شدستی ز خرابی و ز مستی ۔ سخن پدر نگوئی ہوس پسر نداری

حکایت مولانا کے خادمون سے روایت ہو کہ بہاء الدین بحری آب گرم کے غسل سے اسقدر بیمار ہوئے کہ امید زندگی جاتی رہی۔ مولانا نے فرمایا کپڑون سمیت انہین آب گرم کے حمام مین لیجا کر گرم حوض مین خوب غوطے دو۔ حوض مین انہین بہت سے غوطے دئے۔ اس علاج سے تمام خادم حیران تھے اور بہاء الدین کی زندگی سے ہاتھ دہو بیٹھے تھے۔ البتہ انکا بیٹا صلاح الدین رونے لگا۔ مولانا نے پہر اپنے ہاتھ سے اُنہین حوض مین سے نکالا۔ تہوڑی دیر کے بعد اُنہون نے کہانا مانگا اور بالکل اچھے ہوگئے۔

تو شفائے جو بیابی ز خوشی روبہ نمائی ۔ بہ ازان سیخ گریزند و نمانید قضائی

اس کرامت سے بہت سے منکر مولانا کے مقر ہو کر سلوکی بھی ہوگئے۔

منقول ہے ایکدن مولانا نے یہ گوہر منکرونکے حالات بیان کرنے مین فرمایا کہ ایکدن مین دریا کے کنارے پہر رہا تھا۔ اتفاق سے وہان کچہوا بھی آگیا۔ کچہوے نے مجہو

سے پوچھا کیا کر رہے ہو۔ اُسنے کہا میری اولاد اور سب قوم دریا کے اُس پار رہتی ہے۔ یہ سوچتا ہون کسطرح پار اُترون۔ کچھوا شفقت اور غریب نوازی کی راہ سے بچھو کو اپنی پیٹھ پر بٹھاکر دریا مین چلا بیچ دریا مین پہنچکر بچھو کو ڈنک مارنے کا شوق چرآیا۔ اور کچھوے کی پیٹھ پر ڈنک مارنے لگا۔ کچھوے نے پوچھا یہ کیا کرتے ہو۔ اُس نے جواب دیا مین اپنا ہنر دکھاتا ہون۔ تو نے مہربانی کرکے میرے زخم پر مرہم رکھا مین اُسکے عوض مین تیرے زخم لگا رہا ہون اسلئے کہ میری مہربانی یہی ہے۔ اُسیوقت کچھوے نے پانی مین غوطہ لگایا اور بچھو سیدھا جہنم مین پہنچا۔ اور یہ بیت فرمائی۔

جاہل ار با تو نماید ہمدلی عاقبت زخمت زند از جاہلی

مہر ابلہ مہر خرس آمد یقین کین او مہرست و مہر اوست کین

منقول ہے ایکدن جلال الدین مستوفی علیہ الرحمۃ نے ولیمہ کی بہت بڑی دعوت کی۔ شہر کے اکابر سب مدعو تھے۔ کھانا چنکر سب کو کھانیکی اجازت ملی ہر ایک نے خوب رغبت سے طرح طرح کے لذیذ کھانے کھائے مگر مولانا نے کچھ نہین کھایا۔ جلال الدین مستوفی نے بہت اصرار کیا تو فرمایا میرا معدہ بہت ضعیف ہے اُسکی حالت جانور کی زخمی پیٹھ کی سی ہوگئی ہے۔ زخمی پیٹھ کے جانور پر جب پالان رکھو تو وہ اور سست ہو جاتا ہے اور بوجھ اٹھانے کی طاقت نہین رہتی۔ اگر میرا معدہ کوفتہ نہوتا تو چند کوفتے مین بھی کھا لیتا۔ جلال الدین مستوفی نے اُس روز اپنے پیر بھائیونکو بہت سے خلعت دئے اور قوالونکو تین ہزار درہم انعام مین دئے۔

منقول ہے کہ چند معترضین نے مولانا سے سوال کیا اللہ تعالیٰ نے آدم کے بارہ مین فرمایا ہے مینے چالیس صبحون تک حضرت آدم کی مٹی کو اپنے ہاتھ سے خمیر کیا۔ یہ تو فرمائیے انہین گوندھا بھی گیا تھا یا نہین۔ مولانا نے فرمایا قرآن مجید مین خود اُسکا جواب موجود ہے۔ خلق الانسان من صلصال کالفخار (اُسی نے انسانکو ٹھیکری کی طرح کی بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا) انہین محض پانی اور مٹی تھی۔ اگر گھاس بھی ہوتی تو میری ایڑیان کیون پھٹ جاتین۔ اور اپنی ایڑیان کھولکر دکھائین جنمین وضو کرنے اور مجاہدہ کی کثرت سے پانون بالکل پھٹ گئے تھے۔ یہ ارشاد سنکر سب بیزار

حکایت شمس الدین و بدر الدین چلپی رحمہم اللہ بیان کرتے ہیں کہ پہلی بار جب ہم مولانا کے مرید ہوئے انکی ہیبت سے ہمیں حرکت کی مجال نہ تھی۔ مدرسہ مبارک کے حجرہ میں بیٹھے رہتے تھے آتش عشق میں جلا کرتے تھے۔ اُس زمانہ میں مولانا نے مدرسہ کی چھت پر اچھے اچھے خوابگاہ بنالی تھی اور کھڑکیاں لگائی تھیں۔ ایکدن شب کو آپنے کھڑکی سے منہ نکالکر ہمسے فرمایا چھت پر چلے آؤ تنگ بند مکان میں سونے سے کسل ہوتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یہاں آسمانی چھت کی سیر کرتے ہوئے سوؤ۔ جب ہم چھت پر پہنچے تو مولانا اپنے دامن میں نیچے سے مٹی لائے اور ایک طرف رکھدی۔ اور فرمایا۔ وضو کی ضرورت ہو تو اس سے تیمم کر لینا تاکہ نیچے جانے آنیکی زحمت نہو۔ ہم اس رحمت اور شفقت کو دیکھکر بیخود ہو گئے۔ مولانا نے ہمارے سر اپنے زانو پر رکھ لئے اور سر پر بوسے دیتے تھے سبحان اللہ کیا کیا شفقت شاہانہ اور پیرانہ دلداری۔ بندہ نوازی۔ مرید پروری۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت ہے۔

بیا بیا کہ تو از نادران ایامی　　برادری پدری مادری دل آرامی

بنام خوب تو مردہ ز گور برخیزد　　گزاف نیست برادر چنین نکونامی

روایت ہے کہ ایکدن معین الدین پروانہ مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ سلطان العلما بہاء الدین ولد علیہ الرحمۃ کے مزار پر گنبد بنانا چاہتا ہوں۔ آپنے فرمایا۔ قبہ افلاک سے بہتر کوئی قبہ نہیں ہے۔ یہی بہتر ہے۔

حکایت خواجہ شمس الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ مولانا کے مرید کو مولانا سے بہت خصوصیت تھی اور وہ شراب بھی پیتے تھے حالت مستی میں اُنسے کرامتیں سرزد ہوتی تھیں۔ ایک روز بہ مستی کے عالم میں مولانا کے پاس آئے اور آپسے معشوق۔ شمع۔ اور نقل کی درخواست کی۔ مولانا نے انہیں ایک حجرے میں بٹھاکر شمع روشن کرادی اور انکی بیوی کو بلاکر اُنکے پاس بٹھا دیا جب ہوش ہوا تو اپنی بیوی سے وہاں آنیکا حال پوچھا۔ اُسنے سب قصہ بیان کر دیا۔ یہ سنکر وہ ندامت سے رونے لگے اور کپڑے پھاڑ ڈالے مولانا نے اُنہیں سینہ سے لگایا اور فرمایا میںنے تمہاری اس خطا کو

عفو کیا۔ اس واقعہ کا یہ اثر ہوا کہ اُنہوں نے اُسیوقت سے توبہ کرلی۔ اور جب تک زندہ رہے کبھی دن میں کہانا نہیں کھایا صرف ایک وقت شب کو کہاتے تھے۔

حکایت ایک روز مولانا نے بیان معرفت مین ارشاد کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے نیاز مندی اسقدر عزیز ہے کہ اگر میرے بندے اظہار عجز وزاری نہ کرتے تو مین خود بندونسے نیاز مندی کرتا اسی لئے حق تعالیٰ سبحانہٗ نیاز مندونکو دوست رکھتا ہے۔ چنانچہ کسی درویش سے کہا تو نے نیاز کیون ترک کردیا۔ اُسنے کہا مین اسقدر نیاز کرچکا ہون کہ بے نیاز ہوگیا۔ نیاز آخری منزل ہے۔

نیز بر گفت مرا عشق من ہمہ نازم ہمہ نیاز شو آن لحظہ کہ ناز شوم

حکایت خاص لوگونسے روایت ہے کہ رمضان کی چاند رات کو مولانا خدام کے جلسہ مین سے یک بیک غائب ہوگئے۔ ہر جگہ لوگون نے تلاش کیا کہین نہین ملے۔ مدرسہ کے باغچہ مین ایک کنوان تہا اُسمین جاکر بیٹھ گئے۔ عید کے دن چاہ سے نکلے۔ خدام کو بہت خوشی ہوئی۔ مولانا نے سماع شروع کیا۔ اور یہ غزل پڑہی۔

باز آمد آن مہے کہ ندیدش فلک بخواب آورد آتشے کہ نمیرد بہیچ آب الخ

حکایت مولانا اختیار الدین امام بیان کرتے ہین کہ ایکدن مولانا صاحب حسام الدین چلپی کے باغ کو تنہا جاتے تھے۔ مین بہی آہستہ آہستہ پیچھے جارہا تہا۔ خدا کی قسم مینے ان آنکھونسے دیکھا کہ مولانا زمین سے گز بہر اونچے چلے جاتے ہین۔ مین یہ دیکھکر ہیبت سے بیہوش ہوگیا۔ ہوش ہوا تو وہان مولانا کو نہین پایا۔ ایک روز میرے کان مین مولانا نے فرمایا کہ یہ حالت تو مرغونکی سی ہے جیسا مرغان عرش کی ہی۔ اور فرمایا

مرغ باغ ملکوتیم نیم از عالم خاک دو سہ روزے قفسے ساختہ اند از بدنیم

حکایت ایک روز مولانا نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین سخت قحط ہوا۔ ایک صحابی کے پاس کچہ جو کا آٹا تہا۔ اُنہون نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ اب خلق کی کیا صورت ہوگی اور ہم کیا کر ینگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو

اتنا موجود ہے اسکو فروخت کر ڈالو اور توکل اختیار کرو وہ صحابی سب اصحاب مین آواز دیتے تھے کہ جو کے آنے کا کوئی خریدار ہے۔ مگر کسی نے اقرار نہین کیا۔ کوئی کہتا تھا کہ ہمارے پاس ایک مہینے کے کھانیکا سامان ہے۔ کوئی کہتا تہا ہمارے پاس دس دنکا کہانا ہے۔ کسی نے کہا ہمارے پاس دو دنکا کہانا ہے جب کچہہ نرہیگا رزاق موجود ہے۔ یہانتک کہ ایک صاحب نے کہا میرے پاس ایک لقمہ موجود ہے شام کو افطار کرونگا۔ اور ذخیرہ کی ضرورت نہین ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف تہا کہ ہر ایک صحابی کو توکل کی قوت عنایت کردی تھی اور اُنہین رزق کی طرفسے کوئی غم نہتا۔ وہ صحابی شرمندہ ہوکر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئے۔ آپنے فرمایا تمہارے پاس دس مہینے کا رزق موجود ہے اور اُسپر یہ اضطراب تہا۔ اُنہون نے فورًا آنے کو خیرات کردیا۔ اور حضور سرور عالم نے اُنہین توکل کی قوت عنایت کردی۔

ہین توکل کن ملرزان پا و دست ۔۔۔ رزق تو بر تو ز تو عاشق تر است
گر تو بشتابی بیاید بر درت ۔۔۔ ور تو بشتابی دہد درد سرت
تو نہ زان نازنینان عزیز ۔۔۔ کہ ترا دارند بے جو زر و مویز

حکایت ایک روز مولانا نے فرمایا غافل لوگون نے بہت سی محنتون اور مصیبتون سے سونے چاندی کو پتہر اور مٹی سے نکالا تاکہ مخلوق کے کام آئے۔ بخیلون کو دیکھو کہ یہ اُلٹی تدبیرین کر رہے ہین۔ سونا چاندی زمین مین دفن کرتے ہین تاکہ کوئی اُس سے فائدہ نہ اُٹھائے۔ آخر کو وہ لوگ ننگے اور مفلس دنیا سے جائینگے اور وہ مال میراث مین رہجائیگا۔

عاقبت تو رفت خواہی ناتمام ۔۔۔ کارہایت ابتر و نان تو خام
از خراج ار جمع آری زر چو ریگ ۔۔۔ آخر آن از تو بماند مردہ ریگ

حکایت ایک روز مولانا نے فرمایا مردی اسیکا نام ہے کہ خاک کو سونا بنائے اور نامردی یہ ہے کہ سونے کو خاک کردین۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ ہم دونون حالتونکے پہلوان ہین۔

پیشۂ مردی ز حق آموختیم ۔۔۔ پہلوان عشق و یار احمدیم

حکایت ایک روز معین الدین پروانہ سے مولانا نے فرمایا۔ درویش کے وجود کی کشتی تا ابد تعالیٰ کی تمر قاگو دیا میں درویش کی مطیع نہیں ہے تجری الریاح بما لا تشتہی الانفس واللہ غالب علیٰ امرہٖ ( )

جس کسی نے بفضل اللہ بادشاہ کے چہرہ کا نور دیکھ لیا اُسکی طبیعت سے اعتراض کا مادہ خارج ہو جاتا ہے۔ اور سب مخلوق پر وہ یکساں رحمت کرتا ہے۔ جو نیکی خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوتی ہے اُسکا نور آفتاب اور ماہتاب کے نور سے بہتر ہوتا ہے۔ نیکی کرنیوالے کی ہڈیاں گور میں دب جائینگی مگر نور گور میں نہیں دبیگا۔ نیک مرد گو قبر میں دبا دیے جائینگے مگر نور احسان کی چمک اور تیزی ہمیشہ ہمیشہ درخشان رہیگی۔

منقول ہے کہ مولانا کے انتقال کے بعد بہت سے مکار فقیہہ اور مصنوعی زاہد معین الدین پروانہ کے پاس گئے اور کہا کہ سماع بالکل حرام ہے گو مولانا نے اپنے وقت میں جائز رکھا۔ اُنکے لئے زیبا تہا۔ مگر اُنکے مریدونکو اس پر اصرار جائز نہیں۔ ایسی بدعت کی ممانعت واجب ہے۔ اور اس نیک کام میں کوشش کرنی آپ کو ضرور ہے۔ معین الدین پروانہ نے شیخ صدرالدین قونوی کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا اُس روز شہر کے سب علما وہاں موجود تھے شیخ صدرالدین نے فرمایا کہ اگر مجہے اعتقاد ہے درویشونکے قول پر اعتماد ہے اور مولانا صاحب کے درویشونکے متعلق سچا عقیدہ ہے تو اللہ اللہ اس معاملہ میں ہرگز دخل نہ دے۔ اور زبان سے بات نہ نکال۔ اور اہل غرض اور حاسدونکے کلام پر توجہ نہ کر اسلئے کہ یہ بھی ایک طرح کی بداعتقادی اولیا کے ساتھ ہے۔ اور وہ نہایت بُری چیز ہے اولیائے کرام کی ایجادین مثل انبیا علیہم السلام کی سنت کے ہیں۔ ایسی ایجادونکی حکمت وہ خود ہی جانتے ہیں۔ اُنسے جو کچھ صادر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے بغیر اشارہ کے نہیں ہوتا ہے چنانچہ لکہا ہے البدعۃ الحسنۃ الصادرۃ عن اکمل الاولیاء کالسنۃ الواردۃ عن الانبیاء علیہم السلام (بدعت حسنہ جو کامل اولیا سے صادر ہوتی ہے وہ مثل سنت انبیا کے ہے اسی وجہ سے ان لوگونکی کچھ پیش نہیں گئی۔ اور معین الدین پروانہ نے اپنے خیال سے توبہ کی

منقول ہے ایک روز مولانا صاحب کی بیوی نے فرمایا مولانا کی عمر تین سو چار سو سال
کی ہوتی تو اچھا تھا تاکہ تمام عالم کو حقایق اور معارف سے بھر دیتے مولانا نے یہ سنکر فرمایا۔ کیون
کیون۔ کیا مین فرعون ہون یا نمرود ہون۔ میرا عالم خاک مین کیا کام۔ چند قیدیون کے چھڑانے کے
واسطے اس دنیا کے قیدخانہ مین قید ہون۔ امید ہے کہ بہت جلد جنت کی طرف جانا ہوگا۔

عالم خاک از کجا گوہر پاک از کجا ۔ ازچہ فرود آمدیم باز رویم این چہ جاست

اگر ان بیچارون کی مصلحت نہوتی تو اس دنیا مین ایک لحظہ بھی میرا قیام نہوتا۔

ما از برائے مصلحت در حبس دنیا آمدیم ۔ من ز کجا حبس از کجا مال کراز دزدیدہ ام

حکایت منقول ہے کہ ایام انتقال کے قریب مولانا صاحب تین روز تک خاموش رہے اور
کسی سے بات نہین کی اور نہ اور کسی کو بات کرنے کی مجال تھی مولانا کی بیوی نے بہت ادب سے
دریافت کیا کہ آپ کس فکر اور تردد مین ہین آپنے فرمایا موت کی فکر مین ہون کہ دیکھیے کیا ہوگا۔
بیوی صاحب یہ کلام سنکر روتے روتے بیہوش ہوگئین۔

منقول ہے کہ رحلت کے قریب مولانا صاحب مدرسہ مبارک کی بہت سیر کرتے تھے
اور نعرے مارتے تھے۔ گھر مین ایک بلی پلی ہوئی تھی وہ مولانا کے سامنے رونے کی آوازین نکالتی
تھی اور چلاتی تھی۔ مولانا ایکدن یہ حالت دیکھکر مسکرائے اور حاضرین سے کہا تمہین معلوم ہے کہ غریب
بلی کیا کہتی ہے۔ سب نے کہا ہمین کیا معلوم۔ فرمایا وہ کہتی ہے تم تو خیریت سے ملک بالا کو سدھارتے
ہو۔ مین بیچاری پھر کیا کرونگی۔ سب خدام اس ارشاد سے رونے لگے۔ اور بیخود ہوگئے۔ چنانچہ مولانا کے
انتقال کے بعد اُس بلی نے سات دن تک کچھ کھایا پیا نہین اور مرگئی۔ ملکہ خاتون نے اُسکو کفن مین
لپیٹ کر مولانا کے مزار کے قریب دفن کرادیا۔

منقول ہے کہ آخر وقت مین مولانا پر پچاس درہم قرض تھے آپنے کچھ سونا اُس شخص
کے پاس بھیجا جسکا قرضہ تھا اور کہا کہ وہ قرضہ کو معاف کردے اور سونا لیلے۔ مگر اُس شخص نے
نہین لیا اور قرضہ کو معاف کردیا۔ مولانا نے فرمایا الحمد للہ کہ خوفناک منزل سے بھی نجات مل گئی۔

حسام الدین چلپی سے منقول ہی کہ ایکدن شیخ صدر الدین قونوی مع علما اور درویشوں کے مولانا کی عیادت کو آئے۔ مرض کی حالت دیکھکر شیخ صدر الدین کو بہت رنج ہوا۔ اور نہایت تردد ظاہر کرکے کہنے لگے اللہ تعالی جلد آپکو شفا عطا کرے۔ مرض تو درجات کی ترقی کا ذریعہ ہی۔ امید ہے کہ صحت کلی ہو جائیگی۔ مولانا صاحب تمام جہان کی جان ہین۔ مولانا نے فرمایا اب شفا تمہین مبارک رہے۔ معشوق اور عاشق کے درمیان مین بال برابر کا پردہ رہگیا ہی کیا آپکو یہ منظور نہین ہی کہ وہ پردہ اُٹھ جائے اور نور نور مین ملجائے۔

مے شدم عریان زتن او از خیال — مے خرامم در نہایات الوصال

شیخ اپنے ساتھیوں سمیت روتے ہوئے وہانسے رخصت ہوئے۔ مولانا نے یہ غزل شروع کی اور سب خادم کپڑے پھاڑتے تھے اور فریاد کرتے تھے۔

چہ دانی تو کہ در باطن چہ شاہے ہمنشین دارم — رُخ زرین من منگر کہ پائے آہنین دارم الخ

منقول ہے کہ ایکدن آخری وقت مین مولانا نے سب اپنے مقرب اور احبابونکو جمع کرکے فرمایا میرے انتقال سے تم نہ ڈرو اور رنج نہ کرو اسلئے کہ نور منصور رضی اللہ عنہ نے ڈیڑھ سو برس کے بعد فرید الدین عطار کی روح پر تجلی کی تھی اور اُنکا مرشد بنا تھا۔ تم جس حالت مین بھی ہو میرے ساتھ رہو اور مجھے یاد کرتے رہو۔ اُسوقت مین گو کیسے ہی لباس مین ہونگا مگر تمہین نظر آؤنگا۔ تمہارے ساتھ رہونگا۔ اور معانی تمہارے دلونمین پیدا کرونگا۔ مین یہ وہی لکھ رہا ہون جو ہمارے بادشاہ رسول اللہ نے فرمایا۔ حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم (تمہارے لئے زندگی بھی بہتر ہے اور موت بھی بہتر ہی)

این جہان گویم کہ — وان جہان گویم کہ

خادم روتے تھے اور چلاتے تھے۔

منقول ہے مولانا کے انتقال کے قریب حضرت کرا خاتون رو کر کہنے لگین کہ اے نور عالم۔ اے جان آدم و سردار آدم۔ آپ کہان جاتے ہین اور ہمین کسکے سپرد کرتے ہین

مولانا نے فرمایا میں جہاں کہیں ہوں تمہارے حلقہ سے باہر نہیں ہوں۔ حضرت کرا خاتون نے کہا کہ شاید آپکی طرح کوئی اور پیدا ہوگا اور ظہور کریگا۔ مولانا نے فرمایا اگر ایسا ہوگا تو میں ہی ہونگا اور کہنے لگے۔

بیکے جا ہست در عالم کہ نمے آید بہ شد ۔۔۔ ہوشد صورت انسان وسے انسان من باشم

پھر ارشاد ہوا سب سے اس عالم میں دو چیزوں سے تعلق ہے ایک تم لوگوں سے اور ایک بدن سے جب اللہ تعالیٰ کی عنایت سے بدن کے تعلق سے مجرد ہو جاؤنگا اور عالم تجرید و توحید ظاہر ہوگا تو تعلق تمہارے ہی ساتھ رہجائیگا۔

سراج الدین مثنوی خوان علیہ الرحمتہ سے روایت ہے کہ ایکدن مولانا سے کسی نے سوال کیا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں ایک ہزار برس زمین کے شکم میں نہ رہونگا اور کیا یہ بات سچ ہے۔ مولانا نے فرمایا بیشک سچ ہے۔

منقول ہے کہ مولانا نے انتقال کے قریب حسام الدین چلپی سے فرمایا کہ مجھے لحد کے اوپر رکھنا کہ میں سب سے پہلے قبر سے اٹھونگا۔ اور لکھتے ہیں کہ مولانا کی علالت کے زمانہ میں سات روز تک زلزلہ رہا۔ اور زمین کو بہت سخت حرکت ہوتی تھی بہت سے مکانات اور باغوں کی دیواریں منہدم ہو گئیں۔ ساتویں روز کے زلزلہ میں آپکے خادموں نے اللہ تعالیٰ سے امداد چاہی اور دعا کرنے لگے۔ مولانا نے فرمایا بیچاری زمین ترنوالہ مانگتی ہے وہ اسکو دینا چاہیے پھر اپنے اصحاب کو یہ وصیت کی۔

وصیت مولانا روم صاحب

اوصیکم بتقوی اللہ فی السر والعلانیة وبقلت الطعام وقلت المنام وهجرت المعاصی والآثام ومواظبة الصیام ودوام القیام وترک علی الدوام واحتمال الجفا من جمیع الانام وترک المجالسة السفهاء والعوام ومصاحبة الصالحین الکرام فان خیر الناس من ینفع

الناس وخیر الکلام ما قل ودل ۔

سرز ہوا تا فتن از سرد ر بست　　ترک ہوا قوت پیغمبر یست

وللہ الحمد وحدہٗ والسلام علی من وحدہٗ

منقول ہے ایک صاحب دل درویش کے دلمین یہ خیال آیا کہ مولانا سے دریافت کرون فقر کیا چیز ہی آپ اُسوقت سماع مین تھے۔ حالت سماع مین آپنے یہ رباعی پڑھی ۔

الجوھر فقر وسوی الفقر عرض　　الفقر شفاء وسوی الفقر مرض

العالم کلہ خدع وغرور　　الفقر من العالم کنز وعرض

(فقر جوہر ہی اور ماسوائے فقر عرض ہی۔ فقر شفا ہی اور ماسوائے فقر مرض ہی۔ کل عالم فریب اور مکر ہی فقر　　) وہ درویش چیخ مارکر مولانا کے قدمون پر گر گیا اور مرید ہوگیا ۔

اسیطرح ایک روز کسی نے سوال کیا ریاضت کیا چیز ہی۔ مولانا نے فرمایا ۔

قلیل الاکل یکفی للمصلی

منقول ہے ایام مرض مین مولانا کی عیادت کو صبح سے شام تک۔ ائمہ شہر، شیوخ ہر طبقہ کے لوگ عیادت کو آتے جاتے تھے۔ اور مولانا کی جدائی کے صدمے سے روتے تھے۔ ایک صاحب نے سوال کیا کہ آپکی خلافت کے قابل کون ہی اور کسکو آپنے خلیفہ مقرر کیا ہی مولانا نے فرمایا۔ ہمارا حسام الدین چلپی خلیفہ ہی۔ تین بار یہی سوال کیا گیا اور آپنے یہی جواب دیا چوتھی بار اُس شخص نے عرض کیا کہ مولانا بہاء الدین ولد اپنے صاحبزادے کے بارہ مین آپ کیا فرماتے ہین۔ مولانا نے کہا وہ خود پہلوان ہی اُس کے لئے وصیت کی ضرورت نہین ہی

ہر جا کہ نشان ضرب عشق ست　　در چہرۂ او چو نور پیدا است

دلدار نیست حاجت لاف و دعوے　　کہ در سیمائے او چون خور عیان است

یہ سنکر سب لوگ قدمبوس ہو کر چلے گئے ۔

مولانا اختیار الدین امام کہتے ہیں کہ حسام الدین چلپی فرماتے تھے کہ انتقال کے دن مولانا روم صاحب میری گود میں لیٹے تھے۔ یک بیک نہایت خوبصورت آدمی وہاں آیا۔ مولانا نے کھڑے ہوکر اُسکا استقبال کیا۔ اور فرمایا میرے شب خوابی کے کپڑے بدل ڈالو۔ وہ جوان نظر رہا۔ مین اُس جوان کے پاس گیا اور دریافت کیا تم کون ہو اور کیون آئے ہو۔ اُس نے کہا مین عزرائیل ہون۔ اللہ تعالی کے حکم سے آیا ہون تاکہ جو مولانا صاحب حکم دین وہ کرون ہیبت کیوجہ سے مین بیہوش ہوگیا۔ پھر مینے مولانا کی زبان سے یہ شعر اور کلمات سنے۔

پیشتر آ پیشتر اجسان من　　　　پیک درحضرت سلطان من

افعل ما تومر ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین (

) پھر مولانا نے فرمایا طشت مین پانی بھر کر لاؤ۔ پاؤن دراز کر لیتے۔ بار بار اُس طشت مین سے پانی لیکر مولانا اپنے سینہ پر اور چہرہ پر ملتے تھے اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

دوست یک جام بماز زہر بر آورد بپیش　　　　زہر چون از کف او بود بشادی خوردیم

بدرون بر فلکیم و بہ بدن زیر زمین　　　　بصفت زندہ شدیم ارچہ بظاہر مردیم

این دو حالست دو منزل بیقین ملک دولت　　　　خدمتا و کن وخوش باش کہ خدمت کردیم

پھر مولانا نے طشت مین سے پانی لیکر منہ پر ملا اور یہ شعر پڑھا۔

گر مومنی و شیرین ہم مومن است مردن　　　　در کافری و تلخی ہم کافر است مردن

یہی حالت جاری تھی کہ گوئیون نے آکر یہ رباعی شروع کی۔

دل از تو گمان پذیر وہم دور از تو　　　　وان نیز ز ضعف خود بود دور از تو

تلخئ بلا ہا بر دل صفراست　　　　خود بر تو شکر حسد برد دور از تو

آپکے سب اصحاب چیخین مار مار کر روتے تھے۔ مولانا نے فرمایا بیشک یہ قول سچ ہے مگر جب گھر کی ویرانی ہی ٹھہری تو کیا کیا جائے۔

دلے خراب مرا بین وخوش ببن بنگر — کہ آفتاب نظر خوش کند بویرانی

میرے یار تو مجھے اسطرف کھینچتے ہیں۔ اور مولانا شمس الدین تبریزی اُسطرف بلا رہے ہیں۔

(اجیبوا داعی اللہ فامنوا بہ)

مجبوری کو جانا ہی چاہئے۔

ہست شدہ جملہ وجود از عدم — باز بزندان عدم شد اسیر

حکم الہ ہست ابد ہمچنان — فالحکم للہ العلی الکبیر

کہتے ہیں حضرت سلطان ولد راتدن کی خدمت۔ اور ہر وقت کے رونے اور نہ سونے سے بہت ضعیف ہو گئے تھے۔ ہر وقت گریہ وزاری کرتے اور مطلق نہین سوتے تھے۔ اُس شب مین مولانا نے سلطان ولدؒ سے فرمایا۔ بہاءالدین مین اچھا ہون۔ تم جاؤ۔ تھوڑی دیر کو بستر لگا کر آرام کرلو۔ وہ وہانسے رخصت ہوئے تو مولاناؒ نے یہ غزل پڑہی۔

رو سر بنہ بہ بالین تنہا مرا رہا کن

ماییم وموج سودا شب تا بروز تنہا — خواہی بیا ببخشا خواہی برو جفا کن

بر شاہ خوبرویان واجب وفا نباشد — اے زرد روئے عاشق تو صبر کن وفا کن

خیرہ کسی است مارا دارد دل چو خارا — بکشد کسے نگوید تدبیر خون بہا کن

دردیست غیر مردن او را دوا نباشد — پس من چگونہ گویم کین درد را دوا کن

در خواب دوش پیرے در کوی عشق دیدم — با دست اشارتم کرد کہ عزم سوئے ما کن الخ

مولانا کی یہی آخری غزل ہے۔

سلطان العارفین چلپی عارف قدس سرہٗ روایت کرتے ہین کہ جب مولاناؒ کی روح مبارک نے بدن سے مفارقت کی مولانا اختیار الدین امام کہ فرشتہ صورت تھے وہ کہتے ہین میںنے مولاناؒ کو غسل کیواسطے تختے پر لٹایا۔ اور بہت خوف اور ادب سے آہستہ آہستہ غسل دیتا تھا اور خادم محرم پانی ڈالتے تھے۔ غسل کے پانی کا ایک قطرہ خدام نے زمین پر گرنے نہیں دیا سب

پی گئے۔ جسطرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا پانی صحابہ کرام نے پیا تھا۔ جسوقت مینے لاش مبارک کے سینہ پر ہاتھ رکھا مولانا کے جسم کو سخت حرکت ہوئی۔ میری بے اختیار چیخ نکل گئی اور مین سینہ پر منہ رکھکر رونے لگا۔ لاش مبارک نے سیدھے ہاتھ سے میرا اسطرح کان پکڑا کہ میرے ہوش اڑ گئے۔ یہ ہدایت تھی کہ دم نہ مار اور جرأت نہ کر۔ مین حیرت سے دنگ رہگیا۔ اُسوقت مینے ہاتف غیب کے یہ کلمات سنے۔

(الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون والمومنون لا یموتون بل ینقلون من دار الی دار -)

نیست عزرائیل را بر عاشقان دست رسی　　عاشقان عشق راہم عشق سودا میکند

جسوقت جنازہ مکان سے باہر آیا۔ عورت۔ مرد۔ بوڑھے۔ جوان۔ اور بچے سب سر برہنہ روتے تھے اور نوحہ کرتے تھے بالکل قیامت کا نمونہ نظر آتا تھا۔ اسیطرح ہر فرقے اور ملت کے لوگ۔ یہودی۔ نصارا۔ رومی۔ اعراب۔ اور ترک وغیرہ شریک تھے۔ اور ہر ایک فرقے کے لوگ اپنے اپنے مذہب کی کتابین ہاتھون مین لئے ہوئے آگے آگے جنازہ کے چلتے تھے اور توریت و زبور کی آیتین پڑھکر نوحہ و بکا کرتے تھے۔ اہل اسلام اُن لوگون کو لکڑیون اور تلوارون سے ہٹاتے تھے مگر وہ نہین ہٹتے تھے۔ اسوجہ سے ایک ہنگامہ فساد کا سا پیدا ہوگیا۔ سلطان اور معین الدین پروانہ نے رہبانون اور قسیسون سے بلاکر کہا کہ یہ واقعہ تم سے متعلق نہین ہے بلکہ مولانا تو ہمارے پیشوا اور رئیس تھے۔ انہون نے یہ جواب دیا کہ موسیٰ۔ عیسے۔ اور کل انبیاء علیہم السلام کی حقیقت مولانا کے بیان سے ثابت ہوئی اور اپنی کتابون مین اولیائے کرام کے جو علامات پڑھے ہین وہ سب مولانا کی ذات مین موجود پائے اگر تم مسلمانون کے نزدیک وہ اپنے وقت کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو ہمارے نزدیک عیسے اور موسیٰ اپنے وقت کے تھے۔ جیسے کہ تم اُنکے محب اور مخلص ہو اس سے ہزار حصہ زیادہ

ہم ہین۔
مولانا تو آفتاب حقایق تھے کہ عالم پر جلوہ گر ہوتے۔ اور سب پر عنایت کی سب لوگ آفتاب کو عزیز رکھتے ہین اور اس سے تمام گھر روشن اور منور ہوتے ہین۔ ایک قسیس رومی نے کہا کہ مولانا مثال روٹی کے تھے کہ ادنی بغیر روٹی کے کسیکو چارہ نہین ہے۔ کوئی ایسا ہو کا بھی دیکھا جو روٹی سے بھاگتا ہو۔ تمہین انکی حقیقت کیا معلوم کہ وہ کیا تھے۔ اس کلام سے سب اکابر اہل اسلام خاموش ہو گئے۔
اسیطرح دوسری جانب خوش آواز حافظ قاری قرآن شریف پڑھتے جاتے تھے۔ اور شیرین گلو موذن تکبیر و تہلیل مین سرگرم تھے۔ اور بیس جوڑ گوئے مولانا کے مرثیے پڑھتے جاتے تھے۔ ایک طرف نقارے اور نفیری کی آواز سے ہنگامہ محشر بپا تھا۔ مدرسہ سے تابوت جب لیکر چلے ہین تو مزار تک چھ بار کثرت ہنگامہ سے تابوت ٹوٹا اور بدلا گیا۔ جسوقت مزار پر پہنچے ہین تو رات ہو گئی تھی۔ حسام الدین چلپی نے وقت رحلت مولانا سے دریافت کیا تہا کہ جنازہ کی نماز کون پڑہائے مولانا نے شیخ صدرالدین کی نسبت ارشاد کیا۔ شہر کو اور بہت سے علما ہی اسکی آرزو مند تھے مگر نعمت شیخ صدرالدین کو ملی۔
حسام الدین چلپی لکھتے ہین کہ انتقال کے دن مین شربت بناکر مولانا کے سامنے لیگیا تاکہ تھوڑا سا حلق تر کرلین۔ مگر آپنے التفات نہین کیا۔ اسوقت قاضی سراج الدین بھی آگئے مینے وہ شربت انہین دیدیا کہ شاید انکی وجہ سے پی لین مولانا نے پھر توجہ نکی۔ اُسی عرصہ مین شیخ صدرالدین قونوی بھی تشریف لے آئے مینے وہ شربت انہین دیدیا۔ مولانا کو انکی خاطر اسقدر عزیز تھی کہ اُنکے ہاتھ سے تھوڑا شربت پی لیا اُسوقت شیخ نے عرض کیا آپ کے بعد فراق مین ہمارا کیا حال ہو گا۔ فرمایا تم بھی جلد و اصل ہو جاؤ گے۔ مولانا کے انتقال کے بعد ایکدن کمال الدین کے ہان جلسہ تہا۔ جو شخص آتا تھا نقیب بآواز بلند بڑے بڑے القاب کیساتہ نام لیتا جاتا تھا جسوقت شیخ صدرالدین آئے تو نقیب نے کہا بسم اللہ ملک الملوک المحققین شیخ الاسلام قدوۃ السالکین شیخ صدرالدین۔ شیخ نے فرمایا۔ شیخ تو ایک ہی تھا وہ دنیا سے رخصت ہو گیا یہ اشارہ مولانا

کی طرف تھا۔ پھر شیخ صدرالدین نے کہا کہ اب جمعیت خاطر اور ترقی کمالات کا زمانہ نہیں رہا روز بروز مخلوق کے امور مین فتور پیدا ہونگے اور ما ہے لوگ جلد جلد رخصت ہونگے۔ چنانچہ جو کچھ شیخ نے کہا تہا مولانا کے انتقال کے بعد وہی ظاہر ہوا۔ اور اُسی جلسہ سے روتے ہوئے چلے گئے بعض بزرگون نے شیخ صدرالدین سے کہا کہ آپنے یہ حالات مولانا کی زندگی مین نہین بیان کیئے تاکہ ہم بہی معتقد ہو جاتے۔ شیخ نے جواب دیا اُسوقت اسلئے نہین کہا کہ تمہاری دکانداری ٹھنڈی ہو جاتی اور دنیا کے کاروبار معطل ہو جاتے۔

مولانا کے انتقال کے بعد بہت جلد ایک عالم کی حالت بدل گئی۔ جو تخت نشین تھے وہ خاک مین ملگئے۔ عیش و نشاط کی بساط اُٹہا دی گئی۔ دوست آشناؤن مین صفائی خاطر نہین رہی۔ مدرسے اور خانقاہین مسافر خانہ بن گئے۔ اور ہر طرف ظلم و زیادتی کا بازار گرم ہوا۔

مولانا کے چالیسوین تک بادشاہ اور وزیر سب نے سوگ منایا۔ امرا اور فقرا روز مرہ عرس کرتے تھے۔ ایک شبکو معین الدین پروانہ کے ہان عرس تہا۔ ملک الادبا امیر بدرالدین نے سماع اور وجد کی حالت مین اپنی تصنیف سے یہ رباعی پڑہی۔

کو دیدہ کہ در غم تو غمناک نشد
یا جیب کہ در ماتم تو چاک نشد
سوگند بروئے پاک کہ از پشت زمین
مانند توئی در شکم خاک نشد

اسیطرح امیر اجارالدین قانعی اور دوسرے بزرگون نے مولانا کے مرثیئے مین بہت سی باتین عمدہ عمدہ لکہین۔ اُس زمانہ مین ایک درویش مولانا کے غم مین یہ رباعی پڑہ پڑہ کر رویا کرتا تھا

اے خاک زدہ دل لے آرم گفت
کامروز اجل در تو چہ گوہر بنہفت
وام دل عالمے نہادت در دام
دلبند خلائقے در آغوش تو خفت

مولانا نے اس دار فانی سے عالم ملکوت کو ہفتہ کے دن غروب آفتاب کیوقت پانچوین جمادی الآخر سنہ چہ سو بہتر ہجری مین رحلت فرمائی

رفت آن سلطان معنیٰ بے فتور　　رقص رقاصان سوئے آن دریائے نور

منقول ہے ایکدن مولانا قاضی نجم الدین طشتی شہید نے اکابر اور علما کے جلسہ مین یہ لطیفہ کہا کہ دنیا بھر مین تین چیزین عام تہین مگر وہ جب مولانا صاحب سے منسوب ہوئین خاص ہوگئین۔ اور خاص لوگون نے اُسکو پسند بھی کرلیا۔ اول **مثنوی** ہر کہ جب مثنوی کہا جاتا تھا تو اس سے نظم خاص مراد ہوتی تھی۔ اب جہان مثنوی کا لفظ درمیان مین آیا کہ عقل بالبدیہی تسلیم کرتی ہے کہ مولانا کی مثنوی سے غرض ہے۔ دوسرے لفظ **مولانا** عام طور پر ہر ایک اہل علم و فضل کیلئے مستعمل تھا مگر اب لفظ مولانا سے مولانا روم صاحب ہی کو سمجھا جاتا ہے۔ تیسرے لفظ **تربت** ہر قبر کیلئے بولا جاتا تھا۔ مگر اب تربت فقط مولانا کے مرقد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ تینون چیزین عام تھین مگر مولانا کی برکت سے اب وہ خاص ہین۔

دلا برتری جستن از احمقیست　　زجہل ار بجوید لعقبین اوشقیست

سب اہل فضل و کمال نے کہا کہ بیشک ایسا ہی ہے اور قیامت تک یون ہی رہیگا۔

حضرت سلطان ولد فرماتے ہین مولانا کے انتقال کے بعد مین حسام الدین چلپی اور کرا خاتون کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ہمنے دیکھا کہ مولانا مثل فرشتے کے پر کھولے ہوئے ہمارے سر پر کھڑے ہین اور ہماری حمایت کرتے ہین۔

سراج الدین مثنوی خوان اپنے گہر مین ایک گوشہ مین مراقب بیٹھے ہوئے تھے۔ اُسوقت انکو مولانا کی زیارت ہوئی۔ اُنھون نے دریافت کیا کہ اُس عالم مین آپکا کیا حال ہے۔ مولانا نے جواب دیا نہ دنیا مین کسی نے ہمین جانا اور نہ یہان کوئی جانتا ہے۔ جسطرح کہ مقام دنیٰ فتدلیٰ کے حالات سے کوئی فرشتہ واقف نہین ہوا کاملون کے مقامات بھی عالم روحانیات مین ایسے ہی بلند ہین۔

بہاء الدین بحری لکھتے ہین ایکدن حضرت حسام الدین چلپی فرماتے تھے کہ مولانا کے انتقال سے سات برس کامل مجھے مولانا کی زیارت خواب مین نہین ہوئی اور ہرچند مینے کوشش کی مگر انکی درجات عالیہ کا کچھہ نشان نہین پایا اور نہ کسی اور نے مجھے کچھ بتا دیا۔

نشانت کہ جوید کہ تو بے نشانی   مکانت کہ یابد کہ تو بے مکانی

اس حیرت مین مجھے بہت پریشانی تھی۔ ایکدن مین باغ مین پھر رہا تھا۔ مینے دیکھا کہ زمین آسمان کا دروازہ کھلا اور مولانا نے وہان سے مجھے آواز دی کہ چلپی حسام الدین تو کیسا ہی پھر مینے کچھ نہین دیکھا۔ برسون سے انسی ارشاد کے اثر سے مین بے چون ہو گیا ہون اور بے چونی کی راہ مین چل رہا ہون۔

منقول ہے کہ ایک روز مولانا سے کسی بزرگ نے سوال کیا کہ معراج مین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مین کیا معاملہ ہوا۔ آپنے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار کلمات اسرار سرور عالم سے کہے اور حکم ہوا کہ اسمین سے پینتیس ہزار اسرار تو آپ اپنے اصحاب مین سے جس سے چاہین کہدین مگر باقی اسرار پوشیدہ رکھین اور ظاہر نہ کرین چنانچہ حضور نبی کریم نے بعض بعض اسرار صحابہ کرام سے بیان فرمائے اور دس ہزار اسرار کے قریب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے بیان کئے اور باقی پردۂ غیب الغیب مین پوشیدہ رکھے ایک روز آپ درویشونکی طرف تشریف لیگئے جو اسرار حضور سرور عالم نے پوشیدہ رکھے تھے وہ انکی زبان سے سُنے۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ تم سے یہ راز کسنے کہے اور کیونکر تمہین معلوم ہوئے انہون نے عرض کیا۔ جس نے آپکو اُن رازونکے اخفا کیلئے فرمایا تھا اُسنے بلا واسطۂ نبی مرسل اور ملک مقرب کے ہمین یہ راز بتائے۔

من نہانی ز جبرئیل امین   جبرئیل دگرا مین دارم

حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکے تقرب سے حیرت ہوئی اور اُنکی مقبولیت پر وجد کی سی کیفیت ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہی کہ اسنے مجھے اُن اسرار پر مطلع کیا ہی جس سے وہ درویش حیرت اور حسرت مین ہین۔

خاموش کن آخر و سے واستو بہی گفتنی   سر کیہ ننگنہ است کس در گوش اخوان الصفا

اور جب حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ان اسرار سے مالا مال ہو گئے شور کرتے جبتے

اور نعرے مارتے ہوئے جنگل کو نکل جاتے اور کنوین مین سر جھکاکر آہ آہ کرتے تھے اور ان بھیدونکو بیان فرماتے تھے۔

منقول ہے کسی دوست نے مولاناسے دریافت کہ ابلیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو وسوسے مین مبتلا کرتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سایہ سے بھاگتا تھا۔ جسکا بیان حدیث مین آیا ہی۔ اسکی کیا وجہ ہی۔ مولانا نے فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مثل دریا کے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مثل پیالیکے تھے۔ دریا کی کتے کے منہ سے حفاظت نہین کرتے اسلئے کہ کتا دریاکو پلید نہین کرسکتا۔

ژرف دریا کز و گہر زاید بہان سگے نیا لاید

لیکن پیالے بھر پانی کی کتے سے حفاظت کرتے ہین۔ تھوڑا پانی کتے کے منہ سے پلید ہوجاتا ہے۔

منقول ہے کہ مولانا کی ایک مریدہ ولی تھی اسکا نام نظام خاتون تھا اور ہمیشہ فخرالنسا کی صحبت مین رہتی تھی۔ اسکو شوق ہوا کہ مولانا کی سماع کی دعوت کرے۔ مگر اسکے پاس ایک تو زی کپڑیکے مقنعہ[1] کے سوا اور کچھ نہ تہا۔ اور اُسکے لئے یہ وصیت کردی تھی کہ میرے مرنیکے بعد اسکو فروخت کرکے تجہیز وتکفین کرین۔ اپنے خدمتیہ سے کہاکہ اس مقنعہ کو بیچ ڈالو اور مولانا کیلئے سماع کا جلسہ کرو۔ رات کو اُسکے گہر یہ منصوبہ ہوا تھا کہ علی الصباح مولانا اسکے گہر تشریف لیگئے اور فرمایا۔ نظام خاتون لو مین موجود ہون۔ اور سب خادم ساتھ ہین ہم خود سماع کا جلسہ کرینگے۔ تم اس مقنعہ کو نہ فروخت کرو۔ تین دن تک آپ اُسکے گہر سماع مین معروف رہے

منقول ہے کہ معین الدین پروانہ کے ہان سماع کا جلسہ ہوا۔ بہت سے لوگ موجود تھے شیخ صدرالدین پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ وہ یہ رباعی پڑھتے تھے۔

سبے تو خرا زآبت منزل کہ کند مافوق صبح را معتل کہ کند
ہر نکتہ کہ در شیوہ تحقیق افتد اے کاشف اسرار گیو حل کہ کند

---

[1] یہ ایک قیمتی کپڑا اگلے زمانہ مین ہوتا تھا۔ مترجم۔

اور اپنا منہ مولانا کے قدموں پر سلتے تھے اور روتے تھے۔

منقول ہے ایکدن مولانا شمس الدین چلپی نے مولانا کی مع کل خدام کے اپنے باغ مین دعوت کی۔ مولانا کی سواری کیواسطے وہ ایک خچر لائے۔ مولانا نے سوار ہونے سے پہلے بہت انکار کیا مگر وہ نا سنے۔ انکی خاطر سے مولانا سوار ہو گئے۔ خدام نے سواری کیوقت بسم اللہ پڑہی۔ چندہی قدم چلکر خچر بیٹھ گیا۔ خادم کہنے لگے ایسے توانا جانور کو کیا ہو گیا کہ چلتے چلتے گر گیا مولانا نے فرمایا بسم اللہ کے بوجہ سے گر گیا۔ اور مین جانتا ہون کہ کوئی جانور اور جاندار بسم اللہ کی عظمت کے بوجہ کو نہین اٹہا سکتا۔

مسند ہیکلے جدید ما اسرار عشق بدہے ... کردم عاقل اور را اندوتے لاغ وبازی
تاشد گران ترک شد آن ہیکل خدائی ... تا بر نتابد اور اپشت ہزار تازی

سب خادم اس قوت اور عظمت کو دیکھکر چلا اٹھے اور وہانسے سماع کرتے اور آہین بھرتے پیادہ پا باغ کیطرف روانہ ہوئے۔

منقول ہے کہ ایکدن مدرسہ مین سماع تہا۔ مولانا کو اسقدر وجد ہوا کہ سب کپڑے قوالونکو دیدئے۔ برہنہ رقص کر رہے تھے۔ ناگاہ ازار کی گرہ کہل گئی حسام الدین چلپی نے دوڑکر مولانا کو گود مین لیلیا اور جبا پہنا دی۔ سماع اسی طرح جاری تہا۔ تین دن تک مولانا کو سماع مین استغراق رہا۔ اور یہ غزل پڑہتے تھے۔

چنان گشتم زمستی و خرابی ... کہ خاکی را نمیدانم ز آبی
درین خانہ نمیدانم کسے را ... تو ہشیاری بیا۔ باشد بیابی
ہمین دانم کہ مجلس از تو برپاست ... نمیدانم شرابی یا کبابی
بباطن جان جان جان جانی ... بظاہر آفتاب آفتابی
ازان رو خوش فسونی کہ شبی ... ازان رو دیو سوزی۔ کہ شہابی
مرا خوش خوتے کن زیرا شرابی ... مرا خوشبو کن زیرا گلابی

صباحی کر بخندانی چمن را — اگرچہ پشتکان را تو عذابی
بیا مستان بجد بین بازار — اگر تو محتسب در احتسابی
چو نان خواہان سگے اندر سوالی — چو ر بخوران سگے اندر جوابی
مثال برق گو نہ خندۂ تو — ازان محبوس ظلمانی سحابی
در آور محبس سلطان نامی — بہ بین گردانِ جہان کا بجوابی
[1] — تو خورش لعلی ولیکن در نقابی
بسوئے شہپری باز سفیدی — دگر پری بگورستان غرابی
جوان بختا برن دستی و میگو — شبابی و شبابی و شبابی
مکن با کس سخن در سخت گیرد — بگو واللہ اعلم بالصوابی

ملک الادبا فخر الدین دیو دست نے ایک روز بیان کیا کہ مینے مولانا کے واسطے کتاب حقایق علمی کو نقل کیا - کتاب پوری کر کے جب پیش کی تو مولانا نے بہت پسند کی اور آفرین کی - اور اپنی عبا بھی پہنا دی - وہ عبا میرے قد سے لمبی تھی اسلیے مینے دامن ہاتھون سے اوٹھائے تاکہ گرد مین نہ بھرین - مولانا نے فرمایا فخر الدین اس کو اپنے قد کے موافق بنا لو تاکہ زحمت نہ ہو - مینے اوسکے دامن کاٹ کر ٹھیک کر کے پہن لی عبا کے عطا کے وقت میرے دل مین خطرہ آیا کہ ایک دن مین مین دو دستہ لکھ سکتا ہون اسکی اجرت چار[2] عدد ہوئے - یہ کتاب تو چالیس دستے کی ہے - حضرت مولانا نے اوسکی اجرت مین مجے صرف عبا ہی دی - اوسیوقت مولانا فرمانے لگے - فخر الدین نہین نہین یہ تیرا خیال بالکل غلط ہے - اور یہ حکایت بیان کی کہ بغداد مین ایک فقیر بھیک مانگا کرتا تھا - کسی بڑے محل کے دروازہ پر سوال کیا - پردہ مین سے ایک ہاتھ نکلا اور چند روٹیان موڑی ہوئی اوسکی زنبیل مین ڈالدین - رات کو فقیر نے اپنے مکان پر

[1] اصل نسخہ مین یہ مصرع نہین ہے - مترجم [2] یہان جگہ خالی ہے - مترجم

اگر سب روٹیون کے ٹکڑے دستر خوان پر ڈالے۔ اون مڑی ہوی روٹیون کے
ایسے عالیشان محل سے ملنے پر وہ متعجب تہا۔ کہ ایسی دولتمند جگہہ۔ اور یہ کمی۔ آخر اون
روٹیون کی تہ کو کہولا تو اوسمین سے مرغ بہنا ہوا نکلا۔ مرغ کو دیکہا تو بہت بہاری تہا
اور اوسکا پیٹ سلا ہوا تہا۔ سیون اودہیڑی تو اوسکے پیٹ مین سے جواہر اور
موتی نکلے۔ اور اوسکی بدولت فقر و فاقہ سے نجات مل گئی۔ مین یہ حکایت سنکر رویا
اور شرمندہ ہوکر مولانا کے پاس سے چلا آیا۔ مولانا کی وفات کے بعد قونیہ مین بہت
سخت قحط ہوا۔ بارش کے نہونے سے سب لوگ عاجز آگئے تہے۔ سلطان وقت
سفر مین تہا۔ شہر کے معززین نے مجہسے مولانا کی وہ عبا لی اور شہر کے باہر جاکر اوس عبا کی
وسیلے سے بارش کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالی نے اسقدر پانی برسایا کہ بیان سے باہر۔
شہر کے لوگ سب معتقد ہوگئے۔ اور مجہے اسقدر مال دیا کہ کیا بیان کرون۔ اوس سال مینے
اپنے باغ کی بہار نو ہزار درہم کو فروخت کی۔ اور گیہون میرے ہان اسقدر پیدا ہوے
کہ بوریان اور کہتے بہر گئے۔ آخر کو ملک الخلفا اوحد الدین چلپی حضرت عارف چلپی کے
مرید ہوے۔ اور اجازت حاصل کرکے قونیہ مین آئے۔ اور وہ عبا مولانا کی مجہسے لیلی
اوسکے بدلے مین چہہ سو تنگہ مجہے دیئے۔ اور مولانا کے مجاورون کو علیحدہ علیحدہ بہت کچہہ
دیا۔ اور اب تک وہ تبرک اونکے پاس موجود ہے۔

منقول ہے کہ دور و دراز سفر کے بعد جب شیخ سنان الدین آقشہری کلاہ دوز مولانا کی
خدمت مین حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا اس سفر مین کسی مرد سے بہی ملاقات ہوئی۔ اور
سید محمد کو کب پایا اور وہ کس حال مین ہے۔ شیخ سنان الدین نے کہا وہ تو بالکل دیوانہ سا ہے
پریشان حال بیٹہا تہا۔ اور آپکی طرف سے غافل تہا۔ مولانا مسکرا کر خاموش ہوگئے۔
دوبارہ سنان الدین سے سفر مین پہر سید محمد سے ملاقات ہوئی۔ سید محمد پیچ چوراہے مین
پڑے تہے۔ شیخ سنان الدین کو دیکہکر رو نے لگے۔ میان سنان الدین یہہ بہی خدا کا

شکر ہے کہ گو دیوانہ ہون مگر مولانا روم صاحب کے زمانہ مین تو ہون سنان الدین نے
اونسے بہت معذرت کی۔ پلٹ کر مولانا کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا۔ اس زمانہ مین
رہ گشندل بہت ہین اور یہہ شعر پڑھے۔

اگر زندہ است مجنون ہم بیاید — ز من محبوبی نادر بیاموز
دگر خواہی کہ تو دیوانہ گردی — مثال نقش من ہر جامہ بر دوز

پہر مولانا نے فرمایا یہ مثل ہے کہ ہر دیوانہ کو ایک وقت افاقہ ہی ہوتا ہے لیکن ہمار ی
دیوانون کو افاقہ نہین ہے۔ سنان الدین کہتے ہین مولانا کی گفتگو کی گرمی سی میرا کچہہ
ایسا حال ہوا کہ بے سر و پا پہاڑون مین چلا گیا اور ایک سال تک ہوش نہین ہوا۔
اور جسوقت ہوش آیا تو مولانا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ اپنے آپ کو بیخود پایا اور ابہی تک
اوس بیخودی مین بسر کر رہا ہون۔

منقول ہے کہ قونیہ مین ایک شخص تاج الدین نامی نہایت فتنہ انگیز اور جاہ طلب تہا
اولیاء کرام کا سخت منکر اور مولانا روم سے بدعقیدہ تہا۔ مولانا کے خدام سے بہی نفرت
کرتا تہا۔ اونسے خواب مین اپنے آپکو دوزخ کے دروازہ پر کہڑا پایا اور دوزخیون کے
کل عذاب دیکہے پہر یہ دیکہا کہ ایک شخص زنجیرون مین جکڑا ہوا دوزخ سے نکالا گیا اور
دوسری دوزخ مین اوسے لئے جاتے ہین چار آدمی وہان آئے اور اوس دوزخی سے
کہنے لگے کہ ای شقی اولیاء کا کچہہ کلام پڑہ تا کہ تجہے اس عذاب سی نجات ملے۔ یہ حالت دیکہکر
تاج الدین ہیبت سے کانپنے لگا۔ اوس دوزخی نے تاج الدین سے کہا کہ خدا کیواسطے
مجہے کچہہ تعلیم کرو۔ تاج الدین نے مولانا کا ایک شعر بتایا۔ شعر کا پڑہنا تہا کہ وہ سب
زنجیرین اوسکے جسم سے کہلکر گر پڑین اور وہ جنت مین داخل کیا گیا۔ تاج الدین کی آنکہہ کہلی
تو سیدہا مدرسہ مین آیا۔ مولانا صاحب نے اوسکو دیکہکر فرمایا مولانا تاج الدین یہ تمہاری
برکت تہی کہ اوس بیچارے کو دوزخ سے نجات ملی۔ اب سمجہو تو سب اولیاء کے کلام کے

یہ دستگیری کی تو اونکی صحبت سے کیا کیا نعمتیں ملینگی۔ وہ شخص اوسیوقت مع اہل و عیال کے مرید ہو گیا۔

شیخ محمود بخارے سے روایت ہے کہ قدیمی عادت کے موافق ایک سال مولانا آب گرم کو تشریف لے گئے۔ اور دریا کے کنارے قافلہ کا قیام ہوا۔ وہان یہ قصہ مشہور تھا کہ اس دریا مین آبی آدمی ہین اور ہر سال ایک جانور یا آدمی کو ڈبو کر مار ڈالتے ہین مولانا کی بیوی صاحب نے یہ حال مولانا صاحب سے کہا اور عرض کیا کہ دریا کے کنارے ٹھہرنا مناسب نہین معلوم ہوتا مبادا نقصان پہونچے۔ مولانا نے فرمایا کیا خوب مین تو مدت سے اونکا متلاشی ہون۔ اور امید ہے کہ وہ مجھے ملینگے۔ یہ فرما کر مع عبا کے پانی مین کود پڑے اور نظرون سے غائب ہوگئے۔ خدام سب حیران و ششدر کنارے پر کھڑے رہگئے تھوڑی دیر مین حضرت کراخاتون کے سامنے ایک مہیب شکل کا آدمی آیا چہرہ آدمیونکا سا تھا۔ سر سے پانون تک بڑے بڑے بال تھے۔ ہاتھ پانون ریچھ کے سے تھے وہ حضرت کراخاتون کے قدمون پر گرا اونہین پریشانی ہوئی۔ پھر اوس نے فصیح زبان مین کہا کہ ہم بھی مولانا کے غلام اور محب ہین۔ وہ چند بار ہمارے یہان تشریف لیگئے اور پانی کے اندر ایمان اور عرفان الٰہی کی تعلیم فرمائی مینے دو بار توبہ کی تھی کہ انسان کو قتل کرونگا مگر ایکی تیسری دفعہ پھر مجھ سے خطا ہوگئی اور ایک جوان کو ہلاک کر ڈالا۔ مین آپسی سفارش کرانا چاہتا ہون کہ مولانا سے میری خطا معاف کرا دیجیے۔ اور یہ بات ادب کے خلاف معلوم ہوئی کہ آپکی سفارش سے پہلے مولانا کی خدمت مین حاضر ہوؤن یہ حال وہ بیان ہی کر رہا تھا کہ مولانا بھی غزل پڑھتے اور ذوق مین ڈوبے ہوئے شیر کی طرح تشریف لائے۔ اور فرمایا لوگ آبی آدمیون کے عالم سے ناواقف ہین لو وہ یہ موجود ہے جو عاشق اور خدا کے بندے ہین پانی اور تمام عالم کے حاکم اونکے تابعدار ہین۔ پھر اوس شخص سے فرمایا۔ خبردار جب تک مین زندہ ہون کبھی انسانون کو تکلیف نہ دینا۔ وہ شخص

چنانچہ ایسا ہی اسے اعلے درجہ کی موتیون کی حضرت کرا خاتون کے سامنے پیش کر کے چلدیا۔ بیوی صاحب نے وہ موتی حضرت ملکہ خاتون کو دیدیئے۔

منقول ہے کہ شیخ صدر الدین نے معین الدین پروانہ اور امراے سلطنت کے سامنے بیان کیا کہ مولانا کو میتنے قرب حق مین اسطرح مستغرق پایا کہ بال برابر بھی گنجایش نہ تھی۔ کسی نے یہ حکایت مولانا کے سامنے بیان کی۔ آپ نے فرمایا۔ وحدہ لاشریک کے ہان کوئی شریک نہین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھہ میرا معاملہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے جہان نہ فرشتہ کا گذر ہے اور نہ نبی مرسل کو راہ ہے۔ پھر شیخ صدر الدین کی وہان باریابی کیونکر ہوئی۔

روایت ہے کہ ایک دن مولانا مدرسہ مین تشریف رکھتے تھے۔ چند یہود کے احبار اور نصرانیون کے راہب حاضر ہوے۔ اور یہ سوال کیا کہ احکام شرع مین جو حکم ممانعت کے ہین اور جنکی بجاآوری کی ہدایت ہے اون مین اللہ تعالیٰ نے کیا مصلحت رکھی ہے۔ مولانا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایمان بندون پر اسلئے فرض کیا ہے کہ شرک سے پاک ہوجائین۔ نماز سے تکبر دور ہوتا ہے۔ زکواۃ سے رزق کی بہتری ہوتی ہے۔ روزہ سے مخلوق کے ساتھہ اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ حج سے دین کی تقویت اور جہاد سے اسلام کی عزت ہے۔ احکام کی تعمیل عوام کے لئے فائدہ مند ہے اور ممانعت شرعی سے متقیون کو فائدہ ہے۔ صلہ رحم سے دشمنی دور ہوتی ہے قصاص سے ملک مین امن رہتی ہے۔ اور حدود شرعی سے مفسدون کی شرارت رکتی ہے ترک شراب سے عقل کو ترقی ہوتی ہے۔ اور ترک امرد پرستی سے نسل انسانی کو ترقی ہوتی ہے اسیطرح خوب تفصیل سے بیان فرمایا۔ وہ لوگ یہ ارشاد سنکر مسلمان ہوگئے منقول ہے کہ مولانا کے ہاتھہ پر از اول تا آخر اٹھارہ ہزار کافر ایمان لائے اور مرید ہوے اور اب بھی مسلمان ہوتے جاتے ہین۔

اخی احمد شاہ دارالملک قونیہ کے بڑے سردار تھے اور دولت مند تھے کئی ہزار فوج بھی
اونکی تحت مین تھی۔ اونسے تواتر کے ساتھہ روایت ہے کہ مولانا کے انتقال کے بعد
کیقاتو خان بہت سازو سامان اور بہت سی فوج کے ساتھہ قونیہ پر آیا۔ پچاس ہزار جنگی سپاہی
ساتھہ تھے۔ اوسکا یہ ارادہ تھا کہ شہر کو لوٹ کر تباہ کردے۔ ایک دن شب کو اوسنے
خواب دیکھا کہ مولانا اوسکی گردن دباتے ہین اور فرماتے ہین قونیہ میرا شہر ہے
تجھے یہان کے آدمیون سے کیا مطلب ہے۔ ہیبت سے اوسکی آنکھہ کھل گئی۔ اسنے اپنے
قصد سے توبہ کی۔ اور یہ چاہا کہ صلح کرکے شہر مین جائے اور وہان کے بزرگون سے خواہش ملاقات
کی۔ اوسنے ایلچی بھیجکر درخواست کی کہ مین دو تین ہزار مغلون کے ساتھہ صرف شہر کی
سیر کرنا چاہتا ہون۔ اخی احمد شاہ نے یہ حال آنکر حضرت سلطان ولد سے عرض کیا
کہ جیسا ارشاد ہو کیا جائے۔ آپ نے شہر مین آنے کی اجازت دیدی۔ وہ تین ہزار
مغلون کے ساتھہ شاہی عمارت مین ٹھیرا۔ شہر کے متمول اور بزرگ غول کے غول آتے تھے
اور اوسکو تحفے دیتے تھے۔ اخی احمد شاہ چند مرصع تلوارین اور عمدہ گھوڑے لیکر گئے
وہ اونہون نے پیش کئے۔ اور دست بوسی کے بعد خان کے برابر بیٹھ گئے۔ ایک دفعہ
کیقاتو خان نے پریشان ہو کر کہا کہ اخی احمد شاہ یہ دوسرا شخص تمہارے پہلو مین
کون بیٹھا ہے۔ اونہون نے کہا یہان تو مجھے کوئی نظر نہین آتا۔ خان نے کہا۔ اون۔ یہ
کیا کہتے ہو۔ مجھے تو ایک شخص دراز قد۔ زرد چہرہ۔ دخانی دستار باندھے بیٹھا نظر آتا ہے
اور مجھکو غصہ سے دیکھتا ہے۔ اخی احمد شاہ سمجھ گئے کہ یہ حلیہ تو مولانا صاحب کا ہے
خان سے عرض کیا جس شخص کی آپکو نظر آتی ہے وہ بہاؤالدین ولد کے صاحبزادے
مولانا جلال الدین ہین جو یہان دفن ہین۔ خان نے کہا کل میں خواب مین دیکھا تھا
وہ مجھے گلا گھونٹ کر مار ڈالتے تھے اور کہتے تھے یہ تو میرا شہر ہے۔ اے اخی احمد شاہ
مینے ارادہ کرلیا۔ اور توبہ کی۔ اہل قونیہ کو ہرگز تکلیف نہین دونگا۔ پھر خان نے پوچھا

اوسکے اہل وعیال بہی ہین ۔ اخی احمد شاہ نے کہا ایک اُن کے بیٹون سے مولانا بہاؤالدین سلطان ولد ہمارے شہر کے شیخ ہین ۔ اور کل عالم مین اب کوئی اونکا مثل نہین ہے ۔ خان نے کہا اونکی خدمت مین مجھے حاضر ہونا ضرور ہے چنانچہ شہر کے بزرگون کے ساتھ آیا اور حضرت سلطان ولد سے بیعت ہوا ۔ آپ نے کلاہ مولوی اوسکے سر پر رکہی اور بہت عنایت کی ۔ پہر آپ نے اونکو داداکے یہان تشریف لائیکر واقعات وغیرہ سب بیان کیے ۔ وہان سی مولانا کی مزار پر حاضر ہوے ۔ حضرت سلطان ولد مزار پر ظہر کی نماز تک سماع مین رہے اور یہ رباعی پڑہتے تہے ۔

بگذار جہان راکہ جہان آن تونیست　　وین دم کہ ہمی زنی بفرمان تونیست
گرمال جہان جمیع کنی شاد مشو　　در تکیہ بجان کنی کہ جان تونیست

کیتاتون کو بہی رقت ہوئی اور حضرت سلطان ولد سے دست بوس ہوکر چلا گیا ۔ اس واقعہ سے اہل شہر کو ازسرنو مولانا سے اخلاص زیادہ ہوگیا ۔

فصل چہارم

بیان مناقب سلطان الفقرا حضرت شمس الدین تبریزی قدس اللہ سرہ العزیز

منقول ہے کہ ایک دن مولانا شمس الدین فرماتے تہے کہ مین بچون کی مکتب مین پڑہتا اور اوسوقت تک بالغ نہوا تہا ۔ تیس تیس اور چالیس چالیس دن ہوجاتے تہے کہ بوجہہ مستی عشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ مجھے کہانے کی خواہش نہین ہوتی تہی اگر کہانے کیلئے کوئی کہتا بہی تہا تو مین ہاتہ کے اور سر کے اشارے سے منع کردیتا تہا فرماتے تہے کہ اگر ربع مسکون کے سب لوگ ایک طرف ہون اور مین ایک طرف

تب بہی سب کو جواب دیسکتا ہون اور ہرگز مقابلے سے نہین بہاگونگا۔ لوگ کیسے ہی
مشکل سوال کرین میرا ایک جواب دس جوابون کی طرح ہوگا۔

منقول ہے ایک دن مولانا روم فرماتے تہے کہ علما کے ظاہر اخبار رسول سے
واقف ہین اور شمس الدین اسرار رسول سے واقف ہین اور مین انوار رسول علیہ السلام کا
مظہر ہون۔

شمس تبریز تو لی واقف اسرار رسول نام شیرین تو ہر دلشدہ را ورد زبان

منقول ہے کہ مولانا شمس الدین کو تبریز مین پیران طریقت اور عارفان کامل
شہر پری سکتے تہے اور مسافر صاحبدل اونہین شمس پرندہ کہتے تہے اسلئے کہ وہ تمام
دنیا مین جہان چاہتے تہے فوراً چلے جاتے تہے۔ اور کنری مین آپ ابتدا مین شیخ
ابو بکر سلہ باف کے مرید تہے جب اونکی خدمت مین سلوک طی کر چکے تو اونسے زیادہ
اکمل کی تلاش ہوئی۔ دنیا کے اس سرے سے اوس سرے تک کئی چکر لگائے
غوث۔ ابدال۔ قطب۔ سب ہی لوگون سے ملے ہر ایک کو اپنا شیدا بنا کر وہانسے
چلدیتے تہے۔ سیاہ نمد پہنے رہتے تہے چنانچہ مولانا روم نے فرمایا ہے۔

ہر وقت سیاہ نمد پہنے رہتے تہے اور جہان جاتے تہے کسی کنوین مین جاکر بیٹھہ جاتے تہے۔
یکبارا اسی حالت سفر مین بغداد مین پہونچے۔ شیخ اوحدی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے
ملاقات ہوئی آپ نے شیخ اوحدی سے پوچہا کس حال مین ہو۔ انہون نے کہا طشت
مین پانی بہر کر اوس مین چاند کو دیکھتا ہون۔ شمس تبریز نے فرمایا۔ اگر گردن مین پہوڑا
نہین ہے تو آسمان پہ کیون نہین دیکھتے۔ طبیب کے پاس جاؤ تاکہ وہ علاج کرے
اور پہر جس چیز کو دیکھوگے اوس مین منظور حقیقی نظر آئیگا۔ شیخ نے بہت شوق سے کہا
آج سے مین آپکی خدمت مین رہنا چاہتا ہون۔ شمس تبریز صاحب نے فرمایا ایک
شرط پر قبول کرتا ہون کہ تم بغداد کے بہرے بازار مین میرے ساتھہ بیٹہو۔ شیخ نے کہا

یہ تو نہین ہوسکتا۔ آپ نے فرمایا اچھا میرے لیے نبیذ خرید لے آؤ گے۔ شیخ نے کہا یہ بھی ممکن نہین۔ آپ نے فرمایا جسوقت مین نبیذ پیون اوسوقت میرے پاس ہی بیٹھے رہو گے کہا یہ بھی محال ہے۔ شمس تبریز صاحب نے غصہ ہوکر فرمایا مردان خدا کے سامنے سے دور ہو۔ قال الم اقل لك انك لن تستطیع معی صبرا تو اس قابل نہین ہے اور نہ تجھے یہ قدرت ہے کہ صالحان حق کی صحبت مین بیٹھ سکے میری صحبت مین رہنا تیرا کام نہین ہے تجھسے بھلا یہ کب ہوگا کہ سب مریدون اور ناموس دنیا کو ایک پیالے پر فروخت کردے یہ کام مردمیدان کا ہے۔ مین کسیکو مرید نہین کرتا ہون بلکہ پیر بنانا چاہتا ہون۔ پیر بھی ایسا جو محقق اور کامل ہو۔

منقول ہے کہ دمشق مین ایکبار مولانا روم صاحب نے شمس الدین تبریزی کا ہاتھ پکڑکر فرمایا ای صراف عالم مجھے پہچان۔ اوسوقت حضرت شمس الدین کو استغراق سے ہوش آگیا مگر مولانا بیخود ہوگئے۔

منقول ہے کہ مدت دراز کی سیر و سفر کے بعد حضرت شمس الدین تبریزی شنبہ کے دن چھبیس جمادی الآخر سنہ چھ سو بیالیس ہجری مین قونیہ مین آئے اور شکرریزون کے گھر مین قیام کیا۔ اوس زمانہ مین مولانا روم صاحب علوم دینی پڑہاتے تھے اور چار بہت بڑے مدرسون کے مدرس تھے۔ بڑے بڑے فاضل علما اونکے ہمراہ پیادہ پا چلتے تھے مولانا روم صاحب ایک دن علما کی جماعت کے ساتھ پنبہ فروشون کے مدرسے سے تشریف لاتے تھے جب شکرریزون کے گھر پر پہونچے مولانا شمس الدین نے آگے گھوڑے کی باگ پکڑکر کہا۔ ای امام المسلمین بایزید کا رتبہ زیادہ ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مولانا فرماتے تھے اس سوال کی ہیبت سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ ساتون آسمان زمین پر گر پڑے اور ایک شعلہ میرے قلب سے نکلکر دماغ تک پہونچا۔ اور مینے دیکھا کہ گھوڑے سے دھوان نکلکر عرش تک چلا گیا۔ پھر مولانا نے جواب دیا کہ بایزید کیا چیز ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو

کل عالم سے بلند رتبہ ہین۔ مولانا شمس الدین نے کہا پہر کیا وجہہ ہے کہ سرور عالم فرماتے ہین ما عرفناک حق معرفتک (مینے تجہے اچہی طرح نہین پہچانا) اور بایزید کہتے ہین سبحانی ما اعظم شانی کہتے ہین مین سلطان السلاطین ہون۔ مولانا نے فرمایا اسکی وجہہ یہ ہے کہ بایزید کی پیاس اسقدر تہی کہ ایک گہونٹ مین بجہہ گئی۔ اور اونکی سمجہہ کے پیالی مین اسیقدر پانی کی گنجایش تہی جسقدر انکے ظرف کا اندازہ تہا اوتنی ہی اونمین روشنی پہونچی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاس بہت زیادہ تہی۔ اور ہر دم تشنگی پر تشنگی بڑہتی جاتی تہی اونکے سینہ مبارک کی نسبت ارشاد ہے۔ الم نشرح لک صدرک (کیا ہمنے تمہارا سینہ نہین کہولدیا) اس سبب سے ہر وقت وہ پیاسے تہے اور ہر لحظہ قربت کی زیادتی کے خواہان تہے۔ بایزید کو جو قرب میسر ہوا اوس سے آگے نظر نہین پڑی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مقدس دور بین تہی۔ جسقدر دیکہتے تہے اور آگے بڑہتے تہے۔ انوار عظمت الٰہی دن بدن دگنی گہری زیادہ نظر آتی تہی اسیطرح ہر دم آپکی پیاس بڑہتی جاتی تہی۔

رنگ ز آب سہر شدم من نشدم ز ہمہ زہے ... لاہی جز گمان من نیست درین جہان زہے
کو کمینہ لقمہ ام بجر کمینہ تر بچم ... من چہ بنگم اے خدا باز کشا مرا زہے

یہ کلام سنکر مولانا شمس الدین نے چیخ ماری اور بیہوش ہوکر گر گئے۔ مولانا صاحب گہوڑے سے اوتر پڑے علما کو رخصت کردیا اور اونہین اوٹہا کر مدرسے مین لائے۔ جسوقت تک اونہین ہوش آیا مولانا روم صاحب اپنے زانو پر اونکا سر رکہے ہوے بیٹہے رہے۔ جب وہ ہوش مین آئے ہاتہہ پکڑ کر دوسرے مکان مین لے گئے اور مدت تک مولانا شمس الدین آپکی خدمت مین رہے۔ منقول ہے کہ دونون صاحب تین مہینے کامل بغیر خورد و نوش کے رات دن ایک حجرے مین رہے اور کسیوقت باہر نہین نکلے اور کسیکی مجال نہ تہی کہ اوس خلوت مین جاسکتا۔ مولانا صاحب سے پڑہنے پڑہانے کا کام بالکل چہوٹ گیا۔ قونیہ کے سب علما اور عام لوگ حیران تہے کہ یہ کیسا شخص ہے کون اور کہان کا ہے جس نے اسطرح

مولانا کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے۔ اور سب ولی دوستون اور عزیزون سے ترک تعلق کرادیا۔ بعض لوگ سخت الفاظ بہی مولانا شمس الدین کی نسبت کہتے ہین۔ مولانا روم صاحب کے مریدون کو بہی اونکا حال معلوم نہ تہا۔ منقول ہے اوس حالت خلوت مین مولانا شمس الدین نے امتحانا مولانا روم سے ایک لاکھ سوالات کئے اور اونکے جواب شافی پاکر بار بار تعریفین کرتے تہے۔ اسلئے کہ وہ تو دنیا بہر کی گشت کر چکے تھے کسی بزرگ۔ اور قطب کا یہ حال اور قال دیکہا اور نہ سنا تہا۔

حضرت چلپی عارف قدس سرہ حضرت سلطان ولد کی زبانی روایت بیان کرتے ہین کہ ایکبار مولانا شمس الدین نے بطریق امتحان اور ناز معشوقانہ مولانا روم صاحب سے کہا اسوقت کوئی عورت خوبصورت ملتی تو اچہا تہا۔ مولانا صاحب اپنی بیوی حضرت کراخاتون کا ہاتہہ پکڑکر سامنے لیگئے۔ مولانا شمس الدین نے کہا یہ تو میری بہن ہین۔ پہر کہا کوئی اچہا معشوق بلوائیے۔ مولانا روم صاحب اپنے صاحبزادے سلطان ولد کو سامنے لیگئے۔ مولانا شمس الدین نے کہا یہ تو میرے فرزند ہین۔ پہر کہنے لگے تہوڑی شراب کا انتظام کر دیجے۔ مولانا صاحب اُسیوقت خود یہودیون کے محلہ مین گئے اور ایک گہڑا شراب کا بہر کر لائے اور اونکے سامنے رکہدیا۔ مولانا شمس الدین اسوقت چلا اوٹھے کپڑے پہاڑ ڈالے اور مولانا روم کے قدمون پر سر رکہکر کہنے لگے کہ اول بے اول اور آخر بے آخر کی قسم کہ ابتداے عالم سے فناے عالم تک نہ مثل آپکی کوئی پیدا ہوا اور نہ آیندہ ہوگا۔ پہر اوسیوقت مولانا روم صاحب کے ہاتہہ پر مرید ہوے۔ اور کہتے تہے کہ مین آپکے حلم کا امتحان کرتا تہا۔ لیکن آپکے قلب مین ایسی وسعت ہے جسکی انتہا ہی نہین ہے۔

صد ہزاران امتحان است اے پسر | ہر کہ گوید من شدم سرہنگ در

اب مین یہ کہتا ہون کہ آپ کے اوصاف کا احاطہ کسیطرح ممکن نہین ہے۔

گر ہر تن من زبان شود ہر موئے | یک وصف تو از ہزار نتوانم کرد

مولانا روم صاحب کے اصحاب قدیم کہتے ہین کہ مولانا فرماتے تھے کہ جب شمس الدین تبریزی میری صحبت مین آئے اوسوقت میری باطن مین عشق الٰہی کا شعلہ بہت بھڑکتا تھا شمس الدین نے تحکم سے کہا کہ اپ اپنے والد کا کلام نہ پڑہا کرو مینے والد کا کلام پڑہنا ترک کر دیا پہر کہا کسی سے گفتگو نہ کرو مینے گفتگو بھی ترک کر دی ایک مدت تک خاموش رہا اسی سبب سے میری باتین خدام کی جان کی غذا نہین۔ اور سب اصحاب ایک بار ہی پیاسے رہگئے میرے اصحاب کی اس توہم اور پریشانی کی وجہہ سے شمس الدین تبریزی کو نقصان پہنچا۔

روایت ہے کہ ابتدا مین مولانا روم صاحب اپنے والد حضرت بہاؤالدین ولد کا کلام کثرت سے دیکھا کرتے تھے۔ ایک روز مولانا شمس الدین بحالت مطالعہ آئے اور کہنے لگے کہ نہ پڑہتی نہ پڑہتی۔ اس کلمہ کو تین بار تکرار کی۔ اسکے بعد سے تو خود مولانا کی زبان سے علم لدنی کے دریا جاری ہوگئے۔ اور پہر آپ نے اپنے والد کی تصانیف کو نہین پڑہا۔

منقول ہے کہ جب شمس الدین تبریزی نئے نئے مولانا کی خدمت مین آئے تھے اوس زمانہ مین مولانا روم صاحب رات کو دیوان متنبی کو پڑہا کرتے تھے۔ ایک دن شب کو بہت دیر تک مطالعہ کیا اور سو گئے۔ خواب مین دیکھا کہ مدرسہ مین علما مین مباحثہ ہو رہا ہے یہانتک کہ باہم لڑ پڑے۔ مولانا کو انکی حالت پر سخت افسوس ہو رہی اور چاہتے تھے کہ مدرسہ سے باہر چلے جاوین اوسوقت آنکھ کہل گئی ادہر آپ کی آنکھ کہلی ادہر شمس الدین تبریزی آپ کے پاس آئے اور کہا علما کا کیا قصور تھا یہہ دیوان متنبی کے مطالعہ کا نتیجہ ہے۔

اسیطرح مولانا نے ایکبار خواب مین دیکھا کہ شمس الدین تبریزی متنبی شاعر کی داڑہی پکڑ کر گھسیٹتے ہوے مولانا کے سامنے لائے اور کہا یہ وہ شخص ہے جسکا کلام آپ پڑہتے ہین متنبی خواب مین آپکو نحیف الجسم و ضعیف صورت نظر آیا اور وہ عاجزی سے مولانا سے

کہتا تہا کہ آپ انکے ہاتہہ سے مجھے چھڑائین - اور میرے دیوان کو جلا دیجئے - آخر مولانا روم صاحب نے پڑہنا پڑہانا ترک کردیا وو دیار نگ کی دستار باندہی اور اور ہندیاری عبا د فرجی) پہنکر ریاضت - مجاہدے اور سماع مین مشغول ہوگئے فرماتے ہین
زاہد کشورے بودم واعظ منبری شدم کردقضا دل مرا عاشق وکف زنان تو
منقول ہے ایک دن شمس الدین تبریزی قیصریہ سے آتبیراکو گئے - وہان مسجد مین ٹہیرے - عشا کی نماز کی بعد موذن نے کہا یہانسے چلے جاؤ کہین اور ٹہیرو - آپ نے کہا مین مسافر ہون اب یہین پڑا رہنے دو - تھوڑی دیر ستالون - موذن نے بہت سی برا بہلا کہین اور اونہین ستایا - آپ نے ایکبار غصہ ہوکر فرمایا خدا کرے تیری زبان سوجہ جائے اوسیوقت اوسکی زبان ورم کرآئی - اور آپ وہانسے نکل کر قونیہ کو چلدیئے - مسجد کا امام نے آکر موذن کو اوس حالت مین پایا - امام نے حال پوچہا اوس نے بیان کیا کہ اوس مسافر کا کرشمہ ہے - امام مولانا کے پیچھے پیچھے دوڑا آب [1] تلغل پر آپ سے ملاقات ہوئی پاؤن پر گر پڑا اور عرض کیا اوس نے آپکو پہچانا نہین - اب قصور معاف کردیجئے شمس الدین تبریزی نے فرمایا جو کچھ ہونا تہا ہوچکا - لیکن مین دعا کرتا ہون امید ہے کہ باایمان بہاسکر جائیگا - اور عذاب آخرت سے بچ جائیگا - امام بھی مرد روشندل تھا اوسیوقت آپ سے بیعت ہوگیا - جسوقت امام مسجد مین پلٹ کر آیا - موذن کو مرا ہوا پایا

حکایت مولانا سراج الدین تبریزی مولانا روم صاحب سے نقل کرتے ہین کہ مولانا شمس الدین اپنے دوستون کی جماعت مین ایک دن بیٹھے تھے - سردی کا شدید موسم تھا ایک شخص نے آپ سے پہولون کی گلدستہ کی فرمایش کی - آپ مکان سے باہر نکلے اور فوراً ایک گلدستہ لاکر رکھدیا - سب لوگ قدمون پر گر پڑے آپ نے فرمایا یہ کرامت نہین ہے - بلکہ تم دوستون کی خواہش کو اللہ تعالی نے پورا کردیا اور عالم غیب سے

[1] اصل نسخہ مین یونہی لکھا ہوا ہے - مترجم

گلدستہ بھیجدیا۔

منقول ہے کہ مولانا شمس الدین تبریزی کو تسخیر جن۔ تسخیر قلوب اور دعوت اسما
مین کمال حاصل تہا۔ علم کیمیا [illegible] مین [illegible] رکہتے تھے۔ دعوت کواکب [illegible] ریاضی
الہیات۔ حکمت۔ نجوم۔ منطق۔ اور دیانات وغیرہ مین بے مثل تھے۔ چالیس برس کامل
ان کامون مین رہے اور اپنے حدود تک رہے لیکن [illegible] ان کے خاص بندونکی صحبت نصیب
ہوئی یہ سب چیزین چہوڑ دین۔ اور کل تعلقات ترک کر دیئے۔ علم توحید اور تجرید اختیار کیا۔

تا [illegible] ازعلم تو حاصل کردم ... سینہ [illegible] فراموشم شد

روایت ہے کہ ایک دن مولانا شمس الدین مولانا کے مدرسہ کے دروازے پر
بیٹھے تھے۔ ایک جلاد او سامنے سے گذرا۔ آپ نے فرمایا یہ شخص ولی ہے۔ لوگون نے
کہا یہ تو [illegible] ہے۔ آپ نے کہا اس شخص نے ایک ولی کو قتل کیا تہا اور
اوسکی جان [illegible] عنصری سے چہڑایا اس صلہ مین اوس ولی نے اپنی ولایت اس
جلاد کو دیدی۔ [illegible] قصہ سے دوسرے دن وہ جلاد توبہ کرکے مرید ہوگیا۔ اور خاص
بندونمین داخل ہوا۔

روایت ہے ایک روز مولانا شمس الدین فرماتے تھے ہمارے مریدونکی حالت مین
تین طرح پر تقسیم ہے۔ ایک مال سے۔ دوسری حال سے۔ تیسری نیاز اور عجز سے۔

روایت ہے کہ ابتداے جوانی مین حضرت چلپی حسام الدین مولانا شمس الدین کی بہت
تعظیم کرتے تھے اور بہت عاجزی سے پیش آتے تھے۔ جو مولانا روم صاحب کے
پہلے خادم تھے وہی صدق دل سے اونکی خدمت کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے فرمایا
شیخ حسام الدین ان باتون سے کام نہین چلتا [illegible] دین مال وزر کو
تب سے ایکدم نقدی دلواؤ تب رسائی ہوگی اور راہ ملیگی۔ وہ اوسیوقت اپنے
مکان کو گئے گہر مین جو کچھ نقد وجنس اساس البیت۔ اور بیوی کا زیور وغیرہ تہا سب

فروخت کر ڈالا۔ ربہ[۱] مین ایک نہایت پر فضا باغ تھا وہ بیچ ڈالا۔ اور سب نقدی لاکر مولانا شمس الدین کے قدمون مین ڈالدی۔ خود سجدہ کرتے تھے۔ روتے تھے اور شکر کرتے تھے کہ ایسے بادشاہ نے مجھسے فرمایش کی۔ مولانا شمس الدین فرمانے لگے ہان حسام الدین اب خدا کے فضل اور ہمت مردان خدا سے امید ہے کہ تو ایسے مقام پر پہنچیگا کہ اولیاء کرام کو بھی رشک ہوگا۔ مردان خدا کو کسی چیز کی ضرورت نہین ہی وہ تو دونون جہان سے پاک ہین۔ لیکن اولیا کے قدمون مین اول امتحان محبت کا دنیا ہے۔ اور دوسرا امتحان ترک ماسوی اللہ ہے۔ کوئی مرید بغیر اطاعت خدمت اور مال کے صرف کرنے کے راہ محبوب تک نہین پہنچ سکتا۔ آیت شریف فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی (تو نے جس راہ خدا مین دیا اور پرہیزگاری کا شیوہ اختیار کیا اور اچھی بات یعنی دین اسلام کو سچ سمجھا) کے موافق صدیقون کا علم اور نشان راہ خدا مین دینا ہے۔ صدیقون کے لئے سچائی لازمی ہے۔ یہ روپیہ لیجاؤ اور اللہ کو قرض دیدو مصرعہ قرا ضہ قرض دہی صد ہزار کان گیری + جو مرید اور عاشق پہلی راہ مین مال فدا کرتا ہے وہ جان بھی فدا کریگا۔ عاشقان مخلص کو دین و دنیا سے کچھ سروکار نہین ہوتا ہے کہتے ہین کہ آپ نے اوس مین سے ایک درم بھی نہین لیا اور سب شیخ حسام الدین چلپی کو واپس کردیا اور اونپر ایسی عنایت کی جسکا بیان بھی دشوار ہے۔ آخر کار اونکی یہ حالت ہوگئی اور یہ مرتبہ پایا کہ جنکے سینے روشن تھے وہ اپنے سرپر اونہین بٹھاتے تھے۔ مولانا روم صاحب نے اونکو امین کنوز العرش کا خطاب دیا تھا۔ مثنوی شریف کی چھہ جلدونکی چھبیس ہزار چھہ سو شعر گویا اونکے اسرار باطنی کی شرح ہین۔

منقول ہے ایک دن مولانا شمس الدین فرماتے تھے کہ حضرت بایزید بسطامی حجاب مین تھے ساٹھہ برس خربوزہ نہین کھایا۔ کسی نے دریافت کیا نہین کھاتے۔ جوابدیا

[۱] اصل کتاب مین اسیطرح لکھا ہے۔ کسی مقام کا نام معلوم ہوتا ہے۔ مترجم

کہ مجھے نہین معلوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو کسطرح تراشا کرتے تہے۔ جس شخص کو خربوزہ کاٹنے کی خبر نہو اوسکو اون علوم کا کیا حال معلوم ہو گا جو نہایت مشکل اور بہت پوشیدہ ہین۔ اور فرمایا میری گالی اگر کافر صد سالہ کے کان تک پہنچ جائے تو وہ مومن ہو جائے۔ اور مومن سن لے تو ولی ہو جائے۔

ایک بار فرماتے تہے مجھسے کسی نے پوچھا ابلیس کون ہے۔ مینے کہا تو ہے۔ اسلئے کہ مین تو اسوقت ادریس مین غرق تہا۔ اگر تو ابلیس نہوتا تو تو بہی ادریس مین غرق ہوتا۔ اگر تجہپر ادریس کا کچھ اثر ہو تو پہر ابلیس کی پروا نرہی۔

روایت۔ چلپی جلال الدین سے روایت ہے۔ کہ اول بار قونیہ مین مولانا شمس الدین آئے تو حلقہ بگوش دروازہ کی راہ مین تین درم سلطانی اونہین ملے۔ آپ نے جی مین کہا کہ بس یہی ہمارا نفقہ ہے۔ اس زمانہ مین ایک سلطانی درم ایک سو بیس پیسے (پول) کو چلتا تہا۔ اور ایک پیسے کی ایک روٹی اچہی سفید آتی تہی۔ آپ ہر روز شب کو ایک روٹی خریدتے آدہی محتاج کو دیتے اور آدہی خود کہا لیتے تہے۔ جب وہ پیسے ختم ہو گئے جوتا پہن کر شام کے ملک کو چل کہڑے ہوے۔

اور آپ جوانی مین اکثر بیس روز یا پندرہ روز یا دس روز مین کہانا کہاتے تہے ایسا اتفاق بہت ہی کم ہوتا تہا کہ سات یا پانچ روز مین کہائین۔ جب آپ شام کے قصد سے قونیہ سے غائب ہوئے تو مولانا نے حسام الدین چلپی کو یہ عبارت لکہکر دیدی۔

سافر الولی الداعی الی خیر خلاصۃ الارواح سر المشکوۃ والزجاجۃ والمصباح شمس الحق والدین مخفی نور اللہ فی الاولین والآخرین اطال اللہ عمرہ ولقانا بالخیر لقائہ یوم الخمیس الحادی والعشرین من شہر شوال سنہ ثلاثہ واربعین وستمایہ

خلاصہ ارواح سر مشکوۃ و زجاجہ و مصباح شمس الدین مخفی نے جمعرات کے دن ۲۱ شوال ۶۴۳ھ کو سفر کیا اللہ تعالی اولین و آخرین مین اسکو منور کرے اور دراز عمر کرے

اور ساتھہ خبر کے پھر مجھسے ملاقات کرائے) کہتے ہین سال بھر مین اونکا خرچ صرف ایک دینار کا تھا۔ بازار سے ایک روٹی لاتے اور پانی مین تر کرکے کہا لیتے۔ ایک دکاندار بھی آپکی حالت سے کچھہ واقف ہوگیا۔ اوس نے ایک دن روٹی کو گھی چپڑ دیا۔ آپ پھر اوسکی دکان پر نہین گئے۔ زیادہ تر گھر ہی مین رہتے تھے یا پھرا کرتے تھے۔ بہت کم باہر اونکے چلے جانے کے بعد مولانا روم صاحب کو نہایت بیقراری تھی۔ دن رات مین کسیوقت آرام نہین کرتے تھے اور مست و بیخود رہتی تھے۔

نقل ہے کہ مولانا شمس الدین حالت سفر مین ایک بزرگ سے ملے۔ اوس بزرگ کو شاہد بازی کا شوق تھا اور اچھی صورتین دیکھا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ افسوس تیری یہ کیا حالت ہے۔ اوسنے کہا معشوقونکی صورتین آئینہ ہین۔ اللہ تعالیٰ کو آئینہ مین دیکھتا ہون

در تو کہ بدیدہ صنا اے نگرم ‫ ‬ نے از پے شہوت و ہوا مے نگرم
دیدار خوش است آئینہ لطف خداست ‫ ‬ من در تو بآن لطف خدا مے نگرم

آپ نے فرمایا۔ احمق۔ تو حق کو آب و گل کے آئینہ مین دیکھتا ہے۔ جان کے آئینہ مین کیون نہین دیکھتا۔ اور اپنی طلب آپ کیون نہین کرتا۔ وہ درویش تائب ہوکر آپکے قدمون پر گرا اور ایک نظر مین راہ ہدایت نصیب ہوی۔

نقل ہے ایک دفعہ آپ بغداد مین ایک محل کے سامنے سے گذرے وہان چنگ کی آواز کان مین آئی۔ آپ محل کے دروازہ پر چنگ سننے کو کھڑے ہوگئے۔ خواجہ سرا نے غلام کو اشارہ کیا کہ اوس درویش کو مار کر نکال دو۔ غلام نے تلوار کھینچکر آپ پر حملہ کیا۔ اوسکا ہاتھہ خشک ہوگیا۔ دوسرے غلام کو حکم دیا اوسکا بھی یہی حال ہوا۔ الغرض مولانا وہان سے نکل کر چلدیئے۔ اور کوئی اونکا پیچھا نہ کرسکا۔ دوسرے روز وہ خواجہ سرا بھی مرگیا۔

نقل ہے کہ مولانا شمس الدین عراق عجم کے کسی شہر مین سماع کی مجلس مین گئے۔ ایک شاہزادہ

[illegible] تھا اور [illegible] تک [illegible] تماشا دیکھتا تھا۔ وہ ایک بار آپ نے فرمایا بھی
[illegible] دیا [illegible] اور جواب دیا کہ میدان فراخ ہے۔ آپ
[illegible] ہوئے اور [illegible] وہ قلندر گرم گرم گیا سب درویش
[illegible] کرنے لگے [illegible] نے ایک درویش کو مار ڈالا۔ درویش
[illegible] مگر کہیں پتا نہ لگا۔
[illegible] ابراہیم نامی تھا۔
[illegible] مولانا بہاؤ الدین ولد کا ایک [illegible] قطب [illegible]
[illegible] زیارت [illegible]
[illegible] دولت قطب [illegible] اور حال سب ہو گیا۔
ایک [illegible] کان تو اچھے ہو گئے مگر بعض طبیعت بدستور
باقی تھا [illegible] ولد نے فرمایا کہ [illegible] جیسے بالکل صاف ہوا
اور [illegible] حالت [illegible] ہے۔ اتفاقاً [illegible] شمس الدین تبریزی کو
[illegible] زندہ کیا اور کہا لا الہ الا اللہ [illegible] الدین رسول اللہ [illegible] اوس کے
مارنے کو [illegible] شخص نے [illegible] الدین نے
ایک ایسا نعرہ مارا کہ وہ [illegible] الدین کی حالت بھی
درست ہو گئی۔ بازار کے سب [illegible] آپ کے [illegible] ہو گئے۔ پھر آپ [illegible] الدین کا
ہاتھ پکڑ کر بازار سے باہر لائے اور کہا مجھے [illegible] تھا۔ اسلیے کہ
سب [illegible] سونے چاندی پر [illegible] اعتبار نہیں کرتا۔
منقول ہے کہ ایک روز [illegible] مولانا شمس الدین نے
فرمایا اگر [illegible] سے اوسکی حرمت [illegible] کلام الہی
ضرورت کے وقت صادر ہوتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں
اسکو کوئی نہیں پیتا تھا اسلیے کوئی ممانعت کا حکم نہیں آیا۔ اگر لوگ [illegible] ہوا کر

قتل کا علم ہوتا۔ جب مولانا روم صاحب نے اپنے بیٹے بہاؤالدین ولد کو مولانا شمس الدین سے بیعت کرایا تو مولانا شمس الدین نے فرمایا کہ میرا بہاؤالدین نہ بنیگا۔ ملیگا اور نہ نواطت کریگا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دونون کام نہایت پسندیدہ ہیں۔

نقل ہے کہ مولانا روم صاحب کے عہد مین مشائخ کے مجمع مین کسی صوفی نے کہا کہ بہاؤالدین ولد بلخی کا ایسا خوبصورت بیٹا اور جادوگر تبریزی کا تابعدار ہو جائے خراسان کی مٹی تبریز کی مٹی کی متابعت کرے۔ مولانا شمس الدین نے کہا وہ شخص اپنے آپ کو صوفی کہتا ہے مگر اتنی عقل نہین کہ مٹی پر کوئی اعتبار نہین ہوتا ہے۔ اگر کسی استخوانی مین وہ کمال باطنی ہو تو اوسکی بھی متابعت سب پر واجب ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حب الوطن من الایمان (وطن کی محبت ایمان کی نشانی ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اس سے مکہ معظمہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ مکہ تو دنیا کی چیزون مین سے ہے اور نہ آسمانی چیزون مین سے ہے۔

مولانا شمس الدین ولد مدرس کا بیان ہے کہ چند خدا رسیدہ درویشون نے مولانا شمس الدین تبریزی سے پوچھا کہ فقیہ احمد کس مرتبہ کے ہین۔ آپ نے فرمایا کامل تبریزی قونیہ کا ابدال ہے۔ اور وہ فقیہ احمد سے کئی درجہ بلند ہے۔

مولانا شمس الدین یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ سچا دوست وہ ہو کہ خدا کی طرح پردہ دار ہو اور اپنے دوستون کی سختیون اور ایذا دہی پر تحمل کرے۔ کسی قسم کی خطا اور نقصان سے دوست سے رنجیدہ نہو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ اپنے بندون کے طرح طرح کے گناہ اور عیب دیکھتا ہے مگر بے وجہ اور بے حاجت اپنی شاہانہ شفقتون سے اسکو سب کچھ دیتا ہے محبت اصلی یہی ہے۔

تو فضل و رحمت حقی کہ ہر کہ در تو گریخت قبول میکنش پاک زے یا تمامی

روایت ہے ایک دن حضرت سلطان ولد نے فرمایا میرے والد نے ایک روز مولانا شمس الدین تبریزی کی تعریف مین بہت کچھ بیان کیا۔ اور انکے مقامات و درجات

حالی بہت ظاہر ہوگئے۔ مین خوشی کے مارے مولانا شمس الدین کے حجرہ مین گیا اور قدمون پر گرا۔ اونھون نے فرمایا بہاؤ الدین یہ کیا تماشا ہے۔ مینے عرض کیا کہ والد نے آج آپکی نسبت ایسا کچھ فرمایا۔ بولے۔ واللہ واللہ مین تیرے باپ کے دریاے عظمت کے ایک قطرہ کی برابر بھی نہین ہون۔ لیکن جوکچھ اونھون نے فرمایا اوس سے ہزار حصہ زیادہ ہون۔ مینے پھر آکر یہ تقریر اپنے والد سے کی۔ والد نے فرمایا یہ جوکچھ اونھون نے کہا اپنی تعریف بیان کی بلکہ اوس سے بھی سو حصہ زیادہ ہے۔

منقول ہے ایک دن مولانا شمس الدین مولانا روم کے خدام کے سامنے فرمانے لگے کہ یہ بات مین تمسے علانیہ کہتا ہون۔ مولانا روم صاحب کو متقدمین پر فضیلت ہے۔ خدا کی قسم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جسطرح کہ مولانا نے تکلم کیا کسی اور کو نصیب نہین ہوا۔ اونکا ایک پیسہ میری نزدیک دنیا رونکی ہزار تھیلیون کی برابر ہے اور جو مجھسے متعلق ہے وہ مولانا کا زرخرید ہے۔ واللہ مین مولانا کی شناخت مین قاصر ہون اور یہ بات سچے دل سے کہتا ہون۔ اسمین مطلق جھوٹ نہین ہے۔ مین روزمرہ اونکے حال اور افعال مین نئی نئی باتین دیکھتا ہون جو کل نہ تھین۔ مولانا کی شناخت اچھی طرح کرلو۔ پھر وقت نکل جائیگا تو افسوس ہوگا۔ اگر اس ظاہری کلام کی خوبی پر ہی فریفتہ نہ ہو۔ بلکہ اسکے علاوہ بھی ایک چیز ہے۔ وہ اونسے حاصل کرو۔ تمام اولیا کی روحونکو یہ آرزو ہے کہ مولانا کے زمانہ مین ہوتین اور اونکی صحبت کا فیض حاصل کرتین۔ یہ بھی مین صحیح طور پر کہتا ہون کہ انبیا کی ارواح کو بھی یہ تمنا ہے کہ کاش ہم مولانا کے وقت مین ہوتین اور انکے کلام کو سنتین۔ اب وقت ضایع نہ کرو۔ جسکو اخلاص زیادہ ہے وہی عالم حق سے زیادہ واصل ہے۔ مین مولانا کا دوست ہون۔ مجھے خوب یقین ہے کہ مولانا ولی خدا ہین۔ جو شخص خدا کے والی کا دوست ہے۔ وہ خدا کا بھی دوست ہے مولانا روم صاحب مثل آفتاب کے ہین۔ آفتاب کا ایک رخ آسمان کی طرف ہے

اور اوسکی پشت زمین کی طرف ہی۔ اسیطرح مولانا کا منہ تو خدا کی طرف ہی اور پیٹھ ہماری جانب ہی۔ دوست کی پیشانی کی کتاب سے زیادہ سفید کوئی کتاب نہین ہی مگر کامل دوست ہر ایک شخص نہین ہو سکتا۔ کوئی ثلث دوست ہی۔ تو کوئی نصف ہی کوئی نصف مین سے بقدر ثلث کے دوست ہی۔ کسی دوست کی حالت اسکی عکس ہے گویا ہر دوست مثل تیس پارون کے ہے۔ اور اونکا جمع کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہے۔
حضرت سلطان ولد کہتے ہین ایک چند صوفیون نے میرے والد سے عرض کیا۔ کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ فرماتے ہین مینے اللہ تعالیٰ کو بے داڑھی کے لڑکے کی صورت مین دیکھا۔ اسکی کیا اصلیت ہی والد نے فرمایا اسکی دو حالتین ہین یا تو بایزید اللہ تعالیٰ کو امرد کی صورت مین مشاہدہ کرتے تھے۔ یا ذات باری بصورت امرد اونپر ظہور فرماتے تھے۔ اور فرمایا مولانا شمس الدین تبریزی کی بیوی کا نام کیمیا تھا ایک روز وہ شمس الدین سے غصہ ہوکر مرام کے باغات کی طرف چلی گئی۔ مینے چند عورتون سے کہا کہ کیمیا کو منا لائین۔ اسلئے کہ مولانا شمس الدین کو اوس سے زیادہ تعلق ہے عورتین تو اوسکی تلاش مین گئی مین مولانا شمس الدین کے پاس آیا وہان یہ دیکھا وہ کیمیا سے چھیڑ چھاڑ کررہے ہین۔ اور کیمیا اوسی لباس مین بیٹھی ہے۔ جسکو پہنے ہوی مدرسہ سے چلی گئی تھی۔ حال آنکہ جو عورتین اسکی تلاش مین گئی تہین وہ پلٹ کر اوس وقت تک نہین آئی تھین۔ مین وہان سے اولٹے پاؤن پھر کر چلا آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مولانا شمس الدین نے مجھے آواز دی کہ اندر آئی وہا جا کر دیکھا تو کوئی بھی نہ تھا۔ مینے پوچھا کیمیا خاتون کہان گئی مولانا شمس الدین نے کہا اللہ تعالیٰ مجھے اسقدر دوست رکھتا ہی کہ مین جس صورت مین چاہتا ہون وہ اسی صورت مین جلوہ فگن ہوتا ہے۔ اسوقت کیمیا خاتون کی صورت پر تجلی ہوئی تھی۔ یہی حال بایزید بسطامی کا ہوگا اللہ تعالےٰ کی تجلیات بصورت امرد اونپر نمایان ہوتی ہونگی۔

چو بصورت اندر آئی تو چہ خوب و جانفزای — تو چو دور کردی صورت ہمہ عشقی و بلای

روایت ہے کہ ایک دن شب کو مدرسہ کی چھت پر ایک مختصر مکان مین مولانا شمس الدین بیٹھے تہے۔ مولانا روم صاحب بھی تشریف رکہتے تھے اور کوئی نہ تہا۔ چاندنی رات خوب صاف تہی۔ تمام مخلوق اپنے اپنے مکانون کی چھتون پر کہلے میدان مین سو رہی تہی مولانا شمس الدین نے مولانا روم صاحب سے کہا۔ دیکہیے کہ یہ سب بیچارے اسوقت مردہ ہین اور اللہ تعالی سے بالکل بیخبر ہو گئے ہین۔ مین چاہتا ہون آپ اپنی عنایت سے اسوقت انہین زندہ کر دین۔ تاکہ ہماری اس شب قدر سے یہ لوگ بھی محروم نرہین۔ مولانا روم صاحب نے ہاتھ اوٹھا کر کہا کہ اے سلطان آسمان و زمین مولانا شمس الدین کی برکت سے تو ان سب کو بیداری عطا کر۔ فوراً گھر کر بادل اوٹھے۔ بادل گرجنے لگے اور بجلی کوندنے لگی۔ اسقدر شدت سے پانی برسا کہ لوگ بستر اوٹھائے ہوئے بھاگے بھاگے پھرتے تہے مولانا شمس الدین اوسوقت حال دیکھکر تبسم کرتے تہے۔ اور خوش ہوتے تہے صبح کو جسوقت سب احباب جمع ہوئے تو مولانا شمس الدین نے یہ حکایت رات کی بیان کی اور پھر کہا کہ انبیا اور اولیا ہمیشہ اس کوشش مین رہتے تہے کہ کوئی اونکے حال سے مطلع نہو۔ لیکن ہمارے خداوندگار مولانا روم صاحب نے عشق حق مین وہ محنت کی کہ باطنی بادشاہون کی نظر سے بھی پوشیدہ ہین۔

منقول ہے ایک دن حاسد علمانے بوجہ عناد اور انکار کے مولانا روم صاحب سے سوال کیا کہ شراب حلال ہے یا حرام ہے۔ اور اس سوال سے مطلب مولانا شمس الدین تبریزی کی حالت پر اعتراض تہا۔ مولانا نے فرمایا یہ دیکھنا چاہیے کہ پینے والا کون ہے۔ اگر ایک مشک شراب کو دریا مین ڈالدو تو دریا نہ مکدر ہوگا اور نہ متغیر۔ اوس سے وضو کرنا اور وہ پانی پینا جائز ہے۔ لیکن چھوٹی حوض کو ایک قطرہ شراب کا نجس کر دیگا۔ اسی طرح جو چیز نمک کی جہیل مین گر جاتی ہے وہ بھی نمک ہو جاتی ہے۔ صاف جواب یہ ہے کہ اگر مولانا شمس الدین شراب پیتے ہین تو اونکو سب کچھ مباح ہے اسلئے

کہ وہ دریا کا حکم رکھتے ہیں۔ لیکن اگر مجھ جیسا نالایق کوئی شخص استعمال کرے تو حرام ہے۔

این بناشد در بود ای مرغ خاک — بحر قلزم را ز مردارے چہ باک
نیست دون القلتین وحوض خرد — کہ تواند قطرہ آبش را برد
آتش ابراہیم را بنود زبان — ہر کہ نمرودیست گو مے ترس ازان
گر ولی زہری خورد نوشے شود — ور خورد طالب سیہ پوشے شود

حضرت سلطان ولد فرماتے ہیں ایک روز مولانا شمس الدین نیک صورتوں کی پاکدامنی اور انکی تعریفین بیان کر رہے تھے۔ آخر مین کہنے لگے۔ باوجود ان سب اوصاف کے اگر اونہین عرش پر بھی جگھہ ملجائے اور دنیا مین کہین عضو خاص اونہین نظر آجائے تو بیساختہ عرش سے اوسپر کود پڑین۔ اونکو مذہب مین اس سے زیادہ بلند جگھہ کوئی نہین ہے۔ پھر کہنے لگے دمشق مین شیخ علی حریری ایک درویش روشندل تھی۔ سماع کی حالت مین جسکی اوسپر نظر پڑتی تھی وہ مرید ہوجاتا۔ درویش کا خرقہ ہمیشہ اسقدر پھٹا ہوا ہوتا تھا کہ اوس سے اونکے سب اعضا نظر آتے تھے۔ خلیفہ وقت کی بیٹی کو شوق ہوا کہ اونکی سماع مین شریک ہو۔ چنانچہ وہ آیا۔ سماع مین شیخ علی حریری پر نظر پڑنا تھی کہ وہ بھی مرید ہوگیا۔ خلیفہ نے یہ بات سنی تو اوسکو ملال ہوا اور شیخ علی کی قتل کا ارادہ کرکے اپنے سامنے بلایا۔ ملاقات کے وقت خلیفہ بھی معتقد ہوکر مرید ہوگیا۔ اسکی بیوی بھی سامنے آئی قدم چوم کر اوس نے ہاتھ چومنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ شیخ نے ہاتھ کے اشارہ سے خاص مقام کا اشارہ کرکے کہا تمہارے لئے صرف یہی زیبا ہے یہ کہکر سماع مین مصروف ہوگئے۔ اس حرکت سے خلیفہ کو اور بھی زیادہ اعتقاد ہوا۔

منقول ہے کہ مولانا شمس الدین کی بیوی کیمیا خاتون نہایت حسین اور پاکدامن تھی ایک روز بغیر اونکی اجازت کے سلطان ولد کی دادی انکو ساتھ اوس باغ کو لے گئین۔

اتفاق سے مولانا شمس الدین نے کیمیا کو دریافت کیا۔ باغ کے جانے کا حال سنکر بہت رنجیدہ ہوئے جب کیمیا خاتون سامنے آئی اوسکی گردن خشک لکڑی کی طرح توڑ ڈالی۔ چنانچہ وہ ہائے ہائے کرتے کرتے تیسری روز مر گئے۔ اسکی چالیسوین کے بعد مولانا شمس الدین شعبان کے مہینے مین سنہ چھ سو چوالیس ہجری مین دمشق کو چلے گئے

بروایت ہی ایک دن مولانا روم صاحب فرماتے تھے کہ ایک دن مین آسمان چہارم پر پہنچا وہان سورج کو نہین پایا۔ اس بارہ مین فرشتون سے دریافت کیا۔ اونہون نے کہا ہمارا آفتاب سلطان الفقر شمس الدین تبریزی کی زیارت کو گیا ہی۔ پھر مین مقامات آسمانی کی سیر کی چوتھے آسمان پر پلٹ کر آیا تو سورج کو موجود پایا

چون حدیث روی شمس الدین رسید   شمس چارم ز آسمان سر درکشید

منقول ہے ایک دن کسی جوان کا جنازہ جا رہا تھا۔ اوسپر ریشمین کپڑے ڈالکر خوب جنازہ کی آرایش کی تھی۔ اوسکے گھر کی عورتین نوحہ کرتی جاتی تھیں اور روتی تھین اتفاق سے مولانا شمس الدین بھی راہ مین مل گئے۔ جنازہ دیکھکر کہنے لگے کہ اس نامراد بیحسرت کو کہان لئے جاتے ہو۔ مین برسون سے اسکی فکر مین اور حسرت مین خون جگر کھا رہا ہون مگر مجھے مرگ نہین ملتا۔

مرگ اگر مرد است آید پیش من   تا کشم من در کنارش تنگ تنگ
من از و جانے برم بے رنگ و بو   او ز من دلقے ستاند رنگ رنگ

کاش اگر مردہ کو زبان گویائی ملجاتی تو اسرار مرگ کے متعلق کیا کیا خوب باتین بیان کرتا۔

مولانا روم صاحب فرماتی تھی جب میرا جگر پدر مولانا شمس الدین کسی پر غصہ ہوتا تو دعا کرتا تھا کہ الٰہی اسکی دراز عمر کر اور بہت سی دولت دی۔

حضرت سلطان ولد ایک دن کہتے تھے کہ مولانا شمس الدین اپنے مرید اور عاشقون سے

خربوزونکی فرمایش کرتے تھے۔ خادم میٹھے میٹھے خربوزے لاتے تھے۔ آپ اونہین کہاتے جاتے اور چھلکو اوٹھا اوٹھا کر خادمونکے سرون پر مارتے اور کہتے ای مرد یہ کیا لائے ہو۔ اور اس حالت مین مریدون کو مکاشفہ ہوجاتا تہا اور وہ عالم غیب کی عجیب وغریب چیزین دیکھتے تھے۔

حضرت سلطان ولد کہتے تھے ایک دن میرے والد نے مولانا شمس الدین کی تعریف مین فرمایا کہ وہ بڑے بزرگ۔ عالی وجاہت۔ صاحب کرامات قربت حق مین کامل۔ اور کشف قلوب مین پوری ہین۔ اور اسقدر مدح کی سب سنکر حیران ہوگئے اور یہ شعر پڑہا۔

شمس تبریزی کہ گامش بر سر الواح بود ۔۔۔ پا منہ تو سر بنہ بر جایگاہ گام او

مین اس خوشی مین کہ والد نے سب بزرگون کے سامنے ایسا کچھہ فرمایا دوڑا ہوا مولانا شمس الدین کے حجرے مین گیا۔ سجدہ کیا۔ ہاتھہ چومے اور اونہین اپنی آنکھون سے لگایا۔ اور اظہار عشق کرنے لگا۔ مولانا نے فرمایا بہاؤالدین پہلے تو ایسا کبھی نہین ہوا تہا آخر وجہہ کیا ہے۔ مینے عرض کیا والد نے آج آپ کے وہ حالات بیان کئے کہ ہم سب دیوانے ہوگئے ہین۔ اگر ہزار سال تک ہم سب کے سب خدمت مین کہڑے رہین اور وہ آپ قبول کرلین تو ہماری اوپر احسان عظیم ہے۔ اور مینے یہ پڑہا۔

پیروز جہان غلام و پروردہٴ تو ۔۔۔ زنبیل زمان گدائے دریوزہٴ تو

صد سال فلک خدمت خاک تو کند ۔۔۔ بگذاردہ باشد حق یک روزہٴ تو

مولانا نے فرمایا بہاؤالدین جو کچھہ حضرت مولانا روم نے میرے حق مین فرمایا درست ہے مین اوسکا انکار نہین کرتا لیکن واللہ ثم واللہ مجھسے ہزارون شمس الدین مولانا روم کی آفتاب عظمت کے سامنے ایک ذرہ کی برابر ہین۔

در پرتو آفتاب عالمگیرت ۔۔۔ آن ذرہ کہ در شمار ناید مائیم

باوجود اسقدر مکاشفات۔ سیر ملکوت۔ قربت انوار صحبت ابرار۔ اور مشاہدہٴ عالم

غیب کے جو گویا میرے ملک ہیں مولانا روم کے پانون تک نہین پہنچ سکتا۔ پہر اونکی حقیقت پر کون مطلع ہو سکتا ہے۔

حضرت مولانا روم صاحب سے روایت ہے کہ ایکروز مولانا شمس الدین سے کسی نے سوال کیا کہ توحید کیا ہے۔ فرمایا شیخ سے سوال کرنا بدعت ہے۔ مگر توحید یہ ہے کہ جو کچھہ چیز ہے وہ خدا کی ہے۔ اور جو کچھہ ہے خدا کی طرف سے ہے اور ہر چیز خدا سے ہے اور خدا کی طرف کو دوبارہ پہرتا ہے۔ جو چیز ہے وہ خدا کی ہے اسکا ذکر اس آیت مین ہے للہ ملک السموات والارض وما فیھن اور جو کچھہ ہے خدا کی طرف سے ہے اوسکا حکم اس آیت مین ہے وما بکم من نعمۃ فمن اللہ اور ہر چیز خدا سے ہے۔ اسکا اشارہ اس آیت مین ہے ان تقوم السماء والارض بامرہ اور بازگشت خدا کی طرف اوسکا ارشاد یہ آیت ہے والی اللہ ترجع الامور الیہ یرجع الامر کلہ الیہ المصیر جس شخص نے یہ پہچان لیا کہ مین حادث ہون۔ اوسنے خدا کو قدیم جان لیا۔ اور جس نے اپنی خطا کا اعتراف کیا اوس نے اللہ تعالیٰ کی عطا کو پہچان لیا۔

شیخ محمود صاحبقران ولد نجار رحمتہ اللہ علیہ مولانا روم صاحب کے خادم کہتے ہین ایکدن مولانا روم صاحب کے بڑے بڑے خدام نے مولانا شمس الدین سے عرض کیا کہ مولانا صاحب کی عنایت آپ پر بہت ہے یہانتک کہ چند غزلین آپکے نام پر کہین ہین اور اونمین آپکے حالات بیان کئے ہین۔ آپ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم مین ایسے زبردست بادشاہ کے قبضہ مین آگیا ہون کہ چاہے عرش پر پہنچائے اور چاہے زمین مین گہسیڑ دے۔ جیساکہ خود کہتے ہین۔

دلم ہمچون قلم آمد در انگشتان دلداری قلم را ہم تراشد او رقاع و نسخ و غیر آن

اسیطرح مولانا روم صاحب کو مولانا شمس الدین سے الفت تہی جس زمانہ مین وہ تو پیچہے چلے گئے تہے اگر چہ لوٹن مولانا روم صاحب سے آکر کہدیتا تہا کہ مینے فلان جگہہ اونہین دیکہا تہا

تو آپ فوراً عبا اور دستار اوس خبر دہندہ کو دیتے تھے۔ اور اللہ کا شکر ادا کرتے
اور شکرانہ لوگون کو دیتے اور خوش ہوتے۔ ایک دن کسی شخص نے کہا میں مولانا شمس الدین کو
دمشق مین دیکھا تہا۔ آپ نے فوراً دستار۔ عبا۔ جوتیان اور موزے غرض کہ جو لباس پہنے
ہوے تہے سب اوس شخص کو دیدیا۔ کسی اور صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ شخص
جھوٹ کہہ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جھوٹی خبر کے عوض ہی تو مینے کپڑے دئے ہین۔
اگر سچی خبر دیتا تو جان ہی نذر کر دیتا۔ اور اوسپر فدا ہو جاتا۔

روایت ہے کہ ایک وزیر نصرت الدین علیہ الرحمۃ کی خانقاہ مین بڑا بھاری جلسہ ہوا
اور ایک بزرگ کو دستار فضیلت دیگئی۔ سب علما۔ مشائخ۔ حکما۔ اور امرا حاضر تھے
ہر ایک شخص طرح طرح کے علوم مین گفتگو کر رہا تہا۔ مولانا شمس الدین ایک گوشہ مین
مراقب بیٹھے تھے۔ یکایک آپ اپنی جگہہ سے اوٹھے اور علما سے کہنے لگے یہ حدثنا حدثنا
کب تک کہوگے۔ اور اس علم پر ناز کروگے۔ کونچین کی ہوئی گھوڑون پر سوار ہو کر
مردونکے میدان مین گھوڑے دوڑاتے ہو۔ کوئی تم مین ایسا بھی ہے جو یہ کہے کہ اللہ تعالے
سے میرے قلب نے یہ روایت سنی۔

پاے استدلالیان چوبین بود پاے چوبین سخت بے تمکین بود

یہ حدیث۔ تفسیر اور حکمت کی باتین اون لوگون کے کلام سے ہین جو اپنے زمانہ مین
مسند جوانمردی پر جلوس کر چکے۔ اب تمہارا دور دورا ہے تم اپنے کلمات بھی تو ظاہر کرو
سب لوگون نے شرم سے گردن جھکالی۔ پھر آپ نے فرمایا ابتدائے عالم سے جو انبیا
اور اولیا دنیا مین پیدا ہوے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ منصب اور کام تہا۔ بعض پر
وحی نازل ہوئی اور بعض وحی کے لکھنے والے تھے۔ اب کوشش کرو کہ دونون
کام ایک ہی شخص تم مین سے کر سکے۔ رسول اللہ کی نسبت حکم ہے کہدو کہ مین بہی مثل
تمہارے انسان ہون اس آیت شریعت کا شان نزول حضرت مولانا روم صاحب کو

معلوم ہوتا ہے کہ شب عاشورہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبادت میں موافقت کی۔ اور سرور عالم میں آثار ضعف کے دیکھکر حال دریافت کیا حکم الٰہی آیا کہدو کہ میں تمہاری طرح سے آدمی ہوں فرق صرف یہ ہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے۔

تو بہ تن حیوان بجانی از ملک ہم بر فلک
تا بظاہر مثلکم باشد بشر

نبی کو وحی جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سے اور قلب کے وسیلے سے آتی ہے یہی حال ولی کا ہے فرماتے ہیں کہ خدا کے ساتھ میرا ایک ایسا وقت ہے جہاں نہ ملک مقرب کا گذر ہے اور نہ نبی مرسل کا دخل ہے۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلام فرماتا ہے پھر یہ رباعی پڑھی۔

ای گرسنہ وصل تو شیران جہان ترسان ز فراق تو دلیران جہان
ما چشم بآہوان چہ داریم بدشت ای چشم تو پائے بند شیران جہان

مولانا روم صاحب اُسوقت جوش میں اوٹھکر خانقاہ کی حوض میں کود پڑے اوسدن سماع بھی خوب ہوا اور بہت سے علما اور بزرگ مرید ہوئے۔

منقول ہے ایک دن مولانا شمس الدین مجمع میں معرفت کا بیان کرتے تھے کہنے لگے کہ یہ سب علوم کی تحصیل۔ اور پڑھنا لکھنا اور اوسکے حصول میں تکلیفیں اوٹھانا محض اسلئے ہے کہ نفس سرکش مطیع اور فرمان بردار ہو جائے۔ ذلت اور عاجزی اختیار کرلے۔ گائے کی گردن پر جوا اس لئے رکھتے ہیں کہ وہ قابو میں رہے اور زمین کو خوب جوتے اور زمین سے بجائے خشک گھاس کوڑے کے عمدہ پھول پھل نکلیں۔ اگر علم سے نفس مطیع نہوا تو وہ علم سراسر زحمت اور نقصان ہے۔

علم کز تو ترا
جہل ازان علم بہ بود صد بار

حضرت سلطان ولد کہتے ہین ایک دن میرے والد کو استغراق ہوا۔ ایک گھڑی تک۔ اوسی حالت مین رہے۔ ہوش مین آنے کے بعد مینے وجہ استغراق کی دریافت کی فرمایا بہاء الدین مینے بغداد مین ایک شخص کو دیکھا کہ برسون سے ریاضت اور مجاہدے مین مشغول ہے۔ بدن گھل گیا۔ گردن پتلی پڑگئی۔ چہرہ زرد ہے اور روتا ہے کمال یہ ہے کہ دریائے بغداد کے بہتے پانی پر مصلے بچھا کر نماز پڑہتا ہے۔ باوجود اس قوت کے وہ کہتا تھا الٰہی مجھے حیرت نصیب کر موجودہ کمالات سے مجھکو کوئی فائدہ نہیں ہے ابھی مینے اوسکے کان مین کہا کہ میرا شمس الدین دمشق مین ہے اور سیلون ہتھیلیون مین بہا کرتا ہے اور مخلوق کا تماشا دیکھتا ہے۔ تو اوسکے پاس جا۔ جب وہ تجھے اس حالت زار مین دیکھیگا تیرا مطلب حاصل ہوجائیگا اور جس باطنی حالت کی تلاش ہے وہ مل جائیگی اسیوقت اوس درویش نے میری نصیحت مانی اور بے توقف دمشق کو چلدیا۔ مولانا شمس الدین اوسکی صورت دیکھتے ہی مدعا پا گئے۔ اوس کی حالت زار پر تبسم کیا اوسیوقت اسکے قلب مین نور اور سرور پیدا ہوگیا۔ اور درجہ کمال پر پہنچ گیا۔ واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔

یک نظر ہے بیش نیست آن فقیر ای پسر | بر بر دت آن نظر سوی اثیر ای پسر

روایت ہے کہ مولانا روم صاحب فرماتے تھے ابتدا مین مین اپنے والد کے کلام کو دیکھا کرتا تھا۔ مولانا شمس الدین مجھے منع کرتے تھے۔ اونکی خاطر سے مینے ایک عرصہ تک مطالعہ نہین کیا۔ ایکدن خواب مین دیکھتا ہون کہ قراطائی کے مدرسہ مین بہت سے مجمع کے ساتھہ بیٹھا ہوا ہون۔ اور والد کی کتاب پڑہ رہا ہون جسوقت خواب سے آنکھہ کھلی اسیوقت مولانا شمس الدین میرے پاس آئے اور کہا آپ نے پھر کتاب کو دیکھا۔ مینے کہا توبہ توبہ اب تو مدت سے مینے کتاب نہین دیکھی ہے۔ کہنے لگے رات قراطائی کے مدرسہ مین بہری جماعت مین آپ کتاب دیکھہ رہے تھے خواب علی الاکثر فکر کا نتیجہ ہے۔ اگر آپ کو اوس کتاب کا خیال نہوتا تو

خواب میں بھی نظر نہیں آئی - اسکے بعد جب تک شمس الدین زندہ رہے میں نے کبھی وہ کتاب نہیں دیکھی -

منقول ہے کہ ایک دن مولانا شمس الدین مولانا روم صاحب کی خدمت میں حاضر تھے شہر کے اور بزرگ بھی موجود تھے - مولانا روم صاحب نے فرمایا مجھے ایسا مرید درکار ہے جسکے کمال کے دریافت کرنے میں سب مشائخ اور عارفان واصل قاصر ہوں - اور اوس میں کمال حاصل کرنے کی استعداد کم قابلیت ہو کہ سب لوگ اوسکو کامل بنانے میں عاجز رہے ہیں - میں ایسے شخص کو درجہ کمال پر پہنچاکر کامل مکمل کروں اور خدا کو بے شک وشبہہ کر دکھلاؤں - اوسمیں یہ قوت پیدا کروں کہ وہ کوڑھی کو اچھا کرے اور اندھے کو آنکھیں دے -

قابلی گر شرط فعل حق بودے ہیچ معدومے بہشتی نا مدے
ہر آن شکل کہ شیر اصل نہ کردند بر او جملہ بازی و فسون است
بزیر ران او تقدیر رام است اگرچہ نیک تند است و حرون است

منقول ہے ایک دن مولانا شمس الدین مدرسہ مولانا روم میں فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے بندوں سے تین چیزیں طلب کی ہیں - ایک فرمانبرداری کتاب اللہ کی - دوسری بندگاری - تیسری یادداری - کتاب اللہ کی فرمانبرداری عبادت ہے بندگاری عبودیت ہے - اور یادداری اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے - اپنا بوجھ دوسروں کی گردن سے اوٹھائے اور دوسروں کا بوجھ خود اوٹھا - اور مخلوق سے طمع نہ کر تونگری مخلوق کی نذر کر - تو درویشی کا طالب رہو - مخلوق عزت طلب کرتی ہے تو ذلت تلاش کر -

مولانا شمس الدین سے کسی نے سوال کیا معرفت کیا چیز ہے - فرمایا معرفت نام ہے دل کی زندگی کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو چیز زندہ ہے یعنی جسم اوسکو ہلاک کر اور جو چیز

مردہ ہے یعنے دل اوسکو زندہ کر جو چیز حاضر ہے یعنے دنیا اوسکو غائب کر اور جو چیز غائب ہے یعنی آخرت اوسکو حاضر کر جو چیز ہست ہے یعنی حرص اوسکو نیست کر اور جو چیز نیست ہے یعنی اپنی نیستی اوسکو ہست کر معرفت دلسی ہی شہادت زبانسے خدمت اعضا سے ہی۔ اگر دوزخ سے چھٹکارا چاہتا ہے خدمت کر۔ اگر بہشت چاہتا ہے عبادت کر۔ اگر شفاعت چاہتا ہی نیت درست کر اوراگر مولی کا طالب ہے تو اوسکی طرف متوجہ ہو جا۔ جس شخص نے مجھے پہچانا میرا طالب ہوا جو کوئی مجھو چاہتا ہی مجھے ڈہونڈہتا ہے۔ جو کوئی مجھے ڈہونڈہیگا پائیگا۔ اور پھر سوائے میرے کسی چیز کو نہ دیکھے۔

کسی نے آپ سے پوچھا کیا تدبیر آپ تک رسائی کی ہے۔ فرمایا تن کو چھوڑ دے اور چلا آ۔ یہ جسم ہی خدا اور بندہ کے درمیان میں پردہ ہے جسم چار چیزون کا نام ہی۔ شرمگاہ۔ حلق۔ مال۔ اور جاہ یہی چیزین دیدار خدا کے لیے حجاب ہین۔ بندہ وہ ہی کہ دوست کی یاد سے نہ تھکے اور اوسکی دوستی سے کبھی سیری نہو گو منہ مین لقمہ نہو مگر رضائے الٰہی کی خواہش کا یقین کامل ہو۔ عارف کی تین علامتین ہین دل فکر مین مشغول ہو۔ تن عبادت مین مشغول ہو۔ اور آنکھ قربت الٰہی مین مصروف ہو دوسری علامت عارف کی یہ ہی کہ دنیا کا دل مین کھٹکا نہو عقبیٰ کا دل پر کوئی اثر نہو۔ اور مولیٰ کا اسکی نزدیک کوئی بدل نہو۔

علم تین چیزونکا نام ہے۔ زبان ذاکر۔ دل شاکر اور جسم صابر۔ سب کی جانین جسم سے نکلجائینگی۔ مگر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنیوالی جان جسم سے نہین نکلیگی۔

جس جسم مین علم نہین ہے وہ ایسا شہر ہے جس مین پانی نہین ہے۔ اور جس جسم مین کوشش نہین ہے وہ ایسا غلام ہی جسکو آقا کی حاجت نہین

چار چیزین بہت نادر ہین دولت مند بردبار۔ درویش خوش وخرم۔ گنہگار رضا اسی

ڈرنے والا۔ اور عالم پرہیزگار۔
دنیا کے طالب کو بغیر تجارت اور کسب کے چارہ نہیں ہے۔ عقبیٰ کے طالب کو بغیر طاعت اور خدمت کے چارہ نہیں ہے۔ علم کے طالب کو بغیر ذلت اور غربت کے چارہ نہیں ہے۔ جو شخص علم کو آسانی سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ رنج میں رہیگا۔ اور جو شخص رنج پر صبر کریگا آسانی پر فائز ہوگا۔ جو کوئی عزت کا طالب ہوگا بہت جلد ذلت ملیگی اور دولتمندی کا طالب درویش رہیگا۔ درویشی اور مفلسی پر صبر کرنیوالا تونگر ہو جائیگا۔
عالم میں تین عادتوں کا ہونا چاہیے۔ حلم۔ بے طمع۔ اور پرہیزگار۔ اور سب میں افضل علم اور حلم ہے۔
مولانا شمس الدین فرماتے تھے حکمت کی تین قسمیں ہیں۔ ایک حکمت گفتار۔ دوسرے حکمت کردار۔ تیسرے حکمت دیدار۔ حکمت گفتار عالموں کا حکمت کردار عابدونکا اور حکمت دیدار عارفوں کا حصہ ہے۔ حلیم کبھی اوس شخص پر غصہ نہوگا جو کوئی اوسکے خلاف طبیع کام کرے اور نہ اوس شخص سے عداوت اور کینہ رکھیگا جو اوسپر ظلم کرے۔
حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ سے کسی نے کہا آپ ہوا پر اور پانی پر چلتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے۔ خشک لکڑی پانی پر تیرتی ہے۔ پرند ہوا پر اُڑتے ہیں۔ شب کی شب میں پرند دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک چلے جاتے ہیں۔ مردونکا بس یہی کام ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی چیز سے تعلق نہو۔
اسیطرح فرماتے تھے۔ سخاوت چار چیزونکی ہے۔ مال کی سخاوت زاہدونکا کام ہے جسم کی سخاوت محنت اور مجاہدہ کرنیوالونکا حصہ ہے۔ جانکی سخاوت غازیونکے لیے ہے۔ اور دلکی سخاوت عارفوں کے ساتھہ مخصوص ہے زاہد مال دیکر معرفت لیتے ہیں۔ قرآن میں فرمایا ہے
تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا فى الارض ولا فسادا
مجاہدہ کرنیوالے جسم کو دیکر ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ

قرآن مین ارشاد ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا
غازی جان کے بدلے حیات ابدی حاصل کرتے ہین۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے
بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین۔ عارف دل نذر کرے
محبت اور معرفت لیتے ہین۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ یحبھم ویحبونہ۔ تواضع
سے زیادہ مینے کوئی بہتر چیز نہین دیکھی۔ جو کچھ تمہاری ہاتھ مین ہے اوس پر خوش ہو
اور جو دوسری کے ہاتھ مین ہے اوس سے ناامید ہو جاؤ۔

پیغمبرون کی عزت نبوت سے ہی۔ علما کی تواضع سی۔ اولیا کی حلم سی۔ درویشون کی
خوشی سے۔ تونگرونکی سخاوت سے۔ اور عابدونکی خلوت سے۔

دین کی محافظ دو چیزین ہین۔ ایک سخاوت دوسری نیک خو۔

موت سی کوئی نہین بھاگ سکتا۔ زرق مقسوم ہو چکا۔ موت کا وقت معلوم ہے
حریص محروم ہے۔ بخیل مذموم ہی۔ حاسد مغموم ہی۔ عارف مرحوم ہی۔ اور شیطان
مرجوم ہی۔ تدبیر سی تقدیر کو کوئی فائدہ نہین ہوتا۔ تو موت سی بھاگ نہین سکتا۔ اور
صرف طول وطویل امید ونس کامیابی نہین ہو سکتی۔ تیری زرق سی تجھی کوئی محروم نہین
کر سکتا۔ دوسرونکا زرق تجھی نہین ملیگا۔ پھر تو کس لئی اپنی تن کو ہلاک کئے ڈالتا ہے۔

اے فرزند آدم تونگری قناعت مین ہی اور سلامتی تنہائی مین۔ آزادی بی آرزوی مین ہے
اور دوستی بی رغبتی مین۔ اور برخورداری صبر مین ہے۔ طمع کرنیوالا غربت مین ہی۔ قانع کو
کبھی ذلت نہین ہوتی۔ آزاد آدمی طمع سی غلام ہو جاتا ہی اور غلام بوجہ قناعت کی آزاد
ہو جاتا ہے۔

نیاز سی شرم جاتی رہتی ہی اور غرور سی دین برباد ہوتا ہی۔ حریص کی عادت ابلیس کی سی ہوتی ہی
جہان طمع پیدا ہوی جمع (اطمینان) پیدا ہوی جہان جمع پیدا ہوی منع (انکار حکم الٰہی) پیدا ہوی جہان
منع پیدا ہوی قطع خدا سی قطع امید) پیدا ہوئے جہان قطع پیدا ہوی کفر ہو گیا جسجگہ کفر آیا وہان آگ کا آنا

ضرور ہے۔
اگر تو جسم سے گذر جائے تو جان تک رسائی ہو اور پھر جانان سے اتصال ہو جائے حق تعالیٰ قدیم ہے۔ انسان حادث ہے۔ یہ کب اوس تک پہنچ سکتا ہے صرف جان دینے سے نجات ہو سکتی ہے۔ اگر اپنی ہتیلی پر جان رکھہ کر دنیا سے نکل جائے تو کیا خوب ہو۔

عاشقانت بر تو تحفہ اگر جان آرند   بسر تو کہ ہمہ زیرہ بکرمان آرند

کرمان مین زیرہ لیجا کر کیا قیمت حاصل ہوگی اور کونسی قدر ہو سکتی ہے وہ بہی ایسی ہی بارگاہ ہے وہ تو بے نیاز ہے۔ تو نیاز کا تحفہ لیجا اسلئے کہ بے نیاز نیاز کو دوست رکہتا ہے۔ اوس نیازکی بدولت ان حوادث سے تجہے نجات ملیگی۔ اوسوقت قدیم کے خزانہ سے تجہے ایک چیز ملیگی وہ عشق ہے۔ عشق کی جال مین پہنس جا۔ جسم مین محبوبہ کا اثر ہے اوس قدیم کی بدولت ذات قدیم تک رسائی ہوگی بس اب باتین ختم کرتا ہون۔ گو ان باتونکا خاتمہ تو قیامت تک نہین ہو سکتا۔

ایک روز مولانا شمس الدین سماع کے متعلق فرمانے لگے کہ مردان خدا سماع زیادہ کرتے ہین اور وہ عالم ہستی سے بالکل باہر نکل آتے ہین۔ اونکو سماع سے اللہ تعالیٰ کا وصل نصیب ہوتا ہے۔ ایک سماع حرام ہی ہے بلکہ کفر ہے۔ جس شخص کے ہاتہہ پانو اونکو سماع مین جنبش ہو اور حال نہ پیدا ہو اوسکے ہاتہہ پاؤن ضرور دوزخ مین جلائے جائینگے۔ البتہ جن ہاتہون کی حرکت سے حال پیدا ہوگا وہ بہشت مین جائینگے۔ ایک سماع مباح ہے وہ اہل ریاضت اور صاحبان زہد کا سماع ہے کہ حالت سماع مین قلب مین رقت پیدا ہوتی ہے اور آنکہون سے آنسو جاری ہوتے ہین۔ ایک سماع روزہ رمضان اور پانچ وقت کی نماز کی طرح فرض عین ہے۔ جسطرح بقائے زندگی کے لئے بقدر ضرورت غذا فرض ہے وہ سماع اہل حال کا ہے۔ اونکی حیات کا مدار سماع پر ہے اوسکے بغیر زندہ نہین

رہ سکتے جو لوگ سماع کے قابل ہین اگر اونمین سے ایک مشرق مین اور دوسرا مغرب مین تو وہ ایک دوسرے کی حال سے باخبر ہوتے ہین۔

کسی شخص نے کہا مولانا روم سراسر لطف ہین۔ مگر مولانا شمس الدین مین لطف و قہر کی دونون صفتین موجود ہین دوسرے شخص نے جواب دیا اس صفت مین سب آدمی مشترک ہین۔ ہر ایک شخص مین لطف بھی ہی اور قہر بھی ہے۔ مولانا شمس الدین کو یہ بات از روی مکاشفہ معلوم ہوئی آپ اوس دوسرے شخص کی سامنے کہنے لگے کہ تو کہتا تھا قہر و لطف مین سب شریک ہین۔ اوس نے عرض کیا کہ میرا مقصود آپکی تردید نہ تھا بلکہ آپکے معاملہ مین تاویل کرتا تھا۔ مولانا کہنے لگے۔ ای احمق تو اس معاملہ مین کیا تاویل کر سکتا ہے اور کونسا عذر پیش کر سکتا ہے اوسنے تو میری تعریف خدا کی اوصاف کے ساتھ کی کہ قہر بھی ہے اور لطف بھی ہی۔ یہ گفتگو قرآن کی نہ تھی حدیث کی نہ تھی یہ تو میرا ذکر تھا۔ میری زبان اوسکے دہن مین گردش کرتی تھی تونے کسطرح اوسکے قول کو رد کیا۔ جو لطف و قہر مجھہ مین موجود ہے وہ سب مخلوق مین ہرگز موجود نہین ہے اگر یہی بات ہی۔ تو بایزید۔ جنید اور شبلی کے افعال و اقوال کی بدولت ہر ایک شخص اونکی طرح ہو جائے۔ یہ نہین ہو سکتا۔

ایک روز فرماتے تھے۔ مولانا روم صاحب مین جمال خوب ہی۔ مجھہ مین جمال بھی ہی اور برائی بھی ہی۔ مولانا نے میرے جمال کو دیکھا تھا۔ میری عیبون کو نہین دیکھا تھا اب مین نفاق نہین کرتا اسلئے برائیان کرتا ہون تاکہ مولانا میری عیب اور ہنر سب دیکھہ لین۔ فرماتے تھے میرے دیدار کو اوس ہی نے دیکھا جس نے میری نصیحت قبول کی نصیحت کے قبول کی یہ نشانی ہے کہ دوسرے کی صحبت سے اوسکا دل سرد اور تلخ ہو جائے۔

ایک بار فرمانے لگے۔ انبیا اور اولیا باہم ایک دوسرے کی شناخت کا ذریعہ ہین عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہین۔ ای یہودی تو نے موسیٰ علیہ السلام کو اچھی طرح نہین پہچانا

آؤ مجھے دیکھو۔ اوسوقت تجھی موسیٰ علیہ السلام کی شناخت ہوگی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین۔ اے نصرانی اور یہودیو! اتمنے موسیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اچھی طرح نہین پہچانا۔ آؤ مجھے دیکھو اوسوقت اونکی شناخت پوری ہوگی۔ غرضکہ ایک نبی دوسرے نبی کی شناخت کراتا ہے۔ اور اونکی کلام سے ایک دوسرے کے حالات کی تفصیل معلوم ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ۔ آپکی شناخت کون کرائیگا۔ فرمایا کہ میرے امت کا ہر مومن میری شناخت کا ذریعہ ہے۔

جو شخص زیادہ فاضل ہے وہ اپنے مقصود سے زیادہ دور ہے۔ جسکی فکر تیز ہوگی اوسکو تردد بھی زیادہ ہوگا۔

برخاک درش از سر دل کن سجدہ — این کار دل است کار پیشانی نیست

سبحان اللہ سب مخلوق آدمی پر فدا ہو رہی ہے اور یہ خود اپنی ہستی پر فدا ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ نہین فرمایا ہے کہ ہمنے آسمانون کو بزرگ کیا ہے یا عرش کو بزرگ کیا ہے۔ بلکہ فرمایا ہے۔ ہمنے انسان کو بزرگی دی ہے۔ اگر تو عرش پر چلا جائے تو کیا فائدہ۔ دل مین یار کی تلاش چاہئے۔ سب انبیا۔ اولیا۔ اور اصفیا سب دل کے فدائی تھے۔ اور یہی ڈھونڈھتے تھے۔ سب مطلب ایک بات مین ہے۔ جس نے اپنے آپکو جان لیا سب کو جان لیا۔ نیاز اور قہر دونون صفتین تجھ مین موجود ہین۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اهد قومی انهم لایعلمون (میری قوم کو ہدایت کر وہ بے خبر ہین) یعنی کافر بھی اسکے اجزا ہین۔

جزو درویش اند جملہ نیک و بد — گر نباشد این چنین درویش نیست

اگر کافر جز نہوتے تو جدا ہوتے۔ پھر وہ خود کل کیونکر ہوسکتا۔ عالم کو کلیات کہا ہے کلیات سے کوئی جز خارج نہین ہوسکتا۔

ایک روز مولانا شمس الدین نے کہا۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں علیکم بالسواد الاعظم۔ مراد اس کہانے سے روٹی کا کہانا نہیں ہے بلکہ اوس جہان کی غذا مراد ہے جسکو شہیدون کی نسبت فرمایا ہے یرزقون فرحین جب نفس امارہ تابع اور مغلوب ہو گیا تو حیات دنیوی ہی مین شہید اور غازی ہو گیا جو یہ غذا کسی مغفور کے ساتھہ کہائیگا تو وہ بہی مغفور ہو جائیگا۔ اگر کوئی کہے کہ ہزارون منافق اور یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ کہانا کہاتے تو کیا اونکے نزدیک حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مغفور نہ تہے۔ اوسکا یہ جواب ہے کہ اگر اونکا یہ اعتقاد ہوتا تو ہر حال مین آ کر شریک ہوتے۔ اتباع اور پیروی سے اعتقاد اور مسلمانی ثابت ہوتی ہے۔ کافر نفس کی پیروی کرتا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ مین ایمان لایا۔ اوسکے یہ معنی ہین کہ نفس کی مخالفت کا عہد کرتا ہون۔ دوسرا کہتا ہے یہ میرا کام نہین۔ مین تو یہ نہین کر سکتا۔ لیکن خراج دیتا ہون۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو سند عنایت کر دی کہ جس نے ذمی کو ستایا مجہو ستایا اور میرا عہد توڑا۔ اب یہ لوگ ہین جو کہتے ہین ہم مومن ہین اور نفس کی پیروی سے بیزار ہین۔ مگر جہوٹے ہین۔ وہ کہتے ہین ہم سفید ہین مگر اصل مین نہین ہین۔ اپنے آپکو باز بتاتے ہین۔ اور حقیقت مین کوے ہین۔

مومن کو شکر کرنا چاہئے کہ کافر نہین ہے۔ اور کافر اس بات کا شکر کرے کہ منافق نہین ہے۔ منافق کافرون سے بدتر ہین قرآن شریف مین ہے۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ احادیث عرب مین بیان کیا ہے کہ جسوقت دوزخ بالکل خالی ہو جائیگی۔ اوسوقت ایک قوم اوسکے دیکہنے کو آئیگی۔ وہان اونکو کچہہ لوگ نظر آئینگے دیکہنے والے پوچہینگے تم کون لوگ ہو کل دوزخ خالی ہو گئی مگر تم موجود ہو۔ وہ کہینگے ہم منافق ہین اور ہماری رہائی ممکن نہین ہے۔ اس حدیث کو دمشق کے

قاضی نے الدین خوئی[1] کے سامنے درس عام مین نقل کیا تھا لیکن وہ مشہور نہین ہوئی بہرحال جو صاحب باطن ہے وہ اس سے مطلب حاصل کر ہی لیگا۔ نفاق کیا ہے۔ ایک نفاق جلی ہے اور ایک نفاق خفی۔ نفاق جلی تو ہم سے اور ہمارے دوستون سے دور ہے لیکن یہ کوشش کرو کہ نفاق خفی مخلوق کے دل سے نکل جائے۔

ایک روز کچھ لوگ قدم اور حدوث عالم پر گفتگو کر رہے تھے۔ مولانا شمس الدین نے فرمایا۔ اگر عالم قدیم ہوا تو تجھے کیا فائدہ۔ تو یہ تحقیق کر کہ تو خود قدیم ہے یا حادث جسقدر تیری عمر ہے اپنی حالت کی تفحص مین صرف کر نہ عالم کے قدیم ہونیکی تلاش مین مقصود ایجاد عالم سے یہ ہے۔ کہ عمدہ کام لوگ کرین۔ شائستگی افعال سے جان کو جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ اور جان کی جمعیت سے اللہ تعالیٰ کے حضور مین عجز و نیاز پیدا ہوتا ہے۔ اگر علم ہے اور آخرت کا اعتقاد نہین ہے تو کچھ بھی نہین ہے۔ اگر شائستہ افعال ہے اور علم سے بے بہرہ ہے تو دونون جہان مین بااعزاز ہے سب مخلوق علم اور فائدے کی تلاش مین ہے تو علم نیک تلاش کرتا کہ نیک کامونسے مقصود حاصل ہو۔ مغز یہی بات ہے۔ باقی پوست ہے۔ الرحمن علی العرش استویٰ۔ (رحمن عرش پر براج رہا ہے) بتاؤ اس مین کیا ارشاد ہے تفسیر خازن مین لکھا ہے کہ ہمارا یہ ایمان ہے اور ہمین یہ بات قبول ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

قد استوی بشر علی العراق　　من غیر سیف و دم مهراق

(جسطرح کہ کوئی بشر ملک عراق پر　　بغیر تلوار کے زور اور خونریزی کے قابض ہو جائے)

اور جسطرح کے دوسرون نے کہا ہے کہ اس آیت سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بلا کیف اور کیفیت کے براج رہا ہے یہ بھی ہمارا ایمان ہے اس بیان سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ سورہ طٰہٰ کی تفسیر مین اہل ظاہر نے یہی کہا ہے کہ طٰہٰ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین

[1] اصل نسخہ مین یون ہی لکھا ہوا ہے۔ مترجم۔

جب نماز تہجد کا حکم آیا تو آپ ساری ساری رات ایک پاؤن سے کھڑے رہتے تھے
اور آپکے قدم مبارک سوجہ گئے۔

کرد آ ماسس زاستادن پای رسول تاقبا چاک زوند از ہمرش اہل قبا

حکم ہوا ای طٰہٰ یعنے ای حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ دوسرا پاؤن بہی زمین پر رکہئے۔
ہمنے تمہاری تکلیف کے واسطے یہ قرآن نہین بہیجا ہی۔ یہ علمائے ظاہری کا قول ہین
مین انکو نہین پوچہتا۔ ہان علمائے باطن نے جو کچہہ کہا ہی وہ دریافت کرتا ہون۔ وہ
بیان کر۔ اسکی تفسیر لوح محفوظ مین سے پڑہنا چاہیے۔ جس لوح کے کنارے وہم مین بہی
نہین آسکتے۔ مطلب اسکا یہ ہی کہ بادشاہ مطلق نے حکم دیا کہ تم اسقدر محنت نہ کرو
ہمے تمسے شرم آتی ہے۔ آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ مجھے منع کیون کرتے ہو۔ تمہاری وجہہ سے
دنیا سے میرا دل سرد ہوگیا ہی۔ لیکن تمسے دل کو ٹہنڈک پہنچتی ہی۔ حکم ہوا کہ جب صورت یہ ہے
تو اب ہم پھر کچہہ نہ کہینگے۔ یہان تک کہ انا فتحنا نازل ہوی۔ اور اوس مین کہا کہ تمہاری
جان اور تمہارے سر کی قسم اب تو تمہارے اگلے پچھلے ہمنے سب قصور اور گناہ معاف کر دئے۔
اب زیادہ تکلیف نہ اوٹہاؤ۔ عرض کیا کہ یہ جوشش عشق ہے۔ آپکے سر اور جان کی قسم
کہ ابہی مین محنت نہین ترک کرونگا اور ایسی محنت کی کہ پائے مبارک ورم کر آئے
اسوقت حکم ہوا طٰہٰ ٥ ما انزلنا علیک القران لتشقی ٥ (اے حبیب ہمنے
قرآن تم پر اس لئے تو نازل نہین کیا ہے کہ تم اسکی وجہ سے اسقدر مشقت اوٹہاؤ)
ہمنے جو تمہین اپنے پہلو مین بٹہا لیا ہے اور تم سے باتین کرتے ہین اوس سے یہ غرض نہین ہی
کہ تمہین تکلیف ہو۔ الا تذکرۃ لمن یخشی ٥ تنزیلا ممن خلق الارض
والسموات العلی ٥ (یہ قرآن اس شخص کے لئے نصیحت ہی جو خدا سے ڈرتا ہی۔
یہ اوس خدا کا اُتارا ہوا ہی۔ جس نے زمین اور آسمانون کو پیدا کیا) یہ عرف عام ہے
زمین سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مراد ہی۔ اور آسمانون سے آنحضرتؐ

کی قوت متفکرہ - قوت متصورہ - اور قوت متخیلہ مراد ہے۔ الرحمٰن علی العرش استویٰ کا یہ مطلب ہے کہ مین تمہارے دل مین قرار پکڑ لیا - اب کس لئے محنت و مشقت کرتا ہے ایک روز مولانا شمس الدین نے فرمایا - تو کہتا ہے کہ مین خدا رسیدہ ہو گیا - اب محمد سے بے مستغنی ہون اللہ تعالیٰ تو محمد سے مستغنی نہین ہے - اگر وہ مستغنی ہوتا تو تو انہین کیون پیدا کرتا - گو خدا نے فرمایا ہے ہم چاہین تو ہر ایک قصبہ قصبہ مین ایک ایک ڈرانے والا پیدا کردین مگر اوس نے کوئی نہین پیدا کیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لولاک فرماتے ہین آنحضرت کو محمد رسول اللہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے اے حبیب تجھے ہر چیز سے عزیز یا دہ عزیز رکھا - اب مین بھی سوائے تمہارے کسی کو نہین چاہونگا - سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے یہہ معنی ہین کہ وہ معراج کو گئے - تو بھی اونکی پیروی کر - تاکہ تیرے دل مین بھی خدا کے رہنے کی جگہہ ہو جائے - اگر دین کا طالب ہے تو ہمیشہ عبادت کر - اور اگر طالب حق ہے تو مردان خدا کی خدمت مین رہو -

ہم نشینی تو از تو بہ باشد تا ترا عقل و دین بیفزاید

مچھلیان شکستہ نہین مجری وہ ہے کہ شکستہ دل ہو جو شخص شاخ کو پکڑا گرا - اور جس شخص نے درخت کو پکڑا سب شاخین اوسکے قبضہ مین آگئین -

فیلسوف کہتا ہے مین معقولی ہون اور معقول بات کہتا ہون لیکن اوسکو عقل معاد ہے - عقل ربانی کی تو اوس مین بو بھی نہین ہے -

ایک روز مولانا شمس الدین نے فرمایا - ایک درویش کو بارہ سال کے بعد آنحضرت کی زیارت نصیب ہوئی - عرض کیا حضور پہلے تو ہر جمعہ کو زیارت نصیب ہوتی تھی اب بارہ برس تک مجھے محروم رکھا - حضور نے فرمایا - مین تعزیت مین مصروف رہا عرض کیا تعزیت کس چیز کی تھی - فرمایا اس بارہ سال کے اندر صرف سات جنکا منہ قبلہ کی طرف تھا اور وہی میرے پاس آئے - باقی سب کے منہ قبلہ سے پھرے ہوئے پائے

یارون کی جمعیت مین خوشی ہے۔ باہم ایک دوسرے کے پہلو مین بیٹھتے ہین۔ ناز کرتے ہین اور جمال دیکھتے ہین۔ جو لوگ جدا جدا رہتے ہین اونمین نفس کا گذر ہوتا ہے اور نور زائل ہو جاتا ہے۔ روٹی کو شہد مین ڈالکر رکھو اور ہوا اندر جانے نہ پائے تو خوش مزہ رہیگی۔ لیکن جب کبھی ذرا بھی ہوا کا گذر ہوگا خراب ہو جائیگی۔

موسیٰ علیہ السلام کے تجربہ کو دیکھو وہ بھی حضرت خضر کی صحبت کی خواستگار ہوی۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم باوجود ایسی عالی رتبہ ہونے کے درویشان است کے پاس خاک پر بیٹھتے تھے اور انسے سلام وعلیک کرتے تھے اور اونکی دعا کی طالب تھے۔

این ترا باور نیاید مصطفےٰ چون زمسکینان ہمے جوید دعا

جب تو نے اپنے آپ کو پا لیا تو پھر دوسرے شخصون کی گردن پکڑ کر اپنی طرف کھینچ۔ ورنہ تیری حالت ایسی ہے جیسے کہ اونٹ اور چیونٹی سفر کو نکلے۔ دریا کے کنارے چیونٹی ٹہر گئی۔ اونٹ نے کہا۔ کیا سوچتی ہو چلی آؤ صرف زانو زانو پانی ہے چیونٹی نے جواب دیا گو تیرے لیے زانو زانو ہے مگر میرے سر سے تو چھ گز اونچا ہو جو شخص بغیر پیر کے ہے۔ عاجز ہے۔ اب عوج بن عنق کے مقابلہ مین اونٹ کی بھی حالت ہے۔ عوج بن عنق طوفان نوحؑ مین غرق نہین ہاں اوسکے زانو زانو تھا جو اللہ کے بندے پانی اور مٹی سے علیحدہ ہین اونکے سامنے عوج بن عنق کی کیا حقیقت ہے اون مردان خدا کے نزدیک دنیا اور عقبیٰ دو قدم کی بھی ہے۔

ایک روز فرماتے تھے۔ چاہیے کہ بے ترتیب پیر کے دن اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرے ایک بیک بے ترتیب روزہ رکھنا نفس کو گران گذریگا۔ شاید عاجز ہو کر نفس مسلمان ہو جائے۔ گو اوسکا مسلمان ہونا سخت مشکل کام ہے۔

مولانا شمس الدین سے کسی نے پوچھا پوشیدہ صدقہ کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا پوشیدہ صدقہ یہ ہے کہ خیرات کے شوق مین اسقدر استغراق ہو کہ تجھ سے بہتر جو خیرات کرے تو پہچانے

رہو کہ کاش اس سے بہتر چیز صدقہ مین دیتا۔ اکثر حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ حج کو بابیادہ جایا کرتے تھے۔ اسیطرح سے ستر حج ادا کئے تھے۔ ایک دن کعبتہ اللہ کی راہ مین دیکھا کہ پانی کی کمی سے حجاج کو بڑی مصیبت پیش آئی اور لوگ ہلاک بھی ہوئے۔ ایک ہی کنوان تھا۔ سب حاجی اوس پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ وہان ایک پیاسا کتا بھی کھڑا تھا۔ کوئی اوسکو پانی نہین پلاتا تھا۔ وہ کتا بار بار حضرت بایزید علیہ الرحمتہ کی طرف دیکھتا تھا آپکو الہام ہوا کہ اس کتے کو پانی پلاؤ۔ اُسیوقت آپ نے ندا دی کہ کوئی شخص پانچ حج پیادہ کے عوض تھوڑا پانی فروخت کریگا۔ مگر کوئی نہین بولا۔ آخر ستر حج پر نوبت آئی۔ اوسوقت کسی نے پانی دیا۔ پانی لیکر آپ نے کتے کے سامنے رکھا۔ اوسوقت یہ خطرہ آپکو ہوا کہ دیکھو مینے کیا کام کیا کہ تھوڑے پانی کے واسطے وہ بھی ایک کتے کیلئے اپنے پیدل کے ستر حج دیڈالے۔ کتے نے پانی مین منہ نہین ڈالا۔ اور منہ پھیر لیا۔ اوسوقت آپکو الہام ہوا تو کہتا ہے مینے یہ کیا اور وہ کیا۔ دیکھہ یہ کتا تو تیرے ستر حجون کو قبول بھی نہین کرتا۔ آپ نے اوسوقت اپنے قلبی خطرہ سے توبہ کیا۔ پھر اوس کتے نے پانی پیا۔

آئی کہ بہ صد شفاعت صد زاری بر پات سگے بوسہ دہم۔ نگزاری

تو بت پرستون کو برا کہتا ہی۔ کیونکہ وہ پتھر کو سجدہ کرتے ہین۔ مگر تیرا منہ بھی تو دیوار کی طرف ہی۔ اولیاء کرام کا جسم ایک دیوار ہے۔ کعبہ دنیا مین سب اوسکی طرف سجدہ کرتے ہین۔ لیکن جب کعبہ کو درمیان سے اوٹھالین اسوقت معلوم ہوگا کہ سب ایک دوسرے کے دل کی طرف سجدہ کر رہے ہین۔

آپ نے فرمایا۔ یہ جو مشہور ہو کہ ایک ساعت کا تفکر ساٹھہ برس کی عبادت سے بہتر ہو۔ اس تفکر سے مراد صادق درویشون کی خدمت کی حاضری ہی۔ بشرطیکہ اُس مین ریا نہو ظاہر ہے کہ وہ حاضری عبادت ظاہری بے حضور سے بہتر ہوگی۔ اسلئے کہ نماز بیحضور قلب اور بغیر سورۃ الحمد کے

نہین ہوتی - اگر کوئی پڑھ لے تو دوبارہ ادا کرنا چاہئے - درویشون کے ہان حضور قلب اور سورۂ الحمد حاضری خدمت کا نام ہے - اور وہ حضوری ایسی ہے کہ جبرئیل بھی وہان آئے تو صحبت کرے -

ایک روز فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو اس قلعہ مین داخل ہوا اوسکو میری عذاب سے امن ہے - مگر صرف نام لینے سے کوئی شخص قلعہ مین نہین داخل ہو سکتا - کوئی شخص کعبے مین دمشق مین چلا گیا تو یہہ بہت سہل ہے - مگر دمشق مین اس کہنے سے نہین پہنچ سکتا - اگر زبانی معاملہ ہو تو ہر شخص ایک لحظہ مین آسمان و زمین عرش و کرسی سب کی سیر کر آتے - جس نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ خالصًا مخلصًا کہا وہ ضرور جنت مین داخل ہوگا - اگر تو اس کلمہ کو یقین قلب کے ساتھہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک ہے - کوئی چیز باقی نہین رہی - ہزارون چیزین بھی تیری نظر مین ایک ہی معلوم ہونگی اور تو خود یکتا ہو جائیگا - اگر یہ بات نہین ہے تو اوسکی یکتائی سے تجھ کیا فایدہ خلوص قلب سے اقرار کرنے پر وعدۂ جنت کا مصداق صحیح ہوگا -

منقول ہے ایک دن مولانا شمس الدین چنگ باجا سن رہے تھے - ایک شخص کہنے لگا - درویش اور چنگ سنا - آپ نے فرمایا - اب تو نہ دیکھیگا اور نہ سنیگا چنانچہ وہ شخص اوسی وقت بہرا اور اندھا ہو گیا - پھر اوس شخص نے بہت کچھ گریہ زاری کی مگر کچھہ نہوا - اور مولانا کہنے لگے کہ میری نزدیک تو باتین محض مذاق ہین - مگر اور لوگ اسکو معجزہ اور کرامت سمجھتے ہین - ایک شخص نے کہا حضرت مین تو اس معجزہ کا قائل ہوتا ہون جو قرین عقل ہو - آپ نے فرمایا وہ معجزہ نہین ہو سکتا جسکو عقل قبول کرے معجزہ کی تو یہ تعریف ہے کہ عقل اوسکے ادراک سے عاجز ہو -

منقول ہے کہ ایک روز شہر سیواس مین شیخ اسد الدین متکلم اخی محمد دیوانہ کے استاد اور شیخ مولانا شمس الدین کے سامنے آئے شریف وھو معکم اینما کنتم کی تفسیر یان

کرنے لگے۔ مولانا نے شیخ اسد الدین سے فرمایا تم کہتے ہو کہ خدا ہر وقت تمہارے ساتھ ہے
بتاؤ کسطرح ساتھ رہتا ہے۔ وہ ترش روی سے جواب دینے لگے۔ مولانا نے پھر حلم کو
کام فرمایا اور کہا معیت کی صورت تو بتانا چاہئے۔ انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ اپنے
علم کے ساتھ بندہ کے ہمراہ ہے۔ مولانا نے کہا علم ذات سے جدا نہیں ہے۔ اور
نہ صفات ذات سے جدا ہے۔ شیخ نے کہا یہ تو وہی پرانے سوال ہیں۔ غرضکہ شیخ
اسد الدین اسقدر تقریر میں بند ہوئے کہ مولانا کے معتقد ہوگئے۔

ایک روز دمشق میں لوگ شہاب مقتول کو مولانا شمس الدین کے سامنے کافر کہنے لگے۔
آپ نے فرمایا۔ شہاب تو نور ہے نور کیون کافر ہونے لگا۔ البتہ شمس کے سامنے
شہاب کافر ہوگا۔ لیکن جب وہ صدق دل سے شمس کے سامنے آئیگا۔ بدر کامل
ہوجائیگا۔ آپ فرماتے تھے مین اپنے صادق نیازمندون سے تو نہایت تواضع سے
پیش آتا ہون۔ لیکن دوسرون کے ساتھ نہایت تکبر اور نخوت کرتا ہون شہاب الدین
مقتول کی عقل پر اوسکا علم غالب ہوگیا تھا۔ ایسی عقل اچھی جو علم پر غالب آجائے
اور اوسکی حاکم بنجائے۔ عقل کی جگہہ دماغ ہے۔ اوسکا دماغ ضعیف ہوگیا تھا۔

ایک روز فرماتے تھے ایک طائفہ کو ذوق نصیب ہوا اور وہ عالم روح مین مقیم ہوکر
عالم ربانی کی باتین کرنے لگے۔ اب یا تو فضل الٰہی۔ یا جذبہ۔ یا کوئی مرد ایسا آنا چاہئے
کہ اونکی کمر پکڑکر عالم ربانی تک پہنچا دے۔ منصور کو عالم روح کا بھی پورا جمال نظر
نہین آیا تھا۔ ورنہ انا الحق نہ کہتے۔ کہان حق اور کہان انا الحق یہ لفظ انا کیا چیز ہے
اور یہ حرف کیا شئے ہین۔ اگر عالم روح مین پورا استغراق ہوتا تو وہان بھی حرف
کی گنجائش نہین ہے۔ وہان نہ الف سما سکتا ہے نہ نون سما سکتا ہے۔

فرماتے ہین کہ مین ان مشائخ سے پوچھتا ہون کہ لی مع اللہ وقت کا ہمیشہ معاملہ رہتا ہے۔
وہ احمق کہتے ہین ہمیشہ نہین رہتا۔ اب مین اونسے کہتا ہون کہ کسی شخص نے ایک درویش کو

دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تجھے جمعیت عطا کرے۔ اوس نے کہا توبہ توبہ یہ دعا ندو۔ بلکہ یہ دعا کرو کہ یا رب اوس سے جمعیت کو دور کردے اور تفرقہ عطا کر۔ اسلئے کہ مین جمعیت سے عاجز آگیا ہون۔ لوگ کہتے ہین پاخانہ مین اللہ تعالیٰ کا نام نہ لو اور قرآن نہ پڑھو۔ البتہ دل مین پڑھنا جائز ہے۔ مگر وہ دوسرا تو ہمسے کسی وقت جدا ہی نہین ہوتا۔ نہ اوسکو ہم اپنے آپ سے جدا کرسکتے ہین۔ جب بادشاہ اپنے گھوڑے سے نہ اُترے تو گھوڑا بیچارہ کیا کرے۔ اب دیکھو وہو سکم اینما کنتم کو ہمیشگی ہوی یا نہین۔ جو اصل کو نہین جانتے وہ فرع کی باتین کرتے ہین۔ اس حالت مین ضرور اونسے غلطی ہوگی چنانچہ ایک شخص مچھلی کا حال بیان کر رہا تھا کہ وہ ایسی ہوتی ہے اور یون ہوتی ہے۔ دوسرے نے کہا چپ رہ۔ تو کیا جانے مچھلے کسے کہتے ہین۔ اوس نے جواب دیا۔ واہ مین مچھلی کو نہین جانتا کہ بہت بار دریا ی سفر بھی کرچکا ہون۔ دوسرے نے کہا۔ اگر تو جانتا ہے تو بتا مچھلی کی کیسی صورت ہوتی ہے۔ اوس نے کہا۔ مچھلی کی یہ نشانی کہ اوسکے سر پر اونٹ کی طرح دو سینگ ہوتے ہین۔ دوسرے نے کہا بس رہنے دو۔ یہ تو مین جانتا ہی تھا کہ تجھے مچھلی کا حال معلوم نہین ہے۔ مگر اب یہ بھی تحقیق ہوگیا کہ گائے اور اونٹ مین بھی تمیز نہین ہے۔ صاحب طبع کی ضرورت نہین ہے۔ صاحب دل کی حاجت ہے۔ دل کو ڈھونڈ۔ طبع کے ڈھونڈنے سے کیا فائدہ۔ دل کی جگہہ پوشیدہ ہے اسلئے کہ خدا کی جگہہ ہے۔ ایکدن مولانا روم صاحب کے مدرسہ مین مولانا شمس الدین سے کسی نے حضور قلب کا حال دریافت کیا۔ اس بیان مین آپ نے بہت کچھ معارف بیان کئے۔ بڑے بڑے شہر کے بزرگ موجود تھے۔ پھر کہنے لگے کہ شیخ محمد عربی کی کیا مجال تھی جو وہ کہتا ہے محمد رازی نے یون کہا ہے۔ اور محمد رازی یون کہتا ہے۔ کیا ایسا شخص کافر مطلق اور مرتد نہین ہوگا۔ البتہ توبہ کرکے رہائی پاسکتا ہے۔ یہ لوگ خود اپنے آپکو شمشیر تبریز کے اوپر گراتے ہین۔ مگر شمشیر تبریز اون پر شفقت کرتی ہے۔ البتہ ان لوگون کو اپنے اوپر شفقت نہین ہے۔ شیخ محمد عربی

دمشق مین کہتے تہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پردہ دار ہین۔ مینے کہا محمد تو اپنے آپ مین دیکہتا ہی۔ وہ محمد رسول اللہ مین کیون نہین دیکہتا۔ ہر شخص آپ اپنا پردہ دار ہی ابن عربی کہتا ہی ساری خدائی خدا کی ہے۔ پہر دعوت اسلام کیسی۔ اور امر و نہی کیسا۔ یہ اپنی فضیلت کا اظہار خود دعوت ہی۔ خود تو دعوت کرتا ہی اور دعوت پیغمبر کو منع کرتا ہے۔

شیخ محمد عربی گو نیک تھا مونس تہا۔ اور انسانیت کا شرف تہا۔ لیکن پوری متابعت نہین کرتا تہا۔ بعض اوقات رکوع سجود کرتا تہا۔ اور کہتا کہ مین اہل شرع کا غلام ہون۔ لیکن اتباع سنت نہ تہا۔ مجہے اوس سے بہت فائدہ ہوا مگر نہ اسقدر کہ جتنا مولانا روم صاحب سے ہوا۔ اس مین اوس مین بڑا فرق ہے۔ شیخ محمد کی زبان پر اکثر یہ لفظ رہتے تہے۔ فلان نے یہ غلطی کی اور فلان نے یہ غلطی کی۔ مین دیکہتا تہا تو وہ بہی غلطی کرتا تہا۔ اکثر اوقات مین اوسکی غلطیان اوس پر ظاہر کر دیتا تہا۔ اور وہ کہتا فرزند تو تو بہت سخت کوڑا لگاتا ہی میری غرض یہ ہی کہ بغیر متابعت سرور عالم صلی اللہ وسلم کے چلہ کشی اور ذکر وغیرہ بیفائدہ ہے موسیٰ علیہ السلام تمنا کرتے ہین کہ مین اونکی امت مین ہوتا۔ کچھ روز وہ خضر علیہ السلام کی خدمت مین رہے خضر کو خود امت محمدی مین شامل ہونے کی آرزو تہی۔ نور محمدی ایسی چیز ہی کہ جس کے سامنے نور موسیٰ اور خضر علیہم السلام کی کوئی حقیقت نہین ہے۔

ایک دن مولانا شمس الدین فرمانے لگے۔ کسی نے شیخ حریری سے کہا کہ تمہاری مرید خلاف شرع ہین۔ نماز نہین پڑہتے۔ اور تم اونہین کچھ نہین کہتے۔ وہ کہنے لگے خدا اور رسول کے احکام کی متابعت کی طرف جب توجہ نہین ہی تو بہلا میری بات کیا مانینگے۔ پہر ہنسکر کہا اگر وہ خدا کی نماز پڑہین۔ روزے رکہین اور احکام آلہی ادا کرین تو یہ باتین خود اونکی نجات کے لئے کافی ہین۔ میری پہر اونہین کیا ضرورت ہے۔ اونہون نے صرف اسلئے میرا دامن پکڑا ہی کہ جو اونکی خواہشات نفسانی ہین وہ پوری کرین اور مین اونکی دستگیری کرون اور نجات دلاؤن۔ شیخ حریری نے صاف طور پر اسکا اظہار کیا مگر وہ ایسا نہین کہسکتے۔

اونکا یہ مقام نہین ہے۔ لیکن مولانا روم صاحب مدظلہ گو زبان سے نہین کہتے لیکن سماع مین اونکی جولانیان یہ دعوی ثابت کرتی ہین کہ ہم اون اولیا مین سے ہین کہ ہمارے شیع کچھ ہی کیون نہ کرین ہم اونکو نجات دلائینگے۔

راہ ہائے صعب پایان بردہ ایم ۔ رہ بر اہل خویش آسان کردہ ایم

پھر فرمایا اکثر لوگ بغیر دف کے ناچ رہے ہین۔ اگر دف کی آواز سن لین تو خدا جانے کیا کرین۔ انسان مین اعمال ظاہری سے علیحدہ اعمال باطنی ہین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مین بندہ کے حسن ظن سے قریب ہون۔ نیت خیر کی وجہ سے اعمال بد احسانات ہو جاتے ہین لوگون کی نظر اعمال ظاہری پر ہوتی ہے۔ نیت باطنی کو نہین دیکھتے۔ کوئی فعل ظاہر مین گو برا ہو لیکن نیک نیتی کی وجہ سے باطن مین وہ اچھا ہوتا ہے۔

ما کہ باطن بین جملہ کشوریم ۔ دل بہ بینیم و بظاہر ننگریم

منقول ہے ایک دن مولانا روم صاحب نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن میدان حشر مین سب انبیا اور اولیا صف بصف کھڑے ہونگے۔ امت کے مومنین کے پرے جمے ہوے ہونگے۔ اوسوقت مین اور شمس الدین ہاتھ مین ہاتھ لیے ہوے خرامان خرامان جنت کو جائینگے۔

حضرت سلطان ولد فرماتے ہین کہ ایک دن مولانا شمس الدین تبریزی چند مریدونسے خلوت مین حقائق الہی بیان کر رہے تھے۔ اوسوقت یہ بھی ارشاد ہوا کہ اگر کسی شخص نے اللہ کے واسطے تمام عمر مین ہمارے ساتھ ایکبار بھی وفا کی ہے اور پھر وہ ہزار دن جفائین کرے۔ لیکن ہماری نظر اوسکی ایک وقت کی وفا پر رہیگی۔ اوسکی جفاونسے ہرگز بیزار نہونگے۔ اسلئے کہ اوس نے خاص اللہ کے واسطے ہمسے وفا کی تھی۔ جس شخص کو ایسی وفا کا حق معلوم ہو وہ جفاونپر کبھی نظر نہین کر سکتا۔

حضرت سلطان ولد کہتے ہین ایک دن میری والدہ سے مولانا شمس الدین کہنے لگے مین تبریز مین

شیخ ابو بکر کا مرید تہا - اور سب ولائتین مینے اونسے حاصل کین - لیکن مجہہ مین ایک ایسی چیز تہی کہ نہ وہ میرے شیخ نے دیکہی اور نہ کسی کو نظر آئی - البتہ وہ مولانا روم صاحب نے دیکہ لی - اسیطرح ایک روز والد سے عرض کیا کہ مین اپنے بچپن مین - خدا کو دیکہتا تہا عرش تو نظر آتے تہی - اور اعلی سے اسفل تک جسقدر مغیبات ہین سب نظر آتے تہے - مجہے گمان تہا ساری دنیا میری طرح یہ حالات دیکہتی ہوگی - مگر معلوم ہوا کہ کوئی نہین دیکہتا ہے - اور میرے پیر شیخ ابو بکر ان حالات کے اظہار سے مجہے منع کرتے تہے - میرے والد نے فرمایا کہ شمس الدین تمہین مرتبہ کمالات ازل سے ملا ہے - یہ طاعت اور ریاضت کا نتیجہ نہین ہے جس طرح کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو گہوارہ مین معجزہ عنایت ہوا - اور میرے والد نے ہمین یہ ہدایت فرمائی تہی کہ شیخ صلاح الدین کے سامنے مولانا شمس الدین کا ذکر نہ کیا کرو - اور حسام الدین چلپی کے سامنے شیخ صلاح الدین کے حالات نہ کہا کرو - گو ان مین باہم کوئی فرق نہین ہے - لیکن ذکر نہین کرنا چاہیے - اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اصحاب مقدس کسی نبی اور پیغمبر کا ذکر نہین کرتے تہے - البتہ خود حضور انبیا کا ذکر فرماتے تہے اور حالات بیان کرتے تہے -

حضرت سلطان ولد کہتے ہین کہ میرے والد جوانی مین نہایت زاہد اور متورع تہے کبہی سماع مین شریک نہین ہوتے تہے - میری نانی بڑی حضرت کرا خاتون نے میرے والد کو سماع کی ترغیب دلائی - اسیطرح میرے والد ابتدا مین سماع کرا نہ شریف خاتون کی مجلس مین کر مولانا شمس الدین تبریزی نے چہرخ کہانا سکہایا -

یہ بہی کہتے ہین کہ بڑی کرا خاتون (یعنی سلطان ولد کی نانی) سمرقند کی تہین - اونکے شوہر خواجہ شرف الدین ایسے بزرگ اور مالدار تہے کہ سمرقند مین کوئی اونکی برابری کا نہ تہا اپنی مین نہ رتبہ مین اور نہ حسب و نسب مین تہا جب اونکے شوہر کا انتقال ہوگیا سب مال جمع کرکے دادا صاحب کی خدمت مین آکر مرید ہوگئین - بعض کہتے ہین کہ روم مین دادا صاحب

کے ساتھہ آئی تھین اور یہین وفات پائی۔ اونکی وفات کے وقت میری والدہ مجھے چھوٹی کراخاتون خوردسال تھین۔ میرے دادا نے اونکا عقد میری والد سے کردیا۔ مجھی کراخاتون ایسی بزرگ تھین کہ دادا صاحب فرماتے تھے اونکا اور میرا ایک ہی مقام ہے مگر مجھے علم اور اسرار زیادہ عطا ہوئے ہین۔

سلطان ولد فرماتے ہین ایک روز مولانا شمس الدین نے ایک شخص سے کہا جبتک باطل کو ترک نکریگا حق تک رسائی نہین ہوگی۔ میری والد نے فرمایا کہ حق کو پکڑ تاکہ باطل سے رہائی ملے۔ ہماری بیان اور سامان راہ کی ضرورت نہین ہے تجھی۔ اختیار ہی خواہ باطل کو چھوڑ کر حق تک رسائی پیدا کر یا حق پر متوجہ ہو کہ باطل سے نجات ملی۔

ایک دن مولانا شمس الدین تبریزی نے فرمایا خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین مینے ایک قدم عرش پر رکھا اور دوسرا قدم تحت الثری پر رکھا لیکن مقصود کا دروازہ بند پایا۔ جب مینے نیاز اور عجز اختیار کیا اوسوقت مطلب حاصل ہوا نیاز سے زیادہ کوئی عبادت نہین ہے۔

جز نیاز و بندگی و اضطرار اندرین حضرت ندارد اعتبار

مولانا روم صاحب کے اصحاب سے روایت ہے کہ طلب مین شمس الدین تبریزی مدرسہ کے ایک حجرہ مین چودہ مہینے تک بیٹھے رہے۔ اور ایسے مشغول تھے کہ ایک دن بھی قدم باہر نہین نکالا۔ ایک دن حجرہ کے دروازہ سے آواز آئی کہ تیرے نفس کا بھی تجھپر حق ہے۔ اور یہ وہ سنت ہے کہ تجھ سے اسکا تحمل نہین ہو سکتا۔ اسوقت آپ مسنتی ہوکر حجرہ سے باہر نکلے اور اعتکاف ترک کیا۔

روایت ہے کہ مولانا شمس الدین تبریزی مدرسہ کے حجرہ کے باہر بیٹھے تھے اور مولانا روم صاحب حجرہ کے اندر تشریف رکھتے تھے جب لوگ مولانا روم صاحب سے ملنے آتے اور راہ نہین دریافت کرتے تو آپ فرماتے۔ تم کہاں آئے ہو کچھ شکرانہ دو تو ملو۔

مولانا صاحب کی زیارت کراؤن۔ کسی احمق نے ایک روز کہا تم ہماری لئے کیا لائے ہو جو ہم سے ملتی ہو۔ شمس الدین نے فرمایا۔ مین خود اپنے آپ کو لایا ہون اور مینے اپنے سر کو مولانا پر فدا کر دیا ہے۔ واقعی اُنھون نے ایسا ہی کیا جیسا کہ کہا تھا۔

منقول ہے کہ مولانا روم صاحب فرماتے تھے کہ مولانا شمس الدین تبریزی نے بیان کیا تھا کہ مین پہلے اللہ تعالیٰ سے تضرع وزاری کیا کرتا تھا کہ مجھے اپنے اولیا کی صحبت اور اونکی صحبت عطا کر۔ مجھے خواب مین بشارت ہوئی کہ ہم تجھے ایک ولی سے ملائینگے۔ مینے پوچھا وہ کہان ہے۔ حکم ہوا روم مین ہے۔ مین ایک مدت تک اوس ولی کی تلاش مین رہا مگر مجھے نہ ملا۔ اور یہ حکم ہوا کہ ہر کام کا ایک وقت ہے۔ ابھی ملاقات کا وقت نہین آیا ہے۔

حضرت سلطان ولد سے صحیح روایت یہ ہے کہ مولانا شمس الدین تبریزی ہمیشہ درگاہ الٰہی مین رو رو کر دعا کرتے تھے کہ اپنے کسی دوست کی صحبت عنایت کر۔ الہام ہوا کہ جب تو ہمارے دوست کی ملاقات کا خواہان ہے تو اسکے شکرانہ مین کیا دیگا عرض کیا۔ سر حاضر ہے۔ اسکے بعد مولانا روم صاحب کی خدمت مین آئے۔

ایک روز شب کے وقت مولانا روم صاحب کی خدمت مین مولانا شمس الدین تنہا بیٹھے تھے۔ کسی شخص نے اونہین آہستہ سے اشارہ باہر آنے کا کیا۔ شمس الدین فوراً اوٹھ کھڑے ہوئے اور مولانا روم صاحب سے عرض کیا کہ مجھے قتل کرنے کے واسطے بلاتے ہین مولانا نے بہت توقف کے بعد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم غالب ہے۔ بہتر ہے جاؤ۔ کہتے ہین سات حاسدون نے مولانا شمس الدین کو قتل پر اتفاق کیا تھا۔ اور گھات مین کھڑے تھے۔ اور موقع پاکر چھری ماری۔ شمس الدین نے ایسا نعرہ مارا کہ وہ ساتون قاتل بیہوش ہوکر گر گئے۔ جب ذرا انکو ہوش ہوا تو تھوڑا سا خون تو زمین پر پڑا تھا مگر لاش کا

پتا نہ تھا۔ اوسدن سے پھر مولانا شمس الدین کا کسیکو کہیں پتا نہیں ملا۔

چون پری از آدمی شد ناپدید ‏ خود ہمان بد دیگر اوراکس ندید

چون زپیش خویش خلقان دور شد ‏ ہمچو عنقا درجہان مشہور شد

جب یہ خبر مولانا روم صاحب کو ہوئی فرمایا یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید

جز کہ تسلیم ورضا کو چارۂ ‏ درکف شیر نر خونخوارۂ

اس معاملہ مین ہم بالکل مجبور ہین۔ وہ تو پہلے ہی وہان قول وقرار کرچکا تھا۔ اپنے سرکو میری صحبت کی تصدق کردیا۔

از ہرچہ گمان بری فزون آید مرد ‏ از عہدۂ عہد گر برون آید مرد

اسکے بعد مولانا اور آپکے خدام بہت روئے۔ سماع شروع ہوا اور وجد طاری ہونے لگا اور غزلین اور مرثیے فرمانے لگے۔ اونمین ایک یہ غزل ہے۔

روز وشبہا تا سحر بگریستی ‏ قدر غم گر چشم سر بگریستی

تا بران فخر البشر بگریستی ‏ شمس تبریزی برفت وکو کسی

جو نالائق اس قتل مین شریک تھے تھوڑے ہی زمانہ مین بعض قتل ہوئے بعض افلاس مین مبتلا ہوئے اور دو ایک آدمی چھت سے گرکر مرگئے۔ بعض کا باطن مسخ ہوگیا۔

ولا یزید الکافرین کفرھم الا خسارا

کتنے ہین علاء الدین (مولانا روم صاحب کے بڑے بیٹے) کہ جن پر انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح۔ کا نشان تھا انہین بھی تپ محرقہ ہوگئی اور کچھ ایسا عجیب مرض پیدا ہوا کہ اوسی زمانہ مین وہ بھی مرگئے۔ اونکے انتقال کے وقت مولانا بوجہ شرمندگی کے باغ کو چلے گئے اور اون کے جنازہ مین شریک نہین ہوئے۔ مولانا شمس الدین کے قتل کا واقعہ معمولی طور پر دو شعبان ۶۴۵ھ؁ مین واقع ہوا۔[1]

---

[1] معلوم ہوتا تھا کاتب کی غلطی سے مہینا اور تاریخ نہین لکھا گیا۱۲

منقول ہے کہ مولانا شمس الدین کا جب واقعہ قتل ہوچکا تو مولانا روم صاحب رات دن بیقرار رہتے تھے۔ اور کسیوقت آرام نہ تھا۔ ہمیشہ مدرسہ کے صحن مین پھرتے تھے اور یہ رباعیان بار بار پڑہتے تھے۔

ازعشق تو ہر طرف یکے شب خیزی ۔ شب گشتہ ز زلفین تو عنبر بیزی
نقاش ازل نقش کند ہر طرفے ۔ از بہر قرار در دل تبریزی

ایضاً

کہ گفت کہ آن زندہ جاوید بمرد ۔ کہ گفت کہ آفتاب امید بمرد
آن دشمن خورشید برآمد بربام ۔ دو چشم ببست و گفت خورشید بمرد

ایک مرتبہ بہت سے لوگ جمع تھے۔ اوسوقت فرمایا۔

کہ گفت کہ روح عشق انگیز بمرد ۔ جبریل امین زخنجر تیز بمرد
آنکس کہ چو ابلیس در استیز بمرد ۔ اوپندارد کہ شمس تبریز بمرد

منقول ہے کہ مولانا شمس الدین تبریزی کے چہلم کے بعد مولانا روم صاحب نے دخانی رنگ کی دستار باندہنا شروع کی اور پھر کبھی سفید دستار نہین باندہی۔ اور بردیمنی اور ہندی کی عبا پہنی۔ آخر وقت تک یہی لباس رہا۔

حضرت سلطان ولد فرماتے ہین کہ موسیٰ علیہ السلام باوجود اس عظمت شان اور منزلت عالی کے حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت کے خواہان ہوئے۔ اسیطرح مولانا روم صاحب کہ کمالات ظاہری اور باطنی مین یکتا تہے مگر وہ بہی مولانا شمس الدین تبریزی کی صحبت کے مشتاق تھے تمام انبیا اور اولیا کی یہی حالت رہی ہے اور وہ مصاحبت ہمدیگر پر مامور تہے اور شمس تبریزی بہی بالکل مولانا صاحب پر فدا تہے۔

حضرت سلطان ولد قدس سرہ نے اپنی مثنوی کے ابتدا مین لکھا ہے کہ ایک دن میرے والد عالم غیب کے مشاہدہ مین مصروف تہے۔ آپ نے اوس حالت مین ایک قطب وقت کو

دیکہا کہ وہ چلہ کشی مین اللہ تعالیٰ سے ایک ایسے مقام تک رسائی چاہتا تھا جہان اب تک اوسکو باریابی نہین ہوئی تھی۔ اوس شخص کے ایک ہزار مرید واصل تھے سب اولیاء کبار اور واصل بحق تھے۔ وہ اپنی آرزو کر شوق مین یارب یارب کہتا تھا اور اوسکا یہ رتبہ عالی تھا کہ زمین۔ آسمان۔ ارواح علوی اور سفلی سب اوسکی موافقت مین یارب یارب کہہ رہے تھے۔ لیکن اوسکو کوئی جواب نہین ملا بلکہ مولانا شمس الدین کے کان پر ایک نور لبیک لبیک کہتا ہوا نظر آیا۔ تین بار جب یہی حالت ہوی تو شمس تبریز نے عرض کیا کہ خداوند تعالیٰ یارب یارب تو وہ قطب کہہ رہا ہے وہان لبیک کا اشارہ ہو جائے۔ چنانچہ مولانا کی اسقدر عرض سے اوس مطلب کا کام نکلیا اور مطلب حاصل ہو گیا۔

منقول ہے کہ مولانا شمس الدین اول بار مولانا روم صاحب کی خدمت مین آئے تو حاسدون نے اونہین تنگ کیا اور وہ مجبور ہو کر غائب ہو گئے۔ پہر مولانا کے حکم سے دوبارہ آئے اوسوقت بہی حاسدون نے بیچین کیا اور آپ دوبارہ غائب ہو گئے۔ اوسوقت مولانا صاحب نے اپنے صاحبزادہ کو بیس آدمیون کے ساتھ اونکو لانے کے واسطے شام کو روانہ کیا۔

منقول ہے جس زمانہ مین شمس الدین تبریزی دمشق مین تھے ہفتہ مین ایکبار اپنے حجرہ سے نکلتے تھے اور کلہ فروش کی دکان سے سری پائے خرید کر کہا لیتے تہے ایک سال تک یہی حالت رہی۔ دکاندار کو قرینے سے ثابت ہو گیا کہ یہ شخص درویش ہے۔ اسلئے اوسنے ایک دن پاکیزہ دسترخوان بچہا کر سامنے کہانا رکہا مولانا شمس الدین سمجہ گئے کہ دکاندار میرے حال سے آگاہ ہو گیا۔ فوراً دکان سے اوٹہکر چلدئے اور دمشق کا رہنا چہوڑ دیا۔

منقول ہے ایکدن شمس الدین تبریزی راہ مین جاتے تہے۔ اتفاق سے ایک مست

بڑا سردار اپنے خیل و حشم کے ساتھ جاتا ہوا ملا۔ جب ایک کی نظر دوسری پر پڑی وہ سوار اپنے گھوڑے سے اوتر کر مولانا کے سامنے تھوڑی دیر کھڑا رہا اور پھر روتا ہوا چلا گیا۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا سبحان اللہ کیسا خدا کا بر حق ہے کہ عوام کو نعمتین دین اور خواصونکو تکلیف مین رکھا ہے۔ خادمون نے دریافت کیا یہ کون شخص تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اولیاء اللہ مین سے ایک شخص ہے اور امیرانہ لباس مین اپنے آپکو پوشیدہ کر رکھا ہے مجھے التجا کرتا تھا کہ اس لباس مین مخلوق کی حاجت روائی اور عبادت الٰہی کا اب تحمل نہین ہے۔ اللہ تعالیٰ سے عرض کر کہ مجھے لباس درویشی عطا ہو۔ تاکہ عبادتین اچھی طرح مصروف رہون۔ مینے جناب باری مین عرض کیا وہان سے حکم ہوا۔ اوسکو اسی لباس مین رہنا چاہیے۔ اسلیے کہ اس مین دین و دنیا کا فائدہ ہے اور نفس کو تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ جب اوسنے یہ حکم سن لیا تو مشقت حکومت اور حاجت روائی خلق کی خدمت پر راضی ہو گیا اور اطاعت خدا کے حکم کی کی۔

منقول ہے کہ جس زمانہ مین تجلیات الٰہی کی کثرت سے آپ مست ہو جاتی تھی اور وہ ایسی حالت ہوتی تھی کہ قوائی بشری سے اوسکا تحمل دشوار ہوتا تھا۔ آپ لوگون کے ہان مزدوری کرنے چلے جاتے تھے۔ اور اجرت نہین لیتے تھی جب کوئی اجرت دیتا تو فرماتے جمع رکھو مجھے قرض دینا ہے۔ یکمشت لیلونگا۔ پھر وہانسے غائب ہو جاتے۔ اور ہمیشہ مناجات کرتے تھے کہ خدایا تیرے خاص بندون مین کوئی ایسا بھی ہو جو میری صحبت کا تحمل کر سکے۔ حکم ہوا کہ تیرا حریف تمام کائنات مین بجز مولانا روم صاحب کے اور کوئی نہین ہے۔ اسی وجہ سے آپ مولانا روم کی خدمت مین حاضر ہوے۔

منقول ہے دوسری مرتبہ مولانا شمس الدین مولانا روم صاحب کی خدمت مین آئے تو چھہ مہینے کامل دونون صاحب ایک حجرہ مین رہے۔ اور کھانا پینا مطلق ترک ہو گیا تھا

اور سوا انکی خدمت مین شیخ صلاح الدین اور حضرت سلطان ولد کے سوا کوئی تیسرا آدمی نہین جاتا تھا۔

چو آفتاب نماید سحر ز شرق حیات ستارگان بہ حقیقت فرونہند کلاہ

حکایت ایک دن مولانا شمس الدین بزرگان دین کے مجمع مین معارف بیان کر رہے تھے فرمانے لگے۔

گر بر کاری چرا چنین بیکاری ور بیکاری چرا چنین افگاری
ہمہ طبال وہیچ بانگے نے ہمہ درکار وہیچ دانگے نے

اگر راہ دین پر چل رہے ہو تو تمنے راہ مین کوئی گانون دیکھا۔ یا کسی سرای مین ٹھہرے یا کہین کتے اور مرغ کی آواز سنی۔ مولانا روم فرماتے ہین۔

خیز پدید کہ نزدیک رسیدیم آواز خروس وسگ آن کوی شنیدیم

یہ عجب راہ روی ہے کہ مدت سے رستہ چل رہے ہو مگر گدہے کی طرح اوسی مقام اول پر کھڑے ہو۔ وہ کیسا احمق ہے کہ مزدوری آج کرتا ہے اور کہتا ہے اجرت کل لیلونگا یعنی مانا کہ مزدوری کل ملیگی مگر اوسکا کچھ اثر آج بھی تو معلوم ہو۔ برسون کریمون اور بادشاہونکے دسترخوان کے گرد گھومے اور کتے کی طرح دم ہلاتے رہے مگر تمہین روٹی کا ایک ٹکڑا بھی نہین ملا۔ کہتے ہو کہ اولیا کی نظر کیمیا ہے۔ جس پر پڑجاتی ہے تلخی۔ ترشی اور راندہی پن کو دور کردیتی ہے۔ تم کہتے ہو فلان ایسا بزرگ ہے۔ اور اوسمین یہ یہ کرامتین ہین تمہارا مطلب یہ ہے کہ ہمنے ایسے جلیل القدر بزرگون کو دیکھا ہے۔ مگر مین دیکھتا ہون تو تم مین وہی تلخی اور ترشی موجود ہے۔ کہتے ہو فلان بزرگ کی زیارت کی۔ آب حیات پیا آئینۂ قلب کو صیقل کیا۔ اور چلہ ومجاہدہ کیا مگر مین دیکھتا ہون کہ تم مین وہی تاریکی ہے کوئی کہتا ہے کہ مین ایسا عالم ہون اور میرے پاس علم کے دفتر ہین۔ اسکے علم اور دفتر پر خاک پڑے۔ دوسرا کہتا ہے۔ میرے اسقدر مرید اور شاگرد ہین۔ او سپر اور اوسکے مریدون پر

خاک پڑے ہی۔ کہتے ہیں ہم خدا سے عشقبازی کرتے ہیں۔ میں جہان تک میری نگاہ کام کرتی ہے اون میں زندگی کا کوئی بھی اثر نہیں معلوم ہوتا۔ پہر یہ کیسے طالب راہ خدا ہیں اور کسطرح دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم بایزید کے ہم پیالہ اور ہم نوالہ ہو جائیں۔ ایسی فقیری سی بہاگنا چاہئیے۔ یہ تو بد معاشی ہے۔

حکایت منقول ہے کہ مولانا شمس الدین ارزروم[1] شہر میں گئے۔ اور وہان لڑکے پڑہانے لگے۔ وہان کے شاہ کا لڑکا نہایت خوبصورت تھا۔ مگر ایسا کم ذہن اور کودن تھا کہ تمام علما اوسکی تعلیم میں عاجز تھے۔ ایک سال میں وہ ایک پارہ بھی نہیں پڑہ سکا۔ بادشاہ نے آکر مولانا سے اپنے لڑکے کا حال گذارش کیا۔ آپ نے فرمایا ہم ایک مہینے میں اوسی قرآن حفظ کرا دینگے۔ چنانچہ وہ لڑکا آپکے سپرد کردیا گیا۔ آپ اوسکو روزمرہ ایک پارہ حفظ کرا دیا کرتے تھے۔ ایک مہینے میں پورا قران شریف بھی یاد ہو گیا۔ اور چند کتابیں بھی پڑہا دیں۔ اوس لڑکے کے ماں اور باپ دونوں مولانا کے معتقد اور مرید ہو گئے اور وہ لڑکا تو عاشق زار تھا۔ جب آپکی ولایت کی شہرت ہوی فوراً وہانسے روم کو روانہ ہوگئے راہ میں ہر مقام اور ہر منزل پر لاکھوں کرامتیں ظاہر ہوتی تہیں۔

عشق بوے مشک دارد زان سبب رسوا شود   چارہ نبود عشق را ہم عاقبت رسوا شدند

منقول ہے کہ جب نصرت الدین وزیر نے اپنی خانقاہ بنوائی اوسمیں بہت بڑا جلسہ کیا۔ شہر کے علما اور مشائخ سب جمع ہوے۔ قرآن شریف کی ختم کے بعد سماع کا جلسہ ہوا۔ حالت سماع میں نصرت الدین وزیر کے ہاتہ اوردامن مولانا شمس الدین کی جسم کو لگتے تھے۔ اور وہ اس بات کی پروا نہیں کرتا تہا۔ مولانا روم صاحب کو اوسکی اس حرکت سی بہت انفعال ہوا۔ آپ مولانا شمس الدین کا ہاتہ پکڑ مجلس سی اوٹھکر چلے آئے اور بزرگان شہر نے بہت منت سماجت کی مگر آپ وہان نہ ٹھہرے۔ سماع کے بعد اوسیوقت

[1] اصل نسخہ میں یون ہی لکھا ہو شاید ارزن روم صحیح ہو۔ مترجم۔

شاہی سرہنگ آئے اور نصرت الدین وزیر کو بہت ذلت کے ساتھ پکڑ کر لے گئے اور قتل کر دیا۔

چند مردان نشنوی سخت کنی — خویشتن بر تیغ پولاد ے زنی

حکایت منقول ہے کہ مولانا شمس الدین کے دوبارہ چلے جانے کے بعد مولانا روم صاحب نے اپنے صاحبزادے سلطان ولد کو بلا کر فرمایا کہ تم چند آدمیون کو ہمراہ لیکر دمشق کو جاؤ اور اس قدر زر نقد بھی لیجاؤ۔ یہ روپیہ مولانا شمس الدین کی خدمت مین پیش کرنا اور میرا سلام کہنا اور اونہین یہان لیکر آؤ۔ جسوقت تم دمشق مین پہنچو جبل صالحیہ مین ایک مشہور سرائے ہے وہان جانا۔ مولانا شمس الدین وہان ایک فرنگی لڑکے سے چوسر کھیلتے ہوئے ملینگے۔ اور آخر کو اوسکا سب مال جیت لینگے اور وہ لڑکا غصہ سے اونہین طمانچہ مارینگا۔ لیکن تم اس بات کا کچھ خیال نہ کرنا۔ وہ لڑکا قطب وقت ہے لیکن اپنی حالت سے بے خبر ہے اسکی حالت کی ترقی مولانا شمس الدین کی صحبت سے ہوگی۔ غرضکہ سلطان ولد بیس ہمراہیون کے ساتھ دمشق کو گئے۔ اور ڈھونڈتے ہوے اوس سرائے مین آئے مولانا شمس الدین صاحب کے حجرہ پر آ کر ادب سے کھڑے رہے۔ جب فرنگی بچے نے آپکے تھپڑ مارا اور بساط اولٹ دی۔ اوسوقت سلطان ولد آگے بڑھے آپکے قدمون پر سر رکھا اور رونے لگے۔ یہ حالت دیکھکر فرنگی بچے کا رنگ فق ہوگیا کہ مینے ایسے بزرگ کے ساتھ بے ادبی کی۔ مولانا شمس الدین نے سلطان ولد کے سر کو چوما۔ اور بہت نوازش کی۔ مولانا روم صاحب کا حال دریافت کیا۔ اونھون نے سلام عرض کیا اور زر نقد قدمون مین ڈالدیا۔ کہتے ہین دو ہزار درم تھے۔ سلطان ولد نے یہ بھی عرض کیا کہ سب خدام اخلاص دلی سے آپکے مشتاق ہین۔ اور بہت سخت توبہ استغفار کرتے ہین اور کہتے ہین آیندہ ہم کبھی کوئی بے ادبی نہین کرینگے۔ اور حسد نہین کرینگے۔ آپ تو پھر چلنے پر رضامند ہوگئے۔ یہ معاملات دیکھکر فرنگی بچا سر کھولکر مولانا شمس الدین کے قدمون پر گرا۔ اور مسلمان ہوگیا۔ اور اوس نے اپنا مال کو لٹانا چاہا۔ آپ نے منع کیا اور فرمایا

اپنے وطن کو جاؤ اور اوس ملک مین اشاعت اسلام کی کوشش کرو اور اوس جماعت کے تم قطب مقرر کر دئے گئے۔ مجھے بھی دعا مین یاد رکھنا۔

سفر کا سامان درست کر کے وہان سے روانہ ہوے۔ سلطان ولد نے اپنی سواری کا گھوڑا مولانا شمس الدین کو دیدیا اور خود پیادہ ساتھ چلے۔ مولانا نے فرمایا تم کیون سوار نہین ہوتے۔ عرض کیا یہ مناسب نہین ہے کہ بادشاہ بھی سوار ہو اور غلام بھی سوار ہو۔ چنانچہ دمشق سے قونیہ تک سلطان ولد پیادہ اونکے ساتھ آئے اور گئے تھے۔

درصد ہزار قرن سپہر پیادہ رو ‏ ‏ نارد چو تو سوار بمیدان روزگار

خان زنجیران مین پہنچکر سلطان ولد نے ایک شخص کو مولانا روم صاحب کے پاس اطلاع کے لئے بھیجدیا۔ مولانا صاحب نے اس مژدہ کی خوشی مین جو لباس پہنے تھے اوتار کر اوسکو دیدیا۔ قونیہ بھر مین اونکے آنے کی خبر پھیل گئی۔ شہر کے خاص و عام علما۔ فقرا۔ اور امرا۔ اس کثرت سے استقبال کو گئے کہ شمار نہین ہو سکتا۔ مولانا روم صاحب سے جب مولانا شمس الدین کا سامنا ہوا وہ گھوڑے سے نعرہ مار کر گر گئے اور باہم بغل گیر ہو کر بہت دیر تک بیہوش رہے۔ سلطانی لشکر نے علم بلائے اور نقارے بجائے۔ گویے غزلین گانے لگے اور خدام سماع کرتے ہوے اور چرخ لگاتے ہوے چلے۔

عالم از تو زندہ گشت و برفروز ‏ ‏ ای عجب آن روز روز افروز روز

مدرسہ مین آکر مولانا شمس الدین صاحب مولانا روم صاحب سے اکابر شہر کے سامنے سلطان ولد کی خدمات کا ذکر کرتے تھے اور کہتے تھے۔ میں یہ کہا اور اونھون نے یون جواب دیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے دو چیزین عطا کی ہین۔ ایک سر اوسکو مولانا روم پر فدا کر دیا۔ دوسرا اسرار باطنی وہ سلطان ولد کو بخشدئے۔ اور اس بات پر مولانا روم صاحب گواہ کرتا ہون۔ اگر سلطان ولد کو عمر نوح ملتی اور تمام عمر محنت اور مجاہدے مین

صرف کرتے تب بھی انکو وہ بات حاصل نہین ہوتی جو اونہین اس سفر مین ملی اور امید ہے کہ مولانا روم صاحب کے ہان سے بھی اونہین بہت کچھ ملیگا۔ اور پیر کامل کے کمالات حاصل ہونگے۔

اس دفعہ مولانا کا جوش عشق شمس الدین تبریزی کی ساتھ پہلے سے بھی زیادہ ہوگیا۔ اور اور بیقراری المضاعف ہوگئی۔ مریدون مین پھر حسد کی آگ بھڑکی اور شمس الدین تبریزی کی خدمت مین گستاخیان کرنے لگے۔ جیسے کہ کسی نے کہا ہے۔

بازگستاخان ادب بگذاشتند ۔۔۔ تخم کفران وحسدہا کاشتند
خویش را کشتند وکشتند از ہوس ۔۔۔ آنچہ کشتند آن چنان بر داشتند

منقول ہے کہ جب پھر مولانا شمس الدین قونیہ سے غائب ہوئے تو چالیس روز کے بعد بوجہ شدت عشق سے مولانا روم صاحب نے حسام الدین چلپی کو اپنا نقیب بناکر مریدون کی تعلیم کے واسطے چھوڑا اور شمس الدین تبریزی کی تلاش مین شام کو سفر کو نکلے ایک سال سے کچھ زیادہ آپ دمشق مین رہے۔ شام کے کل علما اور ممالک اسلام کی خاص وعام صدق دل سے آپ کے مرید ہوئے۔ کہتے ہین ذیل کی غزل آپ نے شام کی راہ مین لکھی تھی۔

ما عاشق وسرگشتہ وشیدائے دمشقیم ۔۔۔ جان دادہ و دل بستہ سودای دمشقیم
مخدوم شمس الحق تبریزی گر آنجاست ۔۔۔ مولائے دمشقیم و چہ مولائے دمشقیم

دوسری غزل مین فرماتے ہین۔

خبر رسید بشام است شمس تبریزی ۔۔۔ چہ صبحہا کہ نماید اگر بشام رود

منقول ہے کہ اہل شہر قونیہ اور اکابر روم نے مولانا کی فراق سے مجبور ہوکر سلطان روم سے سب حال تشریف لیجانیکا کہا اور مولانا کے بلانے کے واسطے ایک بڑا محضر نامہ لکھا۔ اوسپر علما۔ مشائخ اور شہر کے قاضیون نے دستخط کئے۔ اور چند آدمیونکے ساتھ

یہ محضر دمشق مین مولانا کی خدمت مین بھیجا۔ اور مخلوق کے بہت اصرار اور گریہ وزاری کی وجہسے آپ پلٹ کر قونیہ مین آئے اور لوگونکو تعلیم دینے لگے۔ مولانا شمس الدین سے آپکی ملاقات ظاہری دمشق مین نہین ہوئی لیکن باطنی مشاہدہ اپنی ذات مین تھا۔ اور خود اپنی ذات سے عشق بازی کرتے تھے۔ خود فرماتے ہین۔

مرہم این ریش جز این ریش نیست | دست بکشا دامن خود را بگیر

دوسری غزل مین فرماتے ہین۔

مائیم بحسن و لطف مائیم | شمس تبریز خود بہانہ است

منقول ہے۔ ایک دن مولانا روم صاحب نے مولانا شمس الدین کے حجرہ کی چوکھٹ پر سرخ روشنائی سے یہ عبارت لکھی بمقام معشوق خضر علیہ السلام۔ بعض لوگ تو یہ کہتے ہین کہ مولانا شمس الدین تبریزی ان نالائقون کے ہاتھ سے زخمی ہوکر غائب ہوگئے۔ اور بعض کا یہ بیان ہے کہ وہ مولانا روم صاحب کے والد کے مزار کے عقب مین دفن ہین۔

میرے پیرومرشد سلطان العارفین عارف چلپی اپنی والدہ ماجدہ فاطمہ خاتون رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین کہ مولانا شمس الدین کو کم بختون نے قتل کرکے کسی جگہہ دبا دیا تھا۔ ایک دن شب کو حضرت سلطان ولد نے خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین۔ مین فلان جگہہ سو رہا ہون۔ سلطان ولد چند خادمون کو لیکر آدہی رات کے وقت اوس مقام پر گئے اور وہان سے نعش نکالکر اور خوشبو وغیرہ لگاکر مولانا کے مدرسہ مین بانی مدرسہ امیر بدر الدین کے پہلو مین دفن کردی۔

بعض مولانا کے اصحاب نے لکھا ہے کہ پہلی بار مولانا شمس الدین شام کو چلے گئے تو چند بار مولانا نے اونکو عجیب وغریب مضمون کے شوقیہ خط لکھے اور اونہین قونیہ مین بلاتے تھے۔ وہ یہ خط ہین

ایها النور فی الفواد تعال — غایت الجد والمراد تعال
انت بدری حیاتنا تبدیل — لا تضیق علی العباد تعال
ایها العشق ایها المعشوق — خل عن الصد والعناد تعال
یا سلیمان ذی الذی ہدلک — فتفضل با الافتقاد تعال
ایها السابق الذی سبقت — منک مصدوقة الوداد تعال
فمن البحر صحبت الارواح — بحر العود یا مہاد تعال
استر الغیب وا مر المعروف — ہکذا فائزۃ الجواد تعال
چپ بود تازی تعال بیا — یا بیا یا بدہ تو داد تعال
اے کشاد عرب قباد عجم — تو کشادے ولم بیا د تعال
اے درونم تعال گو یا تو — دے ز بود تو بود یاد تعال
طفت فیک البلاد یا قمرا — بے محیطا و بالبلاد تعال
انت کالشمس او دہست باست — یا قریبا علی العباد تعال

ایضاً

اے ظریف جہان سلام علیک — ان ایتی و صحبتی و نرکیک
دارو درد بندہ چیست بگو — قبلہ گو ر رفتہ من سفتیک
گر بخدمت نمیرسم بہ بدن — انما الروح والفواد لدیک
گر خطابے نمیرسد بے حرف — بس جہان پر چرا شد از لبیک
نحس گوید ترا کہ یا ذنبی — سعد گوید ترا کہ یا سعدیک
از تو آئیم بر تو ہم بتغییر — آہ المستغاث منک الیک

ایضاً

زندگانی صدر عالی باد — ایزدش پاسبان و تالی باد

هر چه هست است مقبلان را عیش | پیش او نقد وقت حالی باد
مجلس گرم و تر حلاوت او | از حریف فسرده خالی باد
جان ما را گشاده پردهٔ غیب | لب به پوشش چو نقش قالی باد
بر یمین و یسار او دولت | هم جنوبی و هم شمالی باد
در ولایت که جسم و جان خوانند | بر سر هر دو شاه و والی باد
بخت نقد است شمس تبریزی | او لم غیر او مثالی باد

ایضاً

بخدائے که در ازل بود است | حی و دانا و قادر و قیوم
نور او شمعهاے عشق افروخت | تا بشد صد هزار سر معلوم
از یکے حکم او جهان پر شد | عاشق و عشق و حاکم و محکوم
در طلسمات شمس تبریزی | گشت گنج عجایبش مکتوم
که از آن دم که تو سفر کردی | از حلاوت جدا شدیم چو موم
همه شب همچو شمع میسوزم | ز آتش عشق آن کسی مرحوم
در فراق جمال او ما را | جسم ویران و جان در وی بوم
آن عنان را بدین طرف برتاب | پیل عشق را خرطوم
بے حضورت سماع نیست حلال | همچو شیطان شده طرب مرجوم
یک غزل بی تو هیچ گفته نشد | تا رسید آن مشرفه مفهوم
پس بذوق سماع نامهٔ تو | غزل پنج و شش شده منظوم
شام ما از تو صبح روشن باد | اے بتو مفخر شام و ازمن روم

منقول ہے کہ جب مولانا روم صاحب بعد واقعہ مولانا شمس الدین کو اونکی تلاش وجستجو سے فارغ ہوگئے اور اونکو اسرار اپنی ذات میں مشاہدہ کرنے لگے

اوسوقت آپ نے شیخ صلاح الدین کو اپنے مریدون مین سے منتخب کرکے خلیفہ کیا۔
اونہین سے اکثر خلوت مین بات چیت اور صحبت رہتی تہی۔ مولانا صاحب کی
حضرت سلطان ولد پر خاص عنایت تہی۔ آپ اونہین ہمیشہ اولیاء کی خدمت
اور شیخ صلاح الدین کی صحبت کی ترغیب دیتے تہے۔ اور وصیت کی اونکی صحبت سے
ہرگز جدا نہونا اور نہایت کوشش سے اونکی خدمت کرنا۔
حضرت سلطان ولد سے منقول ہے کہ ایک دن شیخ صلاح الدین نے
مجھسے کہا کہ بہاءالدین سوائے میرے کسی شیخ کی طرف نظر اوٹھاکر نہ دیکہنا۔ شیخ
کامل مین ہون۔ دوسری شیخون کی صحبت نقصان رسان اور مہلک ہے میری نظر
آفتاب کا حکم رکہتی ہے۔ اور مرید مثل پتہر کے ہین۔ آفتاب کی نظر سے پتہر لعل ہوتا ہے۔

فصل پنجم

حالات حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب علیہ الرحمۃ

منقول ہے کہ شیخ صلاح الدین ابتدائے جوانی مین مولانا کی خدمت مین
آنے سے پہلے حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو گئے تہے
اور اونکی خدمت مین کوشش کرتے تہے۔ جب مولانا روم صاحب سید صاحب کے
مرید ہوئے تو شیخ صلاح الدین نے مولانا سے تجدید بیعت کی حضرت سید برہان الدین
محقق ترمذی فرماتے تہے کہ مجھے میری پیر و مرشد سلطان العلما حضرت بہاء الدین
علیہ الرحمۃ کے ہان سے دو چیزون مین کامل حصہ ملا۔ ایک قال کی فصاحت۔
دوسرے حال کی صباحت۔ قال تو مینے مولانا روم صاحب کو دیدیا۔ حال
اونہین خود بہت اعلیٰ درجہ کا تہا اور اپنا حال شیخ صلاح الدین کو دیدیا مولانا روم صاحب

جب تک مولانا روم صاحب درس وتدریس اور تحصیل علم مین مشغول رہے۔ شیخ صلاح الدین ورق سازی کی دکان پر کسب حلال مین معروف رہے۔

منقول ہے کہ شیخ صلاح الدین زرکوب کو والدین قونیہ کے متصل کاملہ نامی گانون مین دریا کے کنارے رہتے تھے اور مچھلیون کے شکار سے گذر کرتے تھے جب سید برہان الدین ترمذی قونیہ سے دار الفتح قیصریہ کو چلے گئے اور وہان انتقال فرمایا تو شیخ صلاح الدین اپنے والدین سے ملنے گئے۔ وہان اونکی شادی ہوگئی۔ اور بہت دن تک وطن مین رہے۔ ایک دن قونیہ مین آئے اور مسجد بوالفضل مین جمعہ کی نماز کے واسطے حاضر ہوے۔ وہان انھون نے مولانا روم صاحب کا وعظ سنا۔ اور آپ سید صاحب کی بہت سی باتین نقل کر رہے تھے۔ اوسی حالت مین انہین یہ معلوم ہوا کہ مولانا کی طرف سے ایک نور آیا اور مجھے گھیر لیا۔ شیخ صلاح الدین حالت بیتابی مین نعرہ مارتے ہوے مولانا کے منبر کے پاس آئے۔ سر برہنہ کرکے مولانا کے قدم چومے۔ اور پانوٴن پر منہ رگڑنے لگے۔ مولانا نے اونکی حال پر بہت شفقت فرمائی اور پوچھا اتنے عرصہ تک کہان رہے۔ عرض کیا آپکی شان اور عظمت وجلال سے ناواقف تھا اسلئے حاضر نہین ہوا۔

منقول ہے کہ ابتدا مین سلطان روم عزالدین علاءالدین کیکاؤس۔ ولد سلطان علاءالدین کیقباد انار اللہ برہانہما مولانا کی حالات سے ناواقف تھا۔ ایک دن اوس نے اپنے وزیر شمس الدین اصفہانی سے کہا کہ تم بار بار مولانا روم کی خدمت مین کیون جاتے ہو۔ اور دیگر بزرگان شہر سے بچتے رہو۔ اون مین ایسی کونسی بات ہے جو اور مشایخ مین نہین ہے۔ وزیر شمس الدین نے اسطرح تفصیل سے حالات بیان کئے کہ سلطان کو بھی ملاقات کا شوق ہوا۔ اوسی دن سلطان قونیہ کے جنگل مین علوماؔط[1] کے محل کی سیر کو گیا۔ دریا کے کنارے اوسے ایک باز کا چھوٹا سا بچہ ملا۔

[1] اس لفظ کی تحقیق نہین ہوئی۔ اصل نسخہ مین یون ہی لکھا ہے۔ مترجم

اوس سے پکڑ کر اپنی آستین مین چھپا لیا۔ اپنے خزانہ دار سے طلائی ڈبا منگا کر تنہائی مین اپنے ہاتھ سے اوس مین باز کو بند کیا۔ پھر اوسکو ڈبے کو لاکر وزرا اور امرا کو دکھا کر کہا کہ تکفور اسنبولی نے بہت سی تحائف کے ساتھ ہمین یہ سربند ڈبا بھیجا ہی اور اگر کہا ہی کہ اگر تمہارا دین برحق ہے تو اپنے علما سے دریافت کرو کہ اسمین کیا چیز ہے پھر مین خراج بھی ادا کرونگا۔ حاضرین دربار سخت حیران تھی کہ کسطرح حال معلوم کرین سلطان نے وہ ڈبا معین الدین پروانہ کو دیا اور حکم دیا کہ قونیہ کے کل شیوخ علما اور عارفون سے دریافت کرو۔ وہ ڈبا تمام شہر مین گھوم آیا مگر کوئی اندر کا حال نہ بتا سکا۔ شمس الدین اصفہانی وزیر سلطنت نے سلطان سے عرض کیا بہتر یہ ہو کہ آپ خود اسی لیکر مولانا روم صاحب کی خدمت مین حاضر ہون۔ وہین یہ مشکل حل ہوگی سلطان مولانا کی خدمت مین آیا۔ اور وہ ڈبا سامنی رکھد یا۔ شیخ صلاح الدین زرکوب مولانا کے پیچھے مراقب بیٹھے تھے۔ مولانا نے فرمایا صلاح الدین بتاؤ اس ڈبے مین کیا ہے۔ اونہون نے عرض کیا۔ سلطان اسلام آپ نے اس باز کر بچے کو کیون قید کر رکھا ہی۔ اوسی چھوڑ دیجے۔ اور مردان خدا کا امتحان مروت سے بہت بعید ہی۔ یہ لوگ تو زمین و آسمان کے حال سے واقف ہوتی ہین۔ اس ڈبے کی کیا حقیقت ہی۔ پھر ایک نعرہ مارا اور سماع شروع کر دیا۔ سلطان اور اسکی خواص سب مولانا کے مرید ہوئے۔ اور روزیر شمس الدین کو سلطان نے بہت کچھ شکرانہ دیا مکان پر آکر سلطان اپنے امراسے کہنی لگا۔ جس کے مریدونکی یہ حالت ہے وہ پیر کیسا ہوگا۔

منقول ہے ایک روز مولانا شدت جوش مین زرکوبون کی دوکان کی طرف سے ہو کر گذرے۔ ہتھوڑون کی آواز جو کان مین آئی تو آپکی عجیب حالت ہوگئی۔ وہان آپ رقص کرنے لگے۔ شیخ صلاح الدین کو الہام ہوا کہ دکان سے باہر جا

مولانا رقص مین ہین۔ وہ دوڑے ہوے مولانا کے قدمون پر گرے اور آپکے قدمون کو بوسے دیتے تھے شیخ صلاح الدین نے عرض کیا کہ مجھہ مین حضور کی سماع کی طاقت نہین ہے۔ مجاہدون کی وجہہ سے بہت ضعیف ہوگیا ہون اسلئے معافی چاہتا ہون اور اپنے نوکرون سے کہا کہ ہتوڑ ونکا ہاتہہ اب نہ رکے خواہ تمام سونا ریزہ ریزہ ہوجائے اسلئے کہ مولانا کو اس وقت وجد ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ ورق سازی مین متعدد معین تک کوٹنے سے ورق بنتا ہے ورنہ سونا ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ریزہ ریزہ ہوجاتا ہے۔ نماز ظہر سے نماز عصر تک مولانا سماع مین اس جگہہ رہے۔ اتفاق سے گویے بہی آگئے۔ مولانا نے یہ غزل شروع کی۔

یکے گنج پدید آمد درآن دکان زرکوبی ۔ زہے صورت زہے معنی زہے خوبی زہے خوبی

اب شیخ صلاح الدین دیکہا کہ باوجود اسقدر چوٹین پڑنے کے ذرا سا سونا خراب نہین ہوا اور بہت عمدہ ورق تیار ہوگئے۔ اور سب دکان مین ہر طرف سنہری ورقون کا ڈھیر لگ گیا۔ شیخ صلاح الدین نے یہ حالت دیکھکر کپڑے پہاڑ ڈالے۔ ساری دکان لٹادی اور اوس روز سے پہر دکان پر نہ بیٹھے۔ ہر وقت مولانا کی خدمت مین حاضر رہتے مولانا کی جو حالت شمس الدین تبریزی کے ساتہہ تہی وہی انکے ساتہہ ہوگئی اوسیطرح شیخ صلاح الدین کی تعظیم وتکریم کرتے تہے۔ دس سال کامل مولانا کے حضور مین رہے۔

حضرت سلطان ولد فرماتے ہین ایک روز شیخ صلاح الدین نے میرے والد سے عرض کیا کہ میرے باطن مین نور کے چشمے پوشیدہ تہے۔ مجھے اونکی خبر نہ تہی۔ مگر آپ نے اسطرح میری آنکھین کہول دین کہ اب سب نور میرے سامنے مثل دریا کے جوش مین ہے۔ میرے والد نے یہ بہی ہدایت کی تہی کہ شیخ صلاح الدین کے سامنے مولانا شمس الدین کا ذکر نہ کرو اور انکے سامنے حسام الدین چلپی کا حال نہ کہو کہ اونکے نور دون مین باہم کچھ

کوئی فرق نہین ہے۔ لیکن غیرت الٰہی تو ہر وقت کام مین ہے۔ مشائخون کی حضوری کا یہی آداب ہی۔
حضرت سلطان ولد کہتے ہین ایک روز میری والد جنسیت اور نسبت کی معانی بیان کر رہے تھی فرمایا کہ انسانون مین باہم محبت بوجہ جنسیت اور نسبت کے ہی۔ محض بات چیت محبت سے نہین پیدا ہوتی ہی چنانچہ کہتے ہین۔

صحبت جنسیت۔ یکے نوعے نظر	کہ بدان یابند رہ در ہمدگر
چون بہشتی جنس جنت آمد است	ہم ز جنسیت شود یزدان پرست
موجب ایمان نباشد معجزات	لیک جنسیت کند جذب صفات

اسیطرح جو مخلوق انبیا اور اولیا کی طرف رجوع ہوئی اوسکی یہی وجہہ ہے کہ وہ جز و پیغمبر اور جزو اولیا ہین۔ جنسیت کے اثر سے اُنکو مانتے ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین۔

گفت پیغمبر شما جزو منید	جزو را از کل چرا بر میکنید

اور شیخ صلاح الدین میرے والد کے سامنے ہمیشہ کہا کرتے تھے۔ کہ اسوقت مینے اس رنگ کا نور دیکھا۔ اور ایسا نور دیکھا۔ ایکدن مینے والد سی عرض کیا کہ آپ کو شیخ صلاح الدین کیا اس لئی عزیز ہین کہ وہ آپکے انوار کی سیر کرتے ہین فرمایا۔ ہرگز نہین بلکہ بوجہہ مناسبت و جنسیت کے اونہین مین دوست رکھتا ہون۔ یہ جنسیت کا سبب ہی کہ کہربا گہاس کو کہینچتی ہی۔ اور کسی چیز کی کشش نہین کرتی اسلئے کہ اوسی مناسبت نہین ہے۔ اونٹ کا بچہ اپنی خارشتی مان کے پیچھے پیچھے دوڑتا ہی اگر کوئی چاہے کہ وہ کسی عمدہ عربی گہوڑی کے پیچھے دوڑے تو یہ ممکن نہین۔ اسیطرح کوئی شخص اپنی ماں سے اسلئے محبت نہین کرتا ہی کہ وہ اوسی گہی چپڑی کہلاتی ہے۔ بلکہ وجہہ محبت مناسبت ہے اس سی معلوم ہوتا ہی کہ محبت مناسبت کی باعث سی ہوتی ہے۔ جس محبت سے

چند روز کے بعد پشیمانی پیدا ہو وہ محبت اصلی نہین ہو بلکہ ضرور کسی غرض کی وجہ سے محبت ہوگی۔ محبت اور مناسبت حقیقی مین نہ دنیا مین پشیمانی ہوتی ہو اور نہ آخرت مین اہل غرض دوستون کو آخرت مین یہ تمنا ہوگی یالیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا لیکن سچے دوستون کی یہ صفت ہوگی۔ الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین

منقول ہے کہ شیخ صلاح الدین جب غسلخانہ مین طہارت کو واسطے جاتے تھے باہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی سے باتین کر رہے ہین اور شکوے کرتے ہین۔ خادمون نے کان لگا کر سنا تو یہ فرما رہے تھے۔ خدایا تو مجھے اس جگہہ بھی آسائش کی مہلت نہین دیتا مین تجھسے سخت شرمندہ ہوتا ہون۔ بہتیرے ایسے لوگون سے واقف ہون جو خلوت مین راتدن ریاضتین کرتے ہین اور انکی حالت پر التفات نہین ہوتا لیکن ایسی جگہہ پر بھی مجھے انوار پاک سے مجلی کرتا ہے۔ پھر ایک نعرہ مار کر بیہوش ہو جاتے اور لوگ وہانسے انہین ہاتون پر اٹھا کے لاتے تھے۔

سلطان ولد فرماتے ہین دمشق کے زمانۂ قیام مین میرے والد کے ایک بہت بڑے دوست شیخ حمید الدین اولیا اللہ مین سے تھے جب ہم وہانسے والد قونیہ کو چلے تو مینے انسے کہا شیخ حمید الدین کو آپ کیون ساتھ نہین لے چلتے۔ فرمایا وہان شیخ صلاح الدین موجود ہین۔ وہ خدا کے ولی مثل دو شیرون کے ہین جو ایک مقام پر نہین رہ سکتے۔ مینے عرض کیا پھر آپ ہم اونسے کیونکر بنیگی۔ فرمایا۔ مشفق باپ اپنی سب اولاد مین رہکر گزر کر سکتا ہے۔ لیکن باہم بھائی بھائیون مین باہم موافقت نہین ہو سکتی یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹون مین اچھی طرح رہے۔ مگر یوسف علیہ السلام کے بھائی اونسے حسد کرنے لگے قرآن کو دیکھو پھر حال کھل جائیگا۔

منقول ہے ایک دن کسی نے مولانا روم صاحب سے دریافت کیا عارف

کون ہے۔ فرمایا عارف وہ ہی کہ تو خاموش ہو اور وہ تیری اسرار بیان کردی جیسے کہ شیخ صلاح الدین ہین۔ چنانچہ شیخ صلاح الدین ہر وقت عالم غیب کی خبرین بیان کرتی تھی۔ اور لوگونکی۔ دلون کی باتین ظاہر کر دیتی تھی۔ مگر آخر مین بالکل خاموش رہنے لگے۔ ایک دن حضرت سلطان ولدنے مولانا روم صاحب سی عرض کیا کہ پہلے تو شیخ صلاح الدین انوار غیبیہ کا بیان ہر وقت کرتے تھی۔ مگر اب خاموش ہین۔ کیا اب حجاب ہوگیا ہی۔ فرمایا۔ توبہ۔ حجاب نہین ہی بلکہ پہلی تو علیحدہ علیحدہ چند نور نظر آتے تھے اونکو بیان کرتے تھے۔ اب انوار ربانی مین اسطرح مستغرق ہین کہ کچھہ حال کہہ نہین سکتے۔

چہ صورت گفتمت صورت نہ بندی که گفتست صورت بحر معانی

روایت ہی کہ حضرت امیر سید تاج الدین سیدی احمدی الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ درویشون کی ایک بڑی جماعت کی ساتھہ قونیہ مین آئے۔ شہر کے اکابر اور عوام الناس اور امرا استقبال کو گئی اور انہیں جلال الدین قراطائی کے مدرسہ مین ٹھیرایا۔ شہر کی اکثر لوگ اونکی شیفتہ ہوگئی اور اونسے بہت رغبت کرنی لگی۔ اسلئی کہ آگ مین چلنا۔ گرم لوہی کو منہ مین لینا۔ آگ کھانا۔ بجائی پسینے کے بدن سی خون کا نکلنا۔ جلتی ہوئی گھی سے وضو کرنا۔ خاک کو شکر بنا دینا۔ موم کو عنبر کر دینا۔ کوڑی سی پانی ٹپکانا۔ اور گونجرہ پر سوار ہونا یہ ایسی باتین تھین کہ قونیہ کے لوگ اونکی معتقد ہوگئی۔ ان باتونکو وہ بہت عجیب و غریب جانتی تھی۔ اور عوام اسکو کرامت سمجھتی تھی۔ حالانکہ کاملون اور ارباب حال کی نزدیک اظہار کرامت محض ایک خرافت ہی۔ البتہ کسی مصلحت سی حکم غیبی کی موافق کوئی بات سرزد ہو جائے تو مضائقہ نہین۔ کہتی ہین انبیا علیہم السلام کی سزا وحی کا بند ہونا ہی۔ اور اولیا کی سزا کرامت کا اظہار ہی۔ بعض عارفون نے ان شعبدونکو قبایب فقرا اور وفات شیوخ ہی کہا ہی۔ شہر کی خاتونین جمع ہو کر مولانا صاحب کی بیوی کی

خدمت مین آئین اور اصرار کرکے اونہین مدرسہ قراطائی مین درویشون کی سیر دیکھنے کے لئے لیگئین۔ مگر اونہون نے مولانا سے اجازت نہین لی۔ مولانا اوس روز اتفاق سے مسجد حرام کو تشریف لیگئے تھے شب کو مولانا مکان پر آئے یہ حال سنکر آپکو بہت غصہ آیا۔ تیز نظر سے اونکی طرف دیکھکر فرمایا۔ سرد ہوجا۔ وہ فوراً بیہوش ہوکر گر پڑین جب ہوش ہوا تو روتی ہوئی شیخ صلاح الدین کے پاس آئین اونکی قدمونپر سر رکھدیا اور کہا مولانا سے عفو تقصیر کرا دو۔ مین اپنے شوق سے نہین گئی تھی بلکہ شہر کی عورتون نے مجبور کیا تھا۔

عفو فرما بر قصور فہما اے ورائے عقلہا و وہما
ربنا انا ظلمنا ظلم رفت رحم فرما اے

شیخ صلاح الدین مولانا کے قدمونپر گرے۔ آپ نے فرمایا تیر کمان سے نکل چکا۔ لیکن آخرت کے عذاب سے نجات پا جائیگی۔ اوسیوقت سے مولانا کی بیوی کی آنکھ مین ایک زخم ہوگیا۔ اور ہر وقت شدید سردی معلوم ہوتی تھی۔ گرمی کے موسم مین پوستین پہنے رہتی تھین اور انگیٹھی روشن رہتی تھی اس عارضہ کے علاج سے سب طبیب عاجز آگئے۔ لیکن اس حالت مین بھی اونسے برابر کرامتین صادر ہوتی تھین۔ غیب کی باتین بیان کرتی تھین۔ شہر کی عورتین بہت معتقد تھین۔ اور پھر مرتے دم تک وہ گھر سے نہین نکلین۔ البتہ رات کے وقت حمام کو جاتی تھین۔ سلطان ولد اور حسام الدین اونکی بہت تعظیم کرتے تھے۔ اور بہت ادب کرتے تھے۔

نقل ہے کہ جب شیخ صلاح الدین کی والدہ لطیفہ خاتون رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اور اونکو دفن کر دیا تو سب لوگ پلٹ کر چلے۔ مگر شیخ صلاح الدین قبر پر ٹھیر گئے مولانا روم صاحب نے چلنے کا اشارہ کیا تو اونہون نے عرض کیا والدہ کے مجھپر بہت حقوق ہین۔ مین چاہتا ہون کہ انہین سوال نکیرین کی سختی سے بچاؤن۔ اور درگاہ الٰہی مین

عرض کرون کہ انہین قبر مین وحشت نہو۔ تہوڑی دیر وہ قبر پر بیٹہا اور پہر تبسم کرتی ہوئی چلی گئی۔

منقول ہے جب سلطان ولد جوان بالغ ہوگئے مولانا صاحب نے شیخ صلاح الدین کی بیٹی فاطمہ خاتون کو سلطان ولد سے نامزد کردیا۔ مولانا کو اونسے یہ الفت تھی کہ آپ خود اونہین قرآن پڑہاتے تہے۔ ایک دن مولانا صاحب کہنے لگے کہ فاطمہ خاتون میری داہنی آنکھ ہے اور اسکی بہن ہدیہ خاتون بائین آنکھ ہے۔ جسقدر شہر کی عورتین میری زیارت کو آتی ہین اونکا خیال بہت تہوڑی دیر رہتا ہے۔ لیکن فاطمہ خاتون اور اوسکی بہن کا خیال دن بہر رہتا ہے۔ اور یہ بات اونکی مان لطیفہ خاتون کیوجہ سے ہے۔ لطیفہ خاتون لطیفۂ خدا ہے۔

منقول ہے مولانا روم صاحب فرماتے تہے جس دن میری بہاء الدین سلطان ولد کا عقد فاطمہ خاتون سے ہوا جنت کی حور اور ملائکہ نے نوبت بجائی اوسکی خوشی منائی۔ نقارہ بجائی اور سماع کیا۔ چنانچہ عقد کے دن مولانا نے یہ غزل تصنیف کی۔

بادا مبارک درجہان سور و عروسیہائی ما ۔۔۔ سور و عروسی را خدا ببریدہ بر بالائی ما

ان القلوب فرجت ان النفوس زوجت ۔۔۔ ان الہموم اخرجت در دولت مولائی ما

اور شب زفاف مین مولانا نے یہ غزل فرمائی۔

مبارکی کہ بود در ہمہ عروسیہا ۔۔۔ در عروسی

مبارکی شب قدر و ماہ روزہ و عید ۔۔۔ مبارکی ملاقات آدم و حوا

مبارکی ملاقات یوسف و یعقوب ۔۔۔ مبارکی و تماشائے جنت الماوا

مبارکی دگر دکان نگفت درنا ید ۔۔۔ بیا دشادی اولاد شیخ و مہتر ما

ہمدمی و خوشی ہمچو شیر دار دعسل ۔۔۔ بہ اختلاط و وفا ہمچو شکر و حلوا

مبارکی تبارک ندیم و ساقی باد ۔۔۔ ہمہ آنکہ گوید آمین بر آنکہ گردد ہا

حضرت فاطمہ خاتون بھی بہت بڑی بزرگ تھین۔ اکثر اونکے روزے ہوتے تھے
اور رات بھر بیدار رہتی تھین۔ دو دو تین تین دن مین روزہ افطار کرتین۔ درویشونکو
کھانا کھلاتین۔ یتیم اور بیوہ عورتون کی سرپرستی فرماتین۔ محتاجون کو کھانا اور لباس
عطا کرتی تھین۔ ہمیشہ کم کھاتی تھین اور کم سوتی تھین۔ اور گفتگو بھی کم کرتی تھین۔ اکثر
اسرار غیب کے مشاہدہ مین مصروف رہتی تھین۔ اور جو اونکے اہل تھے جیسے کہ گرجی خاتون کرجی
ملک خاتون اور معین الدین پروانہ کی بیٹی اونکو بھی مشاہدات غیب کی سیر کراتین
کشف قلوب بہت بڑھا ہوا تھا۔ صغر سن مین ہر وقت مولانا کے حضور مین رہین
اور آپکو بیانات بہت سے یاد تھے۔

حکایت ہے کہ شیخ صلاح الدین نے اپنے باغ کی عمارت بنانی کیلئے ترک
مزدور مقرر کئے۔ مولانا روم صاحب نے فرمایا تعمیر عمارت کے واسطے رومی معمار
ہونا چاہئین۔ اور جب عمارت گرانا منظور ہو تو ترک مزدور بلائے جائین۔ اسلئے کہ تعمیر
رومیون کے ساتھ مخصوص ہے اور دنیا کی ویرانی ترکون پر منحصر ہے جب اللہ تعالیٰ نے
ایجاد عالم فرمائی۔ اول غافل کافرونکو پیدا کیا اور انہین بہت سی قوت اور دراز عمرین
دین۔ وہ لوگ بیخبر اور غافل مزدور اور معمارون کی طرح تعمیر مین مصروف ہوگئے بہت سی
شہر بنائے بہت سے قلعہ تعمیر کئے جب خدا کو یہ منظور ہوا کہ دنیا خراب اور ویران ہو تو ترکون کو
مسلط کردیا۔ وہ بے محابا جو شہر دیکھتے ہین اوسکو مسمار کرتے ہین۔ اور ابھی تک اس کام مین
مصروف ہین۔ بلکہ قیامت تک یون ہی کرتے رہینگے۔ آخر کو قونیہ بھی انہین کے ہاتون سے خراب اور
ویران ہوگا۔ سچ ہے جیسا مولانا نے فرمایا تھا اب وہی حال قونیہ کا ہوگیا۔

حکایت۔ منقول ہے کہ باجو خان کے زمانہ مین مغلون کی بہت سی فوج نے
آکر قونیہ کا محاصرہ کیا شہر کے لوگ مولانا روم صاحب کے پاس فریاد رسی کو آئے۔ آپ نے
فرمایا۔ کچھ خوف نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے شیخ صلاح الدین کی برکت سے تم پر رحم کیا ہے

اس شہر کو قیامت تک مغلون کی شمشیر سے گزند نہ پہنچیگی۔ جو شخص قونیہ پر تلوار اوٹھانے کا قصد کریگا وہ خود ہلاک ہوگا جب تک میری والدہ یہان مدفون ہین کسی قسم کی آفت قونیہ پر نہین آئیگی۔ اس شہر کی بہت کچھہ شہرت دنیا مین ہوگی۔ اور میری اولاد یہان خیریت سے رہیگی۔

حکایت ایک روز شیخ صلاح الدین فرمانے لگے اولیاء اللہ رحمت کے معدن ہین تمام مخلوق پر اونہین کی وجہہ سے رحمت ہے۔ تمام عالم کی زندگی اونکے نور سے ہے۔ اور اونکا نور کبھی کم نہین ہوتا جس مین یہ صفت نہین ہے وہ ولی نہین ہے۔ اہل دل کا سماع حق کی حضوری سے ہے۔ جو لوگ حق کا کلام سنتے ہین اونکے سامنے حرام اور حلال کی بحث فضول ہے۔ ولی خدا کی ایک یہ صفت ہے کہ اوسکے سینے کو کھولدیا جائے۔ وہ اپنے سینہ مین دریای نور دیکھے اور اوس دریا مین عشق بازی کرے۔ پھر فرمانے لگے کوئی ایسا بھی ہے۔ کہ میری بات کو سمجھے۔ مولانا روم صاحب نے فرمایا کیون نہین جو شکستہ حال اور درویش ہین وہ سمجھ سکتے ہین۔ یہ معاملہ حال کا ہے قال کا نہین ہے۔

حکایت ایک روز شیخ صلاح الدین مولانا روم صاحب کے سامنے حضرت بایزید اور جنید رضی اللہ عنہم کے حالات سلوک اور کرامات بیان کر رہے تھے۔ اسوقت مولانا روم صاحب نے فرمایا کہ یہان مین اور صلاح الدین موجود ہین۔ حضرت بایزید اور جنید کا نور ہمارے ساتھہ ہے۔ بلکہ اوس سے بھی کچھہ زیادہ ہے۔ شعر ملتے ہین۔

چون ہست صلاح الدین در جمع   منصور و بایزید با ماست

منقول ہے ایک دن مولانا شمس الدین نے مولانا روم صاحب اور شیخ صلاح الدین کے سامنے موجودگی مین فرمایا کہ لوگ کہتے ہین حدیث شریف مین آیا ہے کہ نماز بغیر حضور قلب کے نہین ہوتی۔ جب ہمین حضوری نصیب ہوگئی تو پھر نماز کی ضرورت سی

کہا ہے۔ دوسرا کہتا ہے۔ طلب الوسیلہ بعد حصول المقصود قبیح (حصول مقصود کے بعد وسیلہ کی تلاش بڑی ہے) مین اون لوگون کے گمان کے موافق تسلیم کرتا ہون کہ انہین حضوری نصیب ہوگئی۔ اور درجہ ولایت پر پہنچ گئے۔ لیکن احکام ظاہری کا ترک کرنا بھی اونکے کمال کے نقصان کی دلیل ہے۔ اب اونسے مین پوچھتا ہون کہ جو تمہین کمال حاصل ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل تھا یا نہین اگر کہو نہ تھا تو اوسکی گردن ماردو۔ اور اگر کہو حاصل تھا تو اونسے پوچھو پھر تم کسلئے ایسے رسول کریم شبیہ بے نظیر۔ سراج منیر کا اتباع کیون نہین کرتے۔ پھر فرمایا ایک شخص ایسا ہے جسکو درجہ ولایت حاصل نہین ہے مگر اتباع سنت بخوبی کرتا ہے۔ اور دوسرا شخص کامل الولایت ہے اور اتباع سنت نہین کرتا تو مین پہلے شخص کی پیروی کرونگا۔ اور دوسرے شخص سے سلام علیک بھی نہین کرونگا۔ شیخ صلاح الدین سے مخاطب ہوکر کہا کیون یہ بات غلط تو نہین ہے۔ اونہون نے فرمایا آپ بہت درست کہتے ہین۔

منقول ہے کہ شیخ صلاح الدین نہایت متقی اور پرہیز گار تھے۔ اور اتباع شریعت مین حد سے زیادہ پابند تھے جلّے کے جاڑون مین جمعہ کے دن آپ نے اپنی عبا دھوکر چھت پر ڈالدی۔ نماز کا وقت آگیا۔ دیکھا تو عبا پر برف جمی ہوئی تھی۔ اوسی عبا کو پہنکر نماز ادا کی۔ لوگون نے کہا خدا نخواستہ سردی سے آپ بیمار نہو جائین۔ فرمایا جان کے نقصان سے جسم کا نقصان بہت سہل ہے۔

جان من طعزائی باقی دار واندر دست خویش   این تنم امروز فردانیست۔ اورا مردہ گیر

منقول ہے کہ شیخ صلاح الدین کی لڑکی ہدیہ خاتون رضی اللہ عنہا جن ایہیا کی شادی درپیش تھی۔ مگر سامان جہیز مطلق نہ تھا۔ وہ لڑکی مولانا روم صاحب کے محل مین رہتی تھی۔ یہین پرورش پائی اور جوان ہوئی۔ اس لڑکی کا نکاح سلطان الکتاب اوستاد السلاطین بواب ثانی۔ مقلہ بن مقلہ ثانی مولانا نظام الدین خطاط (خوشنویس)

سے قرار پایا تھا حضرت سلطان ولد اور حسام الدین چلپی نے شادی کے سامان تہیہ کی مگر کچھ نہو سکا۔ آخر یہ معاملہ مولانا صاحب کے سامنے پیش کیا۔ استا خاتون ایک سلیقہ کامل تھی اور سلاطین کی لڑکیون کو پڑہاتی تھی۔ مولانا صاحب نے اوس سے فرمایا کہ گرجی خاتون اور شہر کی اور دولتمند عورتون کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہدیہ خاتون شیخ صلاح الدین کی لڑکی جہیز کا بندوبست کرین اور اونکی دعائے خیر کے مستحق ہون۔ استا خاتون حرم شاہی مین گئین جس نے مولانا کا پیام سنا اس بات کا شکر ادا کیا کہ مولانا صاحب ہمسے بھی خدمت لین ملکہ جہان گرجی خاتون نے اپنے خزانہ دار سے کپڑے منگائے اور ہر قسم کے کپڑون کے پانچ پانچ جوڑے تیار کرائے بیس عدد کے قریب مرصع گوشوارے اور اسیقدر انگوٹھیان کلاہ بند۔ مقنع۔ دست برنجن جڑاؤ۔ فرش۔ قالین چلپا اور مسی ظروف۔ شمع دان کہانے پکانے کے ظروف وغیرہ غرضکہ ہر ایک عورت نے حسب حیثیت سامان جمع کیا۔ اور استا خاتون کے سپرد کر دیا۔ وہانسے سلطانی اونٹون پر بہروا کر وہ لائی اور مولانا کے سامنے سب سامان پیش کیا۔ کہتے ہین صرف طلائی سامان ستر ہزار درم سلطانی کا تہا باقی اسباب کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے۔ مولانا کو بہت خوشی ہوئی۔ اور شیخ صلاح الدین بہت شاد تھے۔ بار بار اون دینے والون کے حق مین دعا کرتے تہے۔ مولانا صاحب نے کل سامان کو آدہا آدہا کر کے نصف سامان فاطمہ خاتون والدہ حضرت عارف چلپی کو اور نصف ہدیہ خاتون کو دیا۔ اور ہدیہ خاتون کا عقد مولانا نظام الدین خطاط سے کر دیا۔ یہ شادی اس دہوم کی ہوئی کہ برسون اسکا چرچا شہر مین رہا۔ شادی کے دن مولانا نے یہ غزل تصنیف کی۔

مبارکباد بر ما این عروسی خجستہ باد بر ما این عروسی
چو شیر و چون شکر بادا ہمیشہ چو صہبا و چو حلوا این عروسی
ہم از برگ و ہم از بسوہ تمتع مثال نخل خرما این عروسی

چو حوران بہشتی با دخندان — ابد امروز و فردا این عروسی
نشان رحمت و توقیع دولت — ہم اینجا و ہم آنجا این عروسی
نکونام و نکوروے و نکوفال — چو ماہ و چرخ خضرا این عروسی
خمش کردم کہ در گفتن نگنجد — نبشتہ جان ہا را این عروسی

نقل ہے کہ شیخ صلاح الدین دس سال تک مولانا کی خدمت مین رہی مولانا کے اعلی درجہ کے خلیفہ اور بڑے دوست تھے جب عمر پوری ہونے کو آئی - علالت پیدا ہوئی اور ضعف بڑھگیا - روزمرہ ضعف کو ترقی ہونے لگی مولانا صاحب ہمیشہ انکی عیادت کو جاتے تہے اور سرہانے بیٹھکر کلمات غریب و اسرار عجیب بیان فرماتے تہے ایک روز شیخ صلاح الدین نے مولانا صاحب سے عرض کیا مین اس جہان سے جب تک نہ جاؤنگا جب تک حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہو جائے آپ نے فرمایا - مین حضور سرور عالم کو راضی کرلونگا - اور سفارش کرونگا - تم فکر نہ کرو - یہ مراد بہی حاصل ہوگی - اسکے بعد شیخ صاحب نے کہا آپ اجازت دین تو مین دنیا سے خوشی خوشی رخصت ہون - مولانا نے فرمایا بہت بہتر ہے - پھر چند روز مولانا عیادت کو نہین گئے تہے تو اپنے قلم سے یہ اشعار اور عبارت لکھکر بہیجی -

خداوند دل خداوند اہل دل قطب کونین صلاح الدین مدظلہ العالی کو اس مرض سے شکایت ہے جو اونکے ناخنون مین ہوگیا ہے - اللہ تعالی اس مرض سے نجات دے -

ای سرو روان بادخزانت مرساد — جز رحمت و جز راحت جانت مرساد
ای آنکہ تو جان آسمانی و زمین — اے چشم جہان چشم بدانت مرساد
اسالک الہی ایکون المرضی — بہ داوسلاماً ونعیماً و رضا
رنج تن تو دور از تو ای تو راحت جانہائی ما — چشم بد دور از تو اے تو دیدۂ بینائی ما
صحت تو صحت جان و جہانست ای قمر — صحت جسم تو بادا اے قمر سیمائی ما

ما بجست باد امنت رای تو تن جان صفت	کم مباد ا سایہ لطف تو از بالائے ما
گلشن رخسار تو سر سبز باد ا تا ابد	آن چراگاہ دل است و سبزہ و صحرائے ما
رنج تو بر جان ما با دا مبادا بر تنت	تا بود آن رنج تو چون عقل جان آرائے ما

غرضکہ شیخ صاحب نے غرہ محرم الحرام ۶۵۷ھ کو رحلت فرمائی۔

انتقال کے بعد مولانا صاحب آئے۔ سر برہنہ کرکے رونے لگے۔ اوسیوقت نقارے بجانے والے بلائے۔ تمام شہر مین قیامت سی ہوگئی۔ آٹھ جوڑیان قوالون کی آگے آگے جنازہ کے گاتی جاتی تہین۔ شیخ صاحب کے جنازہ کو مولانا صاحب کے خدام لئے ہوئے تہے مولانا سماع کرتے اور چرخ لگاتے ہوئے اپنے والد کے مزار تک گئے۔ خدام نے قوالون کو اسقدر کپڑے دیئے کہ شمار نہین ہوسکتا۔ پھر مولانا کے والد ماجد کے مزار کے پاس اونہین دفن کیا۔

مولانا نے اونکے ماتم مین چند مرثئے اور غزلین لکہی تہین۔ اونمین سے ایک یہ ہے۔

ای ز ہجران و فراقت آسمان بگریستہ	دل میان خون نشستہ عقل و جان بگریستہ
چون بعالم نیست یک کس مر مکانت را عوض	در عزای تو مکان و لامکان بگریستہ
جبرئیل و قدسیان را بال و پر ازرق شدہ	انبیا و اولیا و را دیدگان بگریستہ
شہ صلاح الدین ای ماہ سمائی کرم او	ہم کسی باید کہ داند بر کسان بگریستہ الخ

منقول ہے کہ مولانا صاحب نے حضرت سلطان ولد کو فاطمہ خاتون والدہ حضرت عارف چلپی کی بارے مین اپنی ہاتہ سے ایک وصیت نامہ لکہا تہا۔ اوسکا یہ مضمون تہا کہ مین تمہین وصیت کرتا ہون کہ میری شاہزادی اور میری آنکھون کے نور کی کمایت ہر طرح کرنا۔ تمام عالم اونکے حبالہ مین ہے یہ ایک امانت ہے اور امتحان کی غرض سے تمہین دیگئی ہے۔ قصداً اور سہواً کوئی ایسا امر نہ کرنا جو اونہین ذرہ برابر بہی تکلیف ہو۔ بیوفائی اونسے کبہی نکرنا۔ گو وہ اپنی پاک گوہری کے سبب

کسی بات کا گلہ نہین کرینگی۔ اسلئے کہ

بچہ بط اگرچہ دبینہ بود — آب دریاش تا بسینہ

صبر و مروت اونکا خاصہ ہے۔ لیکن اونکی ہربات کا لحاظ ضرور ہے۔ اونکی با
وجہ سے مجھے اونکی تمام قبیلہ کی خاطر عزیز ہے۔ ہر روز کو روز اول اور ہر شب کو
اول سمجھنا اونکے دل کے شکار کیلئے محبت کا جال بچھائے رکھنا۔

روایت ہے کہ ایک بار حضرت سلطان ولد کو فاطمہ خاتون سے کچھ
ہو گیا۔ مولانا صاحب نے اونہین اپنے ہاتھ سے خط لکھا اور جمال الدین قمری
بھیجا۔ اوس خط کا یہ مضمون تھا کہ میری روح تمہاری روح سے مل گئی ہے
گواہ کرتا ہون اور قسم کھاتا ہون کہ جس بات سے اوس فرزند کی خستہ خاطری
وہ میرے لئے دونے رنج کا باعث ہے۔ تمہارا رنج میرا رنج۔ اور تمہار
میری فکر ہے۔ سلطان المشائخ مشرف انوار حقائق صلاح الحق والدین
احسانات میری گردن پر بہت ہین۔ اون احسانون کا شکریہ کسی خدمت
ادا نہین کر سکتا۔ مجھے اوس فرزند سے توقع ہے کہ کوئی حال مجھسے نہ چھپاؤ
اون مطالب کے پورا کرنے مین بقدر امکان انشا اللہ تعالیٰ مجھسے تقصیر نہ
فرزند عزیز بہاء الدین (سلطان ولد) تمہین آزار دینگے حاشا ثم حاشا میرا دل او
اونکو سلام کا جواب نہ دونگا۔ اور اونکے جنازے پر نہ آنے دونگا۔ اسیطرح
جو کوئی تمسے برائی کریگا اوسکے ساتھ بھی یہی برتاؤ کرونگا۔ لیکن مین چاہتا ہو
او در رنجیدہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے اور مخلوق تمہاری دوست
اگر کوئی تمہارے حق مین بری بات کہے تو کتے کے منہ سے دریا ناپاک نہین
اور شکر کی بوری مکھی کے بیٹھنے سے بے قیمت نہین ہو سکتی۔ جو شخص ایسا
کہکر تمہارے مقابلہ مین اپنی مظلومی ظاہر کریگا مین اوسے ہی ظالم سمجھونگا

واللہ باللہ تمہاری حق مین بدگوئی قسمین اور عذر ہرگز قبول نہ کرونگا۔ تم تو خداوند اور خداوندزادہ ہو۔ تمہاری سامنے اور غیبت مین بے نفاق رہنا چاہئے۔ تمہارے حق اور اوس سلطان کے حق بہت بڑی ہین۔ واللہ ایسا ہی ہے۔ باللہ ایسا ہی ہے تاللہ ایسا ہی ہے۔ مین اونسے کبھی صاف نہین ہوسکتا جو تم سے صاف دل نہین ہے۔ اس پدر کا یہی اعتقاد ہے۔ اسی اعتقاد پر مرونگا۔ اللہ اللہ اس پدر سے کوئی بات نہ چھپاؤ اور ایک ایک بات ظاہر کردو تاکہ خداوند تعالےٰ کی معاونت سے امداد کرون۔ تم مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ کی امان کا تعویذ ہو۔ اوس سلطان کی تم نشانی ہو۔ تمہاری برکت سے اہل دنیا پر ہزارون عنایتین ہونگی۔ تمہاری نشانیان اور نسل کبھی منقطع نہو۔ اور قیامت تک تمہین اور تمہاری اولاد کو کوئی الم نہو۔ آمین یارب العالمین۔

انوار صلاح الدین برانگیختہ باد — در دیدۂ جان عاشقان ریختہ باد
ہر جان کہ لطیف گشت از لطف گذشت — با خاک صلاح الدین در آمیختہ باد

حکایت ایک روز مولانا صاحب کو سماع مین ذوق کی شدت ہوئی۔ شیخ صلاح الدین بھی ایک کونے مین کھڑے تھے۔ اور مولانا سماع مین یہ غزل پڑھتے تھے۔

نیست در آخر زمان فریادرس — جز صلاح الدین صلاح الدین و بس
گر ز سر سِرّ او دانستۂ — دم فروکش تا نداند ہیچ کس
سینۂ عاشق یکی این است خوش — جان ہا بر آب او خاشاک و خس
چون بہ بینی روئے او را دم مزن — کاندر آئینہ زبان باشد نفس
از دل عاشق بر آید آفتاب — نور گیرد عالمی از پیش و پس

فصل ششم

حالات شیخ المشایخ حضرت حسام الدین چلپی قدس سرہ

روایت ہے کہ جب شیخ صلاح الدین کا انتقال ہوگیا تو مولانا صاحب نے خلافت حسام الدین چلپی کو عنایت کی۔ رات دن مولانا اونسے عشق بازی کرتے تھے اور دس برس کامل اونسے صحبت رہی۔ مولانا سراج الدین مثنوی خوان کہتے ہین کہ حسام الدین چلپی ابتدائی جوانی مین نہایت حسین اور اپنے وقت کے یوسف تھے اونکے باپ کا انتقال ہوگیا۔ تو شہر کے سب بزرگون نے تربیت و تعلیم کیواسطے انہین اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ اسلئے کہ کل بزرگ شہر کے اونکے باپ دادا کے ممنون و احسان تھے۔ وہ ہر ایک بزرگ کی خدمت مین گئے اور ہر ایک کی حالت کو غور سے جانچا۔ آخر وہ سیدھے مولانا روم صاحب کی خدمت مین آئے۔ اور آپ کی خدمت گذاری کرنے لگے اپنے غلام اور نوکرونسے کہدیا کہ گھر کے کاروبار اور املاک و جائداد کا انتظام کرین اور خانہ داری کی ضرورتونکو پورا کرتے رہین۔ رفتہ رفتہ سب جائداد فروخت کرکے مولانا کے خدام پر نثار کردی۔ نوکرون نے کہا اب توکوئی جائداد باقی نہین رہی اب ہم کیا کرین حسام الدین چلپی نے کہا اب گھر کا سامان فروخت کرو۔ چنانچہ کچھہ مدت مین اثاث البیت بھی ختم ہوگیا۔ اوسوقت غلامون نے آکر کہا اب ہمارے سوا کوئی چیز باقی نہین فرمایا الحمد للہ رب العلمین۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت ظاہری تو نصیب ہوی۔ اور اون غلامون سے کہا اب تمہین بھی اللہ تعالی کی خوشنودی کیواسطے آزاد کردیا۔ اور مولانا کے مقبول خادمون مین شامل ہوگئے مولانا صاحب کا

یہ حال تہا کہ جو کچھہ نذرانہ آتا تہا وہ سب اونکے پاس بہیجدیتے اور وہ خدام کی ضرورتین پوری کرتے تہے۔ چندروز مین بہت سے گانون اور جائداد وقف کی مہیا ہوگئی جو کچھہ اوقاف کی آمدنی وغیرہ ہوتی تہی سب خدام پر صرف کرڈالتے تہے۔ اور لوگون کا بیان ہے کہ اس آمدنی مین سے خود کبہی شربت بہی نہین چکھا۔ ظاہر و باطن مین ہر وقت اتباع سنت نبوی مدنظر تہا۔ اور مولانا کے عشق مین کامل تہے۔ مولانا شمس الدین تبریزی اور مولانا صلاح الدین سے اسقدر کمالات حاصل کئے کہ بیان نہین ہوسکتا۔

حکایت مولانا سراج الدین مثنوی خوان کہتے ہین کہ مثنوی شریف کی تالیف کی یہ وجہہ ہوئی کہ حضرت حسام الدین چلپی کو بعض خدام کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ مولانا کے خادم اور اصحاب نہایت ذوق وشوق سے الٰہی نامہ ومصیبت نامہ حکیم سنائی و منطق الطیر فریدالدین عطار رضی اللہ عنہم پڑہتے ہین اور اوس سے اونہین بیحد لذت حاصل ہوتی ہے۔ ایک دن شب کو وقت آپ نے مولانا صاحب سے تنہائی مین عرض کیا کہ غزلون کا دیوان بہت ضخیم ہوگیا ہے۔ اور آپ کے کلام سے شرق سے غرب تک سب عالم معمور ہوگیا۔ اگر الٰہی نامہ یا منطق الطیر کے وزن پر آپ کوئی کتاب لکہین تو عالم مین یادگار رہیگی۔ اور عاشقون کی مونس اور دردمندونکی آرام کا باعث ہوگی۔ میری یہ خواہش ہے کہ ہم سب خدام سوائے آپکی ذات اور آپکی کلام کے اور کسی چیز سے تعلق نرکہین۔ مولانا نے اوسیوقت اپنی دستار سے ایک لکہا ہوا کاغذ نکالکر حسام الدین چلپی کو دیا۔ اوس مین اول مثنوی کے اشعار سے والسلام تک اٹھارہ شعر لکہے ہوئے تہے۔

بشنو از نے چون حکایت میکند | وز جدائیہا شکایت میکند
در نیابد حال پختہ ہیچ خام | پس سخن کوتاہ باید والسلام

یہ بحر رمل مسدس محذوف مقصور ہے۔ جیسے کہ

خا ملات فا ملات فا ملات
جہل ظلمات است وعلم آبحیات

پھر مولانا نے فرمایا۔ تمہارے اس خیال کے ظاہر کرنے سے پہلے عالم غیب سے یہ ارشاد ہوا ہو۔ اور میرے دل مین یہ معانی القا کئے گئے کہ اس قسم کی کتاب لکھو اب او۔ اور اپنی اوج ترقی پر پرواز کرو۔ اور معراج حقائق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مین اتباع مین پہنچو تاکہ اوسکو مناسب میری باطن مین آہنگ پیدا ہو۔ اور کتاب کو نظم کرنا شروع کرون۔ چنانچہ چوتھی جلد مین مثنوی کی فرماتے ہین۔

ای ضیاء الحق حسام الدین توی
که گذشت از مه بنورت مثنوی

همت عالی تو اے مرتجا
میکشد این را خدا داند کجا

گردن این مثنوی رابستۂ
میکشی آن سوے که مو بستۂ

مثنوی پویان کشنده نا پدید
نا پدید از جاهلی کش نیست دید

مثنوی را چون تو مبدا بوده
گر فزون گردد تواش افزوده

چون چنین خواهی خدا خواهد چنین
میدهد حق آرزوے متقین

اسیطرح ہر جلد مین اسی قسم کے بہت سے شعر ہین۔ جلد ششم مین فرماتے ہین۔

اے حیات دل حسام الدین بسی
میل میجوشد بقسم سادسے

گشت از جذب چو تو علامۂ
در جهان گردان حسامی نامۂ

پیش کش میآرمت اے معنوی
قسم سادس در تمام مثنوی

غرضکہ جناب مولانا روم صاحب نے حسام الدین چلپی کے جذب کی وجہ سے از سر نو بیقراری اختیار کی۔ حالت سماع مین۔ مجلس مین۔ کھڑے بیٹھے ہر وقت مثنوی کا سلسلہ جاری کر دیا۔ یہان تک اکثر ایسا ہی اتفاق ہوتا تھا کہ اول شب سے نماز صبح تک مولانا اشعار فرماتے جاتے تھے اور حسام الدین چلپی جلد جلد لکھتے جاتے تھے۔ اور پھر اونکی لکھی ہوئی کو بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ جسوقت اول جلد

مثنوی کی پوری ہوگئی۔ حسام الدین چلپی نے مکرر اوسکو پڑہا اور الفاظ کی صحت کرنا شروع کی۔ اسی زمانہ مین حسام الدین چلپی کی بیوی کا انتقال ہوگیا۔ اور ایسی حالت اُنکی ہوگئی کہ ہر وقت اُن پر ایک نئی طرح کی کیفیت اور حیرت طاری ہوتی تہی۔ اسلئے کسی دوسری کام پر متوجہ نہین ہوسکتی تہی۔ ادہر مولانا صاحب کے وجد اور حالات کی یہ شدت تہی کہ ہر وقت آپ کشف حقائق مین مستغرق رہتے تہے اور آپ نے بہی حسام الدین چلپی سے دوسال تک اس مثنوی کے معاملہ مین کچہہ نہین فرمایا۔ دوسال کے بعد حسام الدین چلپی نے نئی شادی کی۔ اوسوقت مثنوی کی طرف پہر اونکو شوق ہوا۔ اور فرمانے لگے۔

ای تو چارہ کردہ ہر دم چون بیچارہ را	طفل جان را شیر دہ مار از گریش وارہان

ایک دن صبح کو مولانا کی خدمت مین آئے سجدۂ عبودیت کیا۔ اور نہایت ادب عاجزی سے مثنوی کے تمام کرنے کے واسطے عرض کیا۔ مولانا صاحب نے اپنی مرحمت عمیم سی درخواست قبول کی جلد دویم کے اول مین تاخیر کا عذر لکہا ہی۔ اور پہر جلد دوم کو ۶۶۲ھ مین لکہنا شروع کیا۔ فرماتے ہین۔

مہلتے بایست تا خون شیر شد	مدتے این مثنوی تاخیر شد
خون نگردد شیر شیرین خوش شنو	تا نزاید بخت تو فرزند نو
باز گردانید ز اوج آسمان	چون ضیاء الحق حسام الدین عنان
بے بہارش غنچہا نشگفتہ بود	چون بمعراج حقائق رفتہ بود
چنگ شعر مثنوی باساز گشت	چون ز ساحل سوئے دریا باز گشت
باز گشتش روز استفتاح بود	مثنوی کہ صیقل ارواح بود
سال اندر ششصد و شصت دو بود	مطلع تاریخ این سودا و سود
بہر صید این معانی باز گشت	بلبلے زینجا برفت و باز گشت

ساعدت سگن این باز باد تا ابد بر خلق این در باز باد

پھر ختم کتاب تک مثنوی کی تصنیف مین کبھی وقفہ نہین ہوا۔ مولانا اشعار فرماتے تھے اور حسام الدین چلپی لکھتے جاتے تھے اور پھر مکرر پڑھکر سناتے تھے۔

مولانا سراج الدین مثنوی خوان سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت حسام الدین چلپی نے مولانا سے عرض کیا کہ جسوقت مثنوی پڑھی جاتی ہے مین دیکھتا ہون فرشتگان غیبی ہاتون مین دور باش اور برہنہ شمشیرین لئے ہوے کھڑے ہوتے ہین۔ جو شخص مثنوی کا انکار کرتا ہے اسکے ایمان کے درخت کی شاخین کاٹتے ہین اور جڑین اکھیڑتے ہین اور اوسکو گھسیٹتے ہوئے دوزخ کو لیجاتے ہین۔ چنانچہ مولانا نے اسی مطلب کو دفتر چہارم مین لکھا ہے۔

دشمن این حرف این دم در نظر شد ممثل سرنگون اندر سقر
اے ضیاء الحق تو دیدی حال او حق نمودت پاسخ افعال او

حضرت سلطان ولد فرماتے ہین کہ ایک دن مولانا صاحب حسام الدین چلپی کے باغ مین معمولی باتین کر رہے تھے۔ باغ وغیرہ کا ذکر تھا۔ مگر انکی زبان سے جو کلمات نکلتے تھے اونسے مجھے معانی اور اسرار کا لطف حاصل ہوتا تھا۔ اور میرا حال بار بار بدلتا تھا۔ مجھے حیرت ہوتی تھی اوسوقت مجھپر مولانا کے ان اشعار کے معانی کی تجلی ہوئی۔

ہر کہ گوید مرد عاشق بوے عشق از دہانش میجہد در کوے عشق
گر بگوید فقہ فقر آید ہمہ بوے فقر آید ازان خوش دمدمہ
ور بگوید کفر دارد بوی دین آمد از گفت شکش بوئے یقین

منقول ہے کہ جب مولانا روم صاحب کی رحلت کا وقت قریب آیا اکابر اور شیوخ شہر نے عرض کیا کہ آپ کا قائم مقام کون ہوگا۔ مولانا نے فرمایا

حسام الدین چلپی نے تین بار سوال کیا اور یہی جواب ملا۔ مولانا کے انتقال کے بعد حسام الدین چلپی خلیفہ ہوئے اور دس برس تک خلافت کی۔ تقویٰ۔ دیانت۔ اور حفظ و وقار مین فرشتون سے بھی بڑھ گئے۔ اور اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی کوشش کرتے تھے۔ اتقا کا یہ حال تھا کہ مولانا روم صاحب کے مزار پر حاضر ہوتے تو تازہ وضو کرنے کے لئے گھر سے پانی ساتھہ لاتے تھے اسلئے کہ مال وقف کے پانی سے وضو نہ کرنا پڑے۔ اوسوقت مین مزار شریف کا وقف بہت تھا۔ تمام آمدنی وقف کی مریدونکے صرف مین آتی تھی۔ اور آپ اوسکے استعمال سے بالکل محترز رہتے تھے۔

منقول ہے کہ ایک دن حضرت سلطان ولد حسام الدین چلپی کے باغ مین تشریف لیگئے۔ حسام الدین چلپی نے بہت عنایت کی۔ خدام مین سے بعض کو شہد کی طرف رغبت ہوئی کسی نے زبان سے نکالا بھی نہ تھا کہ حسام الدین چلپی نے باغبان کو بلاکر کہا کہ فلان مٹکے کو کھولکر تازہ شہد لاؤ۔ چنانچہ باغبان سترہ دفعہ اوس مٹکے مین سے شہد لایا اور وہ ویسا ہی بھرا ہوا رہا جسام الدین چلپی فرمائے لگے یہ مولانا روم صاحب اور حضرت سلطان ولد کی برکت ہے۔ اگر قیامت تک اسمین سے شہد صرف کرینگے تو خالی نہوگا۔ چنانچہ دو سو آدمیون کے قریب تھے سب نے شہد کھایا اور وہ کم نہوا۔ جب وہانسے خدام رخصت ہوکر چلے تو آپ نے وہ مٹکا حضرت سلطان ولد کو دیدیا۔ سلطان ولد مکان کو لیگئے اور برسون اوس کا شہد کھایا۔ جس مریض کو اوسکا شربت پلاتے تھے شفا پاتا تھا۔

روایت ہے کہ قونیہ مین مدت تک قحط سالی رہی۔ بارش نہین ہوتی تھی شہر کے علما۔ مشائخ سب خیرات کرتے تھے اور نمازین پڑہتے تھے مگر کسی طرح بارش نہین ہوتی تھی۔ آفتاب کی گرمی سے نباتات بالکل خشک ہوگئی کچھہ روشندل لوگونکو

خیال آیا تو وہ حضرت حسام الدین چلپی کی خدمت مین حاضر ہوی اور بہت اضطراب اور پریشانی سے درخواست کی کہ بارش کیلئے دعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا اچھا تم جاؤ مین دعا کرونگا شاید اللہ تعالیٰ قبول فرمالے۔ خود مع خدام کے مولانا روم صاحب کے مزار پر حاضر ہوی نہایت خضوع سے نماز ادا کی اور آنکھون سے آنسو بہانے لگے اور ننگا سر کر کے دعا کی۔ خدام سب آمین کہتے جاتے تھے۔ اوسیوقت خوب گہرا ابر اٹھا اور شدت سے پانی برسنے لگا۔

در میان این مناجات آب خوش ۔۔۔ زود پیدا شد چو پیل آب کش
ہمچو اشک از مشک ہا ریدن گرفت ۔۔۔ در گدو در غارہا مسکن گرفت

اسقدر بارش ہوئی کہ مخلوق گھبرا گئی۔ تمام شہر کو از سر نو اخلاص اور اعتقاد ہو گیا مگر بخیت اور منکرون کا انکار اور بھی زیادہ ہو گیا۔ ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوہ۔

انچہ در اغ اوست مہر او گرہ است ۔۔۔ چارۂ بر وے نیار و بر دوست
ذرہ ذرہ گر شود مفتاحہا ۔۔۔ این کشائش نیست جز از کبریا

بیس روز تک کبھی برستا تھا اور کبھی کھلجاتا تھا۔ تمام جل تھل بھر گئے اور سیلاب کی شدت ہوی۔ لوگ پھر دوڑے ہوی حسام الدین چلپی کے پاس آئے اور کہا۔

اے کہ چون تو در زمان مہ نیست کس ۔۔۔ اللہ اللہ خلق را فریاد رس

آپ نے فرمایا۔ کچھ فکر نہ کرو۔ مین پانی کے مالک سے عرض کرونگا کہ اس پانی کو اور کسی طرف جاری کرے۔ چنانچہ ابر کھل گیا اور بارش موقوف ہو گئی۔ اوس سال پیداوار کی بہت کثرت ہوئی اور حیوانات کو بھی خوب ترقی ہوی۔

روایت ہے کہ مولانا روم صاحب کی یہ عادت تھی کہ جو کچھ نقد و جنس امرا اور بادشاہون کے ہان سے آتا آپ وہ سب حسام الدین چلپی کے پاس

بھیجدیا کرتے تھے۔ ایک روز امیر تاج الدین نے آق سرا سے ایک ہزار درم سلطانی مخصوص مولانا کے خادمون کے واسطے بھیجے اور خط مین یہ بھی لکھا کہ یہ مال حلال ہے تاکہ مولانا اوسکو قبول کرلین۔ مولانا نے وہ درم لیلئے اور فرمایا حسام الدین چلپی کے پاس لیجاؤ۔ حضرت سلطان ولد نے عرض کیا کہ اِسوقت گھر مین کچھہ نہین ہے۔ جو کچھہ آتا ہے آپ حسام الدین چلپی کو بھیجدیتے ہین۔ پھر ہم کیا کرین۔ مولانا نے فرمایا۔ واللہ باللہ وتاللہ اگر ایک ہزار زاہد اور کامل متقیون کو بھوک کے شدت ہو اور موت کا اندیشہ ہو۔ ایسے وقت پر میری پاس ایک روٹی بھی ہوگی وہ بھی حسام الدین چلپی کو بھیجدونگا۔ اسلئے کہ وہ مرد خدا ہے اور اوسکو سب کام اللہ کے واسطے ہین۔ تمام عالم کا مال اوسکی ملک ہے۔ اور اوسمین اسکو تصرف کرنا حلال ہے۔ مگر دوسرون کو حرام ہے اسوجہہ سے کہ اون مین حسام الدین کی سی بات نہین ہے۔ مال صالح انسان صالح کے لئے زیبا ہے۔ بیگانون کے واسطے وبال ہے۔ حلوا طبیب کو مضر نہین ہے۔ مگر مریض کو نقصان کرتا ہے۔

گر ولی زہرے خورد نوشے شود ۔۔۔ ور خورد طالب سیہ پوشی شود
کاملے گر خاک گیرد زر شود ۔۔۔ ناقص از زر برد خاکستر شود

حسام الدین چلپی نے دہ ہزار درم کرا خاتون کی خدمت مین بھیجدیئے۔

سراج الدین مثنوی خوان رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت چلپی حسام الدین کی یہ عجیب عادت تھی کہ جو لوگ فسق و فجور ظاہری مین مشہور تھے وہ اُنکی بہت تعریف کیا کرتے تھے اور اونہین زاہد اور پرہیزگار کہا کرتے تھے۔ اور جو لوگ زاہد اور پرہیزگار بظاہر تھے اونکی مذمت کیا کرتے تھے۔ کسی نے یہ واقعہ حضرت روم صاحب سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا حسام الدین چلپی ہمہ

فاسق لوگون کی جو وہ تعریف کرتے ہین اوسکا یہ باعث ہو کہ ایسے لوگون کے
باطن مین ادب اور محبت ہوتی ہے۔ اور ظاہری عبادت کرنے والے باطن مین
بے ادب اور منافق ہوتے ہین اسلئے اونکی برائی کرنا ٹھیک ہو۔ اللہ تعالیٰ کی
نظر ہمیشہ بندون کے باطن پر ہے ظاہر پر نہین ہے۔ دوسری تاویل یہ ہے
کہ انسان مین ظاہری عمل کے سوا ایک مخفی اور باطنی عمل ہو وہی اوسکا حسن
جوہر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ای میرے بندو۔ میری نظر تمہارے ظاہری
اعمال پر نہین ہو۔ بلکہ مین تو تمہارے باطن کو دیکھتا ہون۔

ما کہ باطن بین جملہ کشوریم دل بہ بنیم و بظاہر ننگریم

روایت ہے کہ ایک دن حسام الدین چلپی اپنے خادمون کے جلسہ مین
بیٹھے ہوئے معارف بیان کر رہے تھے۔ اوسیوقت آپ نے ایک درویش کو
ملکہ گرجی خاتون کے پاس بھیجا کہ جلد اپنے مکان کو خالی کرکے دوسرے مکان مین
چلی جاوٗ تاکہ قضائے مبرم سے نجات ملے۔ ملکہ نے فوراً مکان خالی کر دیا اور اسباب بھی
سب اٹھوا لیا۔ اسباب کا اُٹھانا تھا کہ مکان کی چھت گر پڑی۔ ملکہ نے اس کی شکرانہ میں
محتاجون کو بہت کچھہ دیا اور حسام الدین چلپی کی خدمت مین پانسو دینار یوسفی اور کچھہ
درہم سلطانی بھیجے اور ہر ایک خادم کو علیحدہ خلعت دیئے۔

خواجہ نفیس الدین سیواسی علیہ الرحمتہ سے روایت ہے کہ ایک بہت بڑے
شیخ کا انتقال ہوا جو ضیاء الدین کی خانقاہ کے شیخ تھے۔ امیر کبیر تاج الدین معتبر نے
اوس خانقاہ کے لئے حسام الدین چلپی کو منتخب کیا اور سلطان کے ہانسو فرمان بھی منگالیا
ایک روز خانقاہ مین امیر کبیر تاج الدین معتبر نے بہت بڑا جلسہ کیا اور مولانا صاحب
نے خانقاہ مین دعوی کہ شیخ خانقاہ حسام الدین چلپی بنائے جائینگے۔ چنانچہ مولانا صاحب بھی
تشریف لائینگے۔ خواجہ نفیس الدین کہتے ہین کہ حسام الدین چلپی کا سجادہ بیرے

کندھو پر پڑا ہوا تھا۔ مولانا صاحب نے وہ مجھسے لیلیا اور اپنے کندھے پر ڈالکر خانقاہ مین آئے۔ اور اوس سجادہ کو صفہ پر بچھوایا۔ اخی احمد کو بوجہ حسد کے یہ منظور تھا کہ صاحب سجادہ حسام الدین نہ بنائے جائین۔ اونے اوٹھکر سجادہ لپیٹ کر کسی اور شخص کو دیدیا اور کہا مین نہین چاہتا کہ چلپی یہان شیخ ہون۔ حاضرین مین ایک فساد کی سی صورت پیدا ہوگئی۔ اخی قیصر۔ اخی چوپان۔ اخی محمد سید داری، وغیرہ جو اخی ترک اور اخی بشار کے خاندان سے منسوب تھے تلوارین کھینچکر اسکے قتل کے درپے ہوئے مولانا اس ہنگامہ مین خاموش رہے۔ صرف یہ فرمایا کہ یہ لوگ کیون کفران نعمت کرتے ہین اور اللہ کے شکر سے غافل ہین۔ بوجہ جہل اور کبر کے نافرمانون مین شامل ہوکر اپنے گھرون کی آپ بربادی کا باعث ہوتے ہین۔ لیکن ہمین یقین ہے کہ اونکے تعصب سے کچھ نہوگا۔ یہ لوگ پائمال ہونگے۔ اور ہماری طریقہ کو ترقی ہوگی۔ خود فرماتے ہین۔

گر آخر آمد عشق تو گردد ز اولہا فزون — نوشت توفیقت خدا کالآخرون السابقون

پھر فرمایا کہ مجھے اس وقت ایک حکایت یاد آئی۔ فقیہ ابو اللیث سمرقندی اپنے وطن سے باہر جاکر بیس سال تک تحصیل علوم مین مصروف رہے۔ کئی سال مکہ معظمہ مین رہے۔ انکے بہت سے محب تھے اور بہت سے مقبول شاگرد اطراف عالم مین پھیل گئے تھے۔ آخر کو اپنے مریدون اور شاگردون کی جماعت کے ساتھ سمرقند کو روانہ ہوئے تاکہ آباواجداد کی قبرون کی زیارت کرین اور صلہ رحم پورا کرین۔ سمرقند کے کنارے پہنچکر تجدید وضو کے واسطے توقف کیا۔ خود نہر پر وضو کرنے گئے۔ وہان چند عورتین کپڑے دہو رہی تھین اونمین سے ایک عورت نے ابو اللیث سمرقندی کو پہچان کر کہا کہ دیکھو ہمارا ابو سکسک آگیا ہے اور اوس نے دور ٹکر شہر مین خبر کی۔ ابو اللیث فوراً اپنے ہمراہیون کے پاس آئے اور کہا جلد سامان اوٹھاؤ ہمین ابھی دمشق کو جانا ہے۔ سمرقند ہمارے رہنے کی قابل نہین ہے

سب نے حیران ہو کر واپسی اور عجلت کی کیفیت دریافت کی۔ آپ نے فرمایا یہ لوگ ابھی تک مجھے بوسک ہی جانتے ہین اور انکے دلون مین میری وقعت نہین ہے۔ اسلئے گنہگار ہوتے ہین۔ علما اور شیوخ کی تعظیم واجب ہے۔ اسلئے کہ انکی عزت رسول اللہ کی عزت ہے۔ اور رسول اللہ کی عزت اللہ تعالیٰ کی عزت ہے۔ فرماتے ہین۔

ای بو د وجو د تو زیک قطرہ منی ۔۔۔ ہان۔ تا نکنی بر علما کبر و منی
زیرا کہ چنین گفت رسول مدنی ۔۔۔ من اکرم عالما فقد اکرمنی

ابو اللیث کو بچپن مین اونکے والدین بوسک کہتے تہے۔ پھر مولانا نے حال کی شدت مین ایک نعرہ مارا اور خانقاہ سے ننگے پانون چلدیئے۔ اکابر شہر اور مشائخ آپکے پیچھے بہت دور دوڑے مگر آپ واپس نہین آئے۔ اخی احمد کی بہت سی لوگون نے سفارش کی مگر مولانا نے عفو نہین کیا اور فرمایا وہ اس قابل نہین ہے۔ اور وہ اسی حالت بدبختی مین ہلاک ہوا۔ بعض لوگون نے سلطان اسلام سے اوسکی گستاخی کی اطلاع کی اور قتل کرانا چاہا مگر مولانا نے منع فرمایا۔ آخر کو اخی احمد کا بیٹا اخی علی حضرت سلطان ولد کا مرید ہوا اور اعلیٰ درجہ حاصل کیا۔ اور حضرت حسام الدین چلپی اوسی خانقاہ مین بالاستقلال مقیم ہوے۔

روایت ہے ایک دن حضرت حسام الدین چلپی کے سامنے کوئی شخص کہنے لگا کہ فلان صاحب مولانا روم صاحب کے کلام کی خوب شرح کرتے ہین۔ اور اس فن مین اونہین خاص مہارت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے خداوندگار کا کلام مثل آئینہ کے ہے۔ جو شخص آئینہ دیکھتا ہے اپنی صورت نظر آتی ہے جو شخص شرح کلام کی بیان کرتا ہے وہ مولانا کا بیان نہین ہے۔ بلکہ اپنا حال کہتا ہے دریا سے ہزار نہرین نکل سکتی ہین۔ لیکن ہزار نہرون سے دریا نہین بن سکتا۔ اور یہہ شعر پڑہا

بگوش سہا برسد حرف فہای ظاہر من — ہیچ کس نرسد نعرہ ہای جانی من

منقول ہے کہ حسام الدین چلپی شافعی مذہب تہے۔ ایک دن مولانا روم صاحب سے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون حنفی مذہب ہو جاؤن اسلئے کہ آپ بہی حنفی ہین۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہین۔ بہتر یہی ہے کہ اپنے مذہب پر رہو اور اوسیکی پیروی کرو۔ لیکن لوگون کو میرے عشق کا طریقہ تعلیم کرو۔

مولانا سراج الدین مثنوی خوان سے روایت ہے کہ مولانا صاحب کی یہہ عادت تہی کہ ہر سال آب گرم کو تشریف لیجاتے تہے اور وہان چالیس پچاس روز تک قیام کرتے تہے۔ راستے بہر سب خدام سماع کرتے اور چرخ لگاتے ہوے جاتے تہے۔ اور کئی ہزار غزلین راہ مین تصنیف ہو جاتی تہین۔ ایک مرتبہ مولانا وہان تشریف لیگئے تو زیادہ قیام کیا۔ یہان حسام الدین چلپی کو عالم غیب سے یہ بشارت ہوئی کہ مولانا صاحب کل قونیہ مین تشریف لائینگے حضرت حسام الدین علی الصباح شہر کے بہت سے آدمیون کے ساتہہ استقبال کو چلے مولانا صاحب نے اوس روز آنکھون مین خوب سرمہ لگایا اور ایک بڑا خیمہ کہڑا کیا اور دعوت کا سامان تیار کرایا۔ جسوقت حسام الدین چلپی کی نظر مولانا کے خیمہ پر پڑی چیخ مارکر گھوڑے سے اوتر پڑے اور سجدے کرتے ہوے خیمہ تک گئے مولانا صاحب بہی ننگے پانون خیمے سے باہر نکل آئے اور بغل گیر ہوئے۔ بہت دیر تک ایک دوسری کو بوسے دیتا تہا۔ اور بغل گیر ہوتا تہا۔ پہر مولانا صاحب ونکا ہاتہہ پکڑ کر خیمہ مین لیگئے حضرت حسام الدین چلپی فرماتے تہے کہ جب مین مولانا کے سامنے بیٹہا مطلق باہم کوئی گفتگو نہین ہوئی اور مین اچہی طرح سے اپنے کانون سے سن رہا تہا کہ میری جان کا مرغ کبوتر کی طرح مولانا کی روح کے ساتہہ مستی کی اواز نکالتا تہا۔ اور مولانا کی روح لطیف کی آواز میرے کان مین پہنچتی تہی اسی سبب سے میرے ہوش بجا نہ تہے

اور بات چیت کی مجال نہ تھی۔ چنانچہ مثنوی مین فرماتے ہین۔

نغمہ آواز آن صافی جسد — ہر دمے در گوش حسش میرسد
از رہے کہ انس از و آگاہ نیست — زانکہ این محسوس و زین اسباب نیست
ہم نشینان نشنوند او بشنود — اے خنک جان کو بغیبش بگرود

پھر اسنے مولانا صاحب اپنے خدام اور اکابر شہر کے ساتھ سماع کرتے اور قوالی سنتے ہوئے اپنے والد کے مزار پر تشریف لائے اور اوس روز خدام پر بہت کچھ عنایت فرمائی۔

مولانا سراج الدین مثنوی خوان سے روایت ہے کہ مولانا روم صاحب کی رحلت کے بعد قاضی سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے محکمہ مین علما کا جلسہ ہوا۔ حضرت حسام الدین چلپی کی بھی دعوت کی۔ آپ تشریف لیگئے تو علمانے قاضی سراج الدین سے کہا رباب از روی شرع کے حرام ہے۔ اور سماع جائز نہین ہے قاضی نے کہا بیشک علمائے اسلام جو کچھ کہتے ہین درست ہے۔ پھر سب صاحب حسام الدین چلپی کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا آپ اس معاملہ مین کیا فرماتے ہین آپ نے فرمایا مین یہ کہتا ہون کہ موسی علیہ السلام کا عصا تمہاری نظرون مین لکڑی ہے یا اژدہا ہے۔ اس بات پر سب خاموش ہوگئے کسی نے جواب نہین دیا تب آپ نے کہا کہ ہمارا رباب محض ایک لکڑی تھا۔ مولانا روم صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہر تھے اور اپنے وقت کے موسی تھے۔ جب اونہون نے اس لکڑی پر عنایت کی تو وہ بھی اژدہا ہوگئی۔ اور اوہام مخلوق کو اژدہے کی طرح نگلنے لگی۔ ایسے اژدہے کے سامنے جرات سے آنا اور مقابلہ کرنا نامناسب ہے سوا داکھین تمھین تعزیر دینے کے لئے ایک سانس مین کھا جائے۔ پھر یہ شعر پڑھے

صورت او چون عصا و باطن او اژدہا — چون نہ موسی مرد برا اژدہائی ظاہری

دست موسی کو کہ تا گردد عصا آن اژدہا
گردن آن اژدہا را گیر دو چون کشتری

مولانا کی نظر سے وہ حرام حلال ہوگیا اور مقبول اہل قبول ہوا۔

ہر چہ گیرد علتی علت شود
کفر گیرد کاملے ملت شود

چاروں طرف سے صدائے آفرین آنے لگی۔ اور جن لوگوں نے یہ ہنگامہ کیا تھا وہ تائب ہوئے۔ تھوڑی مدت میں منکرین میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ سب بے نشان ہوگئے۔

ایک دن حضرت سلطان ولد خدام کے جلسہ میں فرماتے تھے کہ جب قاضی سراج الدین کی نعش قبر میں اوتاری۔ مین حسام الدین چلپی کے پیچھے بیٹھا تھا مجھسے فرمایا بہاء الدین ذرا قبر کی طرف نظر کر۔ جب قاری نے تلقین پڑہنا شروع کی مینے دیکھا کہ قبر سے ایک دہوان اوٹھا اور تمام قبرستان مین پہیل کر پہرا اونکی قبر مین فنا ہوگیا۔ مجھسے ارشاد ہوا کہ تو نے دیکھا۔ مینے عرض کیا۔ ہان حضرت دیکھا بہت ہی دہوان تھا۔ حسام الدین چلپی نے فرمایا یہ دہوان مولانا روم صاحب اور اولیاء سلف کے انکار کی وجہ سے تھا۔ اگر اور حالات دیکھاؤن تو تمہین بہت ہی رحم آئے سلطان ولد کہتے ہین یہ حالت دیکھکر اور سنکر مجھی بیحد صدمہ ہوا۔ اور مین بہت رویا کہ ایسا عالم متبحر اور اوسکی یہ حالت ہے۔ پہر حسام الدین چلپی نے فرمایا کہ تیرے قدم مبارک کی برکت اور تیری مرحمت سے ہمارے خداوندگار مولانا روم صاحب قاضی کی شفاعت کرین گے تا کہ اوس پر سختی نہو اور مرحومین شامل ہو جائے۔ پہر آپ نے دس بار سورۂ اخلاص پڑہکر قبر پر دم کی اور فرمانے لگے کہ اولیاء کے انکار کے مقابلہ مین کوئی اور گناہ اور خطا نہین ہے سوائے انکار اولیاء کے اور سب گناہ بخشے جاتے ہین۔ اولیاء اللہ سے اعراض کفر محض ہے۔

مشو تو منکر پاکان بترس از زخم پاکان
کہ صد جان غمناکان ترا فانی کند فانی

دوسری جگہہ فرماتے ہین۔

کیست کافر غافل از ایمان شیخ — کیست مردہ بیخبر از جان شیخ
کفر ایمان نیست آنجا کو کار دست — زانکه او مغز است این دو رنگ و پوست

تیسرے دن حسام الدین چلپی نے قاضی سراج الدین کو خواب مین بہشت مین دیکھا اور دریافت کیا کہ یہ رتبہ کیونکر ملا۔ عرض کیا مولانا صاحب کی عنایت سے آپ نے یہ قصہ حضرت سلطان ولد سے بیان کیا۔ چنانچہ قاضی سراج الدین کا بیٹا قاضی عماد الدین بہی مرید و ن مین داخل ہو گیا۔

منقول ہے کہ حسام الدین چلپی مولانا روم صاحب کی حیات مین روزمرہ بلا ناغہ سلطان العلما بہاء الدین ولد اور شیخ صلاح الدین رضی اللہ عنہما کی زیارت کو جایا کرتے تھے ایک روز آپ حسب معمول مزارون پر گئے۔ وہانسے اوراد وغیرہ سے فارغ ہو کر باہر آئے اور پھر پلٹ کر سلطان العلما کے مزار کو دیکھنے لگے۔ اور کہنے لگے نہین نہین ایسا نہین چاہئے یہانا مصلحت کے خلاف ہے۔ تہوڑی دیر کے بعد مسکراتے ہوئے وہانسے چلے آئے۔ خادمون نے پوچہا یہ کیا معاملہ تہا۔ آپ نے فرمایا مینے دیکہا کہ عذاب کے فرشتے آئے اور علاء الدین کے طوق اور بیڑیان ڈالکر لیے جاتے تہے۔ اور مجہے دیکہکر مجہسے درخواست امداد کرنے لگا مجہے بہت ہی رنج ہوا۔ اور مولانا روم صاحب کی رحمت بیشمار سے سمجہہ آئی مینے شفاعت کی۔ آخر وہ قبول ہوئی اور اسکو چہوڑ دیا۔ یہ علاء الدین مولانا روم صاحب کے بیٹے تہے۔ حضرت سلطان ولد کے ایک بطنی بہائی ہین۔ اتفاق سے انہون نے نافرمانی کی اور مولانا شمس الدین تبریزی کے قتل مین مفسدون کے اغوا سے شریک ہوئے۔ اسلئے مولانا صاحب انسے رنجیدہ ہو گئے۔ اور محبت پدری کو قطع کر دیا۔ یہان تک کہ انکے جنازے پر بہی نہین آئے اور نماز نہین پڑہی۔ وما یعلم تاویلہ الا اللہ

در تحفۂ دل کہ من نگہبانم و تو — خطے بنوشتہ کہ من دانم و تو

گفتی کہ بگو کیست چو من مایم و تو — او نیز از آنہاست کہ من دانم و تو

روایت ہے کہ ایک روز حسام الدین چلپی نے مولانا صاحب کی خدمت مین عرض کیا کہ آج مینے خواب مین دیکھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کلام اللہ کو سر پر رکھے ہوئے ہین۔ اور حضرت سید السادات فی الدنیا والآخرۃ محمد امین صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ ہاتھ مین۔ مثنوی کو ہاتھ مین لئے ہوئے مطالعہ فرماتے ہین اور اصحاب کرام سے اوسکی تعریف فرماتے ہین۔ اور سر مبارک ہلاتے ہین۔ مولانا نے فرمایا۔ واللہ جسطرح تمنے دیکھا ایسا ہی ہے۔

دیدۂ غیبت چو غیبست اوستاد — کم مبادا از جہان این دید و داد
مردم نادیدہ باشد رو سیہ — مردم دیدہ بود مرآت ماہ
خود کہ بیند مردم دیدہ ترا — در جہان جز مردم دیدہ فزا

لیکن یہہ یاد رکھو کہ قرآن شریف ایک عروس زیبا رو اور رعنا طرح طرح کے زیورون سے آراستہ ہے۔ لیکن نقاب مجرد اور چادر عزت مین پنہان ہے۔

عروس حضرت قرآن نقاب آنگہ براندازد — کہ دار الملک ایمان را مجرد بیند از غوغا

اسیطرح میری مثنوی ایک معنوی معشوق ہے۔ اور اپنے حال اور کمال مین کوئی اوسکا ثانی نہین ہے۔ یہ ایک باغ ہے کہ روشندلون۔ صاحب نظرون اور سوختہ جگرون کے واسطے لگایا ہے۔ کیا خوب وہ جان ہے جو اس معشوق غیبی کے مشاہدہ سے محفوظ ہو پھر فرمایا کہ مثنوی کے نکات۔ اسرار۔ اور باریکیون کے سمجھنے کے واسطے اعتقاد عظیم عشق تمام صدق مستقیم اور قلب سلیم درکار ہے علاوہ ازین بہت ذکاوت اور علوم وفنون مین درایت بھی ضرور ہے تاکہ اوسکی ظاہری سیر سے فائدہ اوٹھائے۔ لیکن جو شخص عاشق صادق ہے اسکی عشق خود راہبری کریگا اور منزل مقصود کو پہنچائیگا

عشق آن شعلہ است کہ چون برفروخت ہرچہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
آتشے از عشق در جان برفروخت ماند الا اللہ و باقی جملہ سوخت

اصحاب مدرسے سے منقول ہے کہ ایک روز معین الدین پروانہ نے بڑا جلسہ کیا شہر کے کل بزرگ بلائے گئے۔ مولانا صاحب بھی تشریف لائے۔ لیکن آپ خاموش رہے۔ اور ایک کلمہ زبان سے نہین فرمایا۔ اوس روز حسام الدین چلپی کو نہین بلایا تھا۔ معین الدین پروانہ قیاس سے سمجھ گیا۔ فوراً اوسنے مولانا صاحب سے عرض کیا کہ ارشاد ہو تو چلپی کو بھی باغ سے بلالیا جائے۔ فرمایا مناسب ہے اسلئے کہ پستان حقائق سے معانی کے دودہ کو وہی جذب کرتے ہین۔

این سخن شیر است در پستان جان بے کشندہ خوش نمیگردد روان

جب حضرت چلپی مع خدام کے آئے معین الدین پروانہ نے دوڑکر اونکے ہاتھ چومے اور خود اونکے آگے آگے شمع لیکر چلا۔ اوسوقت مولانا بھی اپنی جگہہ سے بیساختہ اوٹھہ کھڑے ہوے۔ اور فرمانے لگے مرحبا میری جان۔ میرا ایمان۔ میرے جنید۔ میرے مخدوم۔ حق کے محبوب۔ انبیا کے معشوق۔ حضرت چلپی بار بار قدمو نپر سر رکہتے تھے۔ اور خدام عاشقانہ نعرے لگاتے تھے۔ معین الدین پروانہ کو خطرہ ہوا کہ حضرت چلپی کی یہی حالت ہے یا از روے تکلف مولانا ایسا کچھہ فرماتے ہین حضرت چلپی نے فوراً معین الدین پروانہ کا ہاتھہ پکڑ لیا اور فرمایا معین الدین اگر کوئی بات مجھہ مین نہین بھی ہے۔ تو مولانا کے ارشاد سے ہوگئی۔ بلکہ اوس سے سو حصہ اور بڑہ گئی۔ اونہین یہ قدرت ہے کہ جو حال نہین ہے وہ پیدا ہو جائے اور ایک نظر عنایت سے ہدایت فرماکر کامل بنادین۔ چنانچہ خود کہا ہے۔

یک نظر پیش نیست آن فقیر ای پسر بر بروست آن نظر سوے اشیر ای پسر

ظاہری مثال یہ ہے کہ پہلے اس تمہارے محلہ مین نہ یہ محل تھا اور نہ یہ عمارتین تھین

نہ یہ مجمع تہا اور نہ یہ نعمتین تہین۔ بوجہ تمہارے التفات کے سب کچہ مہیا ہوگیا۔ اسطرح اولیاء صادق کا حال ہے۔ جس کسیکو چاہتے ہین بخشدیتے ہین۔ اور مقصود دینی اور دنیوی حاصل ہو جاتے ہین۔ اور وہ درجہ کمال حاصل کرتے ہین کہ کاملونکو اونکی حالت پر رشک ہوتا ہے۔ معین الدین پروانہ حضرت چلپی کے قدمونپر گر گیا اور اپنی داڑہی اونکے پانوٗن پر رگڑتا تہا۔ پہر چلپی صحن مکان مین بیٹہ گئے مولانا صاحب بہی انکے پہلو مین آبیٹہے۔ اور بہت سے لوگ بہی صدر سے اوٹہکر وہین چلے آئے بعض حاسد باہم چپکے چپکے کہنے لگے کہ بزرگون کو نیچے بیٹہنا مناسب نہین ہے۔ اور تمام مجمع کو درہم برہم کردیا۔ یہان تو ہر ایک شخص کی جگہہ مقرر ہے۔ مولانا صاحب نے جوش مین آکر فرمایا کہ بزرگون کے اوپر یا نیچے بیٹہنے سے کوئی نقصان نہین ہے چراغ ہر جگہہ چراغ ہے۔ اگر چراغ بلندی کا خواہان بہی ہے۔ تو اپنے نفع کے لئے نہین۔ بلکہ مدعا دوسرونکو نفع پہنچانے سے ہے تاکہ وہ اوسکے نور سے فائدہ حاصل کرین۔ اگر یہ لوگ دنیا کے بہی طالب ہوتے ہین تو اونکے غرض دنیا سے نہین ہوتی بلکہ اہل دنیا کو دنیا کے جال سے چہانسکر عاقبت کی طرف لیجانا مدنظر ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ اور دوسرے ممالک پر اس لئے قبضہ نہین فرمایا کہ وہ اونکے محتاج تہے۔ بلکہ مقصد یہ تہا کہ وہانکے لوگونکو زندگی عطا کرین بینائی بخشین۔ پہر سماع شروع ہوگیا اور چاشت تک آپ اوسمین مستغرق رہے۔ بہت سے منکر مرید اور غلام ہوے۔

منقول ہے کہ جب مولانا صاحب کا انتقال ہوگیا۔ اور حضرت حسام الدین چلپی تخت نشین خلافت ہوئی۔ حضرت کرا خاتون نے سلطان ولد سے فرمایا کہ مولانا کی جگہہ تمہاری ہے۔ تم جانشین ہوکر کیون نہین خلافت کرتے۔ اس تخت کے لائق تم ہی ہو اپنی جگہہ حسام الدین چلپی کو کیون دیدی ہے۔ سلطان ولد نے عرض کیا کہ مین

دیکھنا حسام الدین چلپی کی آنکھون مین ارواح غیبی اور انوار الٰہی کی اسطرح آمد و رفت ہو جیسے کہ شہد کی مکھیان اپنے چھتے مین آتی جاتی ہین۔ اور غیبی سبز پوش کیوقت اونسے جدا نہین ہوتے۔ مجھے شرم آتی ہے کہ اونسے بلند جگہہ بیٹھون اور اونکے مقام کی رغبت کرون۔ اور خود خلیفہ ہون۔ جناب والد ماجد نے اونکو منتخب کیا اور اپنا خلیفہ بنایا۔ اور کئی ہزار شعر اونکی تعریف مین کہے منجملہ اونکے چند شعر یہ ہین۔

ای حسام الدین حسن میگوئی با جانان کہ من جان را غلاف معرفت بہر حسامت میکنم

دوسری غزل مین فرمایا ہے۔

ای ضیاء الحق ذوی الفضل حسام الدین توئی

مین بہی اونکو اپنا پیشوا اور خلیفہ برحق جانتا ہون جب تک اونکا وجود مبارک قید حیات مین ہے مین والد کے حکم کی تعمیل کرونگا۔ اور حسام الدین کی بندگی مین رہونگا۔

مولانا سراج الدین مثنوی خوان علیہ الرحمتہ سے روایت ہو کہ ایک درویش شیخ محمد حیدری نامی تہا اور حاجی مبارک حیدری کا یار غار تہا۔ باغبانی کے کام مین بہت اچہی دستگاہ تہی اور حضرت حسام الدین چلپی کا خادم تہا۔ اور باغ کی خدمت کرتا تہا۔ اوس نے خود بیان کیا کہ ایک دفعہ مین ناراض ہوکر حسام الدین چلپی کے پاس سے چلا آیا اور دوسرے مقام کو چلا گیا ارادہ یہ تہا کہ اب کبہی وہان نہ جاونگا مینے ایک مقام پر دیکہا کہ مولانا روم صاحب چلے آتے ہین اور اونکے ساتہہ ایک تبردار بہی ہے۔ مولانا کو دیکھکر میرے حواس جاتے رہے۔ مولانا نے قریب آکر اوس تبردار سے فرمایا کہ اس شخص کی گردن ماردو۔ میرا حسام الدین چلپی پاس سے ناراض ہوکر چلے آیا۔ ان ظاہری آنکھون سے دیکہا کہ تبردار نے میری گردن پر تبر مارا اور میرا سر الگ ہو گیا۔ اور مین مر گیا۔ پھر مجھے یہ معلوم ہوا کہ مولانا نے میرا سر اوٹھا کر گردن پر

رکھا اور فرمایا۔ بسم اللہ و باللہ۔ و من اللہ و الی اللہ۔ میں نے دیکھا کہ میں ہوش میں زندہ ہو گیا۔ پھر میں رونے لگا اور مولانا کے قدموں پر سر رکھ دیا جب سر اوٹھایا تو خون زمین پر پڑا تھا۔ اور میری گردن پر نشان تک نہ تھا۔ میں وہاں سے حسام الدین چلپی کے باغ میں آیا اور کام کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں حسام الدین چلپی میرے پاس آئے اور فرمایا۔ کیوں شیخ محمد جب تک میرے خداوندگار نے گوشمالی نہیں کی اور گردن نہیں ماری تم سرکشی سے باز نہیں آئے۔ اگر میں سفارش نہ کرتا تو مر چکے تھے اور بہت میری تسلی کی میں نے توبہ استغفار کر کے عبائے درویشی پہن لی۔ اور مخلص غلام حضرت چلپی کا ہو گیا۔ کہتے ہیں یہ واقعہ مولانا روم صاحب کے انتقال سے چار سال بعد کا ہے۔

آن کہ جان بخشد اگر بکشد رواست ۞ نائب است و دست او دست خداست

دست حق میراند و زندہ ش کند ۞ زندہ چہ بود جان پاینده ش کند

منقول ہے کہ مولانا کی وفات کے بعد چلپی حسام الدین مدت مدید تک خلافت کرتے رہے۔ مولانا کے خدام اور اولاد کی خدمت بہت کرتے تھے ہر سال جو کچھ آمدنی اوقاف کی تھی اور جو کچھ اور فتوحات حاصل ہوتی اعلیٰ قدر مراتب نقد جنس کپڑا وغیرہ سب تقسیم کر دیتے تھے۔ مولانا کے مزار کا امام۔ حافظ۔ موذن مثنوی خوان۔ گویے اور خدام کے لئے علیحدہ علیحدہ وظیفے مقرر تھے۔ حضرت سلطان ولد حضرت کرا خاتون اور ملکہ خاتون کے مصاحبت الگ مقرر تھے اسیطرح بعد نماز جمعہ کے سماع کا جلسہ ہوتا تھا۔ اور تلاوت قرآن مجید کے بعد مثنوی پڑھی جاتی تھی۔

منقول ہے ایک دن حسام الدین چلپی مع خدام کے باغ حمام کو گئے۔ ناگاہ ایک درویش نے آکر کہا کہ مولانا روم صاحب کے مزار کا کلس گر گیا۔ حسام الدین چلپی نے

ایک آہ کی اور بار بار اپنی پگڑی کوزانو پر مارتی تہی اور روتی تہی۔ تہوڑی دیر کے بعد فرمایا دیکھو تو مولانا صاحب کی رحلت کو کسقدر زمانہ ہوا ہے۔ حساب کیا تو اوس روز پوری دس برس ہو چکے تہے گیارہواں سال شروع تہا۔ اوسیوقت آپ کے چہرہ پر تغیر نمایاں ہو گیا۔ بدن کا رونگٹا کہڑا ہو گیا اور پہریریاں آنے لگیں۔ فرمایا مجھے مکان کو لیچلو۔ اب عمر کا پیمانہ بہر چکا۔ اور یہ اشعار پڑہے۔

وقت آن آمد کہ ما عریان شوم جسم بگذارم سراسر جان شوم
صورت تن گو بہر و من کیستم نفس گم نباید چو من باقیستم
چون تمنو موت گفت ای صادقین صادقم جان را برافشانم برین

چنانچہ اونہیں سوار کرا کر مکان کو لائے۔ چند روز صاحب فراش رہے آخر منگل کے دن ۲۲۔ شعبان ۶۸۳ھ کو انتقال کیا۔ کہتے ہیں کہ جسوقت مولانا صاحب کے مزار کا کلس نیا چڑہا دیا گیا اوسیوقت آپ نے رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

روایت ہے کہ حضرت حسام الدین چلپی کے انتقال کے بعد حضرت کراخاتون کا انتقال ہوا۔ شہر کے سب بزرگ جنازہ مین شریک تہے۔ خدام نے حضرت سلطان ولد کے اتباع مین پگڑیان اونار ڈالی تہین۔ جب جنازہ چاشنگیر دروازہ کے قریب آیا۔ جنازہ خودبخود رک گیا۔ سب حیران تہے کہ یہہ کیا معاملہ ہے ایک گھنٹہ کامل جنازہ آگے نہ بڑہا۔ حضرت سلطان ولدؒ خادمون کے سماع مین مشغول ہو گئے۔ گھنٹہ بہر کے بعد جنازہ وہانسے آگے بڑہا۔ جسوقت جنازہ دفن کیا گیا۔ اسطرح کا نور پیدا ہوا کہ تربت کا خطیرہ بالکل منور ہو گیا اور بہت سے لوگ بیہوش ہو گئے۔ اُسی شب مین ایک صاحب نے مولانا روم صاحب کے پاس حضرت کراخاتون کو خواب مین دیکہا اور دریافت کیا

کہ راہ مین جنازہ آپ کا کیون ٹھر گیا تھا۔ حضرت کرا خاتون نے کہا۔ اوس دن ایک
عورت اور ایک مرد کو زنا کی تہمت مین وہان سنگسار کیا تھا مجھے اونپر رحم آیا۔
اور مینے سفارش کر کے اونہین عذاب سے بچا لیا۔ اسوجہ سے وہان دیر ہوئی۔

بندگان حق رحیم و بردبار   خوئے حق دارند از اصلاح کار

اوس شخص نے صبح کو یہہ حکایت حضرت سلطان ولد سے بیان کی خدام نے بہت خوشی
منائی اور شب کو سماع کا جلسہ کیا۔

منقول ہے کہ ایک دن شیطان متمثل ہو کر حضرت حسام الدین چلپی کی خدمت مین
آیا۔ اور مولانا روم صاحب کی عبادات کی بہت شکایت کی کہ جسوقت وہ نیاز کیساتھ
نماز مین کھڑے ہوتے ہین تمام عالم میری نظر مین تاریک ہو جاتا ہے۔ مجھے جو حالت
اونہین نظر آتی ہے وہ ہزار آدم مین بھی نہین دیکھی۔ سبحان اللہ وہ کیسے اچھے لوگ
جنھون نے اونکا دامن پکڑا ہے۔ اور مولانا کی محبت اونکے دلون مین ہے۔ مولانا کی
ہیبت سے میری یہ مجال نہین ہے کہ اونکے خادمون کے قریب جا سکون۔ اگر مین جانتا
آدم علیہ السلام کی اولاد مین ایسے مقبل بھی ہونگے تو ہرگز مین اونکا انکار نہ کرتا اور
اونسے نہ پھرتا۔ اوسکے رحم دل فرزندونسے امید ہے کہ وہ میری طرف سے اونکی خدمتمین
عذر کرینگے۔ اور مجھے آزاد کرا دینگے۔ حسام الدین چلپی نے یہ حکایت مولانا سے بیان کی
تو آپ مسکرائے۔ اور فرمایا امید ہے کہ وہ نا امید نرہیگا۔

بس کجا زارد کجا نالد لئیم   گر تو نہ پذیری بجز نیک ای کریم

منقول ہے کہ ایک دن مولانا روم صاحب نے دیکھا کہ ایک خدمتگار کندہے پر
زنبیل ڈالے ہوئے بڑے ذوق شوق سے حسام الدین چلپی کے ہان سامان ضروری لئے
جاتا ہے۔ مولانا نے فرمایا کاش تیری جگہہ مین ہوتا اور تو میری جگہہ ہوتا کہ مین خدمتگاری
کی خصوصیت حاصل کرتا۔ پھر اپنی عبا اتار کر اوسکو پہنا دی اور اوس سے بہت معذرت

کی۔ اس سے قیاس کرنا چاہئے کہ اولیا کی خدمتگارون کا کیا رتبہ ہے۔

نیست ممکن در میان خاص و عام　　از مقام بندگی برتر مقام
ہر کہ اندر عشق یابد زندگی　　کفر باشد پیش او جز بندگی

منقول ہے کہ جو شخص مولانا شمس الدین تبریزی سے ملاقات کرنا چاہتا تو پہلے وہ حسام الدین چلپی سے عرض مطلب کرتا تھا۔ اور وہ مولانا روم صاحب سے عرض کرتے تھے پھر کہین اجازت ملتی تھی۔ بڑی بڑی لوگون کی نسبت مولانا فرما دیتے تھے کہ اگر اسقدر ہزار درم وہ نذر کرے تو شمس الدین کی زیارت ہوگی۔ ایکبار امین الدین میکائیل نائب سلطنت نے درخواست کی کہ تھوڑی دیر کی صحبت مولانا شمس الدین تبریزی کی نصیب ہو۔ حسام الدین چلپی نے مولانا سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا چالیس ہزار درم نذرانہ کے داخل کرے تو ممکن ہے۔ امین الدین میکائیل نے بہت منت سماجت کرکے تیس ہزار درم پر راضی کرلیا۔ جسوقت امین الدین شمس الدین تبریزی کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپ نے اسقدر معارف اور دقائق بیان کئے کہ احاطہ تحریر سے باہر ہین وہ سجدے کرتا ہوا اور شکر کرتا ہوا باہر آیا۔ اور دس ہزار درم اور نذر کئے مولانا شمس الدین تبریزی نے حکم دیا کہ سب درہم حسام الدین چلپی کو دیدو۔ وہ اہل حاجت مساکین۔ اور شیخ صلاح الدین کی اولاد وغیرہ کو تقسیم کردین۔ اور جو باقی رہے وہ خود صرف کرین اور خدام کے واسطے ہریسہ پکائین۔

غرضکہ حسام الدین چلپی جب تک زندہ رہے مولانا کی اولاد اور خدام کی خدمت مین کمر بستہ رہے اور اسطرح خدمت کی کہ خود مخدوم ہوگئے

زخدمت کار خود جائے رسانید
کہ در دنیا و عقبے گشت مخدوم

فصل ہفتم

مناقب حضرت مولانا سلطان المحققین مظہر اسرار الیقین بہاء الحق والدین الولد رضی اللہ عنہ

مولانا حسام الدین اسکندر۔ جمال الدین قمری۔ سراج الدین تبریزی اور امام اختیار الدین عمری وغیرہ معتبر لوگون سے روایت ہے کہ حضرت سلطان ولد شیرخوارگی کے زمانہ مین مولانا روم صاحب کی پاس سوتے تھے۔ جب مولانا تہجد کیلئے اوٹھتے تو یہہ روتے تھے۔ مولانا اونکی وجہ سے نماز نہین پڑہتے اور اونکو بہلاتے تھے جب وہ دودہ مانگتے تو آپ اپنی چہاتی منہ مین دیدیتے تھے۔ اور آپکی چہاتی سے دودہ جاری ہوجاتا تہا چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیون سے پانی جاری ہوگیا تہا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لعاب دہن سے مسجد نبوی کا چراغ سحر تک روشن رہتا تہا حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے غار مین چالیس دن تک اپنی انگلیون سے دودہ چوسا۔ غرضکہ انبیا اور اولیا کے اس قسم کے معجزے اور کرامتین بہت ہین۔ جب سلطان ولد کی عمر دس برس کی ہوئی تو آپ ہر مجلس اور محفل مین اپنے والد ماجد کے پہلو مین بیٹھتے تھے۔ اور جوانی مین لوگ اونہین مولانا صاحب کا بہائی خیال کرتے تھے۔ مولانا صاحب ہمیشہ اونکا نام تعظیم سے لیتے تہے۔ اور فرماتے تہے تم مجہسے بہت مشابہ ہو۔ مجہے تم سے اسقدر محبت تہی کہ اپنے والد کے نام پر اونکا نام رکہا اور کبہی مولانا اکثر اپنی زبان مبارک انکے منہ مین دیدیتے تہے اور اونکے سر پر بوسے دیتے تھے۔ اور وہ اپنے باپ کے پہلو ہی مین دفن بہی ہین۔

اکابر اصحاب سے منقول ہے کہ مولانا کے انتقال سے سات روز کے بعد حسام الدین چلپی
کل اصحاب اور مریدون کے ساتھہ سلطان ولد کے پاس - پانون پر سر رکھکر کہا مین چاہتا
ہون آپ اپنے والد کی جگہہ بیٹھکر مریدونکو ارشاد کرین - اور مخلوق کو فیضیاب کرین -
اور مین آپ کی رکاب مین غاشیہ بردار ہوکر خدمتگاری کرون - سلطان ولد بہت
روئے اور خوشی سے کہا کہ جسطرح آپ والد کی زندگی مین خلیفہ اور مریدونکے سردار تہے
اوسیطرح آپ اب بہی ہمارے بزرگ اور مولانا کی یادگار ہین - خلافت اور تخت کے
مالک آپ ہین - اور یہی وصیت ہمارے بادشاہ کی تہی - چنانچہ جب کبہی ملاقات
حسام الدین چلپی سے سلطان ولد کی ہوتی تو سلطان ولد انکے قدم اور ہاتھ چومتے تہے
غرضکہ سلطان ولد نے جیسی اطاعت اور تابعداری اپنے والد کے خلفا کی کی وہ
اور کسی شیخ زادہ کی نہین سنی گئی - چنانچہ دمشق سے قونیہ تک شمس الدین تبریزی کے
ہمراہ پیدل آئے - جب اونہون نے سوار ہونے کو کہا تو یہ جواب دیا کہ غلام اور آقا
دونون سوار ہون یہ زیبا نہین ہے - شیخ صلاح الدین اونکے سسرے تہے اونکی بہی
ایسی ہی خدمت کی کہ نہ بیان ہوسکتی ہے اور نہ تحریر مین آسکتی ہے - حضرت سید
برہان الدین ترمذی کو بہی اپنا قبلہ و کعبہ بنا رکہا تہا - پہر حسام الدین چلپی کو گیارہ
برس برابر اپنے والد کا قائمقام سمجہکر اپنا پیر و مرشد ہی سمجہا - نہایت سچائی اور اخلاص سے
ستر برس تک اپنے والد ماجد کے کلام کی شرح فرماتے رہے اور حقائق و معارف سے
مخلوق کو مالا مال کیا - اور کل ممالک روم کو اپنے خلفا سے بہر دیا - اپنے فرزند چلپی
جلال الدین امیر عارف کو بہی حسام الدین چلپی سے بیعت کرایا - اور جو لوگ
درمیان مین رنجشین اور رکاوٹین پیدا کرنا چاہتے تہے اونکو مردود سمجہا -

منقول ہے کہ مولانا روم صاحب نے اپنے ہاتھہ سے مدرسہ کی
دیوار پر یہ عبارت لکہی تہی - وہ بہاء الدین نیک بخت ہے - خوب زندگی بگذارد

اور اچھی موت مریگا واللہ اعلم بالصواب۔

منقول ہے ایک دن حسام الدین چلپی نے مولانا صاحب کی بیوی حضرت کرا خاتون کی دعوت کی اور اپنے گہر بلایا۔ اتفاق سے سلطان ولد بہی اوس روز ملنے کو تشریف لیگئے۔ باہم ملکر بیٹھے تو دیر تک حقائق اور معارف کا بیان ہوتا رہا۔ حضرت کرا خاتون نے کہا۔ آج مینے خواب مین دیکھا کہ مولانا کے پر و بال مشرق سے مغرب تک پہیلے ہوے ہین اور اپنے پرون سے سلطان ولد پر سایہ کئے ہوئے ہین۔ جہان سلطان ولد جاتے ہین مولانا بہی پر کہولے ہوے اونکے اوپر سایہ کئے ہوے جاتے ہین۔ حسام الدین چلپی کے قلب مین یہ خطرہ آیا کہ بے انہون نے خواب مین نہین دیکھا۔ مردان خدا کی غیرت مشہور ہے۔ اس خیال کی وجہ سے اونکا چہرہ متغیر ہوگیا۔ یہ تو ثابت ہی ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ تعالیٰ کے نور کے ذریعہ سے دیکھتا ہے۔

آنکہ او بنظر بنور اللہ بود — در میان پوست او رازہ بود
شیخ گو بنظر بنور اللہ شد — از نہایت وز نخست آگاہ شد

سلطان ولد فوراً سمجھ گئے اور والدہ سے کہنے لگے۔ اس خواب کی یہ تعبیر ہے کہ مرغ اپنے ضعیف انڈے کی پرورش چاہتا ہے تو ہر وقت اپنے پرون مین چھپا رکھتا ہے پہر بچا نکلتا ہے تو اسکو بہی ہر وقت پرون مین دبائے بیٹھا رہتا ہے۔ اور اسکو دانہ کہانا سکہاتا ہے اور اوڑنا بتاتا ہے۔ جب اوس مین پرواز کی خوب طاقت آجاتی ہے تو پہر پاس نہین پہٹکتا۔ حضرت حسام الدین چلپی کی حالت ایسی ہے جیسے کہ جوان بچہ۔ اپنے پرونسے اڑتا پہرتا ہے اور کہاتا پیتا ہے۔ مین مثل نوزائیدہ بچہ کے ہون۔ اسلئے مولانا صاحب مجھے پرون مین چھپائے ہوے ہین۔ اور میری تربیت کر رہے ہین۔ تاکہ مجھو درجہ کمال حاصل ہو جائے۔ حسام الدین چلپی یہ تقریر سنکر خوش ہوگئے۔ اور کہڑے ہوکر

سلطان ولد کو سینہ سے لگایا اور سر پر بوسے دیئے اور بہت تحسین کی سکتے ہین اوس دن تین ٹکڑے حریر مصری اور شاشی کے سلطان ولد کی نذر کئے اور بہت خدمت کی۔

منقول ہے ایک دن سلطان ولد اور چلپی امیر عالم اور دیگر اصحاب مولانا روم صاحب کی خدمت مین بیٹھے تھے۔ سلطان اسلام کی طرف سے اوس وقت ایک شخص اشرفیون کی تھیلی لایا اور نذر کی اور دعا کا طالب ہوا۔ کہتے ہین اوس زمانہ مین چلپی امیر عالم سے سلطانی خزانچی سے بہت دوستی تھی۔ مولانا صاحب نے کہا۔ بتاؤ اسم اعظم کیا ہے۔ سب نے عرض کیا ہمین نہین معلوم۔ آپ ارشاد فرمائین۔ مولانا نے فرمایا۔ اسم اعظم یہ سونا چاندی ہے کہ حق تک بھی پہنچاتا ہے۔ اور باطل کی بھی آرائش کرتا ہے۔ اسلئے کہ بغیر اسکے نہ دنیا کی معموری ہو سکتی ہے اور نہ اہل آخرت کی مزدوری ممکن ہے۔ چنانچہ میرے والد فرماتے ہین

نشاط مردمان از زر و سیم است — خورشہائے جہان از زر و سیم است
رسی بر بام مقصود ای ولد زود — ترا گر نردبان از زر و سیم است

پھر فرمایا یہ سب روپیہ تقسیم کردو۔ مگر چلپی امیر عالم کو زیادہ دینا چاہیئے اسکے اخراجات بہت ہین۔

سراج الدین مثنوی خوان سے روایت ہے کہ ایک دن مولانا کی زیارت کے لئے بڑے بڑے بزرگ لوگ آئے تھے۔ مولانا نے موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا حال بیان کیا کہ اوس نے جادوگرونکا سترا دنٹون کا بوجھ جادوگری کا نگل لیا۔ مگر عصا ذرہ بھی بڑھا اور جیسا تھا ویسا ہی رہا اب کونسی مثال ایسی ہے کہ جس سے عصا کا یہ معاملہ آسان طور پر لوگون کے ذہن مین آجائے۔ پھر آپ نے سلطان ولد کی طرف خطاب کرکے فرمایا تم اس مطلب کو بیان کرو۔ سلطان ولد نے کہا اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کا بہت بڑا مکان ہو اور رات نہایت اندھیری ہو۔ جب اوس مکان مین

شمع لیجائینگے تو تو اوسکی روشنی کل تاریکی کو دور کر دیگی۔ باوجود اس قدر تاریکی
کہا جلنے کے شمع مین ذراسی بھی کمی باشی نہوگی۔

جادو یہار اعصا یک لقمہ کرد   یک جہان پر شب ہدا ورا صبح خورد
نوراز ان خوردن نشد افزون و بیش   بل ہمان سان است کو بود ست پیش

مولانا نے کہڑے ہوکر سلطان ولد کو سینہ سے لگا یا۔ اونکے منہ کو چوما اور دعا کی۔ بار بار فرماتے تہے شاباش۔ بہاء الدین شاباش۔ خوب بات کہی۔ کیا اچہی موتی پروئے۔

روایت ہے کہ ایک بار حضرت کرا خاتون نے مولانا صاحب سے شکایت کی کہ سلطان ولد ہمیشہ خدمتی عورتون کو تکلیف دیتے ہین اور اونپر بہت غصہ کرتے ہین مولانا نے فرمایا۔ اوسے کچہہ کہنا درست نہین ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اوسے مواخذہ نہین کرتا اور اونہین دوست رکہتا ہے۔ وہ مرد آزاد اور مسلم ہے۔ مین بہی روبرو اونہین سخت بات نہین کہہ سکتا اور اونکے معاملہ مین تعرض نہین کرسکتا۔

منقول ہے ایک دن مولانا صاحب نے سلطان ولد سے فرمایا کہ بہاء الدین میرا ظہور اس عالم مین صرف تیرے وجود کے لئے ہوا ہے۔ یہ سب باتین میرے اقوال ہین۔ اور تو میرا فعل ہے۔

منقول ہے کہ مولانا کی رحلت کے بعد علم الدین قیصر نے یہ ارادہ کیا کہ مولانا کے مزار کی عمارت بنائے۔ اوسنے حضرت سلطان ولد سے بہی مشورہ کیا۔ آپ نے فرمایا تیرے پاس کسقدر سرمایہ موجود ہے۔ عرض کیا۔ تیس ہزار درم ہین۔ فرمایا اوس مین کیا ہوگا۔ اوس نے عرض کیا میرے خداوند گار عالم غیب سے مجہے دینگے سلطان ولد نے فرمایا۔ اچہا اب صدق دل سے تعمیر شروع کردو۔ اوس روز شب کو علم الدین سلطان کے محل مین گیا اور وہان اسقدر عشقیہ غزلین اور منا جات پڑہین

کہ معین الدین پروانہ اور گرجی خاتون بہت ہی خوش ہوئی اور خوب روئی۔ صبح کو دونون نے خادم بہیجکر علم الدین کو بلایا۔ اوسکی بہت تعریف کی۔ اور اُسی ہزار درم سلطانی دیئے اور خلعت پہنایا۔ اور پچاس ہزار درم قیصریہ کی آمدنی سے عطا ہونیکا حکم جاری کردیا۔ علم الدین نے خوشی خوشی مزار مقدس کی تعمیر شروع کی اور بہت اچھی طرح سے اوسے بنایا۔ بہت سے تحائف سلطان ولد کے خدام کو دیئے۔ اور چہہ چہہ ہزار درم حضرت سلطان ولد اور حسام الدین چلپی کی خدمت مین پیش کئے۔

روایت ہے کہ سلطان ولد کی چہ سال کی عمر تہی کہ آپ نے مولانا سے عرض کیا میری خواہش ہے کہ چلہ کرون۔ مولانا نے فرمایا۔ بہاء الدین! محمدیون کے لئے خلوت اور چلہ نہین ہے۔ بلکہ یہ تو ہمارے دین مین بدعت ہے۔ البتہ موسی علیہ السلام کی امت مین تہا مین جو مجاہدے اور ریاضتین کرتا ہون صرف اپنے دوستون اور فرزندون کے واسطے کرتا ہون۔ تم تکلیف نہ کرو۔ سلطان ولد نے بہت اصرار کیا اور عرض کیا میری یہی خواہش ہے کہ چالیس روز تک خلوت مین رہون اور قوت کی استدعا آپسے کرتا ہون۔ مولانا نے اونکے لئے چلہ کشی کا سامان درست کرایا اور دروازہ کو تیغا کردیا۔ ہر تیسرے روز مولانا اور شیخ صلاح الدین اونکے حجرہ کے پاس آتے تہے اور مراقب بیٹہتے تہے۔ چالیس روز پورے ہونے کے بعد مولانا کے سب خادم۔ دوست اکابر شہر۔ اور قوال جمع ہوئے۔ بڑے احترام سے دروازہ کہولا۔ دیکہا تو سلطان ولد بالکل نور مین غرق تہے۔ اپنے والد کو دیکہکر قدموس ہوے اور پاؤن کو چمٹ کر دیر تک چومتے رہے۔ اوس روز مولانا نے بہت ہی عنایت فرمائی۔ خادمون نے سماع شروع کیا۔ قوالون کو بہت سی عبائین ملین جب سب لوگ چلے گئے اور صرف چند محرم راز آدمی رہگئے تو مولانا نے فرمایا بہاء الدین اپنے مکاشفات شیخ صلاح الدین کے سامنے بیان کرو۔ سلطان ولد نے عرض کیا تیس روز کے بعد میری نظر کے سامنے اونچے اونچے پہاڑون کی طرح انوار گزرنے لگے اور بلا انقطاع

انوار کا سلسلہ جاری تھا۔ اور ساون نور ونین سے یہ آواز آئی ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ (اللہ نے سب گناہ بخشدیئے) بار بار یہہ آواز میرے کانون مین آتی تھی۔ اور اس آواز کے زمزمہ سے مین بیہوش ہوجاتا تھا۔ پھر سرخ سبز اور سفید لوحین میری آنکھون کے سامنے آئین۔ اون پر یہ عبارت تھی کل ذنب لک مغفور سوی الاعراض عنی (بجز مجھسے روگردانی کے سواتیرے کل گناہ عفو ہوگئے) مولانا نعرہ مار کر ناچنے لگے۔ اور فرمایا۔ بہاءالدین! جو کچھ تونے دیکھا صحیح ہے۔ بلکہ اوس سے بھی زیادہ ہے۔ لیکن اتباع شرع کے لئے اس بھید کو کسی سے نہ کہو اور خوب پوشیدہ رکھو۔

تانگوی سر سلطان را بکس تا نریزی قند را پیش مگس
قند خر را اگر طرب انگیختی پیش خر قنطار شکر ریختی
ہر کرا اسرار کار آموختند مہر کردند و دہانش دوختند

روایت مشہورہ ہے کہ قونیہ مین ایک دفعہ سخت قحط ہوا۔ چندبار لوگ نماز استسقا کو گئے۔ مگر ایک قطرہ نہین برسا۔ مجبور ہو کر حضرت سلطان ولد کی خدمت مین آکر عرض کیا کہ ہم لوگ کوئی چیز نہین ہین اور ہمسے کچھ کام نہین نکلا۔ اور معلوم ہوگیا کہ درگاہ الٰہی مین ہماری کوئی آبرو نہین ہے۔ ہماری دعائین قبول نہوئین اب آپ سے امید ہے کہ دعا کرینگے۔ اور پیاسون کو آب عنایت سے پانی پلائینگے سلطان ولد پر اوسوقت وجد کی سی حالت طاری ہوئی۔ آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے۔ ویسے ہی برہنہ پا مدرسے سے مولانا کے مزار کو چلدیئے۔ اور اپنے والد کے مزار کے قریب ننگے سر ہو کر دعا مانگی۔ شہر کے بہت سے لوگ بڑے چھوٹے جمع تھے اور سب آہ وزاری کر رہے تھے۔ اوسیوقت عنایت الٰہی سے ابر غلیظ آسمان پر محیط ہوگیا سلطان ولد رکوع ہی مین تھے کہ بارش کی شدت سے سیلاب کا عالم نظر آنے لگا۔

سلطان ولد عصر کی نماز تک سوز جگر مین مشغول رہے۔ پھر دعا مانگ کر اور دستار باندہکر مدرسہ کو تشریف لائے۔ تمام خادم بارش مین بھیگتے ہوئے اور سماع کرتے ہوئے ننگے سر اور ننگے پانون ساتھ ساتھ تھے بہت سے منکر دائرہ اعتقاد مین شامل ہوگئے۔

شیخ سعد الدین مثنوی خوان ولدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہو کہ ایک دن امیر کبیر ارحسّ[1] بوس سلطان ولد کی خدمت مین آیا۔ اور کہا ہمارے مذہبی پیشوا یہ کہتے ہین کہ کل عالم کے خدا چالیس ہین۔ معلوم نہین کہ اسکی کیا اصلیت ہو۔ سلطان ولد نے فرمایا۔ تو اونکے قول کے موافق ایک ایسا ہی خدا ضرور ہوگا جسکے محکوم یہ انتالیس خدا ہونگے۔ اصل حاکم اور مالک وہی چالیسوان خدا ہونا چاہیے جس پر اور کوئی حاکم نہو۔

دست بر بالاے دست است ای فتا تا بہ یزدان کہ الیہ المنتہیٰ

تجھے چاہیے کہ اوس خدا کا عاشق اور طالب رہو جو سب کا حاکم ہو۔ سب رسول اوسی خدا کی احکام پہنچانے کے لئے آئے۔ اور اوسیکی عبادت اور اطاعت کی ترغیب دیتے تھے۔ اوسیکی اطاعت اور فرمان برداری سے لوگونکو مرتبے اور عزتین ملی ہین۔ اہل سنت اور جماعت کا یہی مذہب ہو۔ اسکی یہ مثال ہے کہ جو تیرے غلام اور فوج کے ملازم ہین وہ تیرے حکم کے تابع ہین اور تجھے اپنا خداوند جانتے ہین۔ مگر تو بھی اپنے خان کا محکوم ہے۔ اور تیرا خان خاقان اعظم کا تابعدار ہے بس ہر ایک کو واجب ہو کہ اپنے حاکمون کی اطاعت کرے۔ اور رفتہ رفتہ اطاعت اور فرمان برداری کی بدولت خاقان اعظم تک رسائی ہوجائیگی۔ لیکن یہ سب خدائے اکبر کے حکم کے مطیع ہین۔ اور کل کاروبار اوسیکے حکم کے موافق جاری ہین

[1] اس نام کی تحقیق نہین ہوسکی اصل نسخہ مین یون ہی لکھا ہے

اسیطرح تمام انبیا اور اولیا حضرت سلطان اکبر جل جلالہ کے مقرب ہین۔ اور مخلوق کو اوسکی فرمان برداری کی طرف بلاتے ہین۔ ہر ایک کے پاس فرمان اور احکام الٰہی معجزات اور کرامات کی صورتون مین موجود ہین۔ اسکے سوا جو اہل عقیدہ ہین وہ سب جہوٹے ہین۔

اے ہوا ہائے تو ہوا انگیز دے خدا یان تو خدا آزار

عقلمندی اور ہوشیاری کی یہ بات ہے کہ سلطان اکبر جل جلالہ کی قربت کے ذرایع ڈہونڈہے۔ اور اوس درگاہ کے مقربون سے دوستی پیدا کرے تاکہ دربار اعلیٰ تک رسائی ممکن ہو۔ اوسیوقت وہ امیر توبہ کرکے مسلمان ہوا اور مریدونین داخل ہوگیا اور کہنے لگا مینے اکثر علما اور حکما سے اس بارے مین گفتگو کی مگر کسی نے مجہے شافی جواب نہین دیا۔ آج میری تسکین ہوئی۔

حضرت سلطان ولد فرماتے ہین ایک روز مولانا سے مینے عرض کیا آپ نے جو کچہہ بخشش مجہے عطا کی ہین اب اونکی وجہہ سے جس وقت آپ پر سید ترمذی - مولانا شمس الدین تبریزی۔ اور شیخ صلاح الدین کے انوار کا ورود ہوتا ہے مجہے علیحدہ علیحدہ معلوم ہوجاتا ہے۔ اور مین اوسکو بتا سکتا ہون۔ اسیطرح ایک دن مینے عرض کیا کہ جسوقت آپ پر حالت عظیم طاری ہوتی ہے وہ بہی مجہے محسوس ہو جاتی ہے تو فرمایا یہ حالت تو تمہاری ہی ملکیت ہے۔ اور تمہارے ہی دوستون اور فرزندونکا حصہ ہے۔

حضرت سلطان ولد کہتے ہین ایک روز مین والد ماجد کے ہمراہ حسام الدین چلپی کے باغ کو گیا خدام نے مجہے گہوڑے پر بٹہا دیا تہا اور مین سیر کرتا ہوا آہستہ آہستہ پیچہے پیچہے چلا جاتا تہا۔ مجہے یہ معلوم ہوا کہ حضرت والد ماجد رحمت الٰہی کے ایک دریا کی طرح ہین اوسوقت میرے دل مین یہ خطرہ پیدا ہوا کہ جو شخص ایسے بادشاہ کا بہی

منکر ہو اوسے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے کتون کے آگے ڈال دینا چاہئیے۔ مولانا نے
اوسیوقت فرمایا۔ بہاءالدین! یہ بھی تیرے نفس کا تکبر ہے۔ سب پیدل ہین اور تو
سوار ہے۔ اسکی نحوست سے یہ خیال پیدا ہوا تجھے منکرون اور معتقدون سے کیا کام۔ ملا
یہ شعر پڑھا

بابہا چہ ازین قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت — این وقت لطیف است ازین عربدہ باز آ

مین فوراً گھوڑے سے اُتر پڑا۔ اور توبہ کی۔ پھر فرمایا۔ مجھے پسند نہین ہے کہ منکر و مکذب سے
کوئی یاد کرے۔ سب اللہ کی مخلوق ہے۔ کیا عجب ہے کہ کبھی فضل الٰہی سے اونکی بُری عادتین
چھوٹ جائین اور جیساکہ تم چاہتے ہو ہو جائین۔

منقول ہے ایک دفعہ مدرسہ کی چھت کی درستی کے واسطے سلطان ولدؒ
چند کاریگر بلائے اور اونسے کام لیا۔ کاریگر اپنے کام مین مصروف تھے کہ آپ بھی چھت پر
چلے آئے۔ کاریگرون نے آپکو دیکھکر چپکے چپکے باہم کہنا شروع کیا کہ جلد جلد کام
کرو مولانا خود دیکھ رہے ہین۔ سلطان ولد کو اونکی یہ حرکت نہایت پسند آئی۔
اوس روز اسقدر معارف اور اسرار بیان کئے کہ تحریر و تقریر سے باہر ہین۔ کاریگرون کو
زر نقد اور کھانا بھیجا اور فرمانے لگے کہ جب بندے کو یہ معلوم ہو جائے کہ اوسکا مالک اوسکے
کامون کو دیکھ رہا ہے اور نگران ہے اور وہ اس وجہ سے اپنے کام مین خوب کوشش کرے
اور محنت سے تو ضرور ہدایت ابدی سے مشرف ہوگا۔

حضرت سلطان ولد فرماتے ہین ایک دن کچھ لوگ والد کی خدمت مین حاضر ہوئے
آپ نے اوسوقت معرفت کا بیان شروع کیا۔ اور فرمایا بہاءالدین! اگر ہمیشہ بہشت مین
رہنا منظور ہے تو ہر ایک شخص سے دوستی پیدا کر اور کسی کی طرف سے دل مین کینہ نہ رکھ۔
اور یہ رباعی پڑھی۔

ہستی مطلب بہ ہیچ کس ہیچ مباش — چون مرہم دم باش چون نیش مباش

خواہی کہ نہ بیچ کس تو بد نزند   بدگوی بدآموز و بداندیش مباش

اسکی یہہ وجہہ ہے کہ جب کسی شخص کو محبت سے یاد کریگا ہمیشہ خوش رہیگا۔ اور دوام خوشی عین بہشت ہی۔ اور اگر کسی کو دشمنی سے یاد کریگا ہمیشہ رنجیدہ رہیگا۔ یہی رنج عین دوزخ ہے۔ جب دوستون کا ذکر ہوتا ہے تو دل پہول کی طرح شگفتہ ہوجاتا ہی اور دشمنون کے تذکرے سے دل مین کانٹے چبہتے ہین اور طبیعت پریشان ہوتی ہی۔ کل انبیا اور اولیا کی یہی عادت تہی۔ اسکے سبب سے ایک عالم اونکا گرویدہ ہوگیا۔ اور اونکی جذب محبت سے عقیدت پیدا ہوگئی۔

روایت ہے کہ ایک دن مولانا مدرسہ کی صفہ پر بیٹھے تہے۔ آپکے سیدہی ہاتہ کو سلطان ولد اور الٹے ہاتہ کو اونکے بہائی بہاء الدین کہڑے تہے۔ اور عام و خاص مرید بہی حاضر تہے۔ یہ دونون صاحبزادے ابہی نوجوان ہی تہے کہ دو شخص سبز پوش عالم غیب سے نمودار ہوے اور بلا توقف سلطان ولد کا ہاتہ پکڑ کر غایب ہوگئے تہوڑی دیر کے بعد پہر نمودار ہوئے اور سلطان ولد بہی آگئے اور کہا مولانا کی تسلی کے واسطے سلطان ولد کو دنیا مین چہوڑے جاتے ہین۔ پہر علاء الدین کا ہاتہ پکڑ کر غایب ہوگئے۔ مولانا نے کچہہ نہین فرمایا۔ تہوڑی دیر مین وہ بہی پہر آگئے۔ خادمون نے دریافت کیا یہ کیا معاملہ تہا۔ مولانا نے فرمایا۔ بہاء الدین کو میری نسل کے قیام کے واسطے دنیا مین زندہ رکہینگے۔ لیکن علاء الدین کا جلد انتقال ہوگا۔ چنانچہ مولانا شمس الدین تبریزی کے فساد مین وہ شریک ہوے اور بددعا سے وفات پائی۔ حضرت سلطان بہت برسون تک زندہ رہے۔ تین جلد دن مین ایک مثنوی لکہی۔ اور ایک پورا دیوان تصنیف فرمایا۔ اور اپنے والد کے کلام کی شرح برسون کرتے رہے۔ حقیقتًا الولد سر لابیہ کا مصداق سلطان ولد ہی تہے۔

منقول ہے کہ ایک دن سلطان ولد فرماتے تہے کہ صغر سنی مین دو بار مجہہ

گناہ صغیرہ سرزد ہوا اور ہنوز اوسیوقت توبہ کی۔ مگر والد سماع مین تھے۔ یک بیک میری طرف آئے اور میرا گریبان پکڑ کر شہادت کی اونگلی سے اشارہ کرکے تین بار فرمایا؟ بہاؤالدین ہا ہا۔ آیندہ تو جان ؟اب۔ ای میری دوستو۔ ہرگز تقوی کی راستے سے قدم باہر نہکو۔ اور باہم ایک دوسرے کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ اور اولیا کا انکار نکرو۔ اگر کسی چور کی سفارش سے جان بخشی ہو جائے تو ہو جائے۔ لیکن پہر اسکو سلطانی خزانچی یا محافظ محلات نہین کرسکتے۔ اور کسی طرح وہ بادشاہ کا امین نہین ہو سکتا۔

اسے امین الدین زمانے تو بیا کز امانت رست ہم تاج و لوا
وزد را اگر عفو باشد جان برد کے وزیر و خادم سلطان شود
عفو باشد لیک کو فر و امید کہ بود بندہ ز تقوی رو سفید

العاقل تکفیہ الاشارہ وما یعقلہا الا العالمون

روایت ہے کہ حسام الدین چلپی کے مرض موت مین سلطان ولد عیادت کو گئے۔ اونکی حالتؒ دیکھکر بہت روئے اور افسوس کرکے عرض کیا کہ آپکی رحلت کے بعد میرا کیا حال ہوگا۔ کون میرا مونس ہوگا۔ کس کے جلسہ مین بیٹھونگا۔ کون میری مصاحبت کریگا۔ اور کس سے حال دل کہا کرونگا۔ سلطان ولد کے رونے سے سب خدام مین کہرام سا مچگیا۔ حسام الدین چلپی اوٹھ بیٹھے اور سلطان ولد پہ تکیہ لگا لیا۔ اور فرمایا۔ مرحبا۔ آپ بالکل غم نہ کرین۔ اور کسی اندیشہ کو دل مین نہ آنے دیں۔ میری وفات کے بعد جو مشکل اور ضرورت پیش آئیگی مین دوسری صورت مین آپکے سامنے آؤنگا۔ اور تمام مشکلین حل کرونگا۔ تمہین کسی دوسرے کی ہرگز ضرورت نہوگی جیطرح مولانا روم صاحب کے والد پر خراسان مین ایک نور سبز نے ظاہر ہوکر مشکلین حل کی تہین ایسی ہی مین حل کرونگا۔ اکثر اوقات خواب مین ظاہر ہوکر مقاصد دین و دنیا پوری کرونگا۔

روایت ہے کہ ایک بزرگ سلطان ولد کی خدمت مین آتے تھے۔ اونکو یہہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندونسے کلام کرتا ہے یا نہین۔ اور یہہ بھی خیال تھا کہ مین سلطان ولد کی خدمت مین دستار شاشی ہندی پیش کرون یا زرنقد حاضر کرون۔ جسوقت وہ سلطان ولد کی خدمت مین آئے آپ نے فرمایا۔ واللہ اللہ تعالیٰ بندون سے باتین کرتا ہے۔ چنانچہ بلخ مین اولیا مین سے ایک واعظ تھا۔ اور اوسکے بہت سے محب اور عاشق تھے۔ ایک روز وعظ مین وہ کہنے لگا کہ ایک مدت سے اللہ تعالیٰ تم لوگون سے کلام کر رہا ہے اور تم نہین سنتے۔ یہ بات مطیع بندونسے بہت بعید ہے۔ اور یہہ شعر پڑہے۔

نقص الاله وانت تظهر حبه

اور فرمایا۔ اللہ اللہ۔ خدا کی بات ضرور سنو۔ اور فرمانبرداری کرو۔ ناگاہ ایک درویش نے دستار کا سوال کیا۔ کوئی دولتمند گوشہ مین بیٹھا تھا۔ اوس نے تین دفعہ دستار دینے کا ارادہ کیا۔ مگر پھر نہ دی۔ اسی تردد مین وہ دولتمند کھڑا ہوا اور واعظ سے کہا مولانا خدا تمپر رحم کرے۔ بتائیے اللہ تعالیٰ بندونسے کسطرح کلام کرتا ہے۔ واعظ نے کہا دستار دینے کی واسطے اوس نے تین بار تو کہا۔ اوس شخص نے نعرہ مارا اور واعظ کے قدمون پر گر گیا اور جو کچھہ پاس پہنے تھا سب درویش کو دیدیا اور واعظ کا مرید ہو گیا سلطان ولد نے اب اوس بزرگ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے صاحب تم بھی خدا کا کلام سنو۔ دستار بھی دو اور زرنقد بھی اللہ کی راہ مین مہمان خدا پہ تصدق کرو۔ جب تم خدا کی بات سنوگے تو وہ بھی تمہاری بات سنیگا۔ جو خزانہ مانگو گے دیگا۔ اور جو تلاش کرو گے پاؤ گے۔ وہ بزرگ اوسیوقت سلطان ولد کے مریدون مین داخل ہو گیا۔ واقعی سلطان ولد کی کرامتون کی کوئی حد اور نہایت نہین ہے۔ اس تھوڑے سے بیان سے بھی کمالات کا قیاس ہو سکتا ہے۔ ورنہ مناقب اور مراتب کی شرح تو کسیطرح ممکن نہین ہے۔

روایت ہے کہ ایک دن شب کو سلطان ولد فرماتے تھے کہ مین ہنوز بچا تھا۔ داڑہی کا آغاز تھا کہ والد کے ساتھ قبرستان کو گیا۔ والد نے فرمایا۔ بہاءالدین ان مین سے اکثر لوگ نظر بد کی وجہ سے مری مین اسلئے کہ وہ لوگ خود پسند خود رائے۔ اور اپنی آنکھو ٹیپ ٹاپ سے ورنگتے تھے۔ نظر لگنے سے جلد ہلاک ہوگئے۔ بلکہ نظر بد اسقدر انسان کیلئے مہلک نہین ہے جسقدر خود پسندی مہلک ہے۔ چنانچہ فرماتے ہین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہی نظر لگی اور تکلیف اوٹھائی۔ کافرون نے جب معجزات کی وہ عظمت دیکھی۔ اونکو تاب نہوئی۔ اور نظر لگائی۔ اور مجھے بہی نظر لگی ہے۔ سلطان ولد کہتے ہین کہ مینے رو کر قدمون پر سر رکھا۔ کہا کیا مجھے بہی نظر بد ہوگئی۔ والد نے فرمایا۔ ہرگز نہین۔ تمہارے باغ مین ہر چیز موجود ہے۔ ہمیشہ خوشی مین زندہ رہو اور خوشی کے ساتھہ مرو۔ خار کی وجہہ کوئی گلاب کے درخت کو نہین کاٹتا ہے۔ اولیائے کبار کا کانٹا بہی عزیز ہے۔

ما خار آن گلیم بر آور گواہ باش این جنس خار بودن فخر است عار نیست

اسیطرح

مولانا فخرالدین دیودست علیہ الرحمتہ سے روایت ہے۔ کہ معین الدین پروانہ نے قیصریہ مین ایک بہت بڑا مدرسہ بنوایا۔ اور یہ چاہا کہ مولانا قطب الدین شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کو اوس مدرسہ کا مدرس مقرر کرے۔ اوسنے اکثر مقامات کے اکابر کو مدرسہ کے جلسہ مین مدعو کیا۔ اور علم الدین قیصر کو سلطان ولد کی خدمت مین بہیجا اور درخواست کی کہ آپ بہی جلسہ مین تشریف لائین۔ جلسہ کے دن بہت سے علما۔ فضلا۔ شیوخ۔ اور حکما موجود تہے سلطان ولد کو صدر مسند پر بٹہایا تہا۔ آپ نے اسقدر معارف اور حقائق بیان فرمائے کہ سب حاضرین حیران ہوگئے۔ اور کسی کو دم مارنے کی مجال نہین ہوئی۔ پہر آپ نے مولانا قطب الدین شیرازی سے فرمایا۔ اب آپکی باری ہے۔ چنانچہ اونہون نے بہی وعظ کہا۔ اور اوسکے بعد سماع کا

جلسہ ہوا۔ اکثر اکابرون نے معین الدین پروانہ سے درخواست کی کہ سلطان ولد سے وعظ کہنے کی التجا کرین۔ سلطان ولد نے کئی بار عذر کیا کہ اب موقع بیان کا نہین ہی۔ اسلئے کہ لوگونکی عقلین میری کلام کے حقائق اور دقائق کا ادراک نہین کرسکتین۔ علما کو ظاہر نے فہم عام کے واسطے جو کچھہ لکھا ہے وہ سب کو معلوم ہی ہے۔ اور کتابون مین لکھا ہوا ہے پھر میری بیان کی کیا حاجت ہی۔ جب بہت اصرار ہوا تو آپ جمعہ کے دن منبر پر بیٹھے۔ اور اپنی دستار کو ذرا کج کرلیا۔ جبکہ حفاظ اور قاری قرآن شریف کی آیتین پڑہ چکے تو سلطان ولدنے نہایت بلیغ خطبہ پڑہا اور دعا کی۔ اوسکو بعد فرمایا۔ حدثنی امامی قبلتی۔ وقوتی وسیدی وسندی ومعتمدی۔ ومکان الروح من جسدی وذخیرۃ یومی وغدی سلطان کمل المحققین سراللہ بین المحققین مولای وماوای ووالدی جلال الحق والدین۔ بس آپ نے اسی قدر فرمایا تہا کہ حاضرین کی گریہ وبکا سے ہنگامہ قیامت برپا ہوگیا۔ معین الدین پروانہ نے اپنے کپڑے پہاڑ ڈالے مولانا قطب الدین نے اپنی پگڑی پہینکدی۔ حاضرین سب کہڑے ہوگئے اور آنکھونسے خون بہانے لگے۔ گویا مجلس وعظ سماع کی مجلس ہوگئی۔ حال آنکہ سلطان ولد نے ایک کلمہ بھی اوز زبان سے نہین نکالا۔ اونکی یہ کرامت اور بزرگی کیا تہوڑی ہے کہ مولانا رومؒ کے فرزند ہین اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہین۔ درویشون کی عزت اور اس خاندان کی عظمت کا لحاظ کل مسلمانون پر واجب ہی۔ امید ہی کہ معین الدین پروانہ بھی سلطان ولد کی عنایت خاص سے محروم نرہیگا اور محرمون مین داخل ہوگا۔ بعض حاسد شیوخ نے باہم تذکرہ کیا کہ آج سلطان ولد پر دہشت جلسہ کی غالب ہوگئی اور جیسا کہ چاہئیے تہا بیان نہوسکا۔ شیخ محمد سلماسی نے یہ گفتگو سنکر کہا۔ کیا آپ نے نہین دیکہا کہ اول اونہون نے کسقدر عذر کیا اور صاف کہدیا کہ میرا کلام عام لوگون کے سمجھہ مین نہین آیگا پھر دیکھو دستار کا ٹیڑہا کرنا تہا کہ آہ وبکا سے قیامت قائم ہوگئی اور جسوقت دستار

سید ہی کرلی۔ سب مسجد کے لوگ خاموش ہوگئے۔
وہین پر کسی شخص نے معین الدین پروانہ سے کہا کہ مولانا روم کثرت ریاضت و مجاہدہ سے
نہایت ہی زرد ہوگئے تھے۔ مگر سلطان ولد بہت سرخ و سپید ہین۔ شیخ محمد سلماسی نے
جواب دیا کہ مولانا روم تو عاشق تھے۔ عاشقون کے لئے چہرہ کی زردی ضروری ہے سلطان ولد
معشوق ہین معشوق ہمیشہ سرخ و سپید ہوا کرتے ہین۔ وہانسے شیخ محمد سلماسی اوٹھکر سلطان ولد
کی خدمت مین آئے۔ آپ نے صورت دیکھتے ہی فرمایا۔ واہ شیخ محمد تمنے خوب ہی کہا۔ اور
بہت اچھا جواب دیا۔ جوکچھ کہا وہ اپنے ہی واسطے کہا اور بیشک جو تمنے کہا وہی سچ ہی ہے
معین الدین پروانہ نے سلطان ولد کی خدمت مین قیمتی خلعت اور گھوڑے پیش کئے
خدام کو بھی بہت سے تحائف دئے۔ کہتے ہین اوس دن چارسو گھوڑے خچر۔ اور خلعت علما اور
شیوخ وغیرہ کو تقسیم کئے۔ اور سب لوگ خوشی خوشی اپنے اپنے مکانون کو واپس گئے
اللہ تعالیٰ لاکھون رحمتین معین الدین پروانہ کی روح پر نازل کرے۔ آمین۔

فریدون فرخ فرشتہ نبود بمشک و عنبر سرشتہ نبود
بداد و دہش یافت آن نیکوے تو داد و دہش کن فریدون توی

شیخ محمد سلماسی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار قراحصار مین ہے۔ اور لوگ اوسکے مزار پر جمع ہوتے ہین
مولانا فخر الدین دیودست سے روایت ہے کہ سلطان ولد فرماتے تھے۔ جوانی کے زمانہ مین
ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ چند روز تک مولانا کی خدمت مین مین حاضر نہوسکا۔ اشتیاق کا
غلبہ ہوا۔ مجھے مولانا نے بلایا۔ مینے حاضر ہوکر قدم چومے۔ مولانا نے استغراق کی
شدت مین مجھپر گرم گرم نظر کی چنانچہ مین لایعقل ہوگیا۔ اور والد بھی بیخود ہوگئے۔ ہوش
آنے کے بعد والد نے دوبارہ مجھے اوسی طرح دیکھا۔ پھر مین بیہوش ہوگیا جب افاقہ
ہوا تو تیسری بار پھر میری طرف نظر کی اور پھر مین بیخود ہوگیا۔ جب مجھے ہوش ہوگیا تو
والد نے فرمایا۔ پہلی بار مینے بہاء الدین کو دیکھا تو اوس مین ایسا جمال اور حال مجھے نظر آیا کہ

کسی انسان مین بہی وہ جمال اور حال نہ تہا۔ دوسری بار نظر کی تو اوسکے سر پر نہایت خوبصورت تاج نظر آیا۔ اور تیسری بار نظر کی تو اوسکے کان مین نہایت نادر گوشوارہ نظر آیا سلطان ولد پہر فرمانے لگے کہ اب مجہے مولانا کی اوس نظر کی تفصیل اور شرح معلوم ہوئی مجہہ مین جو جمال اور کمال دیکہا تہا وہ یہ حالت ہی جو مجہے معرفت اور حقیقت کی عنایت ہوئی ہے۔ اور تاج شاہانہ مولانا کی عنایت کا سایہ ہی جو ہر وقت مجہپر سایہ فگن ہی اور میری کان مین جو گوشوار ہ دیکہا تہا وہ میرا بیٹا جلال الدین عارف ہی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ والد ماجد کی عنایت سے مجہہ مین دریائے معرفت بہی ہی۔ اور سرداری کا تاج بہی ہی۔ اور عارف جیسا فرزند بہی میرے پہلو مین موجود ہے۔ سب جسقدر علوم ظاہری اور باطنی ملے ہین یہ سب والد ماجد کی عنایت کا صدقہ ہی۔ چنانچہ سلطان ولد فرماتے ہین۔

جز آن علم و ولایت کش پدر داد   ولد را نیست علم و نے ولایت

روایت ہے کہ حضرت سلطان ولد کے انتقال کے قریب سات شبانہ روز برابر زلزلہ رہا۔ خدام روتے تہے۔ آپ نے فرمایا جب تک شمشیر میانسے باہر نہ نکلے کاٹ نہین کرسکتی۔ اب میری غلاف کے شکست سے تم رنجیدہ نہو۔ گو ظاہری نظرون سے مین چہپ جاونگا۔ لیکن باطنی نظرون مین یاران معنوی کے پاس ہر دم حاضر رہونگا۔ اور تمہاری حالتون سے بیخبر نہونگا۔ فرماتے ہین۔

کز لطف او منورم و زکف او مصورم   صورت خود برون کنم پیش شہنشی روم
در صف روح حاضرم گو کہ ز تو مسترم   چون بروم بنزد او ہیچ مگو کہ نیست شد

حضرت سلطان العارفین چلپی عارف قدس اللہ سرہ فرماتے تہے کہ ایکبار میرے والد سلطان ولد سخت بیمار ہوئے۔ تمام دوست آپکی زندگی سے ناامید ہوگئے تہے۔ ایک روز میری والدہ فاطمہ خاتون رضی اللہ عنہ وعن ابیہا والد کے سرہانے مراقب بیٹہی تہین۔ اور چپکے چپکے روتی تہین۔ ناگاہ والد نے آنکہین کہولین اور فرمایا۔ فاطمہ خاتون اب تم مجہسے

صاف دل ہو جاؤ۔ اور مجھے معاف کرو کہ اب مین رخصت ہوتا ہون۔ رحلت کا وقت قریب ہے
میری والدہ نے کہا۔ نہین نہین۔ مینے دیکھلیا ہے تم نہین مروگے۔ بلکہ بہت خوشیان دیکھوگے۔ مین
تم سے پہلے مرونگی۔ اور تم اپنے ہاتھ سے مجھے دفن کروگے۔ آپ اطمینان رکھین۔ میرے والد نے
اصرار کیا کہ نہین مین ضرور مرجاونگا والدہ نے کہا واللہ تم نہین مروگے۔ بلکہ میرے بعد دو
اور نکاح کروگے۔ ایک بیوی سے ایک لڑکا اور دوسری سے دو لڑکے پیدا ہونگے۔ مین
اسوقت دیکھہ رہی ہون کہ وہ تینون لڑکے تمہارے پاس کھیل رہے ہین۔ مگر والد اپنے قول پر مصر
تھے۔ آخر ساتوین روز والد کو صحت کامل ہوگئی۔ اور اس سے ایک سال کے بعد نصرت
خاتون سے چلپی عابد اور سنبلہ خاتون سے امیر زاہد اور سلطان واحد پیدا ہوئے
اور جو کچھہ میری والدہ نے فرمایا تھا وہی ہوا۔

حکایت۔ منقول ہے کہ قازان خان رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ مین ایشقانو مین کو
بہر زروم کے ممالک کی حکومت ہوئی۔ وہ نہایت رعیت پرور عدل گستر صاحب تمکین
مسلمان۔ کریم نہاد اور پاکیزہ اعتقاد تھا۔ ایک دن سلطان ولد کی زیارت کو آیا۔
قاریون نے قرآن شریف پڑھا اور سلطان ولد نے اسکے معانی اور اسرار حقایق بیان
کرنا شروع کئے۔ سلطان ولد کے خدام نعرے مارتے تھے اور تعریفین کرتے تھے۔ ایشقا نے
سوال کیا کہ آپ تو کلام الٰہی کی تفسیر بیان کر رہے ہین مگر یہ لوگ کیون فریاد کرتے ہین
انکو کیا نظر آتا ہے۔ سلطان ولد نے فرمایا۔ اگر اسوقت بادشاہ وقت کا کوئی قاصد
آکر تجھسے یہ کہے کہ خان اعظم کی تجھہ پر بہت عنایت ہے اور اوس نے تیرے لئے ایک جاگیر مقرر کی ہے
تو کیا اوسوقت تو شکر نہ کریگا۔ خوش ہوگا اور شکرانہ نہ دیگا۔ انبیا علیہم السلام اور اولیاء کرام
کلام الٰہی کے ترجمان ہین۔ اللہ تعالیٰ کے اسرار کو ظاہر کرتے ہین۔ اور بشارت دیتے ہین
کہ خداوند تعالیٰ تمہارا اشتیاق ہے۔ تمہین دوست رکھتا ہے۔ اور اپنی رحمت کاملہ سے
تمہین اپنی طرف بلاتا ہے تمہین حورین دیگا۔ محل رہنے کو ملینگے۔ شراب طہور پلائی جائیگی۔

عاشق یہ خوشخبری سنکر خوشی مین شکر کرتے ہین۔ اور نعرے مارتے ہین تاکہ حاسد شیطان بہاگے اور ملائکہ خوش ہون۔ آدمی سے دو حالتون مین بے اختیار دو لفظ نکلتے ہین۔ رنج مین نعوذ باللہ اور خوشی مین الحمد للہ۔ ہمارے عاشقون کی نعرہ زنی خوشی کی کثرت سے ہے اسیطرح اگر دو لشکر باہم مقابل ہون۔ ایک تو کافر ہوا اور دوسرا مسلمان۔ تو مسلمان حملے کے وقت نعرۂ تکبیر اور درود پڑہینگے جس سے کافرون کے دلون مین خوف و دہشت پیدا ہوگی۔ وسواس شیطانی اور خواہشات نفسانی کا لشکر مخلص مریدونکے دل پر بہی ہر وقت حملہ کرتا ہے تاکہ اونکی حضوری کو غارت کرکے عبادات کو چہین لیجائے مگر جسوقت وہ شیخ کی زبان سے بیانات اسرار سنتے ہین تو اس آفت سے محفوظ رہتے ہین اور اپنی خوش حالی کو دیکہکر مارے خوشی کے نعرے مارتے ہین اور سجدۂ شکر کرتے ہین یہ سنکر فوراً ایشقامرید ہوا۔ اور ایک ہزار دینار بطور شکرانہ کے نذر کئے۔

حکایت منقول ہے کہ محمد بیگ صدر ولد خواجہ صدر الدین قونیہ کا حاکم ہوا۔ وہ کسی شخص سے ناراض تہا۔ اوسکے قتل کا حکم دیا۔ وہ شخص جان کے خوف سے بہاگ کر حضرت سلطان ولد کے مکان مین چلا آیا۔ محمد بیگ صدر دنیوی جاہ و جلال کے غرور مین تلوار کہینچے ہوے اوسکے پیچہے پیچہے حضرت سلطان ولد کے مکان مین آیا۔ اور آپکا کوئی پاس و لحاظ نہین کیا۔ بلکہ اوس شخص کے بال پکڑکر گہسیٹتا ہوا لے گیا۔ سلطان ولد نے زبان سے ایک حرف نہین نکالا۔ بیٹہے ہوے دیکہتے رہے۔ دس دن کے اندر محمد بیگ کا کل خاندان مرگ مفاجات سے مرگیا۔ مرد و عورتون مین سے کوئی بہی باقی نہین رہا۔ یہان تک کہ گہر مین کوئی بلی بہی زندہ نرہی۔ البتہ معین الدین پروانہ بچ گیا۔ وہ ہمیشہ سے اس خاندان کا مخلص اور معتقد تہا۔

پیش مردان خدا اے بیخبر | پا منہ گستاخ ورنہ رفت سر
پیش این الماس بے استر میا | کز بریدن تیغ را نبود حیا

اس خاندان کی تباہی پر سلطان ہمیشہ افسوس کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ سبحان اللہ بے ادبی اور گستاخی اولیا کی خاندان کے ساتھہ کیسی منحوس چیز ہے۔

نقل ہے کہ کراماتا رضی اللہ عنہا سلطان ولد کی دایہ تھین اور نہایت کامل ولیہ تھین۔ جس زمانہ مین سلطان ولد اور علاء الدین کو مولا روم نے دمشق کو تحصیل علم کے واسطے بہیجا تھا اوس زمانہ مین ایک روز کراماتا خلوت مین بیٹھی ہوئی موزہ صاف کررہی تھین اور سلطان ولد اور علاء الدین کے فراق مین روتی تھین اور اونکے اوصاف بیان کررہی تہین۔ کہ دو فرشتے آئے اور کہا اللہ تعالیٰ نی تمہین بلایا ہی۔ کراماتا نے کہا مجھے کام ہے مین بہاء الدین اور علاء الدین کی فراق مین رورہی ہون مین نہین جاتی۔ دوبارہ فرشتے آئے اور چلنے کا اصرار کیا۔ تو اونہون نی کہا اے میرے آنکھون تم یون ہی روتی رہنا۔ اور اے میری زبان تو یون ہی نوحہ کرتی رہنا۔ اور اے میری ہاتھو میری واپسی تک تم اپنے کام مین مصروف رہنا۔ چنانچہ روح نکل گئی اور آنکھون سے آنسو۔ زبان سے نوحہ جاری رہا اور ہاتھ کام مین مصروف رہی جب روح پلٹ آئی تو وہی حالت جسم کی تھی۔

روایت ہے کہ سلطان ولد نے انتقال کے قریب یہ شعر کہا۔ اور اصحاب آپ کے روتے تھے اور نوحہ کرتے تھے۔

چہ ہاست خطرناک بہر سوے مرد   زنہار حذر کن تو بہر جوے مرد

اور پھر فرمایا

گفتم صنما صنوبرے گفت برم
ہر جا کہ روے مرا بری گفت برم   گفتم چہ نہی تو بر برم گفت برم

جس رات مین کہ آپ نی انتقال کیا ہے اوس شب مین یہہ شعر فرمایا۔

امشب شب آنست کہ بینم شادی   دریابم از خدائے خود آزادی

اس شعر کے بعد آپ نے ہفتہ کی شب مین ۱۰ رجب ۷۱۲ھ کو انتقال فرمایا۔ دفن کے بعد قبہ مبارک سے سات روز تک ایک نور تابان تھا جسکو خواص اور عوام سب نے دیکھا۔

منقول ہے کہ سلطان ولد کے زمانہ مین کسی بزرگ کے لڑکے کا انتقال ہوا۔ لڑکے کے والدین نے گویّے بلائے اور وہ جنازے کے آگے آگے غزلین پڑھتے جاتے تھے۔ اخی محمد کا بھی اوس طرف گزر ہوا۔ اوس نے گانے والون کو روکا اور کہا شرع مین بدعت جائز نہین ہے۔ اتفاق سے سلطان ولد بھی وہان آگئے آپ نے فرمایا قوال غزل خوانی کیون نہین کرتے اور ملاقات ارواح اور رضوان بہشت کی خوشی کیون نہین مناتے۔ اخی محمد کا زور سے ہاتھہ پکڑ کر فرمایا کہ اس کام کی بنیاد بہت بڑے بزرگ نے رکھی ہے۔ اوسنے جو زیادہ بزرگ مرتبہ ہو وہ اسکو ناجائز کرسکتا ہے۔ یہ حالت عاشقون مین قیامت تک باقی رہیگی۔ تو کیون تکلیف اوٹھاتا ہی اور اپنے آپکو اولیا کی شمشیر پر گراتا ہے۔ وہ بیچارہ خاموش ہوگیا اور کچھہ نہ کہا ارباب تصوف نے یہہ واقع شیخ الاسلام صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین عرض کیا۔ اونہون نے جواب دیا کہ مولانا بہاء الدین کے حق بجانب ہے۔ پھر اونہون نے کہا بہت درست کہا اسکی مثال ہے کہ کچھہ لوگون نے کسی عارف سے پوچھا جنید کا رتبہ زیادہ ہے یا بایزید کا۔ عارف نے جواب دیا یہ بات تو وہ شخص بتاسکتا ہی جو دونون سے افضل ہو۔ غرضکہ اولیا کی بدعت حسنہ بھی انبیا کی سنت کی برابر ہے۔ اوسکا موقوف ہونا ناممکن ہے۔ جب اوس جوان کے جنازہ میں سے واپس تشریف لائے تو سلطان ولد نے فرمایا۔ اخی محمد کی زندگی کے سات دن اور باقی ہین۔ پھر یہ غوغا ساکن ہو جائیگا۔ چنانچہ سات دن کے بعد اخی محمد کا انتقال ہوگیا۔ واللہ اعلم۔

فصل ہشتم

مناقب سلطان العارفین برہان الواقفین قدوۃ الکاشفین قطب الابدال والاوتاد ملک الملوک الحال زبدۂ اہل الوصال جلال الحق والدین فریدون ابن محمد بن محمد بن محمد العارف البلخی ایدنا اللہ بحرمتہ وایدنا بنور جدہ

روایت ہے کہ ابتدائے جوانی مین حضرت سلطان ولد کے بہت سے لڑکے فاطمہ خاتون دختر شیخ صلاح الدین روح اللہ روحہم کے بطن سے پیدا ہوئے مگر سب کم زیادہ چھ مہینے کے۔ دس مہینے کے اور سال سال بھر کے ہوکر مر گئے۔ اسوجہ سے اونہین نہایت رنج ہوتا تھا۔ اور کہتے ہین کہ مولانا روم صاحب نے عالم مکاشفہ مین حضرت سلطان ولد کے کان مین ایک گوشوارہ دیکھا تھا۔ اوس سبب سے یقین کامل تھا کہ اولاد ہوگی اور زندہ بھی رہیگی۔

حضرت سلطان ولد سے منقول ہے کہ ایک دن والد ماجد عادت کے موافق نماز تہجد مین مشغول ہوئے۔ اور مین اور فاطمہ خاتون اپنے بستر پر سو رہے تھے۔ اتفاقاً اوسوقت مجھے ہم بستری کی خواہش ہوئی اور حصول مدعا کے بعد مولانا نے میری طرف خطاب کرکے فرمایا۔ بہاء الدین۔ کونسی چیز گم گئی ہے جسکو ڈھونڈ رہے ہو۔ شاید عارف کی تلاش ہے امید ہے کہ مدعا حاصل ہوگا۔ چنانچہ اوسی دفعہ مین فاطمہ خاتون کو عارف کا حمل رہا۔

مولانا سراج الدین تبریزی اعلی اللہ درجتہ کے مولانا صاحب کے مقبول مرید تہی۔ وہ کہتے ہین
ایک روز مولانا صاحب نے مجہے بلایا اور فرمایا۔ تم جاکر فاطمہ خاتون سے میرا سلام کہکر یہہ کہو
کہ یہہ باتین نکرو۔ اپنے حمل کی حفاظت کرو کیا تمہین میری نسل سے عار آتی ہے۔ اللہ اللہ
یہہ مسافر لامکانی عالم غریب سے آتا ہے۔ نہایت بزرگ اور لطیف ہے۔ جسقدر تم اوسکی
حفاظت کروگی اوسیقدر تمہاری حفاظت ہوگی۔ کہتے ہین اونکے بارہ تیرہ لڑکے ہوے اور
سب مرگئے اسلئے اونہین بہت ملال رہتا تہا۔ اور چاہتی تہین کہ کسی طرح حمل ضائع ہوجاے
اس حمل مین کئی بار سخت سخت دوائین کہائین مگر حمل ضائع نہین ہوا۔ جب مولانا سراج الدین
نے مولانا صاحب کا پیام پہنچایا اور خوشخبری سنائی اوسوقت سے اونکی نیت بدلی اور حفاظت
حمل مین مصروف ہوئین۔ ثقیل غذا کہانا چہوڑدی۔ قربانیان کین صدقے دئے۔ چنانچہ عارف
اتوار کے دن عصر سے قبل ۸۔ ذیقعدہ سنہ ۶۷۰ھ کو پیدا ہوئے۔ جسوقت شکم مادر سے زمین پر
پانون رکہا انوار محمدی سے سارے جہان کو منور کردیا۔ ابہی تک جسم پر نمک بہی نہین لگا تہا
کہ مولانا روم صاحب جلدی سے تشریف لائے۔ ایک مٹہی دینار فاطمہ خاتون کے سرپر
نثار کئے اور عارف کو مانگا۔ دائی کے ہاتہ سے بچے کو لیکر اپنے پیراہن مین لپیٹ لیا اور
وہان سے باہر لیگئے۔ اور جسقدر شرح صدر اور انوار حضوری کے عطیات دینا تہے وہ دئے اور
تہائی رات گزر جانے کے بعد عارف کو لاکر فاطمہ خاتون کو دیا۔ کہتے ہین جسوقت مولانا نے
دینار نثار کئے تہے اوسوقت طغنہ خاتون والدہ کرا خاتون بہی موجود تہین۔ وہ ایسے دینار تہے
کہ شہر کے سب صرافون نے دیکہکر کہا ہمنے ایسے دینار کبہی نہین دیکہے تہے اور وہ دینار برکت کو
بطور تبرک کے رکہے رہے۔ بعض کا یہہ بہی بیان ہے کہ اونہین دیناروں سے۔ مطہرہ خاتون
اور شرف خاتون کا جہیز تیار ہوا تہا اور اونکی مجموعی تعداد تیس دینار اور دو مثقال تہی۔
سلطان ولد بہی عارف کی ولادت کے وقت مولانا کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ قدمبوسی
سے سرفراز ہوئے۔ خدام نے بڑی خوشی کی۔ مولانا کو اوس روز بہت شورش تہی۔ تین دن کامل

سماع ہوا۔ اور اوسی دن یہ غزل فرمائی کہ گر باغ از دو وقت شدی از شاخ ترخون آمدے
در عشق اگر آگہ بدی از چشم جیحون آمدے۔ سلطان وقت۔ وزرا۔ امرا اور اکابر نے بہت کچھ نذر کیا۔

منقول ہے ایک دن مولانا صاحب نے فرمایا۔ بہاء الدین اس لڑکے مین سات ولیونکے نور نظر آتے ہین۔ حضرت بہاء الدین نے عرض کیا کہ آپ کا نور بھی ہے۔ فرمایا۔ ہان۔ میرا بھی نور ہے۔ یعنی بہاء الدین بلخی۔ سید برہان الدین۔ مولانا شمس الدین تبریزی۔ شیخ صلاح الدین حسام الدین چلپی۔ اور تمہارے انوار موجود ہین۔ درحقیقت میرا عارف اقطاب کے انوار کا مجموعہ ہے۔ اور ارواح اہل دل کا محبوب ہے۔ اسکا نام فریدون رکھو اسلئے کہ اوسکے نانا کا نام ہے۔ اور تم اوسکو عارف کہا کرو۔ حضرت بہاء الدین ولد بلخی میرا نام کبھی نہین لیتے تھے بلکہ مجھے خداوندگار کہتے تھے [illegible] میرا نام اوسکا لقب مقرر کرو۔ اور جلال الدین امیر عارف کہا کرو۔ پھر یہ غزل فرمائی۔

مبارکباد بر ما این فریدون — کہ گردد بادشاہ دین فریدون
چو ماہ آسمان تابان [illegible] — چو لعل خسرو و چون شیرین فریدون
بمیدان سعادت گوئے [illegible] ازو — کند شہ بدولت زین فریدون
برآمد ہم چو مہ از برج اقبال — بمہر و صفائے کین فریدون
چو از پشت و نژاد خسروان است — بود محبوب چون شیرین فریدون
زماد روز بہد شاہ و اصیل است — ز خلد آمد چو حور العین فریدون
ببرد گردن ضحاک ستم را — بہ تیغ رفعت و تمکین فریدون
بحمد اللہ کنون در قصر دولت — فزاید زینت و آئین فریدون
زمادر زاد او در روز شنبہ — بتاریخ سنہ سبعین فریدون
بماہ ذیقعدہ در ہشتم ماہ — بدو ساعت پس از تا پشین فریدون
چو گردد بہ شود بسر عشرہ ازو — بدین شعرم کند تحسین فریدون

پہر ازان سال عمرش باد افزون   تو ہم از جان بگو آمین فریدون

حکایت بڑی بڑی اصحاب مثل شمس الدین چلپی۔ جلال الدین چلپی۔ اور سراج الدین مثنوی خوان وغیرہ اعلی اللہ درجتہم سے روایت ہی کہ ایک دن مولانا روم صاحب مدرسہ کی صحن مین پہر رہی تہی۔ کل خدام حاضر تہے۔ کوئی کہڑا تہا اور کوئی بیٹھا تہا ایک عورت گہوارہ لئی ہوی مولانا کے محل مین جاتی تہی۔ مولانا نے فرمایا کس کا گہوارہ ہی۔ اوس نی عرض کیا امیر عارف کا۔ فرمایا یہان لاؤ۔ اپنی ہاتہ سے گہوارہ کہولا۔ اور کئی بار نظر عنایت سی امیر عارف کو دیکہا۔ وہ بہی اپنی دادا کو دیکہکر خوش ہوے۔ پہر فرمایا۔ عارف کہو۔ اللہ اللہ۔ اوسیوقت امیر عارف نی اللہ اللہ کہا۔ مولانا نے تین بار کہلوایا۔ سب خدام نے سنا۔ اور جوش مین نعری مارنی لگی۔ اکثر خادم ہیبت سی بیہوش ہوگئے۔ پہر مولانا نے امیر عارف کی منہ پہ بوسہ دیا۔ اور کہا آج سے میرا عارف شیخ وقت ہے۔ اور سرور و سردار ہی۔ مہد سی لحد تک درجہ کمال مین رہیگا۔ اور یہہ شعر پڑہے۔

فی المهد ینطق عن سعادة جده   اثر النجابة ساطع البرهان

ان الهلال اذا رایت نموه

اصحاب کامل اوسیوقت سی امیر عارف کو شیخ واصل سمجھکر عزت کرتے تہی اور مولانا صاحب ہمیشہ انپر توجہ کرتے تہی۔ اور عنایت فرماتی تہی۔ کہتی ہین جسوقت امیر عارف نے اللہ اللہ کہا اوسوقت وہ صرف چہہ مہینے کے تہے۔

ملک المدرسین مولانا تاج الدین ابن نقیب نی امیر عارف کی شان مین لکہا ہے۔

در بیشۂ جان چو شیر   رسد

منشور خلافتش کہ در مہد رسد

حکایت حضرت فاطمہ خاتون رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہین کہ مولانا روم صاحب کی انتقال کے بعد انکی فراق کے صدمہ سے میرے سینہ مین مثل تنور کے آگ بہڑکتی تہی۔

رات دن سوا گریہ و زاری کے ایک لحظہ کو سکون نہ تہا - اسلئے کہ مولانا کی عنایت مجہپر بچپن سے آخر وقت تک بیحد تہی - اور باپ کی طرح شفقت کرتے تہے - مجہے خوف تہا کہ کہین اس صدمہ سے ہلاک نہو جاؤن - تین شبانہ روز مین امیر عارف کے قریب بہی نہین گئی اور دودہ نہین پلایا - انہون نے بہی موسیٰ علیہ السلام کی طرح کسی انا کا دودہ نہین پیا - اور نہ کچہ کہایا - ایک روز مولانا کو خواب مین دیکہا کہ آسمان پرسے مجہسے فرماتے ہین - فاطمہ خاتون تو کیون اسقدر روتی ہے اور نوحہ کرتی ہے - اگر یہہ میرے لئے ہے تو مین جان سے نہین گزرا ہون - مجہے عارف کے بچہونے پر ڈہونڈہ - مین تو وہان موجود ہون - اور میرے انوار کا فیض اوسپر متجلی ہے - اس حکم کی ہیبت سے میری آنکہ کہل گئی - میری چہاتیون سے اسقدر دودہ بہا کہ میرے کپڑے تر تر ہوگئے - اور سینہ مین خلش سی ہونے لگی - اوسی وقت مین عارف کے پاس گئی - اوسپر سے کپڑہ علیحدہ کیا - عارف مجہے دیکہکر مسکرایا اور مضطرب ہوا - اوسکی آنکہون سے خداوندگار کے نور جلال کا پرتو چمکنے لگا - میری قوت سلب ہوگئی - نعرہ کرکے بیہوش ہوگئی - تہوڑی دیر کے بعد ہوش ہوا - تو مولانا کا دریائے نور عارف کی آنکہون مین موج زن دیکہا - صدق دل سے مینے گہوڑہ پر سر رکہا - اوسکی مرید ہوگئی - اور اوسکو اپنا قبلہ بنایا جب میری بیقرار جان کو اطمینان ہوا - آخر وقت تک سفر و حضر مین ہمیشہ امیر عارف کی خدمت مین کمربستہ رہی -

حکایت مولانا سراج الدین مثنوی خوان نے بیان کیا کہ ایک روز حسام الدین چلپی کے ساتہہ مولانا صاحب کی زیارت کے لئے مدرسہ مین آیا - مینے دیکہا کہ باغچہ کا دروازہ کہلا امیر عارف کو ایک چہوٹی سی گاڑی مین بٹہاکر اونکا کہلانے والا اوسکو کہینچ رہا تہا - مولانا صاحب نے گاڑی کی رسی لیکر اپنے شانون پر ڈالی اور خود گاڑی کہینچنے لگے اور فرمایا کہ مین عارف کا بیل ہون - حسام الدین چلپی نے بہی مولانا کی تقلید مین دو ایک دفعہ گاڑی کو کہینچا - امیر عارف ہنستے تہے - پہر مولانا صاحب نے فرمایا کہ بچون سے محبت کرنا یہہ بہی حضرت

شاہ شریعت پیہر راہ حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم محمدیون کو میراث ملی ہے فرمایا ہے
من کان لہ صبیا فلیتصاب

بہر طفل تو پدر تے تے کند گرچہ عقلش ہندسہ
چونکہ با کودک سروکار م فتاد ہم زبان کودکان باید کشاد

اور اس معاملہ مین یہ روایت بیان کی کہ سبطین رسول اللہ علیہ السلام حجرہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر کہیل رہے تہے۔ ایک عرب اونٹ پر سوار اُدہر سے نکلا وہ جسقدر اونٹ کو مارتا تہا۔ اونٹ عف عف کرتا تہا۔ اور دونون صاحبزادے ہنستے تہے۔ اسیطرح دونون صاحبزادے ہنستے ہوے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آئے اور اونٹ کو عف عف کرنے کا قصہ بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شان کریمی کے موافق فوراً کہڑے ہوگئے۔ دستار مبارک کو گلے مین ڈال لیا۔ اور جہک گئے۔ امیرالمومنین حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو پیٹھہ پر بٹہایا۔ اور کئی مرتبہ مکان کے صحن مین گردش کی اور عف عف کرتے جاتے تہے۔ صاحبزادے ہنستے تہے۔ اور یہ حدیث فرمائی نعم الجمل ونعم الراکبان انتہا۔ مین بہی عارف کیلئے یہی کر رہا ہون اور یہی کہتا ہون۔

روایت ہے کہ امیر عارف صغر سن مین ملاحت مین بے نظیر تہے۔ جمال وکمال مین یوسف ثانی تہے چنانچہ انکے دادا فرماتے ہین۔

روزی بجز ا بات گزر میکردند قومے کہ بمذہب تناسخ فرزند
سوگند باعتقاد خود میخوردند کین یوسف مصری است کہ باز آوردند

اور حسن صورت کے سوا ایسی ہیبت تہی کہ کوئی شخص دوبارہ نظر اوٹھاکر نہین دیکہہ سکتا تہا اور اوسی زمانہ مین اونسے کرامتین سرزد ہوتی تہین اور غیب کی باتین بے تکلف بیان کرتے تہے جو کچہہ وہ فرماتے تہے وہی ہوتا تہا۔ اور مخلوق مین اونکے حال کی شہرت عام تہی۔

روایت۔ حضرت سلطان ولد نے بیان کیا کہ ایک [illegible] مین مدرسے کے دروازہ پر اپنے

اصحاب کو بٹہا تہا۔ امیر عارف رسی مین گلے کے سر کی ہڈی باندہے ہوئی کہینچ رہا تہا مینی کہا یہ کیا کر رہے ہو۔ امیر عارف نے کہا یہ امیر ارکرون کا سر ہے۔ یہ شخص سلطان کا نواب تہا اور سیواس مین اوس نے مدرسہ بنا یا ہے۔ گو وہ متمول تہا۔ مگر نہایت فضول نفس اور بالطبع رون طبع تہا۔ اور ہماری خاندان کا منکر تہا۔ اس واقعہ سے تیسرے روز وہ قتل ہوا اور سب گہر بار اوسکا لوٹا گیا۔ اوسوقت عارف کی عمر پانچ سال کی تہی۔ اسیطرح دیکہا کہ کبہی کبہی وہ دامن مین خاک بہر کر لائے اور قبر بنائی۔ اور کہا یہ فلان شخص کی قبر ہے۔ چند روز کے بعد اوس شخص کا انتقال ہو جاتا تہا۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہین ہی۔ بلکہ ہمیشہ اسیطرح سے ہوتا تہا۔

روایت ہے کہ ایک دن امیر عارف مولانا کے مدرسہ مین آئے اپنی عبا محراب مین بچہا کر نماز پڑہنے لگے۔ حضرت سلطان ولد نے دریافت کیا کیا کرتی ہو۔ فرمایا حسام الدین چلپی کے جنازہ کی نماز پڑہتا ہون۔ اوس دن حسام الدین چلپی بالکل تندرست باغ کو گئی تہی۔ یک بیک وہان بیمار ہوے اور نوین دن انتقال کیا۔ غرضکہ اونکی کرامتونکی کوئی نہایت نہ تہی۔

بر دو بیش سر بہر اندیشۂ ۔ چون چراغے در درون شیشۂ

بود برمضمون ولہا او امیر

سلطان ولد فرماتی ہین ایک دن مین مدرسہ کے دروازہ پر بیٹہا تہا۔ اُدہر سی ایک لڑکا پیالے مین ہریسہ لئی جاتا تہا۔ عارف نے اوسے آواز دیکر بلایا۔ پیالہ اوسکے ہاتہ سی لیکر ہریسہ سب کہا لیا اور خالی پیالہ اوسے دیکر کہا کہ اوسکو ڈہانپ کر لیجا۔ اوس لڑکی نے چند قدم آگے بڑہکر پیالہ کہولکر دیکہا تو وہ ہریسہ سی بہرا ہوا تہا۔ لڑکے نے ایک چیخ ماری اور بیخود ہو گیا۔ پہر پلٹ کر آیا اور امیر عارف کا مرید ہوا۔ برسون اونکی خدمت مین رہا اور کمال حاصل کیا۔

سلطان ولد فرماتے ہین امیر عارف سات مہینے کا تہا کہ اوسکے گلے مین ورم ہوگیا۔ سانس تنگ نہ دودہ پیا اور نہ کچہ کہایا۔ رات دن روتا تہا۔ اوسکی والدہ کو زندگی کی امید نہ تہی۔ کل خدام کو رنج و ملال تہا۔ مین بہی اس رنج مین رات دن مضطرب رہتا تہا۔ طبیب بہی علاج سی عاجز آگئی۔ آخر مین عارف کو ہاتون پر لیکر مدرسہ کی چہت پر گیا۔ والد دست شیر کی طرح سیر کر رہے تہے۔ عارف کو اونکے قدمون پر ڈالدیا۔ اور بے اختیار رو کر مینے عرض کیا کہ میرا عارف رخصت ہوتا ہی۔ والد نے فرمایا۔ نہین نہین۔ بہاء الدین تو مطمئن رہو۔ یہ اسلئے نہین آیا ہی کہ جلد چلا جائی۔ بلکہ اوس سے تو بہت سے کام نکلینگے۔ اور دنیا مین اوسکی بہت شہرت ہوگی۔ پہر دوات قلم منگاکر ورم کی جگہہ سات خط عرض مین اور سات خط طول مین کہینچکر اوسکے نیچے لکہدیا العاقل تکفیہ الاشارۃ۔ اوسیوقت ورم زائل ہوگیا۔ عارف نے آنکہین کہولدین۔ اور دودہ پیا۔ خدام نے بہت خوشی کی۔ اوسکی والدہ نے قربانی کی اور فقرا و مساکین کو صدقہ دیا۔ سلطان ولد نے اس خوشی مین سماع کا جلسہ کیا۔ کہتے ہین بعض اصحاب کا خیال تہا کہ امیر عارف کی عمر سات سال کی ہوگی اور بعض نے ایک خط کو دس کی جگہہ تصور کرکے ستر برس کی عمر کا قیاس کیا۔ لیکن جب امیر عارف کا انتقال انچاس برس کی عمر مین ہوا تو یہ بات ظاہر ہوئی کہ ہفت در ہفت سے مراد تہی۔

مولانا صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ فنون حکمت مین اپنے زمانہ مین یکتا تہی۔ اونکا بیان ہے کہ جلال الدین امیر عارف چہ برس کی عمر مین مجہسے قرآن پڑہتے تہے۔ جب وہ مدرسہ سے نکلتے تو سلطان ولد سروقد تعظیم کو کہڑے ہو جاتے تہے۔ اور اپنی برابر اونہین بٹہلاتے تہے ایک روز مینے گستاخانہ عرض کیا کہ آخر عارف تو آپکا فرزند ہے۔ بچون کے اسقدر اعزاز کو بزرگ [illegible] مکروہ کہا ہے۔ بلکہ عیب جانتے ہین۔ سلطان ولد نے فرمایا۔ ایسا نہ کہو۔ [illegible] واللہ ثم واللہ۔ جسوقت عارف مدرسہ سے آتا ہی مجہے معلوم [illegible] رفتار و ادا مین بالکل میرے والد کی سی ہین

جوانی مین انہو والد کو مینے اسیطرح دیکہا تہا۔ سماع مین جو اوسکی حرکتین مین وہ بہی بالکل مولانا کی سی ہین۔ عارف اونکی حیات مین دودہ پیتا بچا تہا۔ اگر ہوشیار ہوتا تو بہہ خیال ہوسکتا تہا کہ بہر وقت کی صحبت سے مولانا کی حرکات کا اوس مین اثر آگیا ہے۔ موزون طبع لوگ اکثر دیکہے دیکہے دوسرونکی حرکات کی نقل کرسکتے ہین۔ مگر عارف مین یہ باتین تقلیدی نہین ہین۔ بلکہ یہہ عطیہ آسمانی ہے۔

بذل شاہان است این بی رشوتے | بخشش محض است این بی رجعتے
داد داد حق شناس و بخشش | عکس داد اوست اندر پنج و شش

حکایت متاخرین اصحاب سے منقول ہے کہ اخی مصطفی رحمتہ اللہ علیہ مولانا کے خاندان کے عاشقون مین سے تہا۔ اور جس روز امیر عارف پیدا ہوئے تہے وہ بہی اوسی روز پیدا ہوا تہا جسوقت وہ پیدا ہوا اوسکے باپ اخی صدیق نے مولانا روم صاحب سے عرض کیا کیا نام رکہا جائے۔ فرمایا۔ صدیق کے لئے مصطفی ضرور ہے۔ چنانچہ یہی نام رکہا گیا۔ جب جوان ہوا تو بہت کچہہ جاہ و منصب پیدا کیا۔ مگر مولانا کے خاندان کی طرف سے باغی ہوگیا۔ تمام شہر قونیہ کی مخلوق نے اوسکی زیادتیون کی شکایت چند بار حضرت سلطان ولد سے کی۔ آپ نے بطریق نصیحت کئی بار اوسکو سمجہایا کہ مخلوق پر حاکم کو زیادتی مناسب نہین ہے۔ مگر وہ متنبہ نہین ہوا بلکہ برو یہ جواب دیا کہ معاملات حکومت مین آپ سے بہتر سمجہتا ہون۔ آپ کو ان کامون مین مداخلت نہین ہے۔ عرفان دوسری چیز ہے اور حکومت اور شئے ہے۔ سلطان ولد کو بہت شرمندگی ہوئی۔ اور فرمانے لگے بیچارے کی ایک ہفتہ عمر باقی ہے مگر ابہی تک حرکات فضول سے باز نہین آتا۔ اخی مصطفی کے دوستون مین سے ایک شخص حاجی کریم جوان اور مولانا کے خاندان کا معتقد تہا۔ شہر کے معتبر لوگون مین شمار ہوتا تہا۔ اور بزرگونکا صحبت یافتہ تہا اوسکا بیان ہے۔ کہ مین نے خواب مین دیکہا کہ اخی مصطفی کے سینہ مین کسی نے تیر مارا ہیبت سے میری آنکہہ کہل گئی۔ حضرت سلطان ولد سے خواب عرض کیا۔ فرمایا بہت درست ہے

اوسی زمانہ مین کسی بزرگ نے شب کو سماع کی مجلس کی اور حضرت سلطان ولد کو مدعو کیا۔ آپکے اصحاب نے سماع مین بہت مبالغہ کیا۔ اخی مصطفے نے کسی سے ازراہ تکبر و ملال کہا کہ آیندہ سماع مین انکو نہ بلایا جائے۔ یہہ توکسی اور کو موقع ہی نہین دیتے ہین۔ خدام نے یہہ بات امیر عارف کے کان تک پہنچادی۔ اونکو نہایت ہی ملال ہوا۔ دوشنبہ کے دن آپ مولانا روم صاحب کے مزار پر سماع مین گئے۔ وہان سے سماع کرتے ہوے شہر مین آئے۔ اور اخی مصطفے کے مکان پر اسی شان سے گئے۔ آپ نے وہان اوسکی قالین کو لوٹ دیا اور اوس پر قندیل کا تیل گرا دیا۔ اخی مصطفے موجود تہا۔ دور سے کہڑا دیکہتا رہا کسیکو مجال گفتگو نہ تہی۔ اور سماع مین یہہ رباعی فرماتے تھے۔

آنہا کہ ازان جناب برخوردارند   لس تند روشیر دل و عیارند
زنہار مزن پنجہ بدیشان کیشان   صد ہمچو ترا خوردہ و بردہ دارند

اور فرمایا آیندہ سے اس گہر مین مولویون کا کچہہ کام نہین ہے۔ اور وہان سے سماع کرتے ہوے مدرسہ مین آئے اور شام تک سماع رہا۔ اوس روز سے اخی مصطفے کے یہان سماع نہین ہوا اور اوسکی جماعت بہی منتشر ہوگئی۔ اس واقعہ سے چوتہے دن بخشی خان ولد قربان قونیہ مین آیا۔ اور اخی مصطفے کو مع اوباشون کے قتل کیا۔ اور سب لاشون کے کپڑے اوتار کر اونہین اوندہے منہ سلطانی دروازہ مین ڈلوا دیا۔ رات کو امیر عارف چلپی نے خدام کو لاشون کی حفاظت کے واسطے بہیجدیا تاکہ شہر کے کتے لاشون کو خراب نہ کرین۔ آخر کار حضرت امیر عارف چلپی بخشی خان کے پاس گئے اور سفارش کر کے لاشون کے دفن کی اجازت لی۔ اور سب کو دفن کرا دیا۔ اوس روز آپ بہت روتے تہے اور ان لوگون کی حالت پر افسوس کرتے اور یہہ مصرع پڑہتے تھے۔ ع۔ خود کشتہ عاشقان را در خون شان نشستہ۔ پہر سب کے جنازونکی نماز پڑہکر اونکی خطائین معاف کین۔

شکر میکرد آن شہید زرد خد   کان بزد بر جسم و بر معنی نزد

جسم ظاہر عاقبت ہم رفتنیست　　تا ابد موے نخواہد شاد زیست

چونکہ اولیاکے ادب کی رعایت نہ کی اور اپنی زور جوانی پر غرور کیا اسلئے عالم غیب سے غیرت الٰہی کی تیغ قضا اونکے گلوں پر پھر گئی تاکہ اوروں کو عبرت کا باعث ہو۔

حکایت سلطان العارفین چلپی امیر عارف قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک روز فرمایا کہ ہمیشہ حضرت سلطان میری شادی کرنا چاہتے تھے مگر مین راضی نہین ہوتا تھا۔ تجرد مجھے پسند تھا۔ ایک دن اپنے اصحاب کے ہمراہ باغون کی سیر کو گیا۔ فصل خزان کی ابتدا تھی۔ باغون مین انگور خوب پختہ ہوگئے تھے۔ اور لوگ دوشاب بناتے تھے۔ شب کو مین وہان سے پلٹا۔ اور ہمراہیون سے گھوڑا دوڑا کر آگے نکل گیا۔ باغون کے اندر جارہا تھا۔ جب فخر النسا کے قریب آیا دو لڑکے نہایت خوبصورت عالم روحانی سے میرے سامنے آئے۔ ایک نے داہنے طرف سے اور دوسرے نے بائین جانب سے مجھے ایک ایک گلدستہ دیا۔ مین اونہین غور سے دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ نظر سے غائب ہوگئے۔ اور گلدستے میرے ہاتھ مین موجود تھے۔ مجھے نہایت ہی حیرت ہوئی۔ مکان پر آکر والد ماجد کے اصحاب سے یہہ قصہ بیان کیا۔ سبکو حیرت ہوئی۔ صبح کو والد نے یہہ واقعہ سنا تو مجھے بلاکر فرمایا تمہین غیب سے یہہ بشارت دیگئی ہے کہ تمہارے دو لڑکے پیدا ہونگے اب تم میرا کہا مانو۔ اور شادی کرلو۔ اسی سبب سے مینے شادی کی اللہ تعالیٰ کی عنایت اور والد کی برکت سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ بڑے کا نام والد نے امیر عالم رکھا اور لقب بہاء الدین مقرر کیا۔ اور چھوٹے کا نام امیر عادل کہا اور مظفر الدین لقب مقرر کیا برسون تک وہ گلدستے حضرت کے گھر کا خاتون کے پاس رہے۔ ایک ایک پتہ صادق خاتونون کو وہ بطور تبرک دیا کرتی تھین۔ اور اونکے رنگ روپ مین مطلق فرق نہین آیا۔ اور خوشبو سے دماغ معطر ہوتا تھا۔

حکایت اکابر اصحاب مولانا تاج الدین ابن نقیب سہرا تابکیہ۔ شیخ مجد الدین اقسرائی شیخ الشیوخ مصر۔ اور مولانا بہاء الدین شکر منجم وغیرہ سے روایت ہے کہ قازان خان نیا نیا بادشاہ ہوا تھا اوس زمانہ مین چلپی امیر عارف کو ممالک عراق عجم کی سیاحت کا شوق ہوا۔ چنانچہ آپ سفر کو

روانہ ہوے۔ ارزن الروم کی راہ مین ایک صحرا مین مقیم ہوے۔ اتفاقًا بازدارونکی ایک فوج روم سے آتی تہی وہ بہی ہماری برابر مقیم ہوئی۔ اوس فوج کا سردار ایک جوان شخص نہایت معتمد۔ صادق۔ عارف۔ اور سلطان روم کے امیرزادون مین سے تہا جسکو طوقان بک ولد قلاوز کہتے تہے۔ یہہ شخص خان کے شکاریون کا سردار تہا۔ اور کل شاہی شکاری اوسکے زیر دست تہے۔ شکاری پرندونکو وہ خوب سکہاتا تہا۔ وہ اپنی ہاتہہ پر باز بٹہائے ہوئے چلپی امیر عارف کی خدمت مین آیا۔ اور قدم چومے۔

اس شخص سے پہلا تعارف نہ تہا۔ کہانا کہانے کے بعد چلپی امیر عارف نے اوسکے ہاتہہ سے باز لیکر اوسکی ٹوپی اُتاری اور اُڑا دیا وہ جانور تہوڑی دیر مین نظرون سے غائب ہوگیا سب حاضرین کو حیرت تہی۔ ولد قلاوز رونے لگا۔ اور اپنی کپڑے پہاڑ ڈالے۔ اور کہتا تہا مین خان کو کیا جواب دونگا کہ ایسا قیمتی پرند ضائع ہوگیا مینے اس پرند کی منگانے مین بہت کچہہ خرچ بہی کیا اور وقت بہی اوٹہائی۔ ولایت سلخات سے دریائی بندر کی ذریعہ سے مینے منگایا۔ پہلی سے ایلچی بہیجکر خان کو اطلاع بہی کردی ہی کہ ایک نادر شکاری پرند حاضر خدمت کرتا ہون۔ مجہے بہت بڑی امید تہی کہ اس جانور کی ذریعہ سے خان میری عزت کریگا اور خلعت و انعام دیگا حضرت چلپی امیر عارف نے فرمایا کیا تیری یہ آرزو ہی کہ وہ پہر آجائی اوس نے کہا واللہ مین بہی چاہتا ہون اور اسکے صلہ مین جو کچہہ مجہے عالم غیب سے عطا ہوگا سب آپکی خدام پر نثار کر دونگا چلپی امیر عارف اوٹہے۔ اپنے سر سے ٹوپی اُتار کر تین بار آواز دی کہ بحرمت مولانا روم صاحب پلٹ آ۔ ہم سب خدام اور اوسکی ملازم دیکہتے ہی تہے کہ وہ جانور آسمان پر نظر آیا۔ اور آہستہ آہستہ اُتر کر چلپی امیر عارف کے ہاتہہ پر بیٹہہ گیا۔ آپ نے ولد قلاوز کو دیدیا۔ اور اوسیوقت بیخود ہو کر قدمبوس ہو کر مرید ہوگیا۔ تین خچر اور دو ہزار دینار نذر کئے اور پہر اوسے حضرت چلپی امیر عارف کی ایکدم کی مفارقت گوارا نہ تہی۔ ہمیشہ اس غزل کا ورد کرتا تہا۔

میر شکار من کہ مرا کردہ شکار | بی تو نہ جنبش دارم و نی خواب و نے قرار

جبکہ بخیر و عافیت حضرت چلپی امیر عارف تبریز مین پہنچے ولد قلاوز نے اجازت لیکر خان کی

خدمت مین جانور پیش کیا۔ اوسی دن خان نے اوسکو بیس گھوڑے اور ساٹھہ ہزار درم عطا کئے اور اپنا الش اوسکو دیا۔ ولد قلاوزنے بڑی تعظیم سے وہ پیا۔ اونکے یہان یہ بات بہت اعزاز کا ذریعہ سمجھی جاتی ہے۔ مقربان درگاہ مین اوسکو داخل کیا۔ ولایت دانشمندیہ مین اوسکو کئی گانون ملے۔ مگر اوس نے یہہ سب عطیات حضرت چلپی امیر عارف پر نثار کر دئے۔ اور آخر عمر تک سال بسال نذرانہ بہیجتا تہا۔ اور خدمت کرتا تہا۔

روایت ہے کہ چند روز کے بعد طوقان بک ولد قلاوزنے حضرت امیر عارف چلپی کی کرامت کا حال خان سے بیان کیا۔ خان کو زیارت کا شوق ہوا۔ طوقان بک سے کہا ہم بہی ملنا چاہتے ہین۔ اوسنے حضرت امیر عارف چلپی سے عرض کیا مگر وہ کسی طرح ملاقات پر رضامند نہین ہوے۔ اوسنے بہت عرض کیا تو فرمایا مصلحت یہی ہے کہ مین اوس سے نہ ملون مین تو دور سے بہی سلطان عادل کے لئے دعا کرتا ہون۔ دعا غیب کی بہت مقبول ہے اور اپنی درویشی مین مشغول رہنا میرے لئے اچہا ہے۔ طوقان بک نے یہہ سب تقریر خان کے سامنے ادا کی۔ اوسکا اشتیاق اور بہی زیادہ ہوگیا۔ وزیروں نے کہا ملاقات کی کوئی تدبیر نکالو۔ ملکہ زمان ایلتمس خاتون نے خان سے کہا مین اپنے یہان سماع کا جلسہ کر کے اونہین بلاتی ہون۔ آپ کو بہی زیارت ہو جائیگی۔ ملکہ نے شیخ الاسلام کے بیٹے کو حضرت امیر عارف کی خدمت مین بہیجکر مدعو کیا۔ آپ اپنے ہمراہیون کے ساتہہ ملکہ کے خیمہ مین تشریف لائے۔ قرآن مجید کی قرات کے بعد غزلیں پڑہی گئین اور پہر سماع شروع ہوا۔ آپکو اوس روز بہت جوش تہا۔ سماع مین یہہ رباعی بہی پڑہی۔

با لایم اگرچہ مینمایم پستی	ہشیار در آن دمم کہ آمد مستی
در ما بہ ازین نظر کن ای شاہ جہان	مارا نتوان دید چنین سر و ستی

خان دور سے حضرت امیر عارف کو دیکہتا تہا۔ ملکہ ایلتمس خاتون نے بہت سے تحفے نذر کئے اور مرید ہوئی۔ شیخ الاسلام کے بیٹے بہی مرید ہو گئے۔ اور یہہ خواہش کی کہ اپنی بیٹی کا

حضرت امیر عارف سے نکاح کر دیا جائے۔ مگر وہ رضامند نہوے۔ خان کو مولانا کے خاندانسے اسقدر الفت ہوگئی کہ وہ بار بار مولانا قطب الدین شیرازی۔ ہمام الدین تبریزی۔ خواجہ رشید الدین۔ شیخ براق رحمہم اللہ اور دیگر مشائخ سے مولانا روم کے حالات دریافت کرتا تھا مولانا مجد الدین اتابک مولوی خان کی خدمت مین آئے تو انہون نے مفصل حالات مکاشفہ اور کمالات کے بیان کئے۔ ان حالات کو سنکر وہ اور بہی شیفتہ ہوگیا۔ اور اونہون نے مولانا کی یہ غزل بہی سنائی۔

چو بکے ساغر مردی زخم یار برآرم دو جہان سا بہ نہانی ہمہ از کار برارم
توز تا تار ہراسی کہ خدا را نشناسی کہ دو صد رایت ایمان سوی تاتار برارم

خان نے وزیر سے کہا اوسکے لئے ایک قبا (لباچہ) تیار کی جائے اور اوسپر زردوزی کے کام مین مولانا کی یہ پوری غزل لکھی جائے۔ جب وہ تخت پر بیٹھتا تھا تو اس قبا کو پہنتا تھا اور فخر یہ کہا کرتا تھا کہ یہ غزل مولانا نے میرے لئے کہی ہے۔ اسلئے کہ مغول مین اسلام مینے ہی پہلایا ہے۔

مولانا مجد الدین اتابک مولوی نے سلطنت روم کی حکومت سلطان علاء الدین کے لئے خان سے حاصل کی اور خود اوسکا اتابک (نگران) بنے۔ روم کے کل ملک مسخر کرکے دار الملک قونیہ مین اوسی تخت پر بٹھایا۔ اور اس کے شکرانہ مین ہمیشہ حضرت امیر عارف چلپی کی خدمت کرتے رہے۔

روایت۔ منقول ہے کہ دوسری بار کے سفر مین چلپی امیر عارف جب مریدین پہنچے ایک باغچہ مین مقیم ہوے۔ آپ کے ہمراہ بہت سے خادم۔ علما۔ اور امرا تھے۔ منجملہ اونکے ایک امیر محمد شکورچی اور دوسرے پولاد بک ولد ضحاک تہے۔ امیر محمد شکورچی حضرت سلطان ولد کے مرید اور کیغاتون خان کے مقرب تہے۔ اور پولاد بک قازان خان کے امرا مین سے تہے۔ قیام کے بعد لوگ کہانا پکانے لگے۔ امیر عارف سیر کرتے ہوے باغچہ کے ایک کونہ کی طرف نکل گئے۔ وہان ایک

ٹوٹی سی عمارت دیکھکر دریافت کیا یہہ کسکا مکان ہے۔ کسی نے کہا یہ شیخ جمال الدین اسحاق مریدی کا زادیہ ہی۔ یہ شخص صاحب حال۔ اہل ریاضت۔ اور عابد تہا۔ مرید کی اکثر لوگ اوسکی معتقد تہی۔ خود شعر بہی کہتا تہا۔ اور مولانا کی بعض غزلون مین نہایت رکیک تاویلین کرتا تہا۔ اوسکو دعوی تہا کہ مین مولانا روم کا مظہر ہون۔ حضرت امیر عارف اوسکی ملنی کو واسطے چند خادمون کی ساتہہ گئے۔ آپ اوسکی خلوت مین جا کر بیٹھہ گئی۔ خادم دروازہ پر کہڑے رہے شیخ اسحاق نی کہا۔ ای جوان تو کون ہی۔ تو نی کیون زمین بوسی نہین کیا اور قدم نہین چومی۔ آپ سنی جواب دیا مین ملک روم سی آیا ہون۔ شیخ اسحاق نے کہا بہت اچہا تمکو واضح ہو کہ مین مولانا روم کا اسرار ہون۔ امیر عارف نی غصہ سے کہا۔ ای ناخلف کہان تو اور کہان یہ جہوٹا دعوی۔ اور یہ شعر پڑہے۔

سغز خر خوردی مگر بار از عما | پشہ را خوانی تو از خری ہما
آن خری کین از خرے باور کند | خویش با تو ہمسرو ہم سر کند

شیخ اسحاق کہڑا ہو گیا۔ امیر عارف نی خوب زور سے پکڑ لیا اور اوٹہا کر زمین پر دے مارا۔ اور چند طمانچی بہی ماری۔ آپ اوسکو اور بہی مارنا چاہتی تہے کہ شہریون نے نرغہ کیا۔ خادمون نے محمد شکورچی اور پولاد بک کو خبر کی وہ اپنی غلامونکی ساتہہ شمشیرین لئی ہوی اہل شہر پر حملہ آور ہوی اور امیر عارف کو وہانسی لیکر چلی آے۔ شیخ اسحاق نعری مارتا تہا اور شور کرتا تہا کہ اوس جوان کو مینی ایسا مارا ہی کہ تین دن سے زیادہ زندہ نہین رہ سکتا۔ خادمون نی کہا نا کہا کر وہانسی تبریز کی طرف کوچ کیا۔ شیخ اسحاق پر تین دن کے بعد ایک حالت طاری ہوی اپنی زاویہ کی چہت پر چڑہگیا۔ وجد کرتا تہا اور ناچتا تہا۔ ناگاہ چہت سے نیچے گر کر مر گیا۔ اہل شہر مین بہت چرچا ہوا کہ غالبًا وہ جوان رومی چہپا ولی تہا کہ ہماری شیخ نے جو کچہہ اوسکی حق مین کہا تہا وہ اوسی پر پلٹ پڑا۔ امیر عارف پلٹ کر آئے تو مرید مین تشریف لائی اہل شہر نے آپ کا استقبال کیا اور اکثر مرید ہوے۔

حکایت مولانا صلاح الدین ادیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ ایک دفعہ مین ہمراہ حضرت امیر عارف ولایت ... [۱] کو مسعود بیک کے پاس گئے۔ یہہ شخص مولانا کے خاندان کے محبوں مین سے تہا اوس نے ایک دن شب کو سماع کا جلسہ کیا۔ اوس ولایت کے علما اور مشائخ سب جمع ہوئے امیر عارف بہی مدعو تہے اوس جگہہ ایک ترک شیخ تہا۔ مگر روشندل اور سادہ اوقات تہا جو کچہہ وہ کہتا تہا وہی ہوتا تہا۔ ترکون کو اوس پر بہت اعتقاد تہا۔ وہ بہی بلایا گیا۔ جسوقت وہ مجلس مین بغیر اسکے کہ امیر عارف سے سلام علیک کرے یا متوجہہ ہو سیدہا جاکر صدر مین اطمینان سے بیٹہہ گیا اور کوئی چیز منہ مین لئے ہوئے چوس رہا تہا۔ امیر عارف نے سماع شروع کیا حالت سماع مین اوس ترک شیخ کا گریبان پکڑ کر یہہ رباعی پڑہی۔

عشاق قدم چو در رہ نیست نہند ۔۔۔ از ہستیٔ غیر دوست کلی برہند
زین زندگی ۔۔۔ فانی کردند و عاشقانہ بجہند

پہر اوسکو چہوڑا تو وہ فوراً گر پڑا۔ منہ سے کف جاری ہوگئے۔ اور دو روز کے بعد مر گیا۔ امرامین اوسکا بڑا غلغلہ ہوا مسعود بیک بہت ڈرا۔ اوس ولایت کی مخلوق کثرت سے مرید ہوئی صبح کو مسعود بیک عاجزی کے ساتہہ امیر عارف کی خدمت مین آیا بہت سا عذر کیا۔ پانچ غلام اور چہوکریان۔ دو گہوڑے دُنل چیتے۔ اور بیس صوف نذر کئے۔ زر نقد بہی بہیجا اور مرید ہوگیا۔ اور اپنے بیٹے شجاع الدین اور جان کو بہی مرید کرایا۔

حکایت مشہور نقل ہے کہ ایک مرتبہ امیر عارف چلپی سیواس مین کسی بزرگ کے سماع سے واپس تشریف لاتے تہے۔ خادم ہمرکاب تہے۔ راہ مین ایک جگہہ مجمع مین دیکہا کہ ایک شخص سر جہکائے ہوئے پتہروں سے کہیل رہا ہے۔ اور کچہہ مہملات بکتا ہے۔ اور وہ لوگ اسکو سجدہ کرتے ہین اوس کے چارون طرف۔ کہانے۔ حلوے۔ اور میوے رکہے ہین۔ اوس مین سے کہاتا ہے اور لوگون کی طرف پہینکتا ہے چہرہ بالکل پریشان اور بالکل سیاہ تہا۔ اور آنکہین نیلی تہین۔

[۱] یہہ نام مطلق نہین پڑہا گیا ۱۲

امیر عارف نے دریافت کیا یہ کون شخص ہے۔ اوسکے معتقدون مین سے کسی نے کہا یہ قطب عالم خوخ رومی ہے۔ کہتے ہین اوسکے حالات عجیب تھے۔ سفلی طریق سے غیب کی باتین کہتا تھا اور وہ اکثر صحیح ہوتی تہین۔ شیطان کے ذریعہ سے اوسکو خبرین ملتی تہین۔ قرآن شریف مین وارد ہے کہ شیطان اپنے دوستون کو خبرین دیتا ہے۔ فرشتون کی وحی انبیا عظام کا حصہ ہے۔ اور وحی قلب و الہام اولیا کے ساتھہ مخصوص ہے۔ لیکن عام لوگون کو اس قدر تمیز نہین ہوتی کہ حق اور باطل۔ سچ اور جہوٹ مین فرق نکال سکین۔

صبح کاذب صبح صادق ہر دو یک ۔ پیش حالے بین کہ در ظلمست و شک
صبح کاذب صد ہزاران کاروان ۔ داد بر باد ہلاکت اے جوان
نیست نقدے کش غلط انداز نیست ۔ واے آن جان کش محک کار نیست

اصل یہ ہے کہ ولی کو ولی جانتا ہے۔ قطب کو قطب پہچانتا ہے۔ عالم کو عالم ہی سمجھہ سکتا ہے اور عارف کی عارف ہی کو تمیز ہو سکتی ہے۔ لا یعرف اہل الفضل الا اولو الفضل

ہر کرا او خواست با بہرہ کند ۔ ہر ولی را او ولی شہرہ کند

باقی عام حشرات الارض جانورون مین داخل ہین۔ وہ ہر حال مین۔ انبیا اور اولیاء کے مقلد ہین۔ باطنی نظر اور قلب مین روشنی تو اونکے ہوتی نہین ہے اسلئے حق کی امید مین ہر ایک باطل کے معتقد ہو جاتے ہین اور ظاہری کرامتون کے گرویدہ ہوتے ہین۔ اونکو کیا خبر کہ ایسے لوگونکا تعلق شیاطین سے ہوتا ہے۔ عالم ارواح سے وہ بیخبر ہوتے ہین۔ اولیاء کرام کا ظہور ارواح انبیا کے واسطے ہے۔ ولا یحیطون بشئی من علمہ الا بما شاء

تا توانی اے حکیم ہندسہ ۔ وحی را یکسان مدان با وسوسہ
صاحب وحی است در خود صد جہان ۔ وان دگر

امیر عارف نے جب یہ سنا کہ اوسکو قطب عالم کہتے ہین تو غیرت ولایت جوش مین آئی گھوڑے سے اوتر کر مجمع مین آئے اور اوس شخص کی گردن پر تین مکے ایسے مارے کہ اوسکا سر زمین پر لگ گیا۔ اور غصہ سے فرمایا

کہ یہ اپنی دکان اوٹھا بیٹھے ہیں کے عوام ہر طرف سے امیر عارف پر دوڑ پڑے۔ تلواریں اور چھریاں لیکر امیر عارف کو گھیر لیا۔ ادہرسے قونیہ اور قیصریہ کے لوگ اور عرب گھوڑوں پر سوار ہوکر اہل شہر کے قتل کے درپے ہوئے۔ اوس زمانہ مین ولد سمعار نوئین سیواسی امیر عارف کے مرید اور اخی محمد دیوانہ سیواس مین زندہ تھے۔ شہر کے بزرگون کو لیکر وہ آئے اور باہم تصفیہ کرا دیا اور اہل شہر سے کہا کہ امیر عارف سلطان اور سلطان زادے ہین۔ بقول تمہارے قطب عالم ابدالون مین سے ہے۔ از روے غیرت کے امیر عارف نے اوس پر دست درازی کی اور فرمایا اپنی دکان اوٹھا۔ اب ہمین چاہئے کہ اس کا تماشا دور سے دیکھین۔ کہ نتیجہ اس ارشاد کا کیا ہوتا ہے۔ امیر عارف تو اُسی وقت توقات کی طرف تشریف لیگئے۔ مگر ساتوین روز قطب عالم رومی کا سیواس مین انتقال ہوا۔ توقات سے واپسی مین امیر عارف پھر سیواس مین تشریف لائے۔ اسوقت سیواس کے کل باشندے رند۔ آزاد۔ بزرگ زادہ۔ حفاظ۔ سید۔ اور محتسب سب ہی مرید ہوے۔ اخی محمد نے ایک جلسہ کیا اور از سر نو مرید ہوے۔ اور امیر عارف سے کہتے تھے کہ فرمائے آپ نے اوس مبہوت و مفلوک کو کس ہاتھ سے مارا تھا کہ مین اوسکو چوموں اور آنکھوں سے لگاؤن۔ جب آپ قونیہ مین تشریف لائے اور حضرت سلطان ولد کی خدمت مین حاضر ہوے اور اُنہون نے یہہ قصہ سنا تو فرمایا کہ اگر میرے عارف کی کوئی اور کرامت و منزلت عالم مین نہو تو بھی یہی ایک کرامت کافی ہے کہ ایسے شخص کو مار کر اوسکے فساد سے عالم کو بچایا۔ اور گمراہ خلق کو راہ راست پر لایا۔

کشتہ شد ظالم جہانی زندہ شد ہر یکے از تو خدا را بندہ شد

حکایت اصحاب کرام سے روایت ہے کہ کسی بزرگ کے ہان بڑا جلسہ تھا۔ اکابر قونیہ علما۔ مشائخ اور امرا حاضر تھے۔ حضرت سلطان ولد نے وہان بہت کچھ معانی اور معارف بیان کئے۔ حضرت امیر عارف کو حالت پیدا ہوئی۔ بہت جوش و خروش تھا اور یہہ رباعی پڑھی۔

شاہا کمر و تاج و نگین مے بخشی   دل را بنظر نور یقین مے بخشی
سرمایۂ عارفان عالم ہمہ را   ہر لحظہ بہ بندۂ کمین مے بخشی

اور دستار و عبا گویون کو دیدی حضرت سلطان ولدؒ محبت سے اونہین گلے لگایا۔ اور اونہین عمدہ کپڑے بھیجے۔ اور ہمیشہ فرماتے تھے میرا عارف دریائے ولایت ہے اور والد ماجد کا نور ہے مالامال ہے

حکایت اصحاب عظام کا بیان ہے کہ ایک دن امیر عارف چلپی مولانا روم صاحب کے مزار پر سماع مین تھے۔ اوس روز آپ نے بہت ہی نعرے مارے۔ دستار مبارک کو اولٹا لپیٹا۔ پوستین کو بھی اولٹا پہنا سماع کرتے ہوے برابر مصلائے مردگان تک آئے۔ کسی جگہہ نہین ٹہرے سب لوگ مع گویون کے اونکے پیچھے پیچھے تھے۔ وہان آکر پوستین اتار کر فرمایا کہ غائب جنازہ کی نماز پڑہو۔ نماز کے بعد پھر مولانا کے مزار پر چلے آئے۔ استغراق کی کیفیت دور ہوئی تو اونکی والدہ حضرت کرا کانے نماز کی کیفیت دریافت کی تو آپنے فرمایا بادشاہ وقت غازان خان رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا۔ یہ واقعہ ۷۰۳ھ کا ہے ایک ہفتے کے بعد تاجر قونیہ مین آئے تو اونسے اسکی وفات کی تصدیق ہوئی اور جو وقت۔ دن اور تاریخ آپ نے انتقال کی فرمائی تھی وہی صحیح نکلی۔

حکایت مولف کتاب ہذا بندۂ خاکی احمد روایت کرتا ہے کہ ایکبار حضرت امیر عارف اپنے اصحاب کرام کے ساتھ سلطانیہ کی جانب تشریف لیگئے تاکہ سلطان وقت الجایتو خان کو نصیحت کرین اور اوسکو مذہب شیعہ اور رفض سے منع فرمائین۔ مگر روانگی سے پہلے آپ نے مولانا روم صاحب کے مزار پر ایک دفعہ فرمایا تھا کہ مین خود اوسکے پاس جاتا ہون۔ مگر اوس سے ملاقات نہوگی۔ اور اس سے قبل حضرت سلطان ولد کو کسی نے یہ خبر دی تھی کہ سلطان خربندہ کو اہل شیعہ نے اسطرح اغوا کیا ہے کہ وہ رافضی ہوگیا۔ اور صحابہ کرام کو برا کہتا ہے اور کچھہ لوگ اوس نے مدینہ منورہ کو اسلئے بھیجے ہین کہ موقع پاکر مزار مقدس مین نقب لگائین اور حضرت صدیق اکبر کو وہانسے نکال لین حضرت سلطان ولد کے مزاج مین غیرت باطنی کے جوش سے تغیر عظیم واقع ہوا۔ اوس روز آپ بہت روئے اور آپکے خادم بھی روئے شہر والون مین بھی اوسکا اثر رہتا۔

آپ نے امیر عارف کو بلایا۔ اور فرمایا چند خادم ساتھ لیکر خان کے لشکر میں جاؤ۔ اور اوس فرزند مسکین سے مل کر اوسکو آتش دوزخ سے بچاؤ۔ اور فوراً روانہ ہو۔

توانائی نما چون مینوا سنے　　　　تو آنی کہ تو این بے توانی

حضرت امیر عارف نے سامان سفر درست کیا ہی تھا کہ حضرت سلطان ولد کا انتقال ہوگیا۔ آخر وقت میں بھی یہی ارشاد ہوا کہ عارف خربندہ خان راسہل نہ پکڑنا۔ غرضکہ امیر عارف ۷۱۵ھ کو بحکم خداوند ایم سلطانیہ کو روانہ ہوئے۔ شہر بایبرت میں چند روز قدوۃ الخلفا امیر احمد بایبرتی کے پاس ٹھیرے اور رمضان وہین ختم کیا۔ اتفاق سے خواجہ یاقوت کہ حاکم ولایت شہر ارزروم اور اوسکے توابعات کا تھا آگیا۔ آپ سے ملا اور اپنے گانون مین آپکو مدعو کیا۔ سب اصحاب ساتھ تھے ایک عالیشان مکان مین ٹھیرایا۔ شب کو خوب سماع کا جلسہ ہوا۔ دوسری شب مین امیر عارف نے خواجہ یاقوت سے فرمایا تمہارا بادشاہ الجائتو خان مرگیا۔ لیکن ہمارا بادشاہ زندہ اور قایم ہے۔ اوسکی سلطنت بے زوال ہے۔ اب یہہ موقع ہے کہ اللہ تعالی کی درگاہ کی طرف آؤ مخلوق کی خدمت چھوڑ کر خالق کی خدمت کرو اور بقا کو طلب کرو۔ پھر یہ رباعی پڑھی۔

در عالم اگر بادشہ دگر میرند　　　　پابستۂ امر وسجدہ و لقدیر ند
زنہار تو عاشق شو　　　　کایشان میرند عاشقان کی میرند

خواجہ یاقوت نے گھبرا کر آپ سے واقعی کیفیت دریافت کی۔ فرمایا عالم غیب مین مجھے یون ہی دکھایا گیا ہے۔ اوس نے اسقدر خدمت کی کہ بیان نہین ہوسکتا۔ اوسیوقت تاریخ اور وقت لکھہ لیا۔ جب آپ پہلی ذیقعدہ کو شہر خلاط مین تشریف لائے شب کو خبر پہنچی کہ سلطان خربندہ مرگیا۔ تمام شہر ماتم مین مصروف ہوگیا۔ جب اللہ تعالی کے فضل سے آپ سلطانیہ مین پہنچے امیر حسن خلیفہ شیخ براق سقاطی نے اوسے شہر ستوب کا نہ نے۔ وزرا۔ اکابر۔ علما اور وہان کے شیوخ کو آپکی تشریف آوری کی اطلاع کی۔ بالجملہ شہر کے پاس سے استقبال کو گئے۔ اور بڑے اعزاز کے ساتھ آپ ٹھیرائے گئے۔ آپ نے مقیم ہوتے ہی سماع شروع کردیا۔

سلہ اصل نسخہ مین یون ہی لکھا ہے ۱۲

نقاری بجی۔ اور گویون نے گایا۔ سلطانیہ کے اکابر ہنوز لباس ماتمی مین تھے۔ اوسوقت تک سماع ہوا تھا اور نہ نقارا بجا تھا۔ جب نقاری اور سماع کی آواز وزرا نے سنی۔ خواجہ رشید الدین خواجہ علی شاہ۔ اور خواجہ سعید جامہ دار بادشاہ وغیرہ کو آپکی خدمت مین بھیجا تاکہ دریافت حال کرین کہ یہہ بیوقت کی دلیری اکابر شہر کی بے اجازت کیونکر کی گئی جب تک ابو سعید خان اور چوپان یہان نہ آئین کوئی شخص عین تعزیت مین خوشی کا جلسہ نہین کرسکتا۔ خواجہ سعید او نمین پہنچے تو امیر عارف کو نہایت جوش مین دیکھا۔ انکے آنسو بھی جاری ہوے اور آپکے قدمونپر گرکر بیخود ہوگئے۔ پھر امیر عارف نے خواجہ سعید کو سینہ سے لگاکر فرمایا۔ شہر کے حکام سے کہنا کہ گو تمہارا بادشاہ مرگیا ہے۔ اگر تمہارے لئے تعزیت کا موقع ہے تو ہمارے تہنیت کا سامان ہے اور یہہ رباعی پڑہی

عشقے دارم پاکتر از آب حلال — این باختن عشق مراہست حلال
عشق دگران بگردد از حال بحال — عشق من و معشوق مرانیست زوال

خواجہ سعید کی عاقبت محمود ہوگئی۔ مستانہ وار وہان سے باہر آئے۔ اور اسقدر خدمت کی کہ بیان سے باہر ہے۔ یہہ قصہ ۸۔ ذی الحجہ کا ہے اور اوسوقت تک سلطان کے انتقال کو اڑتالیس روز ہوئے تھے۔

منقول ہے کہ امیر حاجی قونیہ مین آئے آپ اونکے ساتھہ مولانا روم صاحب کے مزار پر گئے اور وہان حالت سماع مین اونہین سینہ سے لگاکر فرمایا کہ آیندہ چھوٹی عید کو امید ہے کہ ہم تم پھر سماع مین شریک ہونگے اور اپنی کلاہ سفید اُتار کر اونکے سر پر رکھدی۔ امیر حاجی کو اور بھی زیادہ حیرت ہوئی اسلئے کہ جسوقت سے اونہون نے آپکے سر پر سفید کلاہ دیکھی تھی یہہ چاہتے تھے کہ درخواست کرین۔ آپ نے بغیر درخواست کے دیدی۔ چنانچہ آیندہ سال مین جس مہینے کی نسبت آپ نے فرمایا تھا اوس مہینے مین سلطانیہ مین آپ امیر حاجی کے ساتھہ سماع مین شریک ہوے۔ اگر اونکی بزرگیون اور کرامتون کی شرح کرون تو بہت سی جلدون مین بھی نہ سماسکین۔

گر سر ہر موئے من یابد زبان — شرح عشق او نیاید در بیان

گرہیہ مختصر حالات طالبان عشق کے لئے لکھے ہین تاکہ محبت مردان خدا کے سلوک کی انہین قوت پیدا ہو اور ان کے اعتقاد مین زینت اور کمال پیدا ہو۔ اور مولف کتاب کو بھی دعا سے فراموش نکرین

گر شما اخوان صدق و با در ید   از کرو
یاد کن یاران خود را در دعا   لیس للانسان الا ما سعی

حکایت اصحاب کبار سے روایت ہے کہ اخی محمد دیوانہ رحمۃ اللہ علیہ سیواس مین امیر عارف کے مجبون مین سے تھے۔ اون پر آپکی بہت عنایت تہی۔ جب آپ سیواس کو جاتے تو وہ سماع کے جلسے کرتے اور بعد خدا اتنگذاری مین مصروف رہتے تھے تیسری دفعہ سیواس کو تشریف لیگئے۔ تو اخی محمد سلسل البول کے عارضہ مین مبتلا تھے شب کو اونہون نے جلسہ کیا شہر کے سب بزرگ جمع ہوئے اور اخی محمد ایک طرف پڑے ہوئے جلسہ کا انتظام دیکھ رہے تھے۔ امیر عارف کو سماع مین شدت سے حال آیا اور اخی محمد کو پکڑکر سماع مین گھسیٹ لائے۔ اور چرخ لگانے لگے۔ اخی محمد کو خوف ہوا کہ فرش خراب نہو جائے آپ نے فرمایا آج سے تم مطمئن رہو اب یہ مرض ہرگز نہوگا۔ چنانچہ پھر کبھی انہیں یہ مرض نہین ہوا۔ وہ فخر سے مشائخ سے کہا کرتے تھے کہ میرے شیخ جلال الدین امیر عارف نے ایسی حکمت کا اظہار کیا ہے کہ تمام حکما اوس مین قاصر تھے ہزار آفرین ایسی باپ پر جنسے ایسا کامل بیٹا پیدا ہوا۔

من غلام موج آن دریائے نور   کہ بیارد چون تو گوہر در ظہور

حکایت ملک الامرا اولاکا برشجاع الدین الیاس بیک لاذیق کے میرشہر تھے اور امیر عارف کے مرید وہ کہتے ہین ایک دن جلی ملا الیاس سنے بیان کیا کہ مینے اور میرے بھائی طوقان بادشاہ نے امیر عارف کی دعوت کی شہر کے سب بزرگ بھی موجود تھے۔ اوس روز آپ کلاہ سفید مولوی پہنے تھے مجھے یہ خیال ہوا کہ اگر آپ یہ ٹوپی عنایت کردین تو زرہ کے نیچے پہنا کرونگا۔ اور آپکی یادگار کے طور پر رکھونگا۔ مین اسی خیال مین تھا کہ آپ اوٹھکر میرے پاس آ بیٹھے۔ سرمبارک سے ٹوپی اتار کر میرے سر پر رکھدی۔ اور فرمایا اسے اچھی طرح رکھو اور لڑائی مین زرہ کے نیچے پہنا کرو مین قدمبوس ہوا اور آپکی اس کمال کو دیکھکر حیران رہگیا پھر فرمایا اللہ تعالی کی راہ مین قبا اور کلاہ کیا چیز ہے۔

مردان خدا سے علم باطن طلب کرنا کہ اوس سرباطنی کی بدولت سر قایم رہے اور اسکو آسیائے چرخ گردان بہی سراسیمہ نہین کر سکتی
سیری قوم کے مرد اور سیرا کل خاندان حضرت امیر عارف کا مرید ہوا۔ اسیطرح بار ہا لاکہون کرامتین سفر اور حضر مین دیکہنے مین آئین۔ یہ کرامتین محض مخلوق کی ہدایت کے واسطے ہین۔

تا ز جود اولیا یابے وجود　　　صد ہزاران رحمت واکرام وجود
زان بیاوردا اولیا را بر زمین　　　تا کند شان رحمۃ للعالمین

حکایت منقول ہے کہ قاضی نجم الدین لاذیقی رحمۃ اللہ علیہ مولانا کے خاندان کے بڑے خلفا مین سے تہے۔ اور تکمیل ولایت مین بہت کوشش کرتے تہے۔ مگر بمقتضای المخلصون علی خطر عظیم (دوستون کے لئے بہت خطرہ ہے) عجب اور خود بینی سے حضرت امیر عارف سے گریز کی۔

زین منی چون نفس زائیدن گرفت　　　صد ہزاران ژاژ خائیدن گرفت
صد بیابان راسوی حرص وحسد　　　داند آنجا چشم بد ہم میرسد

اونکے مریدون نے بہہ شیطنت کی زاویہ کے پاس جمع ہوے۔ اور دور سے آپکی اور آپکے مریدون کی حالت کے نگران رہے۔ اتفاق سے حضرت امیر عارف نے سماع شروع کیا۔ آپکو بہی سماع مین جوش زیادہ تہا اور مرید بہی حالت دیوانگی مین تہے۔ وہ لوگ سماع پر ہنستے تہے۔ اون مین ایک متمول شخص بہی تہا۔ وہ امیر عارف کا بالکل منکر تہا۔ اور برا کہا کرتا تہا۔ اور مریدونسے معارضہ بہی کرتا تہا۔ اوسوقت وہ بہت ہنسا۔ امیر عارف تو سماع مین بالکل مست تہے۔ مگر مولانا تاج الدین مدرس معروف بہ ابن نقیب آپکے پیچہے پیچہے دوڑتے تہے۔ اوس شخص کی حرکات دیکہکر اونہون نے حضرت امیر عارف کو بہی اوسکی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے اوسکو غصہ سے دیکہا۔ وہ آہ کرکے فوراً زمین پر گرا اور خرخر کرنے لگا اوسکے غلام دوڑ پڑے۔ لوگون نے قاضی نجم الدین سے واقعہ بیان کیا۔ اونہون نے کہا یہ محض خون کی زیادتی سے ہے فصاد بلایا۔ مگر فصد سے کچہہ نہوا۔ وہانسے اوٹہا کر اوسکے مکان کو لیگئے۔ چند بار استفراغ بہی کرایا مگر کچہہ فائدہ نہین ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کے وقت مین بہی ایک بے خبر آپ کی نصیحت نہین

مانتا تھا۔ اور گستاخی کرتا تھا۔ فرماتے ہین

ہم درآمدم حال بر خواجہ بگشت | تا دلش شوریدہ آورد ندطشت
شورش مرگ است نے ہیضہ طعام | قے چہ سود ت دارد ای بدبخت طعام
ہمچو موسی لشنوی شوخی کنی | خویشتن بر تیغ پولادی زنی
شرم ناید تیغ را از جان تو | آن تست این اے برادر آن تو

غرضکہ وہ شخص اوسیوقت مرگیا۔ حضرت امیر عارف اوسوقت تک سماع مین تھے۔ لوگون نے اوسکی تجہیز وتکفین کی۔ اون مین ایک معتبر شخص شمس الدین براستا نامی بھی تھا۔

یہ شخص صادق اور روشندل تھا۔ وہ عین سماع مین فریاد کرتا ہوا آیا۔ اور امیر عارف کے قدمون پر گرکر اوس نے بیان کیا کہ جسوقت آپ نے اوس شخص پر قہر سے نظر کی مینے دیکھا باغچہ کے دروازہ سے ایک شخص سیدھی ہاتھہ مین نیزہ لئے ہوے آیا اور اوسکے نیزہ مارکر غائب ہوگیا۔ اور فوراً ہی وہ مضروب زمین پر گرا اور شور وغل ہوا۔ امیر عارف نے تبسم کرکے فرمایا۔ وہ روح مقدس میری دادا بہاء الدین ولد کی تھی۔ عالم مثال سے تجدد کیا تھا۔ اور اپنے غلامون کا کام بنا دیا۔ سماع کی مجلس سے نکل کر آپ زاویہ کو جاتے تھے۔ راہ مین جنازہ اوسکا ملا۔ جنازہ کے ہمراہی آپکے قدمون پر گرے۔ اور اس کرامت کا باہم تذکرہ کرتے تھے اور روتی تھے۔ امیر عارف نے تین بار سر ہلاکر فرمایا۔ افسوس شومی انکار اولیا نے کیسا فساد کیا۔ اسکے بعد فرمائی کہ کل انبیا علیہم السلام اور اولیا اس عالم خاک مین مخلوق کی دعوت اور رحمت کے واسطے آئے ہین۔ اسلئے نہین آئے کہ معجزے اور کرامتین ظاہر کرین۔ بلکہ وہ تو شہرت سے بہت ہی گریز کرتے ہین۔ لیکن بعض اوقات بوجہ شومی انکار اشقیا کے معجزے خرق عادات۔ اور کرامتین سرزد ہوتی ہین۔ تاکہ دوسرونکو عبرت ہو۔ اور منکر اوس بدعت سے رہائی پاکر انبیا اور اولیا کی طرف راغب ہوکر سلطان دین کی رعایا بن جائین اور اونکے سایہ رحمت مین حمایت اور رعایت کے مستحق ہون۔ اور جو لوگ منکر ہین اونکی صحبت سے پرہیز کرین۔ اور یہ اشعار پڑھے۔

معجزہ ہمچون گواہ آمد زکی | بہر صدق مدعی در بے شکی

گر نہ انکار آمدے از مرتدے　　معجزہ برہان چرا نازل شدے

در دل ہر امتے کز حق

صد دریغ و درد کس عارفے　　ہمچنان را دور کرد از امتے

حکایت انکے اصحاب سے منقول ہے کہ دوبارہ امیر عارف عظم اللہ ذکرلاذیق کو تشریف لیگئے۔ اور چند روز وہان کے پاکباز ون کے ساتھ ذوق و شوق کی مجلسین گرم کین۔ اتفاقاً قحط ہو گیا بارش بالکل نہوئی۔ درخت اور گھاس بالکل خشک ہو گئی۔ شہر کے لوگ مشورہ کر کے امیر عارف کے پاس آئے اور کہا۔ کہ آپکے اصحاب کی پرا دیونسے تمام صحرا جل گیا اور قحط ہوا۔ اللہ تعالی کی ناخوشی کے سبب سے بارش نہین ہوتی۔ آپ یہانسے چلے جائین۔ امیر عارف نے فرمایا اے بیوقوفو تمہین مجھسے یا میرے اصحاب سے کیا مطلب تمہارا مقصود بارش ہے۔ مین اللہ تعالی سے بارش کی دعا کرتا ہون۔ آپ اُسیوقت مع اصحاب و امرا کے سوار ہو کر چشمہ کے کنارے شجاع الدین الیاس بیگ امیر قلعہ طواس کے باغ مین آئے یہ شخص مریدون مین سے تھا۔ وہان مجلس عارفانہ آراستہ کی پھر یکبیک آپ اوٹھکر چشمہ کے کنارے آئے سر کھولکر سجدہ مین نہایت خضوع اور خشوع سے مناجات کی۔ تھوڑی دیر کے بعد نعرہ مارکر کہا یارب بارش کر۔ اُسیوقت آسمان پر ابر پیدا ہوا۔ بجلی کوندنے لگی۔ بادل گرجنے لگا۔ اس زور و شور سے مینہ برسا کہ باغون کی گولین بھر گئین۔ خادم یہ قوت اور قربت دیکھکر حیران تھے۔

ہرکرا در تن بود او نقش گیر

سیل و جوہا بر مراد او روند　　اختران زانسان کہ خواہند آن شوند
ہر کجا خواہند فرستند تعزیت　　ہر کجا خواہند بخشند تہنیت

شب کو وہانسے سوار ہو کر بارش مین ہی شہر کو آئے شہر کے سب زن و مرد صدق دل سے استقبال کو آئے قدم چومے توبہ کی۔ اور اپنی حرکات کا عذر کیا۔ چند کتے جنہون نے نالایقی اور منافقت جرات کی تھی۔ وہ تھوڑے ہی دنون مین ایسے خراب ہوے کہ اونکی اصل و نسل کا نام و نشان باقی نرہا۔ عاشقان الٰہی غلبہ شوق سے جوق جوق آتے تھے اور مرید ہوتے تھے۔ یہہ بات مسلمہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اپنی قدرت کاملہ کو انبیا اور اولیا کے مظاہر سے دکھلاتا ہے تاکہ اہل عالم کو معلوم ہوجاوے کہ وہی اللہ تعالیٰ کے محبوب ور معشوق ہین اور جو کچھ پیدا کیا ہے اونکے واسطے پیدا کیا ہے خلقت الاشیا لاجلك وخلقتك لاجلی۔ اور وہ جو کچھ کرتا ہے اونکے اظہار عظمت کیلئے کرتا ہے لولاك لما خلقت الافلاك اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اخرج بصفاتی الی

زانکہ دولت آفرید و دوسرا ملک دولتہا چہ کار آید ورا
نیست شہ را طمع شہر خلق ساخت این ہمہ دولت خنک آن کو بساخت
ہر شکار و ہر کراماتے کہ ہست از برائے بندگان آن شہ است

ایسے لوگون کے افعال واقوال کو اللہ تعالیٰ کے افعال واقوال سمجھنا چاہئے حقیقت مین اس گروہ کے دوست حق کے دوست اور اونکے دشمن خدا کے دشمن ہین۔ فرماتے ہین۔

حق از ان پیوست با چشم نہان
بحیب کا زار این آزار اوست آب این خم متصل با آب جوست

یہ بات زمرۂ مشائخ مین مشہور ہے کہ سلطان العارفین چلپی امیر عارف قدس سرہ اپنے زمانہ مین قطب اور ابدال وقت اور کامل زمانہ مین۔ خرق عادات کثرت سے صادر ہوتے ہین۔ اور مے نوشی و شاہد پرستی کے پردہ مین اپنے آپکو نامحرمون کی نظر سے چھپا رکھا تھا۔ فرماتے ہین

اگر در راہ تو نامحرمانند ز جام بادہ چادر می توان کرد

اونہین منظور نہ تھا کہ اپنے جمال باکمال کو نامحرمان ناقص کی نظر کا نشانہ بنائین اور یہ مقصد تھا کہ اس ذریعہ سے قبول مخلوق کی دردسری سے آزاد رہین۔ ورنہ جو محرم درگاہ ہین اونہون نے بہت کچھ کمالات دیکھے۔

غایت عزت حجاب دوست شد زان چنان غیرت سے بند ترا

منقول ہے کہ حضرت چلپی امیر عارف مع اپنے اصحاب حضرت کرا کا اور فقیرہ عابدہ توقات

کی دار العزا اماسیہ مین تشریف لیگئی۔ اوس زمانہ مین ملک الخلفا۔ مقبول الاولیا جامع فنون الفضائل مولانا علاء الدین اماسوی ولد سرم رحمتہ اللہ علیہ زندہ تہی۔ وہانکی لوگ اونکی بہت معتقد تہی بہت سی خلفا اونکی اطراف مین تعلیم دیتی تہی۔ کامل مرید۔ اور عالم وفاضل زاہد اونکی خدمت مین تہی۔ یہہ لوگ ایسی تہی کہ فرشتی بہی اونکی حالت پر رشک کرتے تہی۔ اونہون نی امیر عارف کی بہت خدمت کی۔ تغیر آب وہوا کی باعث آپ ہان بیمار ہوگئی۔ شہر کی طبیبون نی مزاج کی درستی کے لئے عادت قدیم کی موافق شراب کی استعمال کی رغبت دلائی۔ مولانا علاء الدین کی یہہ خواہش تہی کہ آپ ہمیشہ روزی رکہین اور مخلوق کو تلقین کرین۔ اس لئی اونہین اس حالت سی بہت شرمندگی ہوئی اور وہ اعتراض کرنے لگی چند اور مریدون نی بہی اونکی موافقت کی۔ مگر جن لوگونکی آنکہین نور باطنی سی روشن تہین انہون نے باطنی حالات پر خیال کیا اور ظاہری حالت پر کچہہ توجہ نہ کی۔ یہ خبر امیر عارف کو بہی پہنچی طبیعت متغیر ہوگئی اور خلوت خانہ مین آکر بیٹہہ گئے۔ پندرہ روز تک نہ کچہہ کہایا۔ اور نہ پیا حضرت کرا کا اور خدام نی بہت اصرار کیا کہ ایک لقمہ سی ہی افطار کرلیا کرین مگر آپ نی نہ مانا۔ اور فرمایا ہماری یارونکو خیال ہی کہ میری غذا محض شراب ورکباب ہی۔ اور اوسی سی زندہ ہون۔ انہین غیبی کہانی کی خبر نہین ہے۔ یہہ نہین جانتی کہ مین اور ہی شراب سی مست ہون۔ میری حالت کو اپنی کیفیت پر قیاس کرتی ہین۔ کہ اگر کاروبار نہ کرینگی تو رزق نہ ملیگا۔ اور اگر پانچ روز تک غذا نہ کہائینگی تو ہلاکت کا خوف ہے۔

سولہوین روز جمعہ تہا۔ بزرگان شہر زاویہ مین جمع تہی۔ سماع شروع ہوا۔ مولانا علاء الدین نی سماع کو خوب گرم کیا۔ یک بیک امیر عارف اپنی خلوت سی نکلی۔ ایسا نعرہ مارا کہ سب بیخود ہوگئی۔ اور شیر کیطرح نعرہ مارتے تہی۔ سماع کی کیفیت ہی بالکل اور ہوگئی۔ اور یہ رباعی پڑہی۔

آنہا کہ بر آسمان دولت ماہند ... بر تختۂ شطرنج ملامت شاہند
وانہا کہ زسر این سخن آگاہند ... گمراہ خلائق اند و برراہند

تہوڑی دیر کے بعد یہ رباعی پڑہی۔

آنانکہ درین راہ ... اندر نظر اہل صفا ابلیس اند

در سطر عاشقان اگر راست آئی
در صفحۂ تو آیت سر بنویسند

اور دریچہ سے بہری دریا مین کود پڑی۔ اون روزون دریا مین اسقدر طغیانی تہی کہ سب پن چکیان غرق ہو گئی تہین اور اون سے ایک نیزہ بلند پانی تہا۔ فوراً آپکی پیچہ مولانا عماد الدین اور شیخ حسام الدین نکی بہی پانی مین کود ی۔ اون کا بیان ہی کہ جب ہم آپکی قریب پہنچی تو دیکہا آپ پانی پر اطمینان سے پلتو تہا مارے بیٹھی ہین۔ اور غصہ ہو کر فرمایا۔ ہائین۔ عماد الدین تو کیون آیا۔ اب کیا چاہتا ہے۔ مین کوشش کرتا ہون کہ منکرون کی صحبت اور دنیا کی مجلس سے نکل جاؤن مگر یہ بات میسر نہین ہوتی۔ عماد الدین اور حسام الدین نے روکر کہا آپ کا وجود عالم کے لئے ذریعۂ رحمت ہے۔ خدا کے واسطے اور خداوندگار کے واسطے آپ پانی سے باہر نکلی اور حضرت کرا کا کو رنج سے نجات دیجیے اور یاران عاشق کو دیدار سے محروم نفرمائیے جب دریا سے باہر نکلی۔ خدام کی آنکہون سے خون کے دریا بہتی تہی۔ سب نے خیالات فاسد سے توبہ کی۔ مولانا علاء الدین نے بہت اظہار عجز کیا اور معذرت کی مگر آپ نے قبول نہ کی۔ اور ایک شکنیرہ مصری کے شربت منگایا۔ حال آنکہ ایک عرصہ سے غذا نہین ہوئی تہی اور آرام نہین کیا تہا۔ فوراً شکنیرہ کا دہانہ منہ کو لگا کر ایکہی دفعہ سب شربت پی لیا۔ اور سماع شروع کر دیا۔ اور اس غزل کو گوایا۔

بسوزانیم سودا و جنون را
در آشامیم ہر دم موج خون را
حریف دوزخ است
کہ بشگافند سقف سبز گون را
شراب صاف سلطان را بریزم
بجوا بانیم عقل ذو فنون را

بہت نعرے مار کر یہ رباعی پڑہی اور سماع ختم ہوا۔

تا جان بودم جز غم جانان نخورم
از فضل تلافم و غم آن نخورم
علم و ہنر من قدحے باشد
وان نیز بجز از کف سلطان نخورم

حکایت منقول ہے کہ اماسیہ مین امیر عارف کے قیام کے زمانہ مین محمد بیگ ولد طاہی رحمۃ اللہ علیہ نے آپکے لئے سماع کا جلسہ کیا۔ یہ شخص امیر شہر تہا۔ مولانا علاء الدین اپنے خادمون سمیت بہی حاضر ہوئے تا کہ امیر عارف خطا معاف کر دین آپکی ہیبت سے کسیکو بات کرنے کی مجال نہوئی جبکہ قرآن

خوانی مثنوی خوانی اور غزل خوانی ختم ہوئی مولانا علاءالدین نے عاجزی سے عرض کیا کہ آپ کچھ معارف بیان فرماتے تو بہتر تھا سب لوگ مستفید ہو جاتے۔ معانی اور معارف کا چشمہ آپکے ہی خاندان سے جاری ہوا ہے۔ اور حکمت الٰہی کا دریا آپ ہی ہین۔ جواب مین ارشاد ہوا کہ معانی اور معارف کیا بیان کرون۔ اپنے حالات و مقامات بیان کرون یا تمہارے مقامات کا ذکر کرون۔ اگر اپنے مقامات بیان کرتا ہون تو تم ایسے لوگون کے وہان کہان رسائی بیچارے مولا ہما کے ساتھ نہین اڑ سکتی۔ اگر تیرے حالات کی شرح کرون تو وہ اسقدر پست ہین کہ مجھے اعلیٰ سے ادنی مرتبہ مین نزول کرنا پڑیگا۔ یہ میرے لئے مناسب نہین ہے۔ میرے حالات۔ اہل وسواس کے قیاس کی مقیاس سے باہر ہین

تو قیاس از خویش میکردی ولیک	دور دور افتادہ بنگر تو بہ نیک

پھر فرمایا۔ واہ کیا آنکھ ہے کہ ہماری مثنوی کو پڑھتی ہے اور اسکے اسرار سے خبر نہین اور اُس کتاب کے مقصود سے لاعلم ہے۔ کاش تو اوس کو نہ پڑہتا تاکہ وہ کتاب خود تجہے پڑہتی۔

خویش را نادان و مجرم

پھر کھڑے ہو کر سماع شروع کر دیا اور یہہ رباعی پڑہی۔

عشقم نہ باندازۂ ما در سر ماست	این طرفہ کہ بار ما فزون از خر ماست
وانجا کہ جمال وحسن آن دلبر ماست	مادر خور او نہ ایم او در خور ماست

آخر کو رفتہ رفتہ علاءالدین کا رتبہ لوگون کی نظر مین حقیر ہو گیا۔ دو مرتبہ اوسکے زانوے مین آگ لگی اور بالکل جل کر خاک ہو گیا۔ جو جماعت اوسکی شریک حال تھی تھوڑے روزون مین اوس مین سے کوئی نہ رہا۔ البتہ جو لوگ عقل و ممتاز تھے وہ امیر عارف کی خدمت مین آکر مرید ہو گئے۔ اور وہ اپنے کل ساتھیون سمیت بالکل نابود ہو گیا۔

نارنیئی تو دلی در عہد خویش	اللہ اللہ پا منہ از حد تو بیش
گر زنی	در تگ ہفتم زمین زیر آردت
این نشان خسف قذف صاعقہ	شد بیان عز نفس ناطقہ

گر تو باشہ بر نشیند بر زمین خویشتن بشناس و نیکو بر نشین

حکایت عارف ربانی مولانا علاء الدین مثنوی خوان نے ایک دن خدام کے مجمع مین یہہ روایت بیان کی کہ حالت جوانی مین مولانا علاء الدین اماسیہ سوی حضرت حسام الدین چلپی کی خدمت مین بہت حاضر رہتی تھی اور نہایت خدمت کرتے تھی۔ اور مجاہدات مین بیحد سرگرم تھی۔ فرصت کے وقت مثنوی خوانی مین بہی شریک تھی۔ ایک مدت کے بعد اونکو وطن جانی کا خیال ہوا۔ حسام الدین چلپی نے فرمایا ابہی جانی کا موقع نہین ہے۔ چند سال اور رہنا چاہئی۔ اونہون نے اصرار کیا تو آپ نے اپنے ہاتہہ سے اجازت نامہ لکہا۔ خلافت عطا کی۔ عبا پہنائی۔ اور اماسیہ جانے کی اجازت دی۔ چلتے وقت حضرت امیر عارف نے فرمایا۔ افسوس اس شخص کا کچا انگور ابہی رنگین ہی ہوا ہی لیکن خوب شیرین نہین ہوا ہی۔ مگر یہ اسقدر جلد آفتاب کی نظر سے سایہ مین بہاگتا ہی مجہے خوف ہی کہ کہین کسی عارف غیور کے ہاتہہ سے زخمی نہو جاے۔ آخر کار وہی ہوا جو آپ نے فرمایا تہا۔

خونکشتہ عاشقان را در خون شان نشستہ وانگاہ بر جنازہ ہر یک نماز کردہ

شیر اور شیر بچون کی ہمیشہ سے یہی عادت ہوتی ہی۔ مگر ہمکو یہی زیبا ہی کہ اپنی حال پر مغرور نہون اور مردان خدا سے مقابلہ نکرین۔ اللہ تعالی سے ہر وقت معاونت اور استمداد طلب کرنا چاہئے تاکہ وہ اہل ارشاد کی خدمت کی توفیق عطا کرے۔

جہد بے توفیق خود کس را مباد در جہان واللہ اعلم بالسداد

جہد فرعونی کہ بے توفیق بود ہر چہ او میدوخت آن تفتیق بود

بغیر مردان خدا کی عنایت کے خطرات گناہ سے امن نہین ہو سکتی اور بغیر انکی امداد کے کوئی سالک ایمانکو سلامت نہین لیگیا۔ میری پیر و مرشد رفع اللہ قدرہ فرماتے تہی کہ عنایت شیخ بے طاعت کے فائدہ بخش ہی۔ مگر طاعت بے عنایت شیخ بالکل فضول ہی۔ اور کبہی دستگیری نہین کرتی۔ جہان طاعت اور عنایت دونون ہون تو پہر نورٌ علی نور ہی۔

بے عنایات حق خاصان حق گر ملک باشد سیاہستش ورق

ترک مگر خویشتن گیر اے امیر | پا مکش پیش عنایت خوش بمیر
بلکہ ہر کس بے عنایت پیر نیست | بے عنایت ہان

حکایت اصحاب قدیم سے روایت ہو کہ ایک دن امیر عارف چلپی عراق عجم آب گرم کے کنارے پر کہڑے سیر کر رہے تہے۔ یکبارگی آپ پانی مین کود پڑے۔ کہتے ہین وہ دریا اسقدر بڑا تہا کہ وہان ہاتہی بہی مچہر کی برابر معلوم ہوتا تہا۔ مگر پانی پر آپ اسطرح کہڑے ہوے جاتے تہے جیسے کہ کوئی عمود جا رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے پانی کو انکی قدمونکے تلے تخت بنا دیا۔ جسطرح کہ ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت کر دیا۔ آب دریا کو مسیح علیہ السلام کا مرکب بنایا۔ ہوائے منفتم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا براق ہوی۔ اس قسم کی معجزات اور کرامتین انبیا اور اولیا سے بہت سرزد ہوئی ہین۔

ستی دل را نمیدانی کہ تو | وصف او از نرگس مخمور جو
چون ز ذات او بعیدی در صفات | باز دانی از رسول و معجزات
| بر زند بر دل ز پیران صفی
بر زند از جان کامل معجزات | بر ضمیر جان طالب چون حیات
در درون شان صد قیامت نقد ہست
بس جلیس اللہ گشت آن نیک بخت

امیر عارف قریب ایک فرسنگ کے یون ہی پانی مین گئے۔ کنارے کنارے فریاد کرتے ہوے دوڑتی چلی جاتی تہے۔ اور باہر تشریف لانے کے لئے خوشامد کرتے تہے۔ آخر حضرت خداوندگار کا واسطہ دیا۔ اوسوقت آپ باہر آئے اور خدام کی تسلی کی۔ پہر از راہ مذاق فرمانے لگے کہ یہ ایسا بڑا دریا ہو مگر ایک چہوٹے سے آدمی کو غرق نہ کر سکا۔ آخر بیچارہ کرتا کیا۔ نیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت کیونکر نہ کرتا۔ آتش نمرود حضرت خلیل اللہ کے لئے کسطرح گلزار نہوتی۔ باد صرصر ہود علیہ السلام کی مطیع کسطرح نہوتی۔ اور ہوا کو بغیر اطاعت سلیمان علیہ السلام کے کیا چارہ تہا۔ میری دادا فرماتی ہین۔

خاک و باد و آب و آتش زنده اند با من و تو مرده با حق زنده اند

یہ رتبے اور مقامات اقطاب۔ ابدال۔ اور اوتادون کے ہین۔ ہر کامل کو یہہ کمال حاصل نہین ہوسکتے۔ اور یہ خصوصیتین مولانا روم صاحب ہی کو واسطے ہین اسلئے کہ وہ اسرار حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہین۔

حکایت امیر چلپی پولاد بیک ولد نور الدین ججا رحمۃ اللہ علیہ روم کے سردارون مین سے تھے اور خازان کی بڑے مقرب تھے۔ وہ مولانا کے خاندان کے بھی معتقد تھے۔ اون کا بیان ہے کہ ایکدن شب کو قلعہ قراحصار دولہ مین مین امیر عارف کی خدمت مین حاضر تھا۔ اولاد صاحب فخر الدین اور نواب سلطان بھی شریک صحبت تھے اور شراب کا دور چل رہا تھا امیر عارف نے ہاتھہ مین پیالہ شراب کا لیکر فرمایا کہ عوام مثل چارپایون کے ہین اونکا یہہ خیال ہے کہ عارف شراب پیتا ہے۔ اس پر طعنہ زنی کرتے ہین۔ حاشا مین شراب نہین پیتا ہون اور شراب خوارون کا شریک حال نہین ہون ہم سب حیران اور خاموش رہگئے۔ لیکن۔ اولاد صاحب فخر الدین کے دل مین یہہ خطرہ آیا کہ جو کام ہم کر رہے ہین وہی یہہ بھی کر رہے ہین۔ آخر ہم مین اور ان مین فرق کیا ہے۔ اوسیوقت آپ نے مجھے بلا کر فرمایا دیکھو میرے اس پیالہ مین شراب ہے یا کوئی اور چیز۔ مین ادب سے اوٹھا۔ آگے بڑھکر دیکھا تو ایک چیز مثل شہد بگھلائی ہوئی شہد کی تھی۔ فرمایا اسکو چکھو۔ اونگلی سے چکھا تو حماض کا شربت تھا۔

در خرابات آمدے شیخ اجل از قدومت جملہ مے باشد عسل

میری حالت متغیر ہوگئی۔ قدمون پر گر گیا اور کچھہ دیر بیخود پڑا رہا۔ پھر فرمایا مین تو اس قسم کی شراب پیتا ہون۔

آن مے کہ تو میخوری حرام است ما مے نخوریم جز حلالی

اوسوقت اولاد صاحب فخر الدین اور کل حاضرین مجلس ننگے سر ہوکر مرید ہوئے۔ اور اوس خطرہ باطل کی توبہ کی۔ دوسری شب کو بھی آپ نے شغل میکشی فرمایا جسوقت ساقی نے پیالہ بھر کر آپکے ہاتھہ مین دیا۔ فرمایا مجھے نہایت رنج ہے کہ تمہین یہہ گمان ہے کہ مین اس شراب سے مست ہون۔ نا میری مستی

آب انگور پر موقوف ہی۔ بلکہ عالم مین جسقدر شرابین ہین اونمین میری جان کی پرتوسے مستی ہی۔

بادہ از ماست شد نے ما ازو   قالب از ماہست شد نے ما ازو

اور کاسہ شراب کو اپنے سر پر ڈال لیا۔ ہم تو منتظر تھے کہ دیکھین آیندہ کیا ہوتا ہے۔ مگر ایک قطرہ بھی آپکے سر پر سے نہ گرا۔ یہہ بھی عجیب و غریب کرامت ہی۔

حکایت مذکورۃ الصدر راوی کا بیان ہے کہ امیر عارف چلپی کی ہمراہ مین قلعہ قراحصار دولہ مین سلطان علاءالدین کیقباد کی محل مین ٹھہرا ہوا تھا۔ تہائی رات گزرنے کے وقت امیر عارف مکان سے باہر نکلے۔ اور فرمایا کوئی ساتھہ نہ آئے۔ روشنی بھی نہین لی رات بہت اندھیری تھی۔ ایک گھنٹہ تک آپکا انتظار کیا مگر واپس تشریف نہین لائے۔ مین مجبور ہو کر بیتابانہ شمع لیکر آپکی تلاش مین باہر نکلا تمام محل اور کوشک ڈہونڈ ڈالے کہین آپکا نشان نہین ملا۔ امرائے شاہی کو جاکر اطلاع کی سب لوگ واویلا کرتے ہوئی باہر آئی۔ خوف یہہ تھا کہ کہین برج پر سے نیچے نہ گر گئے ہون۔ یہہ بھی خیال تھا کہ شاید کہین تنہائی مین ٹہیرے ہون۔ ہم سب تیس آدمیون کی قریب شمعین اور مشعلین ہاتون مین لیے ہوئی ڈہونڈتے پھرتے تھے۔ یک بیک مجھے آواز آئی کہ ہائین بولاد۔ کیا ڈہونڈتا ہی۔ دیکھا تو آپ قلعہ کی اوپر کی چھت پر کھڑے تبسم فرمارہی ہین۔ اور فرمایا تمہین یہ خیال تھا کہ مین گر کر ہلاک ہو گیا مینے عرض کیا یہہ قدرت بشر کی قوت سے باہر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اکثر حالات مردان خدا کے دور از عقل ہوتے ہین۔ تاکہ اونکی قوت کے سامنے عاجزون کا عجز ظاہر ہو۔ اور صاحب قدرت کی عظمت دلمین پیدا ہو۔ اور عجز کے ساتھہ لوگ پیش آئین۔ یہی عجز باعث رحمت ہوتا ہی مگر یہ باتین بھی اونکے مرتبہ سے بہت کمتر ہین۔ ایک ذرا سا پرند پہاڑون پر اڑکر پہنچ جاتا ہی۔ لکڑی کا تختہ دریا مین تیرتا ہی۔ مردان پاکباز کی قوت یہہ ہی کہ اپنے مرید کو اوسکی بغیر اطلاع خدا تک پہنچائین۔ اور اوسکے کاروبار کو اسطرح درست کرین کہ دینی اور دنیوی دونون مرادین حاصل ہون۔ اور قیامت کے دن اوسکے شفیع ہون۔ فرماتے ہین۔

چنین بود شب و روز با جہاد پیران را   کہ خلق را برہانند از عذاب فساد

کسند کار کسان را تمام در گزند   کہ جز خدا نداند زہے کریم جواد

حکایت قدوۃ الخلفا اخی امیر احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ ایک روز مین اپنے دوستونکے ساتھہ باغ مین تہا۔ چند مسافر دوست بہی آگئے تھے۔ ناگاہ امیر عارف چلپی تنہا گھوڑے پر سوار تشریف لائے۔ سلام علیک فرماکر گھوڑے سے اوترے اور رنجیدہ خاطری کے ساتھہ مبٹہہ گئے کسی شخص کی طرف متوجہ نہین ہوے۔ زیر لب بار بار کچھہ کہتے تہے۔ لیکن میری سمجھہ مین کوئی بات نہین آئی مینے آگے بڑہ کر قدم چومے اور انقباض طبع کی وجہہ دریافت کی فرمایا کیغا تون خاتون میری محب تہی اوسکی ایک حرکت سے مجھے رنج ہوا۔ اور غصہ مین باہر نکل آیا۔ کیغاتون کو آپسے نہایت خلوص تہا۔ اور بہت خدمت کیا کرتی تہی۔ امیر عارف نے تین شب روز تک کچھہ نہین کہایا۔ چوتہے دن مینے کہانا طلب کیا۔ جب کہانا سامنے رکہا گیا اور کہانے کی طرف ہاتھہ بڑہایا تو کہا افسوس کیغا تون خاتون مرگئی۔ کہانا چھوڑ دیا۔ اور آپ بہت روے۔ مین سخت حیرت مین تہا اوسی عرصہ مین اطلاع ہوی کہ خاتون شاہ کا نائب آتا ہے۔ وہ گھوڑے سے اتر کر قدمبوس ہوا اور خاتون شاہ کا خط پیش کرکے عرض کیا کہ خاتون نے بہت کچھہ عذر معذرت کی ہے اور آپکو بلایا ہے۔ امیر عارف کو اور بہی زیادہ رنج ہوا۔ بہت روے اور فرماتے تہے افسوس اے بانوے روے زمین۔ اور یہ شعر پڑہے۔

اے دریغا اے دریغا اے دریغ   کان چنان ماہے نہان شد زیر میغ
مملکت کان مے نماند جاودان   اے دولت خفتہ تو آن را خواب دان
ملک را تو ملک شرق و غرب گیر   چون نمے ماند تو او را برق گیر

اخی امیر احمد رح کہتے ہین مینے آپ سے اس معاملہ کی کیفیت دریافت کی۔ فرمایا کہ بادشاہ خاتون جس نے مجھے خط بہیجا ہے مرگئی۔ مینے دیکہا کہ فرشتگان غیبی اوسکا تابوت لئے جاتے ہین۔ مرحومہ کے انتقال کی تاریخ اوسیوقت لکھہ لی۔ اور نائب خاتون کے ساتھہ ہانسے آپ جلدی سے ارزن الروم مین مرحومہ خاتون کے انتقال سے ساتوین دن پہنچے۔ سب امرا اور خواص امیر عارف چلپی کی خدمت مین آئے تو جیکہ نہایت رنج شیخ پڑہے آپکو بہت رقت ہوئی۔ آپ اوس تخت کو جس پر دہ مرتی تہین لپٹے اور اوس تصور کا معاملہ

کردیا اور یہ رباعیان پڑہین -

با تیغ اجل جملہ سپرہا ہیچ است | وین محتشمے سیم و زرہا ہیچ است
در ہیچ دیدہ زمانہ کردم نظرے | نیک است کہ نیک است و گرہا ہیچ است
در دست اجل کہ نیست درمان او را | بر شاہ وزیر ہست فرمان او را
کو آن ملکہ کہ ملک کرمان میخورد | امروز ہمی خورند کرمان او را

خاتون کی چہلم کے عرس مین آپ نے یہ رباعی فرمائی -

شادی مطلب کہ حاصل دہر غمست | ہر ذرۂ خاک کیقبادی و جمست
زین دہر وفا طلب کنی از خامی است | بر

حکایت شہر توقات کے قیام مین حضرت کرا کا رضی اللہ عنہ کو امیر عارف چلپی کی حد سے زیادہ تعظیم وتکریم کرتے دیکہا تو گوماج خاتون - دختر معین الدین پروانہ اور دیگر خواتین نے اعتراض کیا کہ ماں کا یہ عہدہ نہین ہے کہ بیٹے کے قدم چومے اور اس درجہ کو تعظیم کرے - اگر بیٹا ایسا کرے تو اوسکو مناسب ہے حضرت کرا کا نے فرمایا حق علیم ہے کہ عارف کو دیکہکر مجہی مولانا روم صاحب کا گمان ہوتا ہے - اور وہی نورانیت جلوہ گر ہوتی ہے - اس سبب سے مین اوسکی تعظیم کرتی ہون - مین اوسکو فرزند نہین سمجہتی ہون - بلکہ وہ تو میرا شیخ ہے حضرت خداوندگار نے مجہہ اوسکے سپرد کر دیا ہے - جمعہ کے دن سب خاتونین امیر عارف چلپی کے سماع مین حاضر ہوئین آپ نے حالت وجد مین یہ رباعی پڑہی -

ما جان لطیفیم نظر در ما ئیم | در جائے نمائیم و لے بے جائیم
از چہرہ اگر نقاب را بکشائیم | ہوش دل و عقل جملہ بربائیم

پہر چرخ کہانے اور رقص کرتے ہوے فرمایا -

در عالم ارواح بود مایہ عشق | ما دیست لطیف در ازل دایہ عشق
مانندہ خورشید ہمہ جان گردد | آنکس کہ فتاد بر سرش سایہ عشق

سب عورتون کو اُنکے اون اقوال سے شرمندگی ہوئی - اور توبہ کی بہت سی حضرت اور

طرح طرح سے خدمتگذاری کی۔

حکایت ملک الخلفا شیخ امیر ہیک آب گرمی ابقاہ اللہ تعالیٰ نے ایک روز بیان کیا کہ عالم جوانی میں۔ اخی مظفر الدین۔ برادر مجد الدین اور میں ایک درویش کی محبت رکھتے تھے۔ مدعا صرف یہ تھا کہ ہمیں کیمیا سکھادے۔ اور باہم قسم کھائی تھی کہ اسکی اطلاع کسیکو نہ کریں شب و روز اوس درویش کی خدمت کرتے تھے اور مدت تک اس کام میں مصروف رہے آخر کو ہم تنگ آگئے۔ اسلئے کہ کیمیا سازی کو سلئے جو دوائیں درکار تھیں بعض تو ملتی تھیں اور بعض عزیز الوجود تھیں۔ اونکا ملنا کسیطرح ممکن نہ تھا ایکدن اوس درویش نے ہمسے نیاز عفران مانگا ہم تینوں زعفران کی تلاش میں تو نیہ میں آئے۔ رات کو ٹھہرے۔ علی الصباح مولانا مرحوم صاحب کی تربت پر حاضر ہوئے۔ وہاں حضرت امیر عارف چلپی بھی اپنے گھر سے نکل آئے اخی مظفر الدین کا گریبان پکڑ کر بہت وجد کیا اور فرمایا۔ اے گدھے اگر کیمیا چاہتا ہے کھیتی کر۔ اگر کیمیا مطلوب ہے تو مولانا کا عشق اختیار کر۔ اخی مظفر الدین بیخود ہو گئے۔ اور ہم سب حیران تھے۔ پھر آپ اپنے مکان کو چلے گئے۔ وہاں سے پلٹ کر ہمنے اوس درویش کی محبت کو دل سے نکالڈالا اور اپنے ہاں سے رخصت کر دیا۔ اخی مظفر الدین نے کھیتی کر لی۔ اونکو تھوڑے ہی دنوں میں اسقدر نفع ہوا کہ بیان سے باہر ہے۔

حکایت مذکورۃ الصدر راوی کا بیان ہے کہ حضرت سلطان ولد کے انتقال کے بعد مجھے حضرت امیر عارف چلپی کی طرف سے تھوڑا سا انکار تھا۔ میں نے ایک دن شب کو خواب دیکھا کہ صحرا میں بہت وسیع خیمہ کھڑا ہے اور اسمیں امیر عارف بیٹھے ہیں۔ اور سارا صحرا بہت خوبصورت پرندوں سے بھرا ہوا ہے یکایک ہوا کا جھونکا آیا اور وہ سب پرند غائب ہو گئے۔ پھر پہلے پرندوں سے بھی بڑے اور خوبصورت جانور آگئے اور نہایت خوش الحانی سے چہچہانے لگے میں نے کسی سے خواب میں دریافت کیا کہ پہلے پرند کیسے تھے۔ جواب ملا کہ وہ حضرت سلطان ولد کے اصحاب تھے اور یہ دوسرے پرند امیر عارف کے مرید ہیں۔ بیدار ہو کر میں نے یہ خواب فخر الدین سے بیان کیا۔ ہم دونوں معتقد ہو کر امیر عارف کی خدمت میں آتے تھے کہ جب ہمنے زاویہ میں قدم رکھا آپ نے فرمایا یہ گدھے خواب دیکھکر ہی گرویدہ نہیں ہوتے ہم روتے ہوئے قدموں پر

گر کر اور از سر نو مرید ہوکر۔

حکایت بندۂ طالب مولف مناقب ہذا احمد افلاکی کہتا ہو کہ حضرت چلپی امیر عارف سے ہمراہ مین بہی تبریز کو گیا۔ وہانکے اکابر شہر نے بہت خدمتگزاری کی اور سماع کی دعوتین کین۔ آخر کو اخی احمد شاہ فراش نے بڑا بہاری جلسہ کیا۔ یہہ شخص بہی شہر کے معززین مین سے تہا۔ تبریز کی کل بزرگ علما فقراء حاضر تہے۔ امیر عارف نے سماع مین اخی احمد شاہ کو کہینچ لیا اور اوسکے سر پر اپنی ٹوپی رکہکر فرمایا۔

جانها دریغ نیست چه جای کلاه وسر سر چون از سران

اخی احمد شاہ نے قدمبوس ہوکر اپنی کپڑے گویون کو دیدیئے۔ اور بعد اظہار ذوق وشوق کیا۔ اسکے دوستون نے اوس سے اس حالت کا سوال کیا۔ اوس نے کہا سماع مین مین حضرت کے قریب کہڑا تہا۔ میرا یہ ارادہ تہا کہ بعد سماع کے عرض کرونگا کہ اپنی کلاہ مجہے مرحمت کرین۔ اور اوسکی شکرانہ مین خدام کو خدمت کرونگا۔ اوسی وقت آپ نے مجہے پکڑا۔ میرے کان مین عجیب راز کہی اور مجہے ٹوپی عطا کی۔ اور وہ صدق دل سے آپ کا مرید ہوگیا۔ بہت سی خدمت کی۔ اور بیشمار نادر تحفے نذر کئے

منقول ہے کہ امیر عارف چلپی کی یہہ ہیبت تہی کہ جب فضلائے عالم۔ عرفائے دہر آپکی خدمت مین حاضر ہوتے تہے ہیبت سے سراسیمہ ہوجاتے تہے۔ کسی کو گفتگو کی مجال نہین ہوتی تہی اور حاضرین پر یہ اثر نورانیت کا پڑتا تہا کہ بیخبر ہوجاتے تہے۔ مگر از راہ عنایت خود گفتگو کرکے لوگونکے دلون سے دہشت دور کرتے تہے تاکہ اونہین عرض ومعروض کا موقع ملے۔ کشف قلوب بہت بڑہا ہوا تہا۔ مگر آپ اظہار بہت کم کرتے تہے۔ اور فرماتے تہے۔

آنکه واقف گشته بد اسرار هو سر مخلوقات روشن پیش او

در درون دل درآید چون خیال پیش او مکشوف باشد سر حال

حکایت جامع کتاب ہذا روایت کرتا ہو کہ عید اضحیٰ کے عرفہ کے دن ۷۱۸ھ مین مین

سلطانیہ مین شیخ سہراب مولوی کے زادیہ حضرت امیر عارف کی خدمت مین حاضر تھا۔ اور بھی سب اصحاب ساتھہ تھی۔ ہم سب خدام ایک جگھہ بیٹھی تھی۔ اور ہر ایک شخص اپنی اپنی کام مین مصروف تھا۔ کوئی کتاب دیکھتا تھا کوئی اور کام کر رہا تھا۔ امیر عارف قیلولہ کر رہے تھی۔ کہ یک بیک آپ نی سوتی سوتی سر اوٹھا کر ایک نعرہ مارا۔ ہم اوسکی ہیبت سی اپنی اپنی جگھہ پر خشک ہو گئے اور پھر آپ سو رہی۔ حاضرین وقت کو اس واقعہ سی حیرت تھی۔ جب خواب سی بیدار ہوی تو مینے سجدہ کر کے کیفیت نعرہ کی دریافت کی فرمایا مولانا روم صاحب کی تربت کی زیارت کو مین گیا تھا۔ وہان دیکھا کہ ناصر الدین وطاسی مولوی اور شجاع الدین جبائی کہ بڑی خدام مین سے ہین باہم گریبان گیر ہو کر بیفائدہ لڑتے ہین۔ مینی آواز دیکر اونکو لڑائی سے روکا۔ وہان کے دو مرد اور ایک صالحہ عورت نی مجھی بھی دیکھہ لیا۔ مینی وہ تاریخ لکھہ لی تھی۔ اتفاق سے جب ممالک روم کا سفر کیا تو لاذیق مین قیام ہوا۔ وہان ناصر الدین وطاسی موجود تھے حضرت امیر عارف نی خدام کے سامنی اونسی پوچھا کہ تم شجاع الدین سی کیون لڑتے تھے۔ اونہون نی بیان کیا کہ عید اضحیٰ کی عرفہ کے دن مین مولانا صاحب کی تربت پر کھڑا تھا۔ شجاع الدین بھی آئی۔ اونہون نی ایک ناموزون حرکت کی۔ مینے اعتراض کیا۔ اونہون نے میرا گریبان پکڑا۔ مینی اونہیں پکڑا۔ ناگاہ حضرت بہاء الدین ولد کی مزار کی پائین سے آپکی آواز سنی۔ ہماری ہوش اڑ گئی اور اوس ہیبت سی باہم بغلگیر ہو گئی۔ ہمین نہین معلوم کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ امیر عارف نی میری طرف دیکھکر فرمایا کہ اس واقعہ کو تم بھی اصحاب کی سامنی بیان کرو۔ وہ بھی کچھہ ہماری فقرے سے آگاہ ہو جائین جب مینی مفصل کیفیت بیان کی اور تاریخ لکھی ہوئی دکھائی تو خدام نے یکبارگی خوشی سے نعری لگائی۔ پھر آپ فرمانی لگی کہ مولانا کی روح مقدس کی قسم مین خود نمائی کو پسند نہیں کرتا ہون۔ کرامت کا اظہار مجھی اچھا نہین معلوم ہوتا لیکن کبھی جو اظہار ہوتا ہی وہ دوستون کی ترغیب کی واسطے ہی تاکہ عالم غیب اور غیب شناسی پر مائل ہون ہماری شیخ افلاکی (مولف کتاب) کو کرامتین بہت پسند ہین اور یہہ کتابون مین لکھہ رکھتی ہین۔ اسی قسم کی کرامتون کو مشائخ کشف تمثل اور استدراج کہتی ہین۔ اور اوسکی بھی بہت سی قسمین ہین۔

آنکہ بیدار وبہ بیند خواب خوش ۔ عارف است و خاک او در دیدہ کش

ہم سو بیداری بہ بسند خوابہا	ہم ز گردون برکشاید باہہا

قونیہ مین پہنچے تو شیخ محمود نجار استاد مولانا نظام الدین ارزنجانی۔ اور کریمہ خاتون دختر شیخ محمود خادم نے گواہی دی کہ عید اضحیٰ کے عرفہ کو حضرت امیر عارف مولانا بہاء الدین ولد کے مزار کی پائین میں کہڑی تہی۔ اور اونکے نعرہ کی آواز ہمنے سنی۔

حکایت خدیجۂ زمان شرف خاتون نبست سلطان ولد والدۂ احمد بادشاہ رضی اللہ عنہم کی شفقت مولف کتاب پر خاص تہی۔ وہ چاہتی تہین کہ حضرت امیر عارف کے ذرہ ذرہ حالات کی مجہے اطلاع ہو جائے اور مین اسی طریق کے موافق ارشاد کرون اور اداب مشائخ کی تعلیم دون تاکہ لوگون کے دلون مین اعتقاد کا نور زیادہ ہو اور شان صدیقیت پیدا ہو۔ ایک دن انہون نے آق شہر مین مجہسے فرمایا کہ ایک روز میری والدہ کرا کا خاتون۔ میری بہن مطرہ خاتون اور شہر کے امرا کی اور بیویان میرے والد کی خدمت مین حاضر تہین۔ والد ماجد معانی اور معارف بیان فرما رہے تہے۔ اتفاقاً۔ امیر عارف بہی آئے۔ تہوڑی دیر والد کے سامنے بیٹہکر باہر چلے گئے۔ میری والدہ نے فرمایا۔ سبحان اللہ العلی القادر۔ مین بہت سے اہل اللہ کی خدمت مین گیا۔ اور خدا کے جاننے والون کو دیکہا اونسے بیقیاس معانی اور بیحد معارف حاصل کئے۔ اور بہت سی عجیب کرامتین اونکی دیکہین۔ اپنے شیخ مولانا شمس الدین تبریزی۔ اپنے خداوند برہان الدین محقق ترمذی حضرت شیخ صلاح الدین خلیفۃ الحق حسام الدین چلپی اور اور بہت سے مشائخ کے دریائے اسرار مین غوطہ لگا لگا کر بہت سے موتی حاصل کئے۔ اونہون نے مجہپر بہت ہی عنایتین کین۔ فرماتے ہین۔

چون چنان شاہان بدیدم گر بمانم بے عطا	سر ایشان چون شنیدم کے بمانم بے عطا

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بقدر امکان اونکی پیروی کی اور اونکے مقامات کو سمجہا۔ مگر مین اس طلعت کی حال مین حیران ہون کہ یہ کس قسم کا پرندہ ہے اور اسکی کسقدر بلند پرواز ہے۔ جب مین اوسکو دیکہتا ہون میرا حال دگرگون ہو جاتا ہے۔ والد کی روح پاک کی قسم کہ وہ بہت اعلیٰ قسم مین سے ہے اور عالی اسم ہے مجہے گمان یہ ہے کہ اوسکی مثل کوئی آدمی دنیا مین پیدا نہین ہوا۔

جہان آفرین تا جہان آفرید   چو عارف سوارے نیامد پدید

میری والدہ کے ارشاد کے موافق سات ولیون کا نور اوسکی پیشانی مین نظر آتا ہی۔ میری والدہ نے بطریق مزاح کہا کہ جب یہ حالت ہی تو آپ دم بدم اوسے کیون ڈرایا کرتے ہین۔ اور اصحاب کے سامنے اوسکے حال اور کمالات کی نفی کیا کرتے ہین۔ فرمایا وہ صرف اسلئے کہ نظر بد اوسکو نہ لگے اور دیدہ اغیار سے اوسکے کمال پنہان رہین۔ خود فرماتے ہین۔

با دشمن و با دوست بدت میگویم   تا ہیچ کست دوست ندارد جز من

اور وہی بات تو یہی ہے جو مینے کہی۔ پھر فرمایا میری والدہ ماجدہ مولانا روم صاحب کو باوجود اس استغراق کے عارف سے بہت محبت تھی۔ اور اوسے اپنا منظور نظر بنایا تھا۔ یہانتک کہ ایکدن اپنی زبان اوسکے منہ مین دیدی اور وہ بہی عشق کے ساتھ زبان چوستا رہا۔ مینے سجدہ کیا اور چاہا کہ مولانا کے ہاتھ سے عارف کو لیلون۔ فرمایا۔ بہاء الدین آخر میرا فرزند ہی تیرا فرزند نہین ہی۔ مینے پھر سر قدمون پر رکھکر عرض کیا کہ فرزند کیسا بلکہ بندہ راستین ہی۔ فرمایا۔ بہاء الدین یہ تو میرا فرزند دلبند ہے بندہ راستین وہ ہی جو بندہ بہی ہو اور مرید بہی ہو شیخ زادہ نہو۔ امید ہے کہ کمال ولایت مین تمہارا نام روشن کریگا۔ اسلئے کہ میرا عارف فرزند روح اور دریائے لطف ہے۔ اوسکو حقیقت کا علم بہت ہوگا وہ سلطان ابدالون کا ہی۔ اور ہمیشہ کمال مین کمال پیدا کریگا۔ پھر یہ قطعہ پڑہا۔

ای راہ کسی رود کہ از سر   چون پائے نہاد دست شوید
در راہ نظر سخن نگنجد   جویائے نظر سخن نگوید

آخر حضرت سلطان ولد نے ایک دفعہ جمعہ کے دن مولانا روم صاحب کی تربت پر عام جلسہ مین حضرت امیر عارف کو اپنے تخت پر بٹھایا۔ اور آپ دور جا بیٹھے۔ اوس روز آدہی رات تک ایسا سماع رہا کہ بیان سے باہر ہے۔

حکایت شیخ کریم الدین امیر نجم الدین دردار کے مقربون مین سے تہے اونکا بیان ہی کہ ایکسال امیر نجم الدین نے باغ خوب بنایا۔ اور اوس مین نئی نئی ککڑیان بوئی تہین حضرت امیر عارف چلپی

اوس باغ مین تشریف لیگئے۔ امیر نجم الدین اور اوسکے امرا قلعہ کوالے سے فوراً وہان حاضر ہو گئے۔ آپکو وہان دیکھکر سجدہ کیا۔ آپ نے بہت عنایت فرمائی۔ پھر فرمایا کریم الدین اس نئے باغ کی ککڑیونکی تمنے دعوت نہین کی۔ مینے عرض کیا حضرت کل ہی تو ککڑیان بوئی ہین۔ ایک مہینہ بعد ککڑیان آئینگی فرمایا زیادہ باتین نہ بناؤ جاؤ لیکر آؤ۔ مین آہستہ آہستہ باغ مین گیا۔ دیکھتا ہون تو ایک جگہہ چار ککڑیان نہایت نازک اور لطیف لگی ہوئی ہین۔ فوراً لاکر حاضر کین۔ حاضرین کو حیرت ہو گئی۔ حضرت امیر عارف نے فرمایا یہ تو بہت چھوٹی ہین۔ انکی ضرورت نہین ہے۔ ایسی لاؤ جنکے بیج بڑے ہون اور رنگ زرد ہو۔ بھرے بیج مطلوب ہین۔ مین پھر باغ مین آیا۔ اور ڈھونڈنے لگا۔ دو بہت بڑی بڑی ککڑیان تخم دار بھی موجود پائین۔ لاکر سامنے رکھین۔ حضرت نے مسکراکر فرمایا کہ یہ ککڑیان ہمارے کریم الدین کی ہمت کا نتیجہ ہین۔ ورنہ یہ موسم کہان ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ قادر ہے جو چاہے عالم عدم سے اپنے برگزیدہ بندونکے لئے پیدا کرے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ سے التجا کرے جب کامل توجہ سے بندہ اسکی طرف متوجہ ہوگا ضرور مراد پوری ہوگی۔

آن نیاز مریمی بودست و درد ۔۔۔ کہ چنان طفلی سخن آغاز کرد

بخواہ از دل چہ میخواہی عطا نقد است این حاضر ۔۔۔ کہ آن مرد نظر باید برو تا سال آیندہ

وہ ککڑیان حضرت نے قلعہ کے مریدون مین تقسیم کرادین۔ اوس روز کل امیرزادے مرید ہوے۔ نجم الدین کو مین یہ خطرہ ہوا کہ بے فصل ازوقت یہ ککڑیان کسطرح پیدا ہو گئین۔ اللہ تعالیٰ نے کیا قدرت عارف چلپی کو عطا کی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ امیر نجم الدین تمنے حضرت مریم کا قصہ کیا نہین پڑھا ہے۔ وھزی الیک بجذع النخلۃ اللہ تعالیٰ نے خشک درخت سے انکو کھجورین عطا کین۔ اگر کسی عیسیٰ نفس کے لئے وہ ذات مطلق چند ککڑیان پیدا کردے تو کیا اچنبے کی بات ہے۔ اوس نے فوراً سجدہ کرکے توبہ کی۔ وہان سے چلتے وقت حضرت امیر عارف نے باغ کو دیکھا تو اوس مین پھول بھی نہ تھا۔ ایک ماہ کے بعد ککڑیان آئین۔

ہر چہ گوید اولیا آن مے شود ۔۔۔ جملہ اشیا بندۂ فرمان شود

حکایت امیر نجم الدین وردار قلعہ کوالہ کا بیان ہے کہ ایک دن امیر عارف چلپی دیر افلاطون کو تشریف لیگئے۔ مجھے خبر ہوئی تو مین بھی چالیس پچاس آدمیون کے ساتھ قلعہ سے اُتر کر خدمت مین حاضر ہوا تین شب و روز حضرت وہان کشتون کے ساتھ عیش و عشرت مین مشغول رہے مجھے یہ خطرہ ہوا کہ ذی الحجہ کا اول عشرہ ہے اوسمین اسقدر عشرت مناما اور وہ بھی راہبون کے ساتھ کچھ مناسب نہین ہے۔ اس خطرہ کا آنا تھا کہ امیر عارف نے مجھے ڈانٹ کر فرمایا۔

در راہ خدا تصرف انباز مکن　　در عیب کسان دو دیدہ را باز مکن
سر دل ہر بندہ خدا میداند　　در خود بنگر فضول آغاز مکن

دست مبارک سے جام شراب اس غصہ سے زمین پر مارا کہ ہم سب خوف کے مارے بیخود ہوگئے۔ مگر وہ جام اسیطرح پھرا رہا اور چرخ کھا کر آپکے سامنے ٹھر گیا۔ نہ پیالہ ٹوٹا اور نہ شراب کا ایک قطرہ گرا۔ پھر فرمایا۔ اگر یہ ٹوٹ جاتا اور شراب گرجاتی تو مین اسکو ترک کر دیتا اور امیر نجم الدین کی خاطر کر ان ایام متبرک مین محترز رہتا۔ مگر حقیقت حال معلوم کرنا چاہیے۔ اللہ تعالی نے اپنے دوستون کے لئے ان ایام کو متبرک اور عزیز بنایا ہے۔ اگر اوسکے دوست نہون تو دنیا اور آخرت کی کیا رونق ہو سکتی ہے اور کعبہ و مسجد مین کیا نور ہوگا اور اونکی کیا وقعت ہوگی۔

کعبہ را کز ہر دمے عزمی فزود　　آن ز اخلاصات ابراہیم بود

اور یہ رباعی پڑہی۔

بیرون ز تن جان و روان درویش است　　بہتر زمین و آسمان درویش است
مقصود خدا ازین جہان خلق نبود　　مقصود خدا از دو جہان درویش است

پھر مین صدق نیت اور کامل اخلاص کے ساتھ توبہ کی۔

حکایت مولف کتاب یداللہ رحمہ بیان کرتا ہے کہ مولانا روم کی تربت کی خانقاہ مین حضرت امیر عارف چلپی رہتے تھے۔ خانقاہ مین سفید سنگ مرمر کا ایک نہایت لطیف اور عمدہ حوض تھا۔ یہہ حوض کونیا مین حضرت سلطان ولد کی خدمت مین آیا تھا جس زمانہ مین کہ سلطان ولد کا انتقال

ہوچکا تہا۔ اور امیر عارف سفر مین تہی۔ نواب دلاور فرامان جسکو جلاسؒ کوچک کہتی تہی تو اور اوس حوض کو از روی گستاخی وبے ادبی کے لارندکو اپنی مکان کی واسطے لیگیا۔ آپ نے تو حوض کو نہ پایا۔ آزردہ ہوئی اور نہایت شرمندگی کا اظہار کیا۔ اوسیوقت آپ نے ابراہیم بیک کو خط لکہا۔ اوس نے پتا لگا کر حوض کو آپکی خدمت مین روانہ کیا۔ اوسکی گردن کی اور بہت تحفی بہی بہیجی۔ اور اپنی اوس نواب کو خدمت سی معزول کیا اور تعزیر دی۔ چنانچہ حالت فلاکت مین مرگیا۔ دوشنبہ کے دن حضرت امیر عارف کو خبر ملی کہ حوض قریب آگیا ہی۔ ساتہہ اوسکا استقبال کو گئی۔ اپنی عبا حوض کی اوپر ڈالدی اور نہایت مسرت سی حوض کو رکہا۔ حضرت امیر عارف نی پہر فرمایا کہ اس حوض کی معاملہ سی ایک بشارت غیبی مجہی معلوم ہی ایک محض پتہر کا ٹکڑا ہی۔ اوس نی ہماری خاندان کی کوئی خدمت نہین کی۔ صحبت نہیں اور حاصل نہین کی ہماری دیدار اور گفتار سی اوسکو کوئی مزہ نہین ملتا۔ البتہ مولانا کی آستانہ پر جو اور مردان خدا کا منظور نظر ٹہرا تو اوسکی یہ عزت ہوئی۔ اللہ تعالی کب پسند کرسکتا ہی کہ اور اوسکی غلام اوس سی دور رہین۔ اور رنج جدائی سہین۔ جو لوگ ہماری محب ہین اور اعتقاد رکہتی ہین۔ اس خاندان کی خدمت کرتے ہین۔ جان۔ مال اور تن سی معاونت اللہ تعالی اونکو قیامت کی دن کیونکر کافرون کی گروہ مین رکہیگا اور کسطرح اپنی دیدار محروم کریگا۔ اور یہ شعر پڑہے۔

حاشا المثلک

خدام نی یہ کلمات سنکر بہت خوشی منائی اور شکرانی خیرات کئی۔ اوس روز مولانا کی مزار پر سماع حضرت امیر عارف نی سماع مین یہ رباعی پڑہی۔

در ہا ہمہ بستہ اند الا در تو — تا رہ نبرد غریب ا
ای در کرم و عزت و نور افشانی — خورشید و مہ و ستا

ؔلہ یہ لفظ اصل نسخہ مین اسیطرح لکہا ہے ۱۲

حکایت ملک الخلفا اخی موسیٰ آق شہری سے منقول ہو کہ خواجہ قمر الدین نائب الاشرف کا خادم تہا اور آق شہر کا حاکم حضرت امیر عارف کا وہ بہت بڑا منکر تہا۔ ایک روز اوس نے دل مین یہہ قصد کیا کہ آپکو آق شہر سے نکالدے اسلئے کہ امرا اور عوام الناس شہر اونکی خدمت مین جمع ہوتے ہین۔ مبادا کوئی فساد ہوجائے اتفاق سے امیر عارف سیر کو جاتے تہے۔ راہ مین قمر الدین بہی ملگیا۔ آپ نے فرمایا قمر الدین ہمارے دوستونکا یہ ارادہ ہو کہ ہمین شہر سے نکالدین۔ اگر اسوقت چلے جائنگے تو پہر دوبارہ آجائنگے۔ لیکن ہم جسکو نکالدینگے وہ ایسا معدوم ہوجائیگا کہ پہر کبہی پیدا نہین ہوسکتا۔ قمر الدین اوسیوقت گہوڑے سے اترکر قدمبوس ہوا اور مریدون مین داخل ہوا۔ اور ایک عمدہ گہوڑا نذر کیا۔ اور بہی بہت سی خدمت کی۔

حکایت توقات مین ایک مشہور صوفی تہا۔ وہ بہی امیر عارف کا منکر تہا۔ اور خدام جو آپکو سجدہ کرتے تہے اوس پر معترض تہا۔ ایک روز راہ مین صوفی سے امیر عارف کا سامنا ہوگیا۔ صوفی نے بے اختیار ہوکر آپکو سجدہ کیا۔ امیر عارف نے فرمایا۔ درویش تجہے جائز نہین ہو کہ مجہے سجدہ کرے۔ یہ سجدہ کفر محض ہے۔ اسلئے کہ اپنے مثل تو مجہے بشر جانتا ہے۔ بشریت سے تو خارج نہین ہوا ہو۔ اور فرشتون کے مرتبہ کو نہین پہنچا ہو جس نظر سے تو دیکہتا ہو وہ شیطان کی نظر ہے۔

تا تو مے بینی عزیزان را بشر   وانکہ میراث بلیس است آن نظر

شیخ کے باطنی نور سے تو بیخبر ہے وجہہ یہ ہو کہ تو گدہا ہے۔ لیکن میرے خدام کو مجہے سجدہ نہ کرنا کفر مطلق ہے نور کی طرف سے منہ پہیرنا اور شیطان کا مقلد ہونا یہ بہت بڑی خطا ہے اور راندہ ہونیکا کام ہو۔ میرے خادم ازل سے ابد تک اس حکم کے تابع ہین کہ آدم کو سجدہ کرو اور تکبر نہ کرو۔ یہ سجدہ اونکے حق مین ہزارون عطیون سے بہتر ہو۔ اور شیطانون کے لئے یہی سجدہ کفر ہے۔ اُسی وقت اوس درویش صوفی نے کپڑے پہاڑ ڈالے۔ اپنے قصور کو معاف کراکر مرید ہوا اور اپنا خچر بہی نذر کر دیا۔

منقول ہے کہ حضرت امیر عارف بچپن سے آخر عمر تک ہمیشہ مولانا روم صاحب کے حالات اور اونکے کلمات کا اعادہ فرمایا کرتے تہے۔ اور ہر ایک موقع پر اپنے کمالات کو اونسے منسوب کرتے تہے ایک روز حضرت سلطان ولد نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ عارف میرا بیٹا ہے اسکو چاہیے کہ میری تصانیف پڑ

اور اپنے آپکو مجھسے منسوب کرے۔ یہ کیا بات ہے کہ وہ ہمیشہ مولانا صاحب کے کلام مین معروف
استے خاموش ہوگئے اتنے مین امیر عارف بھی آگئے۔ آپ نے بالمشافہ اونسے فرمایا کہ تمنے مجھ
دیکھا۔ اور اونکی صحبت کب میسر آئی کہ ہمیشہ اونکی صحبت کی شیخی بگھارتا ہے۔ آیندہ تجھ
کہ میرے کلمات اور کلام سے فائدہ اوٹھا اور میرے ہی ایات کو بیان کیا کر۔ امیر عارف
مجھ ایسی آنکھیں کہان ملین کہ مولانا کے دیدار کو دیکھتین۔ اور مین اونکی عظمت اور بزرگ
نشان پا سکتا ہون۔ لیکن مولانا نے مجھے عنایت سے دیکھا اور اوسکی بدولت مجھے اونکا
دید کی لیاقت عطا ہوئی۔ حضرت سلطان ولد اس جواب سے اسقدر خوش ہوے کہ او
اور آنکھون کو چومتے تھے۔ انہین چھاتی سے لگایا اور اپنی عبا اُتار کر اونکو پہنا دی
منقول ہے کہ جناب مولانا روم صاحب کو حضرت امیر عارف چلپی سے بیحد مح
ہمیشہ انہین اپنے زانو پر بٹھا کر عمدہ عمدہ کھانے کھلاتے تھے۔ اور فرماتے تھے سبحان اللہ وہ شخص
جسکا ایسا بچا ہے۔ بار بار اونہین چومتے اور اپنے پہلو مین سلایا کرتے تھے۔ اسیطرح ملکہ خا
روم صاحب کی صاحبزادی اونہین گود مین لیکر مسند پر رکھدیتی تہین اور فرماتی تھین
بو آتی ہے۔ اور یہہ بھی فرماتی تہین کہ جس شخص کے دل سے پردہ اُٹھ گیا ہو۔ اور وہ
مغرب تک اُڑتا ہو۔ اور اپنی نور سے عالم کو منور کرتا ہو اوسکو بھی چاہئے کہ عارف کی نور ادا
کرے۔ اور اوس حالت مین بھی عارف کا مرید اور غلام بنے۔
منقول ہے کہ حضرت امیر عارف چلپی کے کھلانے والے فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ جب
بٹھا کر لاتے تو حسام الدین چلپی اونکا استقبال کرتے اور فخر الدین سے لیکر اپنی گردن پر
گھر مین لیجا کر اونکو چومتے اونکے ہاتون کو بار بار بوسہ دیتے تھے اور امیر عارف اونکے ہاتون
طرح طرح کے میوے کھاتے اور شربت کھلاتے پلاتے تھے۔ اور جب کبھی وہ جاتے تھے۔ اونکو
قسم قسم کے کپڑے دیتے تھے۔ یہ بھی فرماتے تھے کا شکر حضرت سلطان ولد انہین میرے سپرد کردے
خود انکو کھلایا کرون۔ اور دل و جانسے تربیت کرون۔ لیکن حاسدون کے طعنون کی

غائبانہ اونکی خدمتگاری کرتا ہون اور اونکے حالات کی اصلاح مین کوشش کرتا ہون۔ امید ہی کہ روحانیون مین وہ انگشت نما ہونگے اور اونکے انوار تمام عالم مین پھیلینگے سات ولیونکے نور اون کے ساتھ ہین۔ آخر امام اقطاب ہونگے۔

حکایت اصحاب کرام سے روایت ہی کہ ایک دن حضرت امیر عارف چلپی سے علاء الدین چلپی استشہری سے سخت مناظرہ ہوا۔ علاء الدین خویشاوند نے کہا مین بہی خداوندگار کی نسل سے ہون بہ آپ کیون بیگانہ جانتے ہین۔ اور التفات نہین کرتے۔ میری آپ ذرا بہی وقعت نہین کرتے باپ کی خطا کی وجہ سے بیٹے سے رعایت نہ کرنا کیا معنی۔ امیر عارف نے فرمایا تو مولانا صاحب سے کوئی علاقہ نہین رکھتا ہی۔ اس خاندان مین تو عضو مردہ کا حکم رکھتا ہی۔ تیری شاخ کو اس درخت سے کاٹ ڈالا ہی۔ اور یہ آیت تیرے حق مین پوری مصداق ہی۔ انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح۔

شراب داد خدا مر مرا ترا سرکا
چہ قسمت است چہ جنگ است مر مرا و ترا

علاء الدین نے کہا آپ کون ہین جو مجہے نصیحت کرتے ہین اور مجہپر ترجیح اپنی ثابت کرتے ہین۔ امیر عارف نے فرمایا مین مولانا روم صاحب کی شمشیر ہون۔ علاء الدین نے کہا شمشیر نہین بلکہ شوم شیر۔ آپ نے فرمایا نہین نہین شوم شر۔ آخر وہ ملزم ہوکر چپ ہو گیا۔

حکایت اصحاب کرام سے منقول ہی کہ امیر عارف کے ایک مشہور خلیفہ ناصح الدین رنگریز شہر کندہ مین تہے۔ وہ صاحبدل اور ثابت قدم تہے۔ اکثر شہر کے امرا اونکے معتقد تہے۔ شہر کے علما سادات اور بعض علما اونکی ذلت کے درپے تہے۔ اور باہم متفق ہوکر ہمیشہ اسی فکر مین رہتے تہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی عنایت اور شیخ کی معاونت دستگیر تہی اسلئے مخالفین خود ہر موقع پر ذلیل ہوتے تہے۔ ایک روز مخالفون نے سادات کی خانقاہ مین جلسہ کیا۔ اور مولانا ناصح الدین کو بہی بلایا۔ منشا یہ تہا کہ سماع کی نامجائزی کی بحث کرکے اونکو الزام دین۔ ناصح الدین کے پاس ایک کتا تہا جسکا نام قطمیر تہا۔ وہ بہی مردان خدا کی صحبت سے صاحب حال تہا۔ مولانا ناصح الدین اپنے خدام کے ساتھ خانقاہ مین آنے

مکان مین قدم رکھا تو تمام صفہ اور کل صحن امرا اور بندگون سے بہرا ہوا تہا۔ بیچ مین شیخ خانقاہ کے واسطے مسند بچھی ہوئی۔ آپ کا کتا قطمیر مجمع مین سے نکل کے شیخ خانقاہ کی مسند پر جا کر پیشاب کرنے لگا۔ چارو نطرف سے ہائین ہائین ہوئی ہی لوگون نے مارا بہی مگر وہ پیشاب کر کے وہانسے ہولے ہولے آہستہ نکل کر چلا آیا۔ مولانا ناصح الدین نے لوگون کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کیون صاحب۔ کیا یہ حرکت بہی میں نے اس کتے کو سکہائی ہی۔ اکثر لوگون نے سجدہ کئے۔ خانقاہ کے شیخ سید ناصر الدین نے رو کر مولانا ناصح الدین سے اپنے قصورون کی معذرت کی مولانا روم صاحب کے کمالات پر ایمان لایا۔ اور سماع کو جائز رکہا۔ آخر عمر تک ہمیشہ مولانا کے خدام کی طرح طرح سے خدمتگذاری اور پاسداری کرتے رہے۔

حکایت منقول ہی کہ ایک بار حضرت امیر عارف چلپی کی زیارت کو سید احمد کوچک فاعی اماسیہ مین زیارت کو آئے۔ باہم دونون صاحبون نے معارف اور لطائف بہت کچہہ کہے سنے۔ احمد فاعی کے چند مرید آئے اور انہون نے ایک دلدار کہ دلگیر گانا شروع کر دیا۔ وہ لوگ شور و فریاد اور مضطربانہ حرکتین کرتے تہے۔ سید احمد نے بطریق عذر امیر عارف سے عرض کیا کہ یہ میرے دیوانے اکثر سماع مین ایسا ہی کرتے ہین۔ آپ انکی حرکات کو معاف فرمائین۔ امیر عارف نے فرمایا کہ یہ نہایت خوب ہے درویشون کے کل کام محبوب ہوتے ہین۔ تم تو خالی کدو پر ناچتے ہو۔ لیکن میرے مرید بہری ہوئی کدو پر سماع کرتے ہین۔ اس سماع اور اوس سماع مین بہت بڑا فرق ہے۔ سید احمد نے مصری کپڑے وغیرہ عمدہ عمدہ پیش کئے۔ حضرت امیر عارف نے جو لباس پہنے تہے۔ وہ اُتار کر سید احمد کو پہنایا۔ باہم بہائی بہائی بن گئے۔ اور آپس مین خوب عشقبازی ہوتی تہی۔

حکایت منقول ہی کہ ارزن الروم مین گرجی خاتون کی بیٹی ملکہ عین الحیات امیر عارف کی مخلصون مین سے تہی۔ ایک روز اوس نے آپکی دعوت اپنے محل مین کی۔ امیر عارف کے ہمرکاب مولانا صلاح الدین ادیب اور دیگر خدام موجود تہے۔ خاتون آپ سے حضرت سلطان ولد کے حالات مولانا روم صاحب کے مزار پر مجمع کی کیفیت۔ اور مدرسہ کے خدام کے حالات علیحدہ علیحدہ پوچہتی

تهین مولانا صلاح الدین بطریق ترجمانی ہر ایک کے حالات بیان کرتی تھی۔ آخر مین عین الحیات نے کہا کہ جو کچھ مولوی صاحب نے فرمایا درست ہے بلکہ اوس سے بھی سو حصہ زیادہ۔ لیکن اس جوانکی زبانین طاقت گویائی نہین مین چاہتی ہون کہ حضرت کی زبان سے سنون۔ آپ نے فرمایا عارف تو حالت خاص مین باتین کرتے ہین۔ اور کبھی کیجائینگی۔ اس ارشاد کے ساتھہ ہی ملکہ عین الحیات کے سینہ مین آپکی محبت کی آگ مشتعل ہوگئی۔ سالہا سال یہی حالت محبت اور اخلاص کی رہی۔ اور گویا اوسکا یہ مقولہ تھا۔

خوشست اندر سر دیوانہ سودا بشرط آنکہ سودائے تو باشد

اور بیان سے باہر آپکی خدمت گذاری کی۔

حکایت اصحاب کبار سے منقول ہے کہ حضرت امیر عارف چلپی شہر علائیہ نہایت علیل ہوئے مرض کو اسقدر طول ہوا کہ زندگی کی امید باقی نہین رہی۔ خدام شب و روز روتے تھے اور حضرت خداوندگار سے صحت کی استدعا کرتے تھے۔ ایک روز اتفاقاً کوئی ترک سوار آپکے قریب سے جلد جلد جاتا ہوا نظر آیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے مرض۔ بس۔ اب سفر کا وقت ہے۔ اوس سوار کے پاس جا۔ فوراً وہ سوار گھوڑے سے گر گیا۔ لوگ اوٹھا کر اوسکے مکان کو لیگئے۔ تیسرے دن انتقال ہوگیا۔ اور حضرت بالکل تندرست ہوگئے۔

منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت امیر عارف چلپی مولانا روم صاحب کے مزار پر علیل ہوگئے کئی مہینے صاحب فراش رہے۔ سب طبیب علاج مین مجبور ہوگئے۔ سب خدام اس صدمہ سے دل شکستہ اور رنجیدہ تھے۔ حضرت سلطان ولد ہمیشہ عیادت کو تشریف لاتے تھے اور بہت مضطرب ہوتے تھے ایک دن جلال الدین ولد سپہ سالار رحمتہ اللہ علیہ اپنے ہمراہیون سمیت عیادت کو حاضر ہوئے حضرت امیر عارف نے فرمایا۔ مین اس مرض سے مرتا ہون۔ اور چاہتا ہون کہ دوستون مین سے کوئی شخص اس مرض کو قبول کرے جلال الدین نے از روے اخلاص کے عرض کیا بندہ کو منظور ہے۔ اُسیوقت سے جلال الدین کی طبیعت بگڑنا شروع ہوئی۔ اور ایک ماہ تک علیل رہے حضرت امیر عارف اوسی روز اچھے ہوگئے خدام اکثر جلال الدین کی عیادت کو جاتے تھے۔ مگر آپ کبھی تشریف نہین لیگئے۔ اور نہ کبھی کسیکو بھیجا

ایک روز جلال الدین نے شمس الدین کو حضرت کی خدمت مین بہیجا اور عرض کرایا کہ آپ نے مجہے بیمار کر کے ڈال دیا مگر اپنا کبہی جمال بہی نہین دکہایا۔ خدا کے واسطے آپ آئیے اور بندہ کے سرہانے بیٹہیے تاکہ یہ تکلیف رفع ہو اور صحت ہو جائے۔ چنانچہ حضرت امیر عارف آئے اور جلال الدین کے سرہانے تہوڑی دیر بیٹہکر فرمایا اب تمہارا مرض بہی رخصت ہوتا ہے۔ تیسرے روز جلال الدین نے غسل صحت کر لیا۔ اور حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے۔

منقول ہے کہ دولتمندون مین سے ایک شخص حضرت امیر عارف کا سخت منکر تہا۔ ہمیشہ اعتراض کرتا تہا کہ انکی رندانہ حرکتین ہین۔ اور لاأبالی افعال ہین۔ اس بستر پر اسقدر پانون دراز کرنا نامناسب ہین۔ اتفاق سے ایک مجمع مین اس شخص کا سامنا حضرت امیر عارف سے ہوا۔ آپ نے باتون باتون مین فرمایا ایک درویش بازار کے چوراہے مین پانون لمبے کر کے بیخبر سویا کرتا تہا۔ کسی عارف کا اودہر گذر ہوا۔ اوس نے کہا تو کیسا درویش ہے کہ لمبے پانون کئے ہوے بیخبر خواب غفلت مین پڑا ہے۔ درویش نے جواب دیا کہ مینے فضول باتون سے ہاتہہ کوتاہ کر لئے ہین۔ دنیا کے غرور سے فارغ ہون اور نفسانی خواہشون سے کنارہ کر لیا ہے۔ اسلئے لمبے پانون کر کے سوتا ہون۔

دست و دل از کار دنیا چونکہ کوتاہ کردہ ام | پا دراز ی زان کنم با کام دل ای کامران

اوسیوقت وہ منکر اپنے افعال سے تائب ہوا اور سچا مخلص بنگیا۔

حکایت روایت ہے کہ قونیہ مین ایک عورت نہایت خوبصورت تہی اسکو دختر اوریا کہتے تہے مال بہی اسکے پاس بہت تہا۔ اسکو حضرت امیر عارف سے عشق ہو گیا۔ اپنا مال و متاع خیرات کر کے خدمت مین رہنے لگی بعض اوقات حضرت کے سامنے چنگ بجاتی تہی۔ غرضکہ آپکے شوق مین تمام خان ومان لٹا بیٹہے اتفاقًا اوس سے ایک دن کوئی حرکت آپکے خلاف مزاج سرزد ہوئی۔ آپ نے اوسی غضب مین اپنی دستار مبارک سے تہوڑا سا کپڑا پہاڑ کر اوسکو دیا۔ خاتون نے عرض کیا۔ اسکو کیا کرون۔ فرمایا۔ مرنا چاہئے اوس نے بہت منت و سماجت کی مگر آپ نے توجہہ نہین فرمائی۔ رات کو اوسکے غلامون نے اوسے شہید کیا اور آپکی دستار کا ٹکڑا بطور نقاب کے اوسکو منہ پر رکہکر دفن کر دیا۔ اوسکی شہادت کا حضرت کو یہ

صدمہ ہوا کہ تین دن آپ مکان سے باہر نہین نکلا اور یہہ رباعی فرمائی

ہر گوہ کہ دست صبر ما لاکش کرد از ماتم او بنجہ غم خاکش کرد
دیروز کہ آب روے آتش میبرد امروز کنون باد اجل خاکش کرد

چالیس روز تک آپ نے اوسکا ماتم کیا۔ اور یہہ رباعی فرمائی۔

غافل منشین کہ این زمانیست عزیز ہر دم کہ بر آید و بجانیست عزیز
عمرے کہ بیامدہ نخواہد رفتن غمخوار کہ آن بکہ میہمانیست عزیز

پھر یہہ رباعی فرمائی۔

ہر ذرہ کہ او ملک محالیست جہان انموذج حالی و محالیست جہان
بیدار ہے کس درین جہان ممکن نیست در باب کہ خوابی و خیالیست جہان

حکایت کہا مولانا شیخ محمد خادم رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت کی کہ ایک شخص اخی پولاد نامی ولایت اوچ سے مولانا روم صاحب کی زیارت پر آیا۔ اور چاہتا تھا کہ اجازت ادب حاصل کرے ایک دن حضرت امیر عارف کے سامنے گستاخی سے کوئی بات بیادبانہ کہی حضرت اوس سے مکدر ہوئے مگر کچھہ فرمایا نہین۔ علی الصباح اخی پولاد مولانا روم صاحب کی تربت پر آیا مین بیچاری اوسوقت حسام الدین چلپی کے مزار پر مراقب چلپی تہی بیٹہیر دیکہا کہ اوس شخص کو جسم بے سر ہے زیارت سے نکل کر وہ شہر کو گیا۔ شق الجبل دروازہ پر شحنہ شہر نے پکڑ کر اوسکو قتل کر دیا حضرت امیر عارف میری پاس تشریف لائے اور فرمایا جس شخص کو تو نے صبح بے سر دیکہا تہا۔ ابہی ابہی وہ قتل ہوا ہے آپ مجہسے یہ تذکرہ فرما ہی رہے تہے کہ کسی نے آکر اخی پولاد کے قتل کی اطلاع کی۔

پیش مردان باادب باش ای پسر ہا مشو گستاخی ور نہ رفت سر

پھر آپ نے اوسکو دفن کرا دیا۔

حکایت بندہ خدا کی مولف کتاب حضرت امیر عارف کی خدمت مین مولانا روم صاحب کی تربت پر ... صحبت دیگر خدام کے کہڑا تہا۔ اوسیوقت ایک صوفی درویش مزار کی زیارت کو آیا حضرت ...

دریافت کیا۔ کہانسے آتی ہو۔ اوس نے عرض کیا ملک شام سے مولانا روم کے عشق کی وجہ
اونکی خاک پر سرگردان اور زیارت کو مشرف ہون۔ اور مین برسون قدس شریف مین ر
خلیل اللہ کے مزار کی خدمت کی۔ قدس شریف کے برکات اور عظمت۔ اور وہانکے مزارات کے حا
زیادہ اوس نے گفتگو کی۔ یہانتک کہ کل خدام کو وہان کا شوق پیدا ہوا۔ شب کو اوس در
مین مہمانی کی۔ اور بندہ فقیر مولف کتاب کے دل مین حضرت خلیل صلوات اللہ علیہ وسلم
اس قدر شوق پیدا ہوا کہ بیان سے باہر ہے۔ اوس شب کو مینے خواب مین دیکھا کہ مولانا
مزار کے دروازہ کو کچھ لوگ کھٹکھٹاتے ہین۔ اور اندر آنا چاہتے ہین۔ مینے بہت ادب سے د
تو چار جوان تابوت کندھون پر لئے ہوے اندر آئے۔ مین اونکے آگے آگے چلتا تھا۔ ر
دروازہ مینے کھولا۔ اون چارون جوانون نے تابوت کو زمین پر رکھدیا۔ اون چا
ایک شخص امامت کو اوٹھا آگے بڑھا تاکہ نماز جنازہ کی پڑھے۔ مینے پوچھا یہ کسکا تابوت ہے۔ ج
ابراہیم خلیل اللہ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اونہین یہان دفن کرو۔ نماز سے فا
شریف کی رحل کے نیچے تابوت دفن کردیا۔ خواب سے آنکھہ کھلی تو مینے خوب نعرے لگائے ا
وضو کرکے تربت شریف مین نماز پڑھنے لگا۔ بعد نماز صبح مثنوی کی تلاوت کرکے خ
بوسی کی اوٹھا ہی تھا حضرت نے دور ہی سے آواز دیکر فرمایا۔ ہان خواجہ احمد تونے دیکھا
کہان دفن کیا۔ یہ محض اسلئے تھا تاکہ تجھے معلوم ہوجائے کہ کل پاک روحون کی آمدو
فرماتے ہین۔

ہر روز من آرینہ این خطبہ من دارم ۔۔۔ وین منبر من عالی مقصود ر
چون پایہ این منبر خالی شود از مردم ۔۔۔ ارواح ملک آرند از غیب

اوسیوقت اس بندہ مخلص نے سجدہ کرکے استغفار کی کہ آیندہ کبھی حضرت کی جد
نہ کرونگا۔ اور توفیق صحبت کو اللہ تعالیٰ کی عنایت سمجھکر ہمیشہ شکرگزار ہونگا۔ ا
فرماتے ہین۔

چون بیابی صحبت صدیق را بس غنیمت دار آن توفیق را
درکسی

حکایت منقول ہے کہ ایک عالم تھے حضرت عارف کی صحبت مین مقیم تھے۔ اور اونکی ظاہری عادات و اطوار سے اونمین حیرت تھی۔ اونکے دل مین یہ خیال آیا کہ جس شخص کی ظاہری حالت یہ ہے اوسکے کمالات باطنی کا کیا عالم ہوگا۔ آپ نے فوراً فرمایا۔ اے مرد وسنو مین تو بالکل کرامت مجسم ہون کرامتون کی کیا جستجو ہے تمنے ابو حنیفہؒ کا قول نہین سنا ہے۔ فقہ ۔ وہ شخص اخلاص کے ساتھ اوسیوقت مرید مخلص ہوگیا۔

حکایت بندۂ مخلص مولف مناقب نقل کرتا ہے کہ ایک شب کو ملک الامرا محمد بیگ ابدالشعور کشمیری نے حضرت عارف کی دعوت کی۔ حد سے زیادہ اعتقاد کا اظہار کیا اور طرح طرح سے خدمت گذاری کی۔ اپنے بیٹے سلیمان شاہ کو بلا کر حضرت کا مرید کرایا۔ حضرت عارف نے سلیمان شاہ کی کمر مین ایک عمدہ کمر بند باندہکر اوسکو رخصت کردیا۔ اوسکے جانے کے بعد محمد بیگ نے عرض کیا کہ اس لڑکے کا مال کار کیا ہونا ہے۔ حضرت نے فرمایا تمہارے بعد اس ولایت کی خرابی اور تفرقہ جمعیت اس لڑکے کے ہاتھ سے ہوگی۔ اور آخر کو اس لڑکے کو دریا مین غرق کرینگے۔ باپ رونے لگا اور اوسکے ساتھ اور حاضرین بھی روئے۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ افسوس۔ اس بیوقوف لڑکے میں اصلا اخلاص نہین ہے۔ اور کسی طرح اقبال و دولت کے قابل نہین ہے۔

اے بسا مہتر بچہ از شور و شر شد لعل زشت خود ننگ پدر

آپ نے جیسا کہ فرمایا تھا وہی ہوا۔ تیمور کے عہد دولت مین کشمیر فتح کرکے اوسکو خراب کیا سلیمان شاہ کو غرق کیا۔ اور ملک سب ویران ہوگیا۔

جس زمانہ مین کہ شہر قونیہ کشمیریون کے قبضہ مین تھا حضرت امیر عارف نے جب لشکر مغل کی یورش کا ذکر سنا تو ... اوسکو عرض کرتے تھے کہ ہم تو آپکو جیسا پایا ویسا ... مین آپ ... مقلون کو پسند کرتے ہین حضرت نے جواب مین فرمایا کہ ہم تو ... بعض

ہماری نظر اللہ تعالیٰ کی مرضی پر رہتی ہی۔ جسکو وہ چاہی ملک عطا کرے ہم بہی اوسکی طرف ہین

چون قضاے حق رضائی بندہ شد　　حکم او را بندۂ خواہندہ شد

اب اللہ تعالیٰ تمہین پسند نہین کرتا۔ مغل کی فوجون کا خواہان ہی سلطنت سلجوقیون سی نکالکر چنگیز خانیون کو دیدی ہی۔ وہ جسکو چاہتا ہے ملک دیتا ہی۔ جو اللہ چاہتا ہی وہی مین چاہتا ہون۔ اوسی زمانہ مین قونیہ کا قلعہ اغور قلی بہادر نامی ایک سردار کی سپرد تہا۔ وہانکی قلعہ دار کو قتل کر کی ترک سپاہی قلعہ کی محافظت کرنے لگی۔ ایک روز حضرت امیر عارف اپنی اصحاب کی ساتہہ سلطانی دروازہ سے گذرتے تہی۔ اغور قلی بہادر نے حضرت کی ہمراہیون کو بہی تکلیف دی اور حضرت کی گہوڑی کے پشتہ پر بہی کوڑا مارا۔ آپ وہانسی نہایت شرمندہ اور رنجیدہ مدرسہ کو آئی۔ گہڑی بہر کی بعد اوسکی ناف مین قولنج کا درد پیدا ہوا۔ زمین پر لوٹتا تہا اور چیختا تہا۔ معجونین اور تریاق بہت کہلائی مگر کچہہ فائدہ نہین ہوا تیسری روز سی احشا مین ورم آنا شروع ہوا۔ بہت گریہ وزاری کی ساتہہ حضرت امیر عارف کی امداد کا خواستگار ہوا۔ مگر آپ نی التفات نہین کیا۔ آخر اوسکو گاڑی مین ڈالکر لارندہ کو لیچلے نصف راہ مین مر گیا۔ اور اوس جماعت مین سی کوئی نہ بچا۔

حکایت بندۂ خاکی مولف کتاب نقل کرتا ہی کہ امیر عارف نی ایک روز جلال الدین کنکری کو حکم دیا کہ صاحبزادون کے واسطے قبا کا استر دبطانہ مول لے آؤ۔ اور بیس درم اونکو دئی۔ اونہون نی کپڑا لاکر پیش کیا۔ فرمایا کتنی کو خریدا۔ عرض کیا بائیس درم مانگتی تہی۔ دو چہوڑ دئی بیس درم کو لایا ہون حضرت نی فرمایا۔ غلط کہتی ہو۔ اٹہارہ درم کو خریدا ہی۔ دو درم پگڑی مین تمہاری موجود ہین۔ وہ بہت شرمندہ ہوئی۔ بیس درم اپنی پاس سی شکرانہ کے نذر کئی اور آیندہ کی لئی توبہ نصوح کی حضرت نے فرمایا سانکہیارہ اگر اندہی کی کوئی چیز چرا لیجائی تو تعجب کا مقام نہین ہی۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اندہا انکہیارہ کی چیز چرالے۔

حق ہمی بیند مسے استاد خوست　　چونکہ از حد بگزرد غماز اوست

حکایت عارفۂ عالمہ خوش لقا رحمہا اللہ توقات مین حضرت امیر عارف کی خلیفہ تہی اور

اون دنون اکثر امرا اونکے مرید تھے۔ اونکا بیان ہے کہ ملک الفضلا ناصر الدین واعظ ولد مولانا رکن الدین از سیری الولدی القونوی ایک عرصہ تک توقات مین رہے اور لوگ ذکر واذکار سے اہل شہر بہت گرویدہ تھے اونہون نے ایک دن حضرت امیر عارف چلپی کے حق مین کچھ کہا اور منبر اونکی معارضہ کرکے اونہین بہت ہی رنجیدہ خاطر کیا۔ شرمندہ ہوکر توقات سے نکسار کو چلے گئے۔ جمعہ اول کو ہی وہانسے علیل ہوکر پہر توقات مین آئے۔ شہر کے اکابر اور اونکے مرید سب عیادت کو گئے تاکہ علالت کا سبب معلوم کرین۔ اور مرض کی تشخیص کرکے علاج کرین۔ اونہون نے بیان کیا کہ جب مین نکسار مین پہنچا اول جمعہ کو منبر پر بیٹھکر وعظ کہنے لگا اور مخلوق آہ وزاری کررہی تھی۔ اوسی حالت مین مینے یہہ دیکھا حضرت امیر عارف کمیت گھوڑے پر سوار نیزہ ہاتھہ مین لئے ہوئے تشریف لائے اور منبر کے قریب آکے میری اولٹی پہلو پر نیزہ مارا۔ مین فوراً بیخود ہوکر منبر سے گرا۔ لوگ مجھے اوٹھاکر مکانکو لیگئے۔ اوس صدمہ سے علیل ہون اور جسطرح ہوسکا تمہارے پاس آگیا۔ اب مین تم سب کو گواہ کرتا ہون کہ مین امیر عارف کا بندہ اور مرید ہون۔ امید ہے کہ اونکی عنایت سے دنیا سے باایمان چلا جاؤن جب وہ وہ توقات مین تشریف لائین تو مجھ عاجز اور بیچارے کا سجدہ اونکے حضور مین پیش کرنا۔ شاید انہین رحم آجائے۔ تیسرے روز ناصر الدین کا انتقال ہوگیا۔ چہلم کے روز حضرت امیر عارف سیواس سے توقات مین آئے۔ فرمانے لگے ناصر الدین بیچارہ کا انتقال عجیب طور پر ہوا۔ خوش لقا کہتے ہین مینے سجدہ کیا اور رو رو کر عرض کیا کہ خدا جانے اوسکا کیا حال ہے۔ فرمایا مینے بلا سے چھڑا دیا۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ رحمت حق مین آسودہ ہے۔ علی الصباح آپ اپنے اصحاب کے ساتھہ اوس کی قبر پر گئے اور فرمایا۔

چون عنایتہا بود جان را پناہ — کہ بود اورا خطر از خوف راہ
بعد ازین جان و دل و درگاہ دوست — بعد ازین دست من و دامان شاہ

حکایت مصنف صاحب تالیف ہذا روایت کرتا ہے کہ ایک روز حضرت امیر عارف [illegible] حسام الدین نے نہایت ولولہ سے غزلیں پڑھین۔ اور خوب ذوق و شوق

لوگون مین پیدا ہوا۔ حضرت نے بڑی عنایتین کین اور کرامتین ظاہر ہوئین۔ ناگاہ حسام الدین مذ
میری طرف خطاب کر کے کہا۔ اغلاکی مین تجہے قتل کر دونگا مینے کہا کیا از روے ولایت کے قتل کروگے
اوس نے کہا نہین بلکہ از روے صورت کے۔ حضرت نے فرمایا حسام الدین آجکل مین خود نومرنیوالا ہے
اپنی فکر کر۔ وہ رنجیدہ خاطر ہانسو چلا گیا۔ مکشہور م مین علیل ہوکر اسشہر کو آیا۔ اور نہایت عجیب
حالت مین انتقال کیا۔ حضرت کو اوسکی حالت پر بہت تاسف تہا۔ اصحاب سے فرمایا مردان خدا
کے سامنے گستاخی کرنا اور بے ادبی سے باتین کرنا نہایت مضر ہے۔ عارفون کی صحبت خاموشی اور
فروتنی واجب ہے۔ اور یہ شعر پڑہے۔

ہر کہ او در پیش این شیر ژیان — بے ادب چون گرگ بکشاید زبان
ہمچو گرگ آن شیر بر در آندرش — فانتقمنا بر خو اند رش
زخم یابد ہمچو گرگ از دست شیر — پیش شیر ابلہ بود کو شد دلیر

حکایت بندۂ خاکی مولف مناقب روایت کرتا ہے کہ مین حضرت امیر عارف کے
ہمرکاب قیصریہ سے سیواس کو جاتے تہے۔ مولانا عماد الدین قاضی اماسیہ سعد الدین خطیب سیواسی اور
انکے بہائی بہاء الدین حافظ اور بہت سے اکابر بہی ساتھ تہے حضرت عارف راہ مین گہوڑے پر سوگئے
بہمراہ مین خبر ملی کہ میرے باپ کا انتقال بسرا اور نگ خان مین ہوگیا۔ اونکا بہت سا اسباب
موجود رہے۔ اوسکو محفوظ رکہا ہے تاکہ اوسکا بیٹا آئے تو حوالہ کر دیا جائے۔ مین نہایت غمگین ہوا۔ اور
اپنے دل مین یہ ارادہ کیا کہ سیواس مین پہنچکر حضرت کی بغیر اجازت وہان جاونگا اور سب سامان وہانسے
حاصل کر کے پہر خدمت مین حاضر ہو جاؤنگا۔ یک بیک حضرت امیر عارف سوتے سے اوٹہہ بیٹہے۔ اور غصہ سے
فرمایا اگر بے اجازت جائیگا تو راہ مین ہلاک ہوگا۔ مین روتا ہوا گہوڑے سے کود پڑا اور حضرت کے
گہوڑے کے سم پر سر رکہکر رونے لگا۔ سب لوگ حیران تہے کہ یہ کیا واقعہ ہے۔ پہر آپ نے از روے عنایت کے
فرمایا جب تک مین زندہ ہون کسی چیز کا خیال نہ کیا تاکہ مین تمہارا شکار ہو جاؤن۔ آیندہ تجہے اعتبار سے
پہر فرمایا کہ پہر سو جب آپ بیدار ہوئے تو قاضی عماد الدین اور سعد الدین نے مجہسے میرا حال دریافت

بھی نہین کیا تھا کہ حضرت نے اونسے خود فرمایا کہ شیخ اغلاکی کے باپ کا انتقال سرائے مین ہوگیا ہے۔ اوسکا ارادہ تھا کہ میری بغیر اجازت وہان جائے اور مال و اسباب پر قابض ہو۔ مجھے اوسکی مفارقت اچھی نہین معلوم ہوی اسلئے اسکو روکا۔ تاکہ حقیقت حال کو مال کی خیال کے ساتھ فروخت نہ کرے۔ اور اولیاء کی صحبت ترک کر کے خراب و برباد نہو۔ قاضی عماد الدین اور سعد الدین اوسیوقت مرید ہو گئے اور انہون توبہ استغفار کی۔

اسیطرح ایک مرتبہ مین (مولف کتاب) حضرت امیر عارف کے ساتھ تبریز سے سلطانیہ کو جا تا تھا۔ تبریز کے ایک فاضل شہاب الدین مقبول وزیر شہر ی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمراہ تھے۔ مین اور وہ راہ مین باتین کرتے جاتے تھے۔ حضرت نے گھوڑے کے سائیس کو مارا اور چند گالیان دین۔ شہاب الدین نے رنجیدگی سے کہا کہ ایسے بزرگ کو یہ سفاہت جائز نہین ہے۔ کیا یہ بھی روم کے سفہا مین سے ہین۔ مینے اونکے کلام کا رد کر کے کہا کہ پیغمبری سے اولیا کے حق مین طعنہ زنی کرنا اور فضول باتین کہنا درست نہین ہے۔ اوسیوقت اونکے گھوڑے نے تیزی کی اور اوسکو سیاہ کیچڑ مین گرا دیا۔ شہاب الدین سر سے قدم تک کیچڑ مین ڈوب گئے قریب ہی تھا کہ مر جائین مگر حضرت دوڑ کر وہان آئے اور فرمایا روم کے سفیہون سے الجھنا نہین چاہیے غرضکہ وہ فریاد کرتے ہوے اٹھے اور زمین بوس کیا۔ پھر کپڑے بدل کر انہون اخلاق کی تبدیلی مین کوشش کرنے لگے اور مرید ہوگیا۔ شیخ نجم الدین کی تفسیر کا ایک نسخہ حضرت کی خدمت مین پیش کیا۔ یہ تفسیر گویا آجکل کے محققون کا سرمایہ ہے۔ اور صدر سے زیادہ خدمت کی۔ حضرت نے وہ تفسیر مولانا علاء الدین کو قلونیہ مین بھیجدی اوسوقت تک اس تفسیر کا وجود روم کے ملک مین نہ تھا۔ حضرت کے طفیل سے وہان شائع ہوی۔

حکایت حضرت امیر عارف ایک بار اماسیہ سے قلونیہ کو روانہ ہوے۔ راہ مین فرمایا آج چورونکے سامنا ہوگا۔ تھوڑی دیر کے بعد قلعہ عثمان لحق[1] کے نزدیک چورون نے گھیر لیا اور تیر برسانے لگے حضرت کی پنڈلی زخمی ہوئی یکتر مین اوس وقت آپ ایک جرمی تنبان (تنگ) پہنے ہوے تھے چورون کو یہ گمان تھا کہ یہ زرہ پہنے ہوے ہین اسلئے برابر تیر مارتے تھے مگر آپ پر کوئی اثر نہ تھا۔ آخر سب

---

[1] اصل نسخہ مین یہ لفظ اسی طرح لکھا ہوا ہے

خدام کا سامان چہین لیا۔ شیخ بہاء الدین خیاط مولانا روم کی تربت کے خادم سے چورون نے حضرت کو پوچہا کہ یہ کون ہین۔ اونہون نے کہا مولانا صاحب کے فرزند امیر عارف ہین۔ وہ چور روتے ہوئے گہوڑون سے کود پڑے۔ اور ننگے سر کرکے معافی مانگتے تہے۔ اور سب کے سب مرید ہوگئے۔ حضرت جو کپڑے لباس پہنے تہے وہ اونکے سردار کو دیدیا۔ سوای پنڈلی کے زخم کے آپ کے کپڑون پر کوئی نشان تک نہ تہا مولف کتاب نے عرض کیا کہ حضرت کے کپڑے تک محفوظ رہے مگر پنڈلی زخمی ہوئی اسکا کیا سبب ہے۔ فرمایا میرے والد کی مرضی تو یہ ہے کہ نکلنی کی نہ تھی مینے کہا نہ مانا۔ اوسکی وجہ سے یہ تکلیف پہنچی۔ آخرکار وہ سب قطونیہ کے بادشاہ کے سامنے حاضر ہوئے اور کہا ہمنے چوری سے توبہ کرلی۔ اُن سب کو اسلامی فوج مین جگہہ مل گئی اور نماز و قرآن پڑہنے لگے۔

اصحاب کرام سے نقل ہے کہ حضرت امیر عارف دوسری دفعہ لاذیق کو تشریف لیگئے تو شہر کے سب خرد و بزرگ خدمت میں حاضر ہوتے تہے اور خدمت کرتے تہے۔ لیکن ملک الخلفا قاضی نجم الدین مرندی نے مخالفت کی۔ ایک گروہ کا سردار بنکر اونکی اطاعت سے خارج ہوگیا۔ مریدین کے بھی دو گروہ ہوگئے۔ کچھ اوسکے طرفدار ہوئے اور کچھ آپکی خدمت مین رہے۔ حضرت نے مولانا کمال الدین و مولانا فخر الدین اور تاج الدین مثنوی خوان کو خلافت عطا کی اور اجازت دیدی۔ ٹہہر کر اکا بہنے اونکی متابعت کی ایک نیاز ادیہ بنایا گیا اور وہان حسب قاعدہ سماع ہونے لگا۔ قاضی نجم الدین نے یہ حالت دیکھی تو ظاہرداری کے طور پر منافقانہ اپنے مریدون کے ساتہہ حضرت کی خدمت مین آیا۔ توبہ کی اور بہت کچہہ نیازمندی کا اظہار کیا۔ عالنسے باہر نکل اونگلی کا اشارہ کرکے کہنے لگا کہ آئندہ اسکا بدلہ لونگا۔ دیکہون پہر اونکے مرید کیا کرتے ہین اور کسطرح اونکی امداد کرینگے۔ اوسی وقت سے وہ علیل ہوا۔ حالت علالت مین روتا تہا اور حضرت امیر عارف سے مدد مانگتا تہا۔ اوسکی سعا اد احشا کٹ کٹ کر باہر نکلتی تہی۔ حضرت امیر عارف نے شہر اکربر درزمین بیٹہکر فرمایا بیچارہ نجم الدین تو صرہ مرگیا۔ تہوڑی دیر مراقب ہوکر نہایت ملال کا اظہار کیا اور فرمایا

عفو کن

عفو کن زین بندگان تن پرست عفو از دریائے عفو اولیٰ تر است

پھر کھڑے ہوکر فرمایا والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین مین نے اوس درویش کی خطا معاف کی دوسری شب کو ایک صاحب نے نجم الدین کو خواب مین دیکھا۔ اوس سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہوا۔ نجم الدین نے جواب دیا اگر حضرت عارف شفاعت نہ کرتے تو دوزخ ٹھکانا تھا لیکن خدا کا شکر ہے کہ اب آسائش مین ہون۔

حکایت حضرت امیر عارف حمام کو تشریف لیگئے یہہ مولف کتاب سے فرمایا کہ فلان جگہہ کھانے کا پیالہ ڈھکا رکھا ہے۔ اوسے حمام کے بعد یارونکے ساتھہ کھائینگے۔ مینے مکان مین جھاڑو دی۔ حضرت کے نطع کے نیچے سے ایک درم نکلا مینے وہ اپنی تھیلی مین ڈال لیا۔ پھر میری نظر اوس پیالہ پر پڑی نفس کو خواہش ہوی۔ مینے استغفار پڑہی مگر نفس باز نہین آیا۔ ذرا سا مینے اوس مین سے کھا لیا۔ مگر اوسیوقت مینے دیکھا کہ صفائی باطنی مکدر ہوگئی۔ بہت پشیمان ہوا۔ حضرت حمام سے آئے اور سب اصحاب بھی حاضر ہوگئے تو آپ نے وہ پیالہ مانگا مینے لاکر سامنے رکھا۔ پیالہ کو دیکھکر فرمایا اس مین سے کسی نے کھایا ہے۔ کیون تونے ایسی بے ادبی اور خیانت کی۔ نفس تجھپر اسقدر غالب آگیا اور تونے یہہ بیجا دست درازی کی۔ ہماری نقدی پر تو اور بھی زیادہ لالچ ہوگا۔ مین امین آدمی کو پسند کرتا ہون۔ ہمیشہ ظاہری اور باطنی بادشاہ امانت دارونکو ہی خزینہ دار بناتے ہین۔ ہمارے پیشوا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امین ہین۔ اون پر وحی لانیوالے جبرائیل بھی امین تھے پھر یہہ شعر پڑہا۔

دہان ببند و امین باش در سخن داری کہ شہ کلید خزینہ بر امین بندد

مین مجبور ہوکر رونے لگا اور استغفار پڑہی۔ پھر فرمایا۔ آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا تاکہ ہر حالت مین تو ہمارا امین رہے۔ اور ابرار و احرار کی امانتون کا محل بنے۔ اس واقعہ سے دس روز بعد مجھسے فرمایا ہمارے نطع کے نیچے سے جو درم ملا تھا وہ کہان ہے مینے نکال کر پیش کیا۔ اور اسکے ساتھہ بطور شکرانہ اور بھی نذر کیے حضرت نے ازروے مرحمت کے بہت الطاف فرمائے۔

حکایت ایک روز حضرت امیر عارف اپنے صاحبزادون کو مکتب مین تشریف لیگئے سب کو چھٹی لائی تہوڑی دیر کے بعد سب اصحاب جمع ہو گئے۔ اور شراب کا دور چلنے لگا۔ اوس روز صحبت مے نوشی مین قریب بیس آدمیون کے شریک تھے۔ تہائی رات گذری تو اوس وقت صرف ایک ابریق شراب کا باقی تھا برہان الدین الیاس پاشا ساقی تھے حضرت امیر عارف عادت کے موافق سو رہے۔ برہان الدین نے کئی بار مجہسے اشارہ کیا کہ شراب نہین ہے اسکا انتظام کرنا چاہئے۔ حضرت نے سوتے سوتے آنکھین کہول کر فرمایا۔ کہان تک کہو جائیگا۔ چپ رہ۔ کیا تونے نہین سنا ایک ولی کے ایک مشک سے تین برس تک حلوا نکلتا رہا۔ اور اوسے عالم غیب سے مدد ملتی تہی۔ اگر عارف کے ایک کوزہ سے صبح تک کام نکلتا ہے تو کیا عجب ہے۔ ابریق اپنے ہاتھ سے اوٹھا کر الیاس پاشا کو دیا۔ چاشت کے وقت بیس آدمی برابر اوسی ابریق سے شراب پیتے رہے۔ پہر سب مخمور ہو کر سو رہے اور ابریق ویسا ہی بہرا ہوا تھا۔

این کسی دیدست کز یک مشک آب ‏ گشتہ چندین مشک پر بے اضطراب
مشک خود روپوش بود و موج فضل ‏ میرسد از امر او از بحر اصل

اور مین نے ہمیشہ اوس ابریق کو حفاظت سے رکہا۔ بطور تبرک اوس سے پانی پیتا تہا۔ اور مریضون کو اوسکے پانی سے شفا حاصل ہوتی تہی۔

حکایت منقول ہے کہ شہر لاذیق مین حضرت امیر عارف کے بہت سے لوگ مرید ہوئے۔ ایک شخص امیرزادہ ولد نامی مرید نہین ہوا۔ اوسکے دوستون نے حضرت سے بیعت ہونے پر بہت اصرار کیا تو اوس نے کہا اگر میرے بیٹا پیدا ہو تو مرید ہوتا ہون۔ محمد بیگ۔ اسماعیل بیگ اور طوقان بادشاہ وغیرہ نے اوس سے کہا جو کچھہ تو چاہتا ہے وہی ملیگا۔ دوسرے روز علی الصباح حضرت امیر عارف چلپی زادیہ سے نکل کر باہر آئے اور تنہا چلدئے۔ سردی کا موسم تہا۔ اوس روز برف بہت پڑی تہی۔ آپ خواجہ عمر کے حمام تک آئے وہان ٹہر کر دیکہا تو حمام کا دروازہ بند تہا۔ ولد ناظر حمام کے لئے گہر سے نکلا تاریکی مین اوسکو کوئی شخص حمام کے دروازہ پر نظر آیا۔ قریب آکر حضرت کو پہچانا۔ سلام کیا اور ہاتہہ چومے۔ ولد ناظر کو

ے ۔ ان شعرہ کہن بیرل بکی لکہا ہوا

خیال ہوا کہ شاید آپ نے صبوحی پی ہے اور نشہ مین تنہا نکل کھڑی ہوئی ہین۔ آپ نے فرمایا جو تونی خیال کیا ہی۔ وہ غلط ہی۔ بلکہ مین تیری نفس کو مسلمان کرنے کر واسطے آیا ہون۔ ایک گلاب کا گلدستہ اوسکو دیا۔ اور فرمایا فرزند مبارک ہو۔ ولد ناظر حمام سی فارغ ہو کر گھر آیا۔ بیوی اوسکی نظر مین اوسوقت کچھہ ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ اوسیوقت مباشرت کی۔ اللہ تعالیٰ کی کرم سی حمل ٹھہر گیا۔ یہ حال اوس نی اپنے دوستون سے کہا گلدستہ بھی دکھایا۔ سب کو خوشی ہوئی۔ بہت سی تحائف لیکر حضرت کی خدمت مین آیا اور مرید ہو گیا۔ پھر تو اوسکی ایسی حالت ہوئی کہ کرامتین سرزد ہوتی تھین۔ دینی اور دنیوی سب مرادین حاصل ہو گئین۔ اوسکی بیوی کی پاس وہ گلدستہ نہایت حفاظت سی برسون رہا جس مریض کو اسکا پتا کہلا دیا صحت ہو گئی۔ ہمیشہ ولد ناظر یہ قطعہ پڑہتا تھا۔

شیخ ما از عون باری با فراست — خاک کویش بہ ز مشک از فراست
پیش صدق و اعتقاد اہل دین — ہر کہ منکر شد ولی را کافراست

حکایت منقول ہی کہ ایک دن ایک صوفی نی شیخ ناصح الدین خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت مناظرہ کیا کہ تمہین قطمیر نامی اس کتی سی اسقدر کیون تعلق ہی۔ کتی کو سب عیوب بیان کیے ناصح الدین نے کہا مین اوسکو اس لئے عزیز رکہتا ہون کہ وہ صاحب ولایت ہی اور دوست دشمن کو پہچانتا ہے۔ معتقد اور منکر کو جانتا ہی۔ صوفی نے کہا مین اسی کب مانتا ہون یہ تو محالات سی ہی۔ ناصح الدین نی کہا یہ بہی اصحاب کہف کا کتا ہی۔ جا اوسکا رنگ تہا وہی اسکا ہی۔

شیر و گرگ و خرس اندر عشق چیست — کم ز سگ باشد کہ از عشق او تہیست

صوفی نی کہا امتحان کیونکر کیا جائی۔ ناصح الدین نی کہا تم اسی عمدہ کہانا کہلاؤ مگر وہ ہرگز نہین کہائیگا مگر میری ہاتھہ سے سوکہی ٹکڑی بہی کہا لیگا۔ صوفی نے اوسکو کہلانا چاہا مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت سی اوس نی مطلق التفات نہین کیا۔ ناصح الدین نے سوکہی ٹکڑے اوسکو ڈالی وہ سب کہا گیا۔

منقول ہے کہ حضرت امیر عارف نی قطمیر کتی کو ناصح الدین سی لیلیا۔ اور وہانسی روانہ ہو کر قطمیر کو اشارہ کیا کہ ساتھہ آؤ۔ چند قدم جا کر شیخ ناصح الدین کی پاس واپس چلا آیا۔ ناصح الدین نی کہا

مجھ کیا دیکھتا ہی۔ کاش تیری جگہ مین ہوتا کہ اونکے دروازہ پہ پڑا رہتا۔ قطمیر زمین پر لوٹا اور پھر حضرت کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ شہر لاذیق مین سماع کے وقت حضرت کے خادمون کے ساتھ وہ بھی وجد کرتا تھا۔ ایک دوسری اوسکی یہ کرامت تھی کہ سفر یا حضر مین نہ کوئی کتا اوس پر حملہ کرتا تھا اور نہ بھونکتا تھا۔ کتے اوسکو سونگھکر اوسکے گرد جمع ہوتے تھے اور سوتے تھے۔ حضرت امیر عارف قاصد کی جگہ اوسکے گلے مین خط باندھکر بھیجدیتے تھے دس روز کی راہ ہو یا مہینا بھر کی وہ خط پہنچا دیتا تھا۔ اور پلٹ آتا تھا۔ تب اوسکو پانی کی ... سے فوراً اجازت رہتی تھی جسجگہ حضرت کے کسی منکر کو دیکھتا تھا وہان پیشاب کر دیتا تھا۔ جو لوگ حضرت کے خاندان کے منکر ہین اونکے گھر کا کھانا نہین کھاتا تھا۔ اگر پوشیدہ طور پر اوسکے کھانے مین کسی منکر کے ہان کا کھانا ملاکر کھاتا تو اوسی سونگھکر چھوڑ دیتا تھا۔ حضرت میر عارف ہمیشہ اپنے پاس ... اوسکو کھانا کھلاتے تھے اور فرماتے تھے۔

چون سگان را این چنین نعمت نہند　　مر کسان را تا چہ دولتہا دہند

حکایت منقول ہے ایک روز کوئی بزرگ حضرت امیر عارف کی خدمت مین آئے اور عذر کرنے لگے کہ مین بار بار نہین حاضر ہو سکتا۔ مجبور ہون۔ آپ نے فرمایا۔ مین اپنے یارون سے صدق نیت صفائی عقیدت اور محبت کا خواہان ہون۔ اگر وہ میری خدمت مین تعلقات دنیوی کی وجہ سے نہ بھی آئین۔ لیکن محبت کی وجہ سے اونکے مقاصد کلی و جزوی پوری ہونگے مجھے اپنے دوستون کا نہایت لحاظ ہے۔ اور یہ قصہ تمثیلاً بیان کیا کہ کوئی امیرزادہ کسی معلم کے پاس پڑھتا تھا اور دو درم روز دیتا تھا اوسکو کوئی ایسی ضرورت پیش آئی کہ خود نہ آ سکا۔ مگر حسب معمول دو درم اپنے غلام کے ہاتھ بھیجتا رہا اوستاد نے کبھی امیرزادہ کی نسبت کوئی حال دریافت نہین کیا کہ وہ کیون نہین آیا۔ اور کس حال مین ہے صرف غلام سے درم لیلیتا تھا۔ امیرزادہ نے امتحان کے واسطے چند مرتبہ اسی طرح درم بھیجے۔ مگر اوستاد نے اوسکا کوئی حال دریافت نہین کیا۔ آخر امیرزادہ کو غصہ آیا۔ ایک روز وہ اوستاد کے پاس آکر غصہ سے کہنے لگا کہ درم لیے جاتے ہو اور مجھے نہین پوچھتے۔ اوستاد نے کہا میری غرض درمون سے ہے۔ خواہ تو آئے یا نہ آئے ویسے طرح شیخ کامل کی نظر مرید کی محبت اور اخلاص پر ہوتی ہے۔ خواہ وہ حاضر ہو یا نہو شیخ

ہر حال مین اپنے تصرفات مین مشغول ہوا اور شب و روز اوسکے کمالات کی تکمیل مین کوشش کرتا ہے اور یہہ شعر پڑہے۔

کیمیاے سعادت ابدانند در ہمہ فعل خود پدید کنند
حاسدان را ہم از حسد بخرند ہمہ را طالب و مرید کنند

حکایت مولف کتاب روایت کرتا ہے کہ علی نام ایک درویش حضرت سلطان ولد کے مرید تہے۔ اور اولیا کی صحبت یافتہ تہے حضرت امیر عارف چلپی کی شب و روز خدمت کرتے تہے اور نفیس کہانے پکاتے تہے۔ اونکو حضرت امیر عارف آق شہر مین اسباب کی حفاظت کے واسطے چہوڑ آئے اور خود شہر .....[1] کو تشریف لیگئے۔ چند روز وہان قیام ہوا۔ مرحوم ولد اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے حد سے زیادہ خدمتگذاری کی۔ ایک روز جمعہ کے دن زاویہ مین بہت مجمع ہوا۔ شہر کا اکابر بہی حاضر تہے۔ ناگاہ حضرت امیر عارف نے فرمایا کہ شیخ علی بیچارہ کا انتقال ہو گیا۔ اصحاب نے عرض کیا کوئی خبر لایا ہے۔ فرمایا مینے دو غیبی شخصون کو اوسکا جنازہ لیجاتے دیکہا۔ جب آپ پلٹ کر آق شہر مین آئے تو وہی تاریخ شیخ علی کی وفات کی ثابت ہوئی۔

شیخ کو بنظر بنور اللہ شد از نہایت آگاہ شد
در درون دل درآید چون خیال پیش او مکشوف باشد سرحال

حکایت بندۂ خاکی مولف کتاب روایت کرتا ہے کہ ایک دن حضرت امیر عارف شہر لاذیق سے کئی اصحاب کے ساتہہ علی شیر امیر کے ملنے کے واسطے تشریف لیگئے۔ وہ علیم الدین بازاری کے صحرا مین مع اپنی فوج کے مقیم تہا۔ آپ کا اون لوگون نے استقبال کیا اور بہت تعظیم و توقیر کی۔ آپکے اصحاب نے تلاوت قرآن اور معارف کا بیان شروع کیا تو علی شیر نے اپنی بیوقوفی سے تغافل کیا اور اپنے غلامون سے بات چیت کرنے لگا اسلئے کہ قوم کا ترک و رہنے تکلف تہا اور عالم درویشی سے بیخبر۔ حضرت نے ایک نعرہ مارا۔ اور اوٹہکہڑے ہوے۔ گہوڑے پر سوار ہوکر اپنے اصحاب کے ساتہہ چلدیے۔ علی شیر کو گالیان دیتے ہوے جاتے تہے ہیبت کے سبب سے

[1] یہان اصل نسخہ مین مقام کا نام نہین ہے ۱۲

کسیکو مجال دم زدن نہ تہی۔ اوسیوقت عالم غیب سی سخت ہوا چلنی لگی۔ اور زمین اسطرح کانپی کہ گویا قیامت آگئی۔ سب خیمہ لشکر گر گئی۔ گھوڑی رسیان توڑا کر بہاگ گئی۔ فوج کی لوگ واویلا کرنی لگی علی شیر بہی فریاد کرتا ہوا خیمہ سی باہر نکل آیا اور اپنی خواص جمع کرکی اونکو حضرت امیر عارف کی پیچھی روانہ کیا اور کہا یہ سب آفت اونکی غضب کی وجہہ سی نازل ہوئی ہی۔ وہ بہت غصہ ہوا فسو گئی ہین۔ اوسکی نواب اور امیرون نی حضرت کی بہت خوشامد کی مگر آپ واپس نہین آئے۔ آخر اپنی داماد امیر سعید الدین مبارک کو خدمت مین روانہ کیا اور عفو تقصیر چاہا۔ اور یہ بہی کہلا بہیجا کہ آپکی عفو کی یہ نشانی ہی کہ آپ مجہی اپنی کلاہ عنایت کرین۔ امیر سعید الدین اپنی خواصون سمیت حاضر ہوا۔ اور نہایت عجز وزاری کی۔ آپ نے رحم فرمایا۔ اور کہا ارادہ تو یہہ تہا کہ علی شیر کو قارون کی پہلو مین سلاؤن۔ مگر محمد یون کو اسکی پیروی چاہئی کہ اهدِ قومی فانهم لا يعلمون (میری قوم کو ہدایت کر وہ ناسمجہہ ہین) اور اس ارشاد آلہی کا اتباع ضرور ہی کہ ہماری رحمت ہماری غضب پر غالب ہی۔ مینی اسکی قصور کو عفو کیا۔ پھر اپنی کلاہ مبارک بہی عنایت کی اور فرمایا جب تک اوسکی سر پر ٹوپی رہیگی۔ کوئی آفت سر نہین آئیگی مسلمان مریگا اور عاقبت بخیر ہو گی۔ اوس نی کئی عمدہ گہوڑی۔ چوغے۔ پانچ تکڑی صوف کی تین ہزار رر نقد اور پانسو من اطلی آپکی اصحاب کی واسطے بہیجی۔ جب حضرت کوناہیہ مین آئی چلپی یعقوب بیگ اپنی لڑکی کو گود مین لئی ہوئی حاضر ہوئی۔ مریدون مین داخل ہو کر بہت خدمت کی۔

حکایت منقول ہی کہ پہلی بار حضرت امیر عارف شہر (برزکی[ؔ۱]) مین پہنچی تو اوسوقت تک مبارز الدین محمد ولد رحمۃ اللہ علیہ نی اس ولایت کو اور توابعات کو فتح نہین کیا تہا۔ چند سوار اور پیادہ اوس کی پاس تہی۔ اور علی شیر کی فوج مین (سوباشی) تہا۔ ایک روز شب کو آپکی خدمت مین حاضر ہوا۔ بہت کچھ عجز وزاری کی۔ حضرت نی اوس پر عنایت کی۔ اپنا (چماق) اوسکو عطا کرکے فرمایا جو کوئی تجہسے سرکشی کریگا اوسکا سر اس سی توڑنا۔ اب بہت سی ملک تو فتح کریگا۔ اور تیری اولاد مین حکومت باقی رہیگی اونکی سر پر چماق رکہا اور عرض کیا کہ اس سی اپنی نفس کو مارونگا اور دشمنان دین کو قتل کرونگا۔ چنانچہ اُسی روز سے

[ؔ۱] اصل نسخہ مین یون ہی لکہا ہی ۱۲

ہوگا فیوما اوسکی ترقی ہوئی۔ ملک فتح ہوئے۔ دین کے دشمنون کو غارت کیا جس دشمن نے اوسکے ملک کا قصد کیا وہ ذلیل وخوار ہوکر قتل ہوا۔ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت کی دعا سے قیامت تک وہ یون ہی موید اور منصور رہیگا۔ منقول ہو کہ حضرت سلطان ولد مبارز الدین محمد بیگ کو۔ (سوباشی) کہتے تھے اور اوس پر بہت عنایت فرماتے تھے۔ اوسکو سلطان الغزاۃ بھی فرماتے تھے۔ امرائے مغل وترک مین اوسکی تعریف کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ شجاعت۔ سخاوت۔ اور مردانگی اوس سے سیکھنا چاہئے وہ بھی ہر سال آپکی خدمت مین تحفے بھیجا کرتا تھا۔ مولانا کی خدمت مین ثابت قدم تھا اسلئے اونکی عنایتین اوسکی خبر گیری کرتی تہین

حکایت منقول ہو کہ بہاء الدین انشوز تاشاہ دریائی سفر مین کئی بار پریشان ہوا۔ اور ہر دفعہ دیکھا کہ حضرت امیر عارف آئے اور کشتی کو اپنے ہاتہہ سے ڈوبنے سے بچا لیا۔ اور چند بار اسنے صف جنگ مین دیکھا کہ کفار سے لڑرہے ہین اور اونکو قتل کرتے ہین۔ اسی سے اوسکا اعتقاد زیادہ بڑہتا گیا۔ اور ہمیشہ وہ غزا مین کوشش کرتا تھا۔ آخرکار لڑائی مین شہادت پائی۔ اور سعادت ابدی حاصل کی۔ کہتے ہین اوسنے ایک دفعہ خواب مین دیکھا کہ حضرت امیر عارف اوسکے سامنے یہ شعر پڑہتے ہین اور معنی بیان کرتے ہین۔

ہرکہ برات حفظ ما دارد

حکایت بندۂ خاکی مولف کتاب نقل کرتا ہو کہ ایک عالم سمرقند کے رہنے والے مولانا نور الدین نامی نے حضرت امیر عارف سے بیعت ہوئی تہی۔ مگر وہ فضول نفس اور گستاخ تھے اکثر اوقات اسکے تکبر اور غرور سے خدام اونسے مکدر ہوجاتے تھے۔ ایک دن حضرت نے فرمایا ہمارا خلاط اولاد اشرف کے پاس لیجاؤ اور ہمارے درویشون کے لئے روغن۔ گیہون وغیرہ لیکر جلد چلے آؤ۔ وہ تیار ہوکر گہوڑے پر سوار ہوتے تھے کہ زین کا تنگ ٹوٹ گیا اور اوندھے منہ نیچے گرے۔ جسوقت وہ روانہ ہوئے حضرت نے فرمایا یہ شخص پہر سلامت نہ آئیگا اسوقت سب اصحاب مولانا روم صاحب کی تربت پر کھڑے تھے سب کو اونکے ۔۔ پہر نہین نکلے ۔۔ آیا۔

سلہ اصل نسخہ مین یون ہی لکہا ہے ۱۲

چوتہی روز خبر ملی کہ نورالدین سمرقندی کو ولد اشرف نے قتل کرا دیا - محمد بیگ ولد اشرف کی پاس ایک شخص شاعر اور فاضل قدیم سے مصاحبون مین تہا - اور سفرون مین ساتہہ رہا ہوا تہا - اوسکا نام طرازی تہا - اوس نے نورالدین کو اپنی گہر ٹہرایا - باہم کچہہ بحث ہوی نورالدین نے طرازی کو مار ڈالا ولد اشرف کو یہ بات سنکر بہت شرمندگی ہوی - مفتیون نے نورالدین کے قتل کا فتوی دیا - ولد اشرف نے اونہین قتل کرا دیا - اور دونون ایک ہی جگہہ دفن ہوی - اوسکے قتل کی خبر سنکر حضرت نے فرمایا - وہ اصحاب کی وجہہ سے قربان کیا گیا - وہ دوستون کی فکر مین تہا اور اوسکا نفس ہونکنے والا کتا تہا ولد اشرف نے حضرت کی خدمت مین معذرت کا خط لکہا - آپ نے جواب دیا کہ تم اس معاملہ مین محض آلہ تہی - اور یہ شعر لکہا -

ہر کہ او پیش جنبش شم گرچہ سیمرغ است زارش میکشم

حکایت منقول ہی کہ حضرت امیر عارف چلپی توقات کو تشریف لیگئی - شہر کے اکابر سلطان کی بیویون اور معین الدین پروانہ کی بیٹی نے آپکی بہت تعظیم و تکریم اور خدمت کی - توقات مین ایک بہت بڑی عالم تہی - جنکو بہاءالدین جندی کہتی ہین - تمام علوم دین اور علم طریقت مین اونکا کوئی نظیر نہ تہا تقوی اور ریاضت مین گویا مجسم فرشتہ اور مشخص روح تہی - خواجہ منیر کی خانقاہ کا تعلق معین الدین پروانہ کی بیٹی سے تہا - اوس نے کہا کہ شیخ بہاءالدین کو خانقاہ مین بٹہایا جائی - اور حضرت امیر عارف چلپی اور وہ دونون ایک سجادہ پہ بیٹہین - اسلیے کہ حضرت امیر عارف بہی سلطان زادہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے عالی رتبہ خلیفہ کے بیٹے ہین - جلسہ مین سب لوگ جمع ہوی - حضرت امیر عارف اپنی عادت کی موافق ایک کونے مین جاکر بیٹہہ گئی - بہاءالدین خانقاہ مین آئے تو حضرت سے مصافحہ بہی نہین کیا اور لوگون نے اونہین صدر مین بٹہایا - وہ بہی تجاہل کر کر وعظ مین مصروف ہو گئے - آخرکار قرآن خوانی کے بعد گویون نے غزلین پڑہین - لیکن کسی شخص کو کیفیت پیدا نہین ہوئی - بعد کو حضرت امیر عارف نے ایک نعرہ مارا اور سماع شروع کر دیا -

دو ایک صوفیون کو آپ نے حالت سماع مین اوٹہا کر زمین پر دے مارا - شیخ زادہ توقاتی اور چند اور لوگ

اپنے گھروں کو بھاگ گئے۔ بہاء الدین نے عاجزی سے حضرت کے قدموں پر سر رکھکر عرض کیا مجھے آپکے موجود ہونے کی اطلاع نہ تھی۔ للتٰہ قصور عفو فرمائیے۔ آپ نے فرمایا جو کچھ ہونا تھا ہوچکا۔ اب اسکی تدبیر کرو۔ بہاء الدین آہ کرکے بیخود ہو گئے۔ حضرت نے پھر یہ رباعی پڑہی۔

با عالم خوش است رہنمائی کردن باحلم بخلق آشنائے کردن
بے علم تو پیشوا نگردی ہرگز کاریست بزرگ پیشوائے کردن

علم لدنی ہمارا علم ہے۔ وہ علم مدرسہ نہیں ہے۔ شیخ بہاء الدین صدق دل سے مرید ہوگئے اور کہنے لگے اب مرنا ہی ٹہرا تو بہتر یہ ہے کہ مرید ہوکر مروں۔ چندروز علیل رہے آخر اس واقعہ سے تیرہویں روز انتقال ہو گیا۔

حکایت بندہ افلاکی مولف کتاب روایت کرتا ہے کہ لاذیق کے سفر میں مجھسے ایک خطا ہو گئی حضرت امیر عارف نے اوسیوقت میری طرف دیکھا۔ میری حالت بدل گئی۔ تپ محرقہ ہو گئی اسقدر شدت ہوئی کہ زندگی کی امید جاتی رہی۔ مجھے اچھی طرح یہ محسوس ہوتا تھا کہ مجھے اوندہے منہ جہنم میں لٹکاتے ہیں اور پھر نکال لیتے ہیں۔ اوسکی گرمی سر میں چلا جاتا تھا۔ اور ملک الموت ہر وقت سامنے نظر آتا تھا۔ مینے بہت گریہ وزاری کی مگر حضرت نے ذرا التفات نہیں کیا اور نہ عیادت کو آئے۔ چالیس روز کامل اس بلا میں مبتلا رہا۔ عید الضحیٰ کی عرفہ کے دن آپ کو تاہیہ میں پہنچے میں زاویہ کے ایک گوشہ میں پڑ گیا۔ تپ کی یہ شدت تھی کہ نہ ہلنے کی طاقت تھی اور نہ بات کرنے کی مجال تھی زندگی سے بالکل ناامید ہوکر اوسوقت میں رو رہا تھا کہ ناگاہ حضرت تشریف لائے میرے سرہانے کہڑے ہوکر مسکراکر مجھے دیکھا۔ اور فرمایا اٹھہ اور اپنے کان پکڑکر تین بار اوٹہک بیٹہک کر۔ اور کہو۔

ربنا انا ظلمنا ظلم رفت رحم فرما اے رحیم رفت

پھر ایک انار عنایت کیا اور فرمایا مثنوی پڑہو اور سماع میں مشغول ہو۔ اوسیوقت میرا مرض اسطرح جاتا رہا کہ گویا کبھی تھا ہی نہیں۔ اب جب تک زندہ ہوں اوس درگاہ کی دوڑ دوڑ نا رہونگا۔ اس قسم کی کرامتیں اور ولایت کی نشانیاں ہر حالت میں لاکھوں سرزد ہوتی تہیں۔ کبھی اونکا اظہار

کرتے رہتے تھے اور چھپا لیتے تھے۔ البتہ جو محرم اسرار تھے انپر ظاہر فرما دیتے تھے۔

حکایت منقول ہے شیخ مکی رحمۃ اللہ علیہ قونیہ کے اکابرین سے اور سلاطین و ملوک کی صحبت یافتہ حضرت امیر عارف کے محب خاص تھے۔ وہ بیان کرتے ہین کہ حضرت سلطان ولد اور حضرت امیر عارف مین باہم کدورت ہوگئی تھی۔ یہانتک کہ آمدورفت بھی بند تھی حضرت سلطان ولد کو محبت کا جوش ہوا تو مجھے بلاکر فرمایا تم امیر عارف کو مولانا روم صاحب کی تربت سے یہان لے آؤ۔ ہم تمہاری دعوت کرینگے اسلیے کہ وحشت کا ازالہ ضرور ہے۔ مینے کہا بہت خوب حضرت امیر عارف سے جاکر اطلاع کی وہ سب اصحاب کے ساتھ آئے۔ مدرسہ مین داخل ہوتے ہی حضرت امیر عارف نے زمین بوس کیا۔ حضرت سلطان ولد نے قریب آکر اونکے منہ پر منہ رکھدیا۔ اور بوسے دیتے تھے۔ اور بہت دیر تک اونہین سینہ سے لگائے رہے اصحاب نے خوشی کے نعرے مارے اور زر نقد نثار کیا حضرت سلطان ولد نے یہہ رباعی پڑھی

تا بہت قدمان چو راہ صحبت پیوست ‌ ‌ ‌ از دو دست نشوئید بہ دست
از خطۂ آب و خاک یک شخص نخاست ‌ ‌ ‌ تا بر رخ او گرد خطائے ننشست

حضرت امیر عارف نے والد کے جواب مین فرمایا۔

ہرگز خطا نکرد جز آنکہ اشارت ست ‌ ‌ ‌ وانکہ خطا کند کہ تو عفو خطاستی

پھر حضرت سلطان ولد نے کھانا منگایا۔ حضرت امیر عارف باپ کے ادب اور حجاب سے سر ڈالے ہوئے بیٹھے تھے اور کھانا نہین کھاسکتے تھے حضرت سلطان ولد وہانسے اوٹھکر حجرے کے مین جا بیٹھے اور فرمایا کہ میرے مقید نہ ہو۔ اچھی طرح کھانا کھاؤ۔ دسترخوان اوٹھنے کے بعد غزل خوانی ہوئی حضرت سلطان ولد نے شیخ مکی سے کہا مینے سنا ہے میرا وارث غزلین خوب پڑھتا ہے۔ اور علم موسیقی مین خوب دستگاہ ہے مین چاہتا ہون کہ وہ خود پڑھے۔ حضرت امیر عارف بار بار زمین بوس کرتے تھے۔ اور شرمندہ ہوتے تھے۔ دو تین بار حضرت سلطان ولد نے اصرار کیا کہ میری خاطر سے کچھہ پڑھو امیر عارف نے فرمایا بغیر آپکے وہ حالت کہان پیدا ہوسکتی ہے حضرت سلطان ولد پر ایک کیفیت طاری ہوئی اور فرمایا مین تو بہت ضعیف ہوگیا ہون تمہارا حریف نہین ہوسکتا۔ البتہ آپ کا حاصل کرنا میرا کام ہے

اور حالت کا پیدا کرنا تمہارا کام ہی۔ مین تو ایک گوشہ مین بیٹھا جاتا ہون تم اُسکی مشغولی و شوق مین
مصروف ہو۔ اور کسی وقت غزلین بھی پڑہنا کہ مین بھی سن لون۔ اور خوش ہوؤن۔ اوس شب مین کچھ
ایسی کیفیت رہی گو یا لیلۃ القدر خیر من الف شہر اسی رات سے مراد تھی۔ صبح کے وقت تک ایسی
صحبت رہی کہ فرشتون کو بھی اوسکی حسرت ہوگی۔ اور روح القدس بھی کہتے ہونگے یالیتنی کنت
معہم (کاش مین بھی تمہارے ساتھ ہوتا)

حکایت اصحاب سے روایت ہی کہ چاند رات کو حضرت سلطان ولد فرماتے تھے عارف کو بلاؤ
تاکہ مین اوسکے منہ پر چاند دیکھون۔ اوسکا منہ تمام عالم اور آدمیون سے زیادہ مبارک ہے
جب آپ امیر عارف کے منہ پر چاند دیکھتے تو منہ چومتے اور یہ پوری غزل پڑھتے۔

پنہان مشو کہ روے تو بر ما مبارک است   نظارہ تو بر ہمہ جان ہا مبارک است
ہر دل کہ با ہواے تو امشب حریف شد   امروز   کہ تو زو دا مبارک است

حضرت سلطان ولد امیر عارف کو ہمیشہ شیخ الارواح کہتے تھے۔ جب دروازہ مین قدم رکھتے تھے
آپ فرماتے تھے کہ دوستو شیخ الارواح آتے ہین۔ اور اونکی تعظیم و تکریم بہت کرتے تھے۔

حکایت منقول ہی کہ ایک دن ارباب تصوف نے آق شہر مین حضرت امیر عارف کی وجہ سے
بڑا جلسہ کیا۔ آپ جلسہ سے نکل کر مولانا کے زاویہ کو جاتے تھے۔ ملک الخلفا اخی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے
زمین بوس کے بعد سوال کیا کہ یہ درویش کسطرح کے لوگ ہین۔ فرمایا۔ یہ لوگ اچھے ہین۔ ظاہر پرست ہین
اپنی حالت سے بیخبر ہین۔ اور روح سکم کی حقیقت سے آگاہ نہین ہین۔ یہ لوگ خدا خوان عارفون کے
پاس بیٹھے ہین۔ اور ہمارے دوستون کی روحین خدا دان ہین۔ ہماری طریقت مین مردان خدادان ہے
نہ کہ خدا خوان۔ اسیطرح معیت اور قربت حق کے مرتبے ہین۔ گو اللہ تعالیٰ کی معیت کل اشیا کو شامل ہی
لیکن کامل کمل کی معیت اور ہی چیز ہی۔ اور اوسکی خصوصیت کی جزا نبیا اور اولیا کے کلام سے ملتی ہی
میرے دادا فرماتے ہین۔

تو تو ہم ہیکنی از قرب حق   کہ طبق کو دور بود از طبق

این نے بینی کہ قرب اولیا صد کرامت دارد و کار کیا
آہن از داؤد موی میشود موم در دست چو آہن میشود
قرب قرب وحی عشق داند ای کرام
قرب برانواع باشد ای پدر مینزند خورشید بر کسار زر
لیک قربست شیدرا کہ ازان آگہ نباشد سدرا
شاخ خشک و تر قرب آفتاب آفتاب از ہر دو کی دارد حجاب
لیک کو ای قربت شاخ طرے کہ انار پختہ از وی میخوری
شاخ خشک از قربت آن آفتاب غیر زود تر خشک

یہ ارشاد اون لوگونکی جواب مین ہی جو بغیر حصول وصول کے اپنے آپکو واصل جانتے ہین۔ اور بعیت کی شیرین پانی کی بغیر پئے ہوئی سیرابی کا دعوی کرتے ہین۔ صرف اسلئے کہ اونکی مقلد مرید اونکی غرور سے مغرور ہو کے سچے اولیا کی صحبت سے محروم رہین۔ مگر امید ہی کہ آخر کو وہ محروم ہی رہینگے اور مرحوم ہونگے کیونکہ اون مین طلب کا مادہ موجود ہی۔ بلکہ شرط قابلیت داد است۔

اسیطرح ایک روز میری دادا انوار قرب مین مست و رغرق تھے۔ اوسوقت فرمایا۔

لعینان خستہ اند رحیمان جستہ اند ماز پے رحمت قوم لعین آمدیم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین۔ میری شفاعت امت کی گناہگاران کبیرہ کیلئی ہی خادمون نے یہ سنکر بہت خوشی منائی اور زمین بوس کیے۔

حکایت منقول ہی کہ ایک دن ایک فقیرہ عالمہ۔ صاحبدل حضرت امیر عارف کی خدمت مین آئی بہت سے تحفے اور کپڑے نذر کیے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک روز اوس نے عرض کیا کہ قیامت مین ہم بیچاری عورتون کا کیا حال ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ بہشت مین جاؤگی اور حورین خدمت کرینگی کہا الحمد للہ۔ مگر اور کیا ہوگا۔ حضرت نے فرمایا۔ شراب طہور ملیگی۔ اور خوب عیش سے زندگی گزریگی۔ اوس نے عرض کیا اور کیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ روزمرہ مومن اور درویش اولیا اور

صلحا کی ملاقات کو آیا جایا کرینگے۔ اور ایسی ایسی نعمتین ملینگی کہ جس سے نفسون کو مزا اور آنکھون کو لذت ملیگی نسبت یہ ہے۔ [illegible] ہوگا۔ وہ ایسی طرب طہور کہ ادنیٰ ابدی خوشی مین برسون مست و بیخود پڑے رہینگے۔ پھر اوس نے عرض کیا اور کیا ہوگا۔ فرمایا۔ مردون کے عضو مخصوص مناروں کی طرح ہونگے اور اونسے عورتون کو آسایش ملیگی۔ اوس فقیرہ عالمہ نے اوسیوقت اخلاص سے زمین بوس کیا۔ جو کچھ لباس پہنے تھی سب گویون کو دیدیا۔ اور خوشی خوشی رخصت ہوئی۔

حکایت حضرت امیر عارف شہر لارند کو تشریف لیگئے وہان کے سب امرا۔ اور امیرزادے معتقد ہوکر مرید ہوگئے۔ فخر الخلفا اخی احمد بیگ ولد قلی اوس زمانہ مین نوجوان تھا۔ تنگ قبا پہنتا تھا۔ اور سب سے علیحدہ روش تھی۔ اولیا کے عالم سے اوسکو بہت ہی دوری تھی۔ اوس سے پہلے جو مرید تھے وہ ضعیف اور بدطبع تھے۔ وہ آپکے مریدون مین۔ ہر طرف ڈھونڈتا تھا اور خوب خدمت کرتا تھا۔ ایک روز حضرت امیر عارف نے اوسے سامنے بلا کر فرمایا کہ تجھپر عشق کا غلبہ زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اب خلاص سے ساتھ خدمتگزاری پر کمر باندھو۔ اور اس قوم کے (مریدونکے) سردار ہو۔ زاد یہ بناؤ۔ اور عشق اور سماع مین مشغول ہو۔ وہ فوراً زمین بوس کرکے مرید ہوگیا۔ قبا درویشی پہن لی۔ اوسکو یہ کمال حاصل ہوا کہ وہان کے منکرون کو بھی اوس نے ذلیل کردیا

حکایت اصحاب کرام سے روایت ہے کہ حضرت امیر عارف آخری سفر مین لارند سے روانہ ہوکے اسٹرا قصبہ مین آکر ٹھہرے۔ وہان کے اکابر اور شیوخ نے سماع کی مجلسین کین اور بہت اعزاز واکرام کیا دس دن کے قریب وہان قیام کیا۔ ایک دن شب کو خواب مین آپ بہت روئے اور آہ آہ کرتے رہے۔ صبح کو خدام نے کیفیت دریافت کی۔ فرمایا مینے عجیب خواب دیکھا مجھے ایک ایسا باغ نظر آیا کہ نہ آنکھون سے دیکھا نہ کانونسے سنا۔ نہر کے کنارے طرح طرح کے درخت اسقدر گنجان تھے کہ آفتاب کی شعاع زمین پر نہین پڑتی تھی - درختون کے سایہ مین خوبصورت حورین پھر رہی تھین۔ نہر کے دوسری طرف مینے دیکھا کہ ہمارے حضرت خداوندگار سیر کررہے ہین مجھے حیرت تھی کہ آپ یہان کیا کررہے ہین۔ اتنے مین حضرت نے دست مبارک سے مجھے اشارہ کرکے فرمایا۔ عارف وہان کیا کررہا ہے۔ اب قیام کی مدت پوری ہوگئی۔ جہان مین ہون

یہان آ- پھر تجہی یہان کی کیفیت معلوم ہوگی- اور کیسے کیسے روحانی معشوق نظر آینگے مین آپکو اوس
[illegible] وقت عالم علوی کی سیر [illegible] یہ شعر پڑہا-

وقت آن آمد کہ ما عریان شوم	جسم بگذارم سراسر جان شوم

وہان سے دوسرے دن قونیہ کو چلدی- قونیہ مین آکر تہوڑی تہوڑی ملالت ظاہر ہونے لگی اور بیماری روز بروز بڑہنے لگی- ایکدن صبح کے وقت مکان سے نکل کر مولانا روم صاحب کی تربت پر تہوڑی دیر کہڑی رہے اور زبان سے کچہہ نہین فرمایا- سب اصحاب بہی صف بستہ کہڑے تہے اوس روز اتفاق سے ذیقعدہ ۷۱۹ھ کا آخری جمعہ تہا- ناگاہ سورج کا طلوع شروع ہوا- آفتاب نیزہ بہر بلند ہوا تہا- اوسوقت آپ نے فرمایا-

سیر و د چون گوے زرین آفتاب	اے عجب اندر خم چوگان کیست

پھر مسکراتے ہوے آفتاب کو دیکہکر فرمایا-

آفتاب آفتاب اندر او لیا	آفتاب از نور شان گیرد ضیا

تہوڑی دیر کے بعد فرمایا مین دنیا سے رنجیدہ خاطر ہون اس آفتاب کے نیچے رہنا منظور نہین ہے اب وہ وقت ہے کہ فرقدان کی فرق پر قدم رکہون- اور آفتاب کے اوپر چلا جاؤن اور یہہ پوری غزل پڑہی-

ہر نفس آواز عشق میرسد از چپ و راست	ما بفلک میرویم عزم تماشا کراست
ما بفلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم	باز ہمان جا رویم جملہ کہ آن شہر ماست

یہ غزل پڑہتے جاتے تہے اور سیر کرتے پہرتے تہے- سب اصحاب رونے چیخنے لگے- فرمایا- اب بغیر مرنے کے چارہ نہین ہے زندگی بہر مین یہ چاہتا تہا کہ سیر و سفر مین رہون- ظاہری جہان کی بہی سیر کرون اور اپنے باطن کی سیر کرون- اسلئے کہ اس عالم مین ارواح کا بہی کام ہے کہ آفاق و انفس کے عجائبات کی سیر کرین- آجکل ملالت کی وجہہ سے حرکت سے عاجز ہون اور بالکل سفر نہین کر سکتا پہر یہی بہتر ہے کہ سفر آخرت ہی کرون سیرا دنیا مین کوئی ہمدم ہمدل- اور مونس نہین رہا- میرے ہمدرد حضرت مولانا روم صاحب ہی ہین

والد تھے۔ اونکے فراق مین کب تک دنیا کی محنت سرائی مین پڑا رہون۔ اب مین حضرت خداوندگار کا مشتاق ہون اور ضرور جاؤنگا۔ پھر ایک نعرہ مارا اور آہستہ آہستہ روتے ہوے مکان مین تشریف لیگئے اوسی حالت مین جمعہ کی نماز مین آئے اور مولانا روم صاحب کی تربت پر حاضر ہوکر سماع شروع کر دیا اوس روز اسقدر شور و فریاد کی کہ تحریر نہین ہوسکتی سماع مین یہ رباعی پڑھتے تھے۔

در کوے دل آرام بسر باید رفت | وز ہستی خویشتن بدر باید رفت
گستاخ نہ باید بر آن مہ رفتن | با چہرۂ زرد و چشم تر باید رفت

سماع سے آکر جسجگہ کہ اب آپ کا مرقد ہو لیٹ گئے۔ پھر فرمایا کہ تربۃ الشخص مدفنہ۔ دجہاں کی خاک سے انسان بنا ہو وہی اسکا مدفن ہے) مجھے اسی جگہہ دفن کرنا۔ اوس روز لوگون کو روتے ہوئے اور فریاد و فغان سے قیامت برپا تھی۔ جمعرات کے دن سے مرض کی زیادتی ہونے لگے۔ علالت بیس روز کے قریب ہی ۲۲ ذی الحجہ کی شب مین سخت زلزلہ آیا۔ زمین برابر ہلتی تھی۔ یہانتک کہ بہت سی دیوارین گر گئین۔ اور تجارت کے مکان گر گئے۔ تین روز تک زلزلہ قایم رہا۔ اوس زمانہ مین شہر قونیہ کا ابدال خواجہ فقیہ احمد قائمقام ایک شخص تہا جسکو لوگ معروف دانشمند کہتے تھے۔ ابتدا مین وہ طالب علمی کرتا تھا۔ اور مغیبات عقلی کے بیان مین اوسکی شہرت تھی۔ وہ تیس برس سے ایک جگہہ خاک پر بیٹھا ہوا تھا۔ گرمی اور سردی اوسی جگہہ گزار دی۔ کبھی اپنی جگہہ سے نہین ہلا۔ وہ رو رو کر کہتا تھا کہ افسوس قونیہ کا چراغ بجہاتے ہین۔ دنیا درہم برہم ہو جائیگی۔ اوس بادشاہ کے پیچھے پیچھے مین بھی جاؤنگا۔ زلزلہ روز آنے لگا تو حضرت امیر عارف نے فرمایا۔ کوچ کا وقت ہے دیکھنا میرے وجود کے لقمہ چرب کے واسطے زمین کسقدر تڑپ رہی ہے۔ لقمہ چرب مانگتی ہے اور فرمایا۔

چون تنم را بخورد خاک لحد چون جرعہ | بر سر خاک ہمہ جان کہ چشم روحم

پھر فرمانے لگے سبحان اللہ کیسے عجیب پرندے ہین۔ تھوڑی دیر تک ٹکٹکی باندھے ہوے ایک طرف دیکھا کئے۔ اور طرح طرح کی حرکتین اور اشارے کرتے تھے۔ اوسوقت یکبارگی سب بڑے چھوٹے مرد و عورت رونے لگے۔ حضرت نے فرمایا۔ غم نکرو۔ میری زندگی بھی تمہاری اصلاح حال کیلیے تھی

اور سفر بھی تمہاری اصلاح کیلئے ہے دنیا سے فراق ضروری ہے۔ وصال بے فراق کے ممکن نہیں مجھکو خوشی سے رخصت کرو۔ اگرچہ بظاہر جدائی ہے۔ مگر حقیقت میں تم سے جدا نہیں ہون۔

در غیبت صورتے غرامت نبود | گر بے تو دمے زیم غرامت باشد

تلوار جب تک میان میں ہے کاٹ نہیں کرسکتی۔ میان سے باہر نکل کر کام کرتی ہے۔ آیندہ میں پردہ غیب سے تم کو نصیحت کرونگا کہ اوسکی آواز وہ دوست سنیگے جنکے کان ہیں۔ آپ یہی باتیں کررہے تھے کہ آپکے بڑے فرزند شاہزادہ معظم امیر عابد آئے اور باپ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ اس بندہ خاکی افلاکی (مولف کتاب) نے رو کر حضرت امیر عارف کے قدمون پر سر رکھکر عرض کیا کہ آپ تو سفر پر آمادہ ہیں۔ مجھکو کسکے سپرد کرتے ہیں اور کیا وصیت فرماتے ہیں۔ فرمایا تم سب حضرت خداوندگار سے تعلق رکھتے ہو وہی فکر کرینگے۔ مینے پھر عرض کیا کہ مین بیچارہ غریب اور یتیم ہون۔ کیا کرون اور کہان جاؤن۔ فرمایا مولانا روم صاحب کی تربت پر حاضر رہو۔ اور وہانکی خدمت میں سعدی سے کام کر۔ اور جیسے جو کہا تھا کہ میرے آبا و اجداد کے مناقب جمع کر انکو لکھکر پورا کر۔ اور سستی نہ کر تاکہ حضرت خداوندگار کے سامنے سرخرو ہو اور اولیا تجھسے خوشنود ہون۔ سب آپکے اصحاب رو رہے تھے اور مرے جاتے تھے اور کانپتے تھے کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے حضرت نے آنکھیں کھولکر یہ شعر پڑھے۔

صورتم پنہان شد و معنی نہفت | گفتنی ہا را بنا محرم نگفت
آنکہ محرم بود آگاہید ازو | لیک آن در ہائے قیمت را بسفت
اے حسرت خوبان جہان روئے خوشت | وے قبلۂ عاشقان دو ابروی خوشت
از جملہ صفات خویش عریان گشتم | تا غوطہ خورم برہنہ در خوی خوشت

پھر اللہ اللہ کہتے تھے ایک آہ کی اور یہ رباعی پڑھی۔

آن وقت کہ بحر کل شود ذات مرا | روشن گردد جمال ذرات مرا
زان می سوزم چو شمع در رہ عشق | یک وقت شود جملۂ اوقات مرا

غرضکہ ظہر اور عصر کے درمیان میں سہ شنبہ کے دن چودھوین ذی الحجہ ۷۱۹ھ کو رحلت فرمائی۔

ہم در ان دم شد درازو جان بداد ہمچو گل خندان وشاد
از ہمی بشنود نور آفتاب سوے اصل خویش باز آمد شتاب
نور دیدہ نور دیدہ باز گشت ماند در سودائے او صحرا و دشت

جسوقت تابوت آیا۔ وہ تھوڑا چھوٹا نکلا۔ دونون پائے مبارک اندر نہین آتی تھی سب اصحاب واویلا کرنے لگی۔ اوسیوقت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تابوت خود بخود دراز ہوگیا۔ اوس روز بہت سے زنار توڑے۔ تابوت کے ساتھ زن و مرد روتے جاتے تھے۔ سردی سے برف جمی ہوئی تھی اور اوس برف پہ لوگ چل رہے تھے مگر حضرت کی برکت ولایت سے کسی شخص کو برف سے ایذا نہین ہوئی۔

بندۂ خاکی (مولف کتاب) نے یہ رباعیان لکھکر آپ کے مزار پر لگا دین۔

عارف چلپی کہ رست از قید حیات در ذات نظر کرد برون شد ز صفات
پس یونس روح او مثال ماہی از کشتی تن جست در ان بحر حیات
عارف چلپی کہ کفو ہمتاش نبود در کنج جہان چو گنج گنجائیش نبود
از کون و مکان بلامکان نقل کرد زیراکہ درین منزل گنجائیش نبود

دوسری بار بہی حضرت نے اس کتاب کو پورا کرنیکی ہدایت کی۔ بقدر امکان اور اپنی قوت کے ذہنی اس کتاب مین کوشش کی۔ الحمد للہ والمنۃ کہ حضرت کی عنایت سے یہ کتاب پوری ہوی۔ واللہ الہادی والیہ المآب والعاقبۃ للمتقین والحمد للہ رب العالمین۔

فصل نہم

حالات چلپی شہاب الدین امیر عابد عظم اللہ ذکرہ

حکایت بندۂ خاکی (مولف کتاب) کہتا ہے کہ حضرت امیر عارف قدس اللہ روحہ العزیز کی عنایت حضرت چلپی عابد پر بہت تھی۔ آخر عمر مین حضرت عارف نے حضرت عابد کو اپنے تخت پہ بٹھا دیا تھا

اور خود عالم عین سے عالم غیب کو رحلت کر گئے تھے کل کاروبار مریدون کے اور اولاد کے اونکے سپرد کر دئے تھے
اسیطرح سے میرے پیرو مرشد کے کل مرید اور متعلقین اونکی خدمت اور عزت اس طرح کرتے تھے کہ جسطرح غلام
اپنے مالک کی کرتے ہین- انتہائے کرم اور اتصاف جبلی کی وجہ سے جو کچھ نقد و جنس آتا تھا- وہ سب اولاد
اور مریدون کے صرف مین خرچ ہوتا تھا- آپ نے ایسی بخشش اور کریمی کی کہ حاتم طائی گویا اونکا محتاج تھا
حضرت چلپی عابد سے والد کی زندگی بھر ثابت قدم اور وفادار رہے- اور والد کی تعظیم و تکریم مین نہایت
کوشش کرتے تھے وفادار اونکی جان پر ہزارون رحمتین نازل ہون

آن جماعت را کہ دانی بودہ اند — از ہمہ اضعاف افزودہ اند
گشت دریا ہا مسخر شان گروہ — جان عنصر نیز بندہ آن گروہ

حکایت بندۂ خاکی (مولف کتاب) عفی اللہ عنہ روایت کرتا ہے کہ جب حضرت چلپی عابد
تخت مبارک مولوی پر بیٹھے- اور حضرت سلطان ولد کے مکان کو نور عارفی سے منور کیا- اور
پیر طریقت ہوے- احسان وعطا کے دروازے کھولدیے- ترک دنیا اور سخاوت صدیقانہ مین کمال کر دیا
چلپی عابد قلندرانہ مزاج کے آدمی اور عالم کی قیود سے آزاد تھے- غرضکہ زبدۂ احرار اور قدوۂ ابرار تھے
ہمیشہ اپنی روح کے ہم نفس اور مطلوب حقیقی کو اپنی ذات مین مشاہدہ کرتے تھے- ہر وقت اپنے حال
باطنی کے گرد پھرتے تھے اور اہل دید کی متابعت کے ذوق مین تقلید شخصی کا اتباع نہین کرتے تھے- بوجہ بلندی کے
بادشاہانہ عیش کرتے تھے اور منکر طعنہ زنون کے طعنون سے نہ ڈرتے تھے اور نہ عاجز ہوتے تھے-
اور یہ شعر پڑھتے تھے-

دانی کہ درین کوی رضا بانگ سگان چیست — تا ہر کہ مخنث بود آن را بر ہاند
حاشا کہ سوارے کہ بود عاشق این راہ — کے بانگ سگ کوے دلش را بطپاند

اتفاق سے اوسی زمانہ مین تمورتاش بن چوپان رحمہم اللہ ایک امیرزادہ کو شہر قونیہ کا شیخ بنایا گیا-
اور قرمانیون کی اولاد ۷۲۰ھ مین خارج کر دیا تمورتاش قونیہ کے کل توابع اور لواحق پر مستولی ہوگیا
اوسکو دعوی تھا کہ مین صاحب قران بلکہ مہدی زمان ہون- لیکن بدل مال مین اپنا نظیر نہین رکھتا تھا-

عدل مین نوشیروان ثانی تھا۔ جوان سن دین۔ اور پاک دامن تھا۔ روم کے کل اکابر۔ علما شیوخ۔ امرا اور لشکر کے سردارون نے اوس سے بیعت کی اور پیشوا بنایا۔ علما مین افضل لوگ مولانا نجم الدین طیبی شیخ زادہ توقانی۔ ظہیر الدین خطیب قیصریہ۔ شیخ ناصر الدین صوم۔ مولانا امیر حسن طبیب۔ قاضی شہاب ملکیہ۔ قاضی لشکر و بعامی۔ واعظ حسام تار[۱]علی وغیرہ اور ہر شہر کے کل علما اور فضلا اوسکے معتقد ہوگئے اوسکو معتقد ابنا کر یار فروشی کرتے تھے اور مدعا حاصل کرنے اور منفعت پانیکے لیے اوسکی مدح مین مبالغہ کرتے تھے۔ اسیطرح اور لوگون کو بھی اوسکی متابعت کی ترغیب دیتے تھے۔ تیمور تاش کو بڑی تمنا تھی کہ حضرت چلپی عابد اور کل اونکے خاندان کے لوگ بھی اوسکی جماعت مین شریک ہون۔ اور خفیۃً و علانیہ اوسکی خدمت مین حاضر رہین۔ لیکن اوسکو اہل دل کی مال کی طرف سے بے رغبتی اور استغراق حال کی خبر نہ تھی۔

آرے صنما جو در دلت دردی نیست در در دل دیگران ببازی شمری

بدگو حاسد اور دشمن اوس سے یہ ظاہر کرتے تھے کہ وہ سرکشی کرتے ہین تجھسے مخالف ہین اور تجھکو پسند نہین کرتے ہین حضرت چلپی عابد دور سے تماشا دیکھتے تھے اور اونکی مجمع مین کم آتے جاتے تھے۔ اسلئے تیمور تاش کو بہت رنج تھا اوس نے ملک الامرا امیر ارسا بیگ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ چلپی عابد کو بطور ایلچی اوج کے امراکے پاس بھیجنا چاہیے۔ قونیہ مین نہ رہین۔ اور وہانکے لوگون کو اصرار کے ساتھ ہماری متابعت کی ترغیب دین۔ اگر ان لوگون نے اطاعت کرلی تو بہتر ہے ورنہ وہ خود بھی وہین رہین امیر ارسا بیگ نے بہت منع بھی کیا مگر اوس نے نہین مانا۔ حضرت چلپی عابد نے بھی ارسا بیگ کی معرفت بھیجا کہ اس معاملہ سے معاف رکھا جاؤن مگر کسیطرح عذر قبول نہوا بلکہ ارسا بیگ نے بوجہ اعتقاد اور محبت کے کہا کہ مصلحت یہی ہے کہ اسوقت آپ چلے جائین۔ اسطرح حجت کم ہو جائیگی اور توہین سے نجات ہوگی۔ طوعاً و کرہاً حضرت عابد چلپی مولانا روم صاحب کی تربت پر حاضر ہوئے۔ اپنے اجداد کی زیارت کر کے متوکلا علی اللہ روتے اور نعرے مارتے ہوئے اور یہ شعر ورد زبان ستھے۔

---

[۱] اصل نسخہ مین یہی لفظ ہین ۱۲

اولیا اطفال حق اند اے پسر — غائبی و حاضرے بس باخبر
غائبی مندیش از نقصان شان — کو کشد کین از برائے جان شان
حارسی دارم کہ ملکش سرے سزد — واند آن بادی کہ بر من می درد
سرد بود آن باد باگرم اے علیم — نیست غافل نیست غائب ای سقیم

پھر درد دل سے آہ کی اور فرمایا میری واپسی تک ان مین سے کوئی یہان نہین رہیگا چنانچہ جب اللہ تعالی کی عنایت سے اون کی سیر سے واپس آئے تو قونیہ مین سوائے امیر ظہیر الدین ولد تاج قبول کی کوئی بھی نہین تھا۔ سب ملک شام مین چلے گئے تھے۔ اور وہ جماعت خود پریشان ہوگئی جس شب مین ہم قونیہ مین داخل ہوئے اوسی شب مین امیر ظہیر الدین قلعہ کو الٹ کر چلا گیا۔ اکثر حاسد کہ بخیال یحبون العاجلة ویذرون وراءهم یوما ثقیلا۔ مغرور تھے اور حضرت چلپی عابد کو پریشان کرتے تھے وہ سب آوارہ و پریشان ہوگئے۔ حضرت چلپی عابد فرماتے تھے۔

ولد الزناست حاسد منم آنکہ طالع من — ولد الزناکش آمد چو ستارۂ یمانی

اوس سفر مین۔ وعسى ان يكرهوا شيئا وهو خير لكم عالم غیب سے اسقدر فتوحات حاصل ہوئین کہ بیان سے باہر ہین۔

حکایت حضرت چلپی عابد ابو سعید خان انار الله برهانه کے زمانہ مین شاہی لشکر کو گئے تبریز مین بادشاہ زادہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت عابد وزیر سلطنت خواجہ شمس الدین امیر محمد ولد صاحب اعظم خواجہ رشید الدین سے ملے۔ اور ایک بہت چھوٹا سا معاملہ جسکی ضرورت درویشون کے لئے تھی وزیر اعظم کے سامنے پیش کیا۔ وزیر نے تغافل کیا۔ اور اوس کام کے اجرا مین مطلق التفات نہین کیا حضرت چلپی عابد اور شاہزادہ کو نہایت انفعال ہوا۔ وہانسے غصہ مین حضرت روم کو روانہ ہوئے اور یہ شعر پڑھا۔

کان ذا البعض حسبنا لم یکن

حضرت چلپی عابد قونیہ مین آئے۔ شاہزادہ اُنکے جلد آنے کے بعد دریائے تیمون سوت[1] کو عبور کرکے ترکستان کو

---

[1] اصل نسخہ مین یون ہی لکھا ہے ۱۲

چل دیا۔ سلطنت کے زوال کا باعث بھی تھا۔ اونکا اقبال برگشتہ ہوگیا۔ اور باہم مخالفت کرکے ایک نے دوسرے کو زیر و زبر کر دیا۔ اور اونکا کوئی معاون اور مددگار نہ رہا۔ اور اسی مخالفت نے آپس مین چلی جاتی ہو اُنکی جماعت متفرق ہوگئی۔ اور اون بزرگون مین سے کوئی بھی نہین رہا بس وہی ایک ذات باقی ہے جسکو زوال نہین ہے۔

خشم مردان خشک گرداند سحاب	خشم دلہا کرد عالم را خراب
تا دل مرد خدا نامد بدرد	ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد
بس بہر دوری ولی قائم است	تا قیامت آزمائش دائم است

حکایت اصحاب کرام سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت مولانا روم سے معین الدین پروانہ نے عرض کیا کہ چنگیز خان کی اولاد کی حکومت کب ختم ہوگی۔ اور انکا انجام کیا ہوگا مولانا نے فرمایا کہ جب سے مولانا یعنی میرے والد خوارزم شاہ سے ناراض ہوکر بلخ سے روانہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے التدعا کی کہ انکا اسم مقدم منتقم کے اقتضا سے ارکان شریعت مین بدعت کرنیوالون سے بدلا لے واللہ عزیز ذو انتقام۔ اللہ تعالیٰ نے مشرق سے مغول کے جرار لشکر کو بھیجکر تختگاہ بلخ و خراسان کو خراب کرا دیا۔ اور یہ حدیث شریف پڑھی کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ وحی نازل کی ان لی جندا اسکنھم من قبل المشرق وسمیتھم الترک وخلقتھم من غضبی مغول کی سلطنت کا زوال اوسوقت سے شروع ہوگا جسوقت وہ میری اولاد کی عزت نکرینگے۔ انکو ایذا کرینگے اور تکلیف پہنچائینگے۔ اور انہو تسلط کی وجہ سے اونکی تعظیم و تکریم نکرینگے۔ اوسوقت غیرت الٰہی کو ضرور جوش ہوگا۔ اور اونکی حالت سے دوسرونکو عبرت دلائینگے۔ وما للظالمین من انصار۔ پڑھا جائے گا فرماتے ہین۔

چاہ مظلم شد ز ظلم ظالمان	این چنین گفتند جملہ عالمان
ہر کہ ظالم تر چہش با ہول تر	عدل فرمود است بد را ہم بتر
گر تو بینی خصم تو از تو رسید	چہرا طیرا ابابیلت رسید

گر ضعیفی در زمین خواہد امان | غلغل افتد در سپاہ آسمان

پروانہ دہا نسو آنسو بہاتا ہوا رخصت ہوا۔ یہ ایسی کرامت ہے کہ عارفان کمل اور اولیا اکمل کے لئے مخصوص ہے۔ ولا یحیطون بشئ من علمہ الا بما شاء۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایتیں خاص تہیں۔ اور وہ مقتدائے اہل جہان ہو گئے۔ وہی انوار وکمالات حضرت سلطان العاشقین معشوق المعشوقین مولانا جلال الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کو ملی ہیں۔ اس قربت کو خود مثنوی مین بیان کرتے ہین۔

در تر اگوشیست بشنود ربود چشمے بہ بین	تاشود ظاہر ز باطن بنیش عین الیقین
ہست معشوق آنکہ یک بود	مبتدا و منتہا بت او بود
چون بیابی اش نمانی منتظر	ہم ہویدا او بود ہم تیز سر
بر احوالست و نی موقوف حال	بندہ آن ماہ باشد ماہ و سال
چون بگوید حال را فرمان کند	چون بخواہد جسمہا را جان کند
منتہا نبود کہ موقوف است او	منتظر بنشستہ بود حال جو
کیمیائے حال باشد دست او	دست جنباند شود مس مست او
گر بخواہد مرگ ہم شیرین بود	خار و نشتر نرگس و نسرین بود
آنکہ او موقوف حال است آدمی است	گہ بحال افزون وگاہی در کمی است
صوفی ابن الوقت باشد در مثال	لیک صافی فارغ است از وقت حال
حالہا موقوف حال ورائے او	زندہ از نفخ مسیح آسائے او
وانکہی ناقص گہے کامل بود	نیست معبود خلیل آفل بود
آنکہ آفل باشد وگہ آن واین	نیست دلبر لا احب الافلین
آنکہ گاہی خوش بود گہ ناخوش است	یک زمانی آب ویکدم آتش است
برج مہ باشد ولیکن ماہ نے	نقش بت باشد ولے آگاہ نے

ہست صوفی غرق عشق ذوالجلال | این چنین فارغ ز اوقات وصال
غرقۂ نوری کہ او لم یولد است | لم یلد لم یولد آن ایزد است
اوچنین عشقے بجو گر زندۂ | ورنہ وقت مختلف را بندۂ

اس آخری زمانہ مین مولانا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص معشوق تھے جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بموجب ارشاد اللہ تعالی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے پیدا ہوے۔ اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مولانا کو ایسی دعا کی تھی۔ مولانا مثنوی مین فرماتے ہین۔

گفت پیغمبر کہ ہست از امتم | کو بود ہم گوہر و ہم ہمتم
مر مرا زان نور بیند جانشان | کہ من ایشان را ہمی بینم بدان

مغول کا خروج حضرت بہاء الدین ولد کی دعا سے ظاہر ہوا کہ خوارزم شاہ کو اونسے تکبر کیا۔ اسیطرح چنگیز خانیون کی تباہی مولانا روم صاحب کی اولاد کی تکلیف دہی اور آزار رسانی سے ہوی جسکی خبر مولانا صاحب معین الدین پروانہ کو پہلے دیچکے تھے۔ یہ ایسی عجیب کرامت اسلئے ظاہر ہوئی کہ اہل عالم کو معلوم ہو جائے کہ صدیق اکبر کی اولاد اللہ تعالی کے ہان کیسی مقرب اور کسقدر مجیب الدعوات ہے حضرت صدیق کا مرتبہ اور بزرگیون کی حالات آیات اور احادیث سے واضح ہین۔ اور سب کتابون مین لکھی ہوی ہین۔ مولانا روم صاحب جیسا کوئی شخص اولیا مین صاحب حکمت۔ صاحب قوت۔ صاحب قدرت۔ صاحب صفت۔ صاحب قدم۔ صاحب دم۔ صاحب حلم۔ اور صاحب عظمت پیدا نہین ہوا۔ خود فرماتی ہین۔

دوران بسی اندر گذشت از دور آدم تا کنون | حیران بماندہ دورہا در لطف این دوران ما

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مظہر عشق الہی مولانا روم تھے۔ اور متابعت نبوی ظاہرا و باطنا اونہین سے مخصوص تھی۔

سر دیگر ہست کو گوش دگر | طوطئے کو مستعد آن شکر
طوطیان خاص را قندیست ژرف | طوطیان عام ازان خود بستہ طرف
معنی سلطے افواہم | این شناس انیست رہ رو را فہم

حکایت بندہ خاکی مولف کتاب روایت کرتا ہے کہ قونیہ مین ایک زاہد کی شہرت ہوئی جسکو شیخ باشا کہتے تھے۔ وہ بالکل مکار تھا۔ مولانا کے خدام سے سلام علیک نہین کرتا تھا۔ اور سماع کا منکر تھا جلسون مین کبہی کسی جگہہ کہانا نہین کہاتا تھا۔ عوام اکثر اوسکے معتقد تھے۔ بیس روز مین تہوڑا سا جو کا آٹا کہاتا تھا[۱] اور گندم نمائی کرتا تھا۔ غصہ کی وجہہ سے ہر وقت لوگون کو تلخ و ترش باتین کہتا تھا۔ اپنے آپکو صاحب ریاضت اور بایزید وقت تصور کرکے نفس امارہ کے جال مین پہنس گیا تھا اور اس شعر کے مضمون سے بیخبر تھا۔

اگر بیہودہ ترش کار زہد راست شدے ۔۔۔ کدو سے سبز بدے بایزید بسطامی

یہ شخص حضرت سلطان ولد کے زمانے تک تو ہیپار رہا۔ حضرت امیر عابد تخت نشینی کے بعد مولانا روم صاحب کے مزار سے مع اپنے اصحاب کے باہر تشریف لیگئے۔ راہ مین شیخ باشا مل گیا۔ وہ منہ پہیر کر وہانسے جلدی نکل گیا اسیطرح اوس نے چند مرتبہ حرکت کی۔ ایک دن حمام قلعہ کے سامنے حضرت امیر عابد سے پہر سامنا ہوا۔ آپ نے اوسکے تین کوڑے مارے۔ وہ اوسیوقت سے صاحب فراش ہوگیا۔ اوسکے دوستون نے یہ قضیہ ملک القضاۃ تاج الدین قلمشاہ کے سامنے پیش کیا۔ قاضی شہر نے امیر عابد سے کہا مناسب یہہ ہے کہ ازراہ کرم آپ اوسکے عیادت کو جائین۔ اور اوسکی خطا معاف کردین۔ آپ عیادت کو گئے۔ وہانسے باہر آئے تھے کہ اوسکا انتقال ہوگیا۔ اوسکے جنازہ مین بہی آپ شریک ہوئے اور اوسکو باغچہ سلطانیہ دفن کیا۔ اسیطرح آپکے بہت سے منکر تباہ اور برباد ہوگئے۔

حکایت منقول ہے کہ امیر ظہیر الدین ولد تاج قزل چندروز قونیہ کا حاکم رہا یہ شخص طرز حکومت اور رعیت پروری مین بے نظیر تہا۔ ایک دن اسکے ہان بندہ خاکی مولف کتاب حضرت امیر عابد کے ہمراہ گیا۔ حضرت امیر عابد کی موچہین کسقدر بڑہی ہوئی تہین۔ اوس نے غصہ سے کہا کہ یہ دراز سبلت (موچہین) کیون نہین ترشواتے ہو۔ تم تو شیخ ہو۔ سپاہی نہین ہو۔ حضرت نے جواب دیا کہ میری سبلت دراز مین مگر تمہاری آنکہون مین سبل (رو) ہے۔ یہان سبلت کا کٹوانا سہل ہے۔ مگر سبل چشم کے علاج کی کوئی سبیل نہین ہے۔ ظہیر الدین

[۱] اصل مثنوی کی عبارت یہ ہے۔ (در مدت بست روز یکمکہ آرد جو میخورد) ۱۲

آپکو جواب سی بہت شرمندہ ہوا اور پہر کچہہ نہین کہا۔ اوسوقت اوسکے لئے مرغ کا کباب تیار ہوا تہا۔ ناگاہ کسی شخص نے حسن تمورتاش کے متعلق کوئی ایسی عجیب خبر دی کہ اوس نے کباب نہین کہایا۔ اور سوار ہو گیا۔ حضرت امیر عابد سے بہت سی معذرت کر کے دعا کا خواہنگار ہوا۔ اوس دن پنجشنبہ تہا۔ دوشنبہ کو وہ وہان پہنچا اور منہ پر کاری تیر لگا۔ اوسی تیر کے زخم سے انتقال کیا۔ رحمۃ اللہ تعالی۔

با خود اندر دیدہ خود خار زد
بر تن خود میزنی آن موش وار
حملہ بر خود میکنی ای سادہ مرد
ہمچو آن شیرے کہ بر خود حملہ کرد

اس سی معلوم ہوا کہ مردان خدا سے اعراض اور اونکے اقوال وافعال پر اعتراض نامبارک ہے اور اس مین بہت بڑا خطر ہی۔

بشنوید از من حدیث بے غرض
از خطر پرہیز آمد مفترض

حکایت بندۂ خاکی (مولف کتاب) نقل کرتا ہے کہ حضرت امیر عابد ولایت اوج کے سفر سے جب واپس آئے ہوئے لاذیق کے قریب پہنچے وہان آپکے خادمون مین ایک شخص سید نامی نوبیاسی برس کی عمر کا تہا۔ اوس نے گستاخی سے حضرت امیر عارف سبزواری کی شان مین کچہہ خلاف کلمہ کہا۔ اور مجہسی کہا۔ افلاکی خبردار رہو مین تیرا حلوا کہاؤنگا بہت جلد تو مرگیا مین تو حضرت عارف کا مقابلہ کا ہون۔ اور عارفون کی میری سامنے کیا حقیقت ہی مینے مطلق جواب نہین دیا۔ اپنے گہوڑے کو ہانکتا رہا۔ حضرت امیر عابد نے فرمایا۔ ایک عارف تو مین ہون اب تیری عمر کے تین ہی دن باقی ہین۔ تیرا حلوا افلاکی پکائیگا۔ اوسی دن ہم لاذیق مین پہنچے۔ وہان پہنچتے ہی وہ بیمار ہوا اور تین دن کے بعد مرگیا۔ حضرت نے اوسکی تجہیز وتکفین کرائی۔ اور فرمایا اوسکے لئے حلوا بہی پکاؤ۔ اسلئے کہ ہمارا قدیمی خدمتگار تہا مگر بے ادب تہا۔ ہمارے حلم پر بہروسا کرکے گستاخی کی۔ غیرت الہی کو حرکت ہوئی۔ اور تیر قضا سے زخمی ہو کر مرگیا۔ تاہم

امید ہو کہ با ایمان گیا ہوگا۔ پہر حضرت رو کر کہنی لگی جو شخص اولیا کی کثرت خدمت ور
صحبت پر مغرور ہو کر نماز نہ ادا کریگا یا صد ادب سی باہر قدم رکہیگا وہ اپنا سر کہو
ہر کہ پا لائق گلیم کشد رخت را جانب کلیم کشد
راہ طریقت جان شریعت اور لب لباب حقیقت ہی۔ اس راہ مین غفلت سی زندگی
کاہل ہونا۔ اور نفس کی خواہشون مین مبتلا رہنا بہت خطرناک ہی نعوذ باللہ
اے دل بی بہرہ از بہرام ترس وز شہان در ساعت اکرام ترس
لطف شاہان گرچہ گستاخت کند تو ز گستاخی تا ہنگام ترس
اہل علم کو واضح ہو کہ اس خاندان تقوی دودمان کی اولاد۔ اور اصحاب کیا مرد
سب کی خلقت عنصر نور اور آب طہور سے ہے۔ لیکن جن آنکہون پر غفلت کی پردہ پڑی ہی
مستور ہین۔ مولانا فرماتے ہین۔
آن موالید از تجلی زادہ اند لاجرم مستور پردہ سادہ اند
اولیائی فی قباب لامکون
ذات باری جلت قدرتہ کے انوار کل انبیاء عام وخاص پر ہر آن پر تو ڈالتی ہین
اور کرامتین انبیا علیہم السلام اور اولیا کرام کے مظاہر ظاہری سی سر زمانے اور
اوسی نور الہی کے ذریعہ سے فیض عام پہنچاتی ہین۔ کرامتون کے پہل اولیا کو
معجزہ سی دنیا کی خاتمہ تک یون ہی پہیلینگے انہین کی حق مین اصلہا ثابت وفرعہا
قوی دلیل ہی۔ اگر مولانا کے اصحاب در اولاد کے علیحدہ علیحدہ حالات لکہی جائین
نہین سمائین۔
عمرہا باید مرا چون عمر نوح تا بگویم شرح این فتح
غرضکہ حضرت امیر عابد نے پانچوین محرم کو پنجشنبہ کے دن ۷۳۹ھ کو انتقال فرمایا اور
صاحب کے مزار مین دفن ہوی۔ آپکی انتقال کے بعد آپ کی صاحبزادی ملک المشائخ

حسام الملتہ والدین حضرت واحد شیخ کے مرتبہ پر فائض ہوئے اور مولانا روم صاحب کے مزار کی خدمت کرنے لگے تھوڑے روزوں کے بعد اخیر شعبان ۶۸۳ھ میں اونکا بھی انتقال ہوگیا۔ آخرکار ولایت اور طریقت کا تاج سلالتہ الاولیا خلفت الاصفیا در بحر عرفان بہاء الملتہ والدین شاہزادہ معظم حضرت امیر عادل کے سر پر رکھا گیا۔ امیر عادل نے دور و دراز کے سفر کئے تھے اور مسافرت کی سختیاں قربت حق کے حصول کے لئے اوٹھائی تھین۔

صبح سعادت بجہان در دمید ملک سلیمان بہ سلیمان رسید

والحمد للہ علے فضلہ قد وصل الحق الی اہلہ

ہر کہ یکساعت گزیدہ خدمت درگاہ تو تا قیامت آسمانش سجدہ آرد بندہ دار

فصل دہم

حالات شجرہ اولاد و سلسلہ بیعت حضرت مولانا روم صاحب قدس سرہ

اصحاب کرام سے روایت ہے کہ حضرت بہاء الدین ولد بلخی کے دو بیٹے تھے۔ اور ایک بیٹی۔ بڑے بیٹے کا نام علاء الدین محمد اور چھوٹے کا نام جلال الدین محمد تھا۔ بلخ سے جس وقت ہجرت کی ہے اوسوقت بڑے بیٹے کی عمر سات برس کی اور چھوٹے کی پانچ برس کی تھی۔ آپکی بیٹی فاطمہ خاتون عالمہ اوس زمانہ میں اپنی شوہر کے گھر تھین اور فتوے لکھتی تھین۔ اونہون نے جلا وطنی پسند نہین کی اور وہین انتقال کیا۔

حضرت مولانا جلال الدین قدس سرہ العزیز کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بڑے بیٹے کا نام بہاء الدین محمد ولد تھا۔ اور چھوٹے کا نام علاء الدین محمد جو مولانا شمس الدین تبریزی قدس اللہ لطیفہ کے معاملہ مین۔ نافہمون کے شریک ہوکر اور باپ سے مخالفت کی۔ تیسرے بیٹے کا نام مظفر الدین امیر عالم تھا اور بیٹی کا نام ملکہ خاتون تھا جنکو صدر و لولد یعنی خداوندگار زادہ کہتے تھے۔ بہاء الدین ولد اور علاء الدین

گوہر خاتون خواجہ شرف الدین لالائی سمرقندی کی بطن سے تھے اور ملکہ خاتون کرا خاتون قونوی کے بطن سے تھیں۔

حضرت بہاء الدین سلطان ولد کے تین بچے شیخ صلاح الدین کی بیٹی فاطمہ خاتون سے پیدا ہوئے ایک چلپی جلال الدین امیر عارف۔ اور دو بیٹیاں۔ بڑی بیٹی کا نام مطہر خاتون اور چھوٹی کا نام شرف خاتون تھا۔ حضرت مولانا روم صاحب بڑی بیٹی کو عابدہ اور چھوٹی کو عارفہ کہا کرتے تھے۔ یہ دونوں صاحبزادیاں صاحب کرامت اور ولایت تھیں ممالک روم کی اکثر عورتیں اونکی مرید تھیں۔ حضرت سلطان ولد کے نکاح میں دو چھوکریاں بھی تھیں اونسے تین لڑکے ہوئے۔ نصرت خاتون سے چلپی شمس الدین امیر عابد۔ اور سنبلہ خاتون سے چلپی صلاح الدین امیر زاہد اور حسام الدین امیر واحد پیدا ہوئے۔

حضرت جلال الدین امیر عارف کے دو بیٹے اور ایک بیٹی دولت خاتون بنت امیر تبریزی سے پیدا ہوئے۔ بڑے بیٹے کا نام امیر عابد تھا۔ اور چھوٹے کا نام امیر عادل۔ بیٹی کا نام ملکہ خاتون ہے اور عرف دیتا تھا۔

حضرت امیر عابد کے چار بچے ایک بیوی کے بطن سے تھے۔ تین بیٹے اور ایک بیٹی۔ ایک بیٹے کا نام چلپی واحد۔ دوسرے کا نام امیر عالم۔ اور تیسرے کا نام چلپی شاہ ملک تھا۔ حضرت امیر عابد کے بھائی۔ امیر عادل کا انتقال شعبان ۷۴۲ھ میں بھائی کے سامنے ہو گیا تھا اور اونسے کوئی اولاد باقی نہیں رہی۔ حضرت سلطان واحد کے دو بچے ہیں۔ بڑے بیٹے کا نام احمد سلجوق ہے اور بیٹی کا نام جہان ملک ہے۔

حضرت بہاء الدین سلطان ولد کی صاحبزادی مطہر خاتون سے دو لڑکے ہوئے۔ ایک کا نام برہان الدین الیاس باشا اور دوسرے کا نام خضر باشا ہے۔ اور دوسری صاحبزادی شرف خاتون کے بھی دو صاحبزادے ہوئے ایک کا نام مظفر الدین احمد باشا اور دوسرے کا نام امیر باشا ہے۔

الحمد للہ والمنتہ کہ اس خاندان کی اولاد زن و مرد روز بروز ترقی پر ہے۔ اور یہ سلسلہ مطہر نسل آدم کر قیام تک دنیا سے منقطع نہو۔ آمین رب العالمین بحق محمد و آلہ۔

خیال شاہ خوش خویم تبسم کرو بر رویم   چنین نسل بر نسل چنین فرزند فرزند۔ م

اب اس کتاب کو مین بیعت کے سلسلہ کے بیان پر ختم کرتا ہون۔

بیان سلسلۂ بیعت

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

روایت ہے کہ ایک دن حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھکو کوئی ایسی راہ بتائیے جو اللہ کے نزدیک سب سے افضل ہو اور اوس تک رسائی مین مخلوق خدا کے لئے سب سے آسان ہو۔ حضرت رسول مقبول نے فرمایا اے علیؓ ایک ایسی چیز ہے کہ اوس کی برکت سے مینے نبوت پائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یا رسول اللہ وہ کیا چیز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ یہ چیز ہے کہ ہمیشہ ذکر خدا خلوت مین کیا کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ کونسی فضیلت ہے۔ اکثر لوگ خدا کا ذکر کرتے ہین۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای علیؓ چپ رہو۔ جب تک دنیا مین ایک شخص بھی خدا کا ذکر کرنیوالا باقی رہیگا قیامت نہین آئیگی اسکے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کلمہ لا الہ الا اللہ تلقین کیا اور اونکے سامنے پڑھا۔ اور فرمایا ای علیؓ مین تین بار تمہارے سامنے اللہ کا ذکر کرونگا تم خاموش رہنا۔ پھر تم اسیطرح ذکر کرنا مین خاموش رہونگا۔ اسیطرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر بتایا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اوسی ترکیب سے حضرت حسن بصری کو ذکر بتایا۔ اونہون نے حبیب عجمی کو۔ انہون نے داؤد طائی کو۔ انہون نے معروف کرخی کو۔ اونہون نے

جنید بغدادی کو۔ اونہون نے شبلی کو۔ اونہون نے محمد زجاج کو۔ اونہون نے ابو بکر نساج کو اونہون نے احمد غزالی کو۔ اونہون نے احمد خطیبی بلخی کو۔ اونہون نے شمس الائمہ سرخسی کو۔ اونہون نے مولانا بہاء الدین ولد بلخی کو۔ انہون نے سید برہان الدین محقق ترمذی کو اونہون نے مولانا جلال الدین محمد رومی کو۔ اونہون نے مولانا شمس الدین تبریزی کو۔ اونہون نے مولانا بہاء الدین سلطان ولد کو۔ اونہون نے اپنے بیٹے جلال الدین امیر عارف کو بارہ سال کی عمر مین ذکر الٰہی تلقین کیا۔ اور حسام الدین چلپی کی وفات کے بعد اپنی تخت پر مسند کو بٹھا دیا اور فرمایا میرا عارف شیخ کامل ہے۔

دوسرا سلسلہ اس شجرہ کا یون ہے کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی نے اپنی خلیفہ حسام الدین چلپی کو ذکر تلقین کیا اونہون نے اپنے مرید چلپی جلال الدین امیر عارف کو تلقین کیا۔

تیسرا سلسلہ یون ہے کہ حضرت مولانا روم صاحب نے شیر خوارگی مین کلمۃ اللہ حضرت امیر عارف کو تلقین کیا۔ بمقتضائے واتیناہ الحکم صبیا اور اونہون نے اپنی بھائی و مرید چلپی امیر عابد صلاح الدین امیر زاہد اور حسام الدین امیر واحد کو تلقین کیا۔ اور امیر عابد نے سلالۃ الاولیا درۃ التاج اصفیا وارث اسرار انبیا بہاء الدین شاہزادہ امیر عالم اور اونکی بھائی مظفر الدین امیر عادل قدس سرہ العزیز السابقین وایدعمر العاشقین الباقین۔ والحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

اخوان الصفا کی اللہ تعالیٰ کثرت کرے اور دارین کی امیدین اونکی پوری ہون اونسے یہ امید ہے کہ اس حقیر اور کم مایہ سرمایہ کو نظر قبول سے دیکھینگے۔ اور اس بندہ خا کی کو شابانہ دعاؤن سے فراموش نفرمائینگے اگر عبارت مین کہین خلل نظر آئے اصلاح سے دریغ نکرین

گر دعا گوے دعا گوے توام ورنہ گوے چاکر کوے توام

اس کتاب کو ختم کرکے یہ رباعیان مولانا کے آستانہ پر سر رکھکر پڑھتا ہون اسلئے

کہ وہ آستانہ ترقی اقبال کا زینہ۔ اور درجات ابرار کا مخزن ہے۔

از فضل حق چو بے صدا انعام رسید — آغاز حکایتم بانجام رسید
این درج کہ درج درج شاہان است — المنۃ للہ کہ باتمام رسید
این نسخہ تمام شد ز فضل معبود — توفیق شدم رفیق کین شد موجود
آن کس کہ مطالعہ کند این نسخہ — ز اخلاص یقین میرسد او بامقصود

یہہ مناقب حضرات، کامل، عامل۔ عالم۔ فاضل۔ عارف اور عاشقوں کے مع تفصیل نام و القاب کے ختم ہوئے رضوان اللہ علیہم اجمعین و الحمد للہ رب العالمین۔

این سواد از توفیق حق — در مقام پیری و ضعف بدن
از عنایت بود و از رحمت کہ شد — ختم این تعریفہا و این سخن
بعد پیغمبر سلوکے این چنین — بس غریب افتاد در دور کہن
کہ ولی باشند از خرد و بزرگ — کز سر تحقیق بے شک مرد و زن
خانوادہ تا قیامت بر مزید — با کرامات و ولایت در زمن
یک کرامت اینک از اسرار شان — یا بد از خواندن فرحہا ممتحن
ناصر بیچارۂ پیر ضعیف — شد جوان از عشق و ذوق این سخن
دارد امیدے چو توفیقش رسد — تا نوشت این جملہ اسرار لدن

تمت

تقریظ چکیدۂ قلم معجز رقم ناثر نثرہ نثار و ناظم سحر نگار شاعر شیوا بیان و سخنور شیرین زبان منشی محمد علیخان صاحب عرشی رہبر کتب خانہ ریاست عالیہ رامپور

ثنا با ہمایزد پاک را — کہ دانا و بینا کند خاک را

خدائے برتر کی تعریف گو واجب ہی مگر نا ممکن بھی ہی کیونکہ حادث کی کیا ہستی ہے کہ قدیم کی خوبیاں

اظہار کر سکے بس اسیقدر کافی ہے۔ ؎

اقلیم ہشت و ہم کشور پاینده ہے اوسکا جو اوس کے سوا ہی یہ خدا بندہ ہی اُسکا

حبیب کبریا اور اونکی آل و اصحاب کی توصیف ما ناکہ زینت خانہ آرزو اور رونق کاشانہ رنگ و بوہے لیکن ہر ایک انسان ضعیف البنیان کی یہ مجال نہین جو اس وادی کو طے کر سکے سچ تو یون ہی ؎

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توی قصہ مختصر

وبعدہ اسمین شک نہین کہ اس زمانہ مین اون کتب کی اشاعت کی ملکی زبان مین سخت ضرورت ہے جنمین بزرگان ملت کی سوانح عمریان اور مقتدایان قوم کی کارنامہ ہائے زندگانی درج ہون کیونکہ آجکل ہوائے الحاد کی زہریلی جھونکون نے دامن دہر کو جنبش دیدی ہے۔ سموم مادہ پرستی نے خرمن بہار عرفان الٰہی کو قریب قریب پژمردہ کر دیا ہی۔ شمع اسلام لا مذہبی کی آندہی سے جھلملا رہی ہی اور آفتاب معرفت و تحقیق مذاہب کسوف مین ہی۔ دین محمدی جسکی عالم افروزی اور نور حقانیت نے کسی زمانہ مین بر و بحر و بر کو مطلع انوار بنا دیا تھا بازیچہ طفلان ہو رہا ہی بالخصوص شناوران بحر ذخار سلوک کے حالات معرفت آیات کہ جو درحقیقت محو جمال جلوہ ازلی اور مستغرق نظارہ حسن محبوب لم یزلی ہین انسانی زندگی کے لئے سراسر آب حیات ہین۔

یقیناً اونکے مطالعہ اور ملاحظہ سے ان قلوب مردہ مین ایک روح تازہ پیدا ہو سکتی ہی جو حصول عرفان الٰہی کی کوشش بالکل بے سود خیال کئے ہوئے ہین۔

اگرچہ یون تو صدہا بلکہ ہزارہا کتابین عربی و فارسی و اردو وغیرہ مین اس قسم کی شایع ہو چکی ہین لیکن سچ پوچھیے تو کتاب مستطاب مناقب العارفین اس صفت خاص مین اپنا ثانی نہین رکھتی ہی اسکی تمام مضامین علم سلوک کا لب لباب اور سراسر شہد ناب ہین۔

کتاب مذکور جسے قدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین حضرت شمس الدین افلاکی نے بکمال تحقیق و تدقیق تصنیف فرمایا ہی قطب دائرہ شریعت و مہر سپہر طریقت حضرت مولانا جلال الدین رومی قونوی قدس سرہ العزیز مصنف مثنوی مشہور (مثنوی معنوی مولانا روم) کی تمام واقعات زندگانی کا

ایک نہایت ہی مفید ذخیرہ ہے اور علاوہ حالات مولانائے موصوف کے دیگر بزرگان طریقت کے حالات بھی اُس مین درج ہین جو مولانا مرحوم صاحب سے کسی نہ کسی قسم کا تعلق اور نسبت رکھتے تھے در حقیقت مولانا اخلاقی نے بکمال قابلیت ایسے بسیط حالات کو فراہم کرکے گویا دریا کو کوزہ مین بند کر دیا ہے اور تمام مسلمانون پر ایک احسان عظیم کیا ہے مگر اسکا افسوس تھا کہ کتاب مذکور کی زبان فارسی ہونے سے مسلمانان ہند کا اک بڑا گروہ اسکے مطالعہ سے محروم ہے مقام شکر ہے کہ ہمارے ملک کے فخر و مباہات حامی ملت اسلام و فیض رسان انام سے

خرد کیش نامی و کہف الانامی
سخنور سخن سنج شوق گرامی

فروغ مہ آسمان معانی | گزین گوہر بحر شیوا بیانی
فقید المثیل و وحید الاماثل | عدیم النظیر و فنون شمائل
فہیم و فرید و ادیب یگانہ | کریم و امین و اریب زمانہ
زلیق و طلیق و خلیق و مغنم | مشیر خرد سنج شاہ معظم
زمین کرم پر سپہر مروت | جہان ادب مین جہان فتوت
وہ طغرا کش نو بہار خرد ہے | گل بند روی نگار خرد ہے
وہ پیمانہ کش بادہ نور دانش | کلیم خرد بر در طور دانش
صنمخانہ آرای زلف سخن ہے | در بحر ذخار لطف سخن ہے
وہ آتش فروزی گل کا مصور | جگر کا دی صوت بلبل کا ناظر
چراغ ضیا بخش بزم کریمان | خرد ور خرد کیش احمد علیخان

دام ہم بالاعزاز والاکرام نے بکمال سلاست و متانت زبان اردو مین فرمایا اہل ملک کو

اپنی کمال زباندانی وسخنوری سے بیدرم بندہ احسان بنایا اگرچہ اس زبان مین عربی وفارسی وغیرہ کتب کے صدہا تراجم اسوقت موجود ہین اور اکثر صاحب کمالان ہند کی اس قسم کی بیش قیمت یادگارین صفحہ دہر پر قایم ہین لیکن بلا تصنع نگارش ہے کہ ترجمہ ہذا بہ اعتبار فصاحت وسلاست وادائی مفہوم مصنف ان سب مین بے عدیل ونظیر ہے یقین ہے کہ طالبان آبحیات ہدایت اور تشنہ کامان شربت اعجاز حقیقت وطریقت اسکی ملاحظہ ومطالعہ سے ایک خاص کیفیت معرفت حاصل کرینگے اس ترجمہ مین اپنی طرز تحریر کے علاوہ بے مثل طرز تحریر کے مترجم علام نے ایک خوبی یہہ رکھی ہے کہ مصنف کی مفہوم نہایت ہی دلکش طریقہ مین ادا کیا ہے سچ یون ہے کہ ترجمہ مذکور نے اصل کتاب کی خوبی کا لطف دوبالا کر دیا ہے وہی مے ہے مگر ساغر زرنگار مین۔ وہی بادہ ہے مگر جام الماس مین۔ وہی مرقع ہے مگر آئینہ حلب مین۔ وہی آئینہ ہے مگر مرصع چوکٹہ مین وہی دل شکستہ ہے لیکن پہلوی مجنون مین وہی پہول ہین مگر تربت فرہاد پر بکہری ہوے وہی آنسو ہین مگر دامن لیلی پر۔ وہی آتش ہے مگر عارض گل پر دہکی ہوی۔ وہی ثمر ہے مگر نہال طوبی مین۔ وہی شمع ہے مگر نہانخانہ قدس مین۔ وہی بلبل ہے مگر شاخ سدرہ پر وہی جلوہ ہے مگر وادی ایمن مین۔ غرض کہ ترجمہ کیا ہے گویا نیرنگی بال پری ہے یا جلوہ طاؤس چمن دلبری۔

سرمہ تسخیر ہے یا نسخہ اکسیر　　وصف مین اسکی زبان ناطقہ لال ہے

سچ یون ہے کہ اسکی تعریف محال ہے سبحان اللہ جناب شوق سبحان اللہ۔ مصرعہ
آفرین باد برین خامہ معجز رقمت۔ اللہ بس وباقی ہوس۔

ایضاً ولہ قطعہ تاریخ

حضرت شوق صاحب دانش　　جن پہ شیدا دل ارسطو ہے

روشنی ہے جنکے مہر عرفان کی | جلوہ آرا یہان ہر اک سو ہی
انکی بذل و عطا کے سامنے تو | روح حاتم بہی سر بزانو ہے
کیا لکہون انکی خوبی اخلاق | بس فرشتون کی ساری خو بو ہی
مہکے جاتے ہین پہول گلشن مین | اونکی انفاس کی یہ خوشبو ہے
ایسے احسان کرنیوالے ہین | ہر مسلمان انکا ہندو ہے
ہین سخن سنج بیعدیل و نظیر | انکی شہرت جہان مین ہر سو ہی
ہر سخنور یہہ سنکے کہتا ہے | نظم انکی نہین ہے جادو ہے
یہہ جو ہی ترجمہ مناقب کا | جسکی لفظون مین خلد کی بو ہے
فیض ہے انکی ہی قلم کا سب | فرق اسمین نہین سر مو ہے
دائرے چشم حور ہین اسکے | ہر سطر اک پری کا گیسو ہے

سال تاریخ تم لکہو عرشی
ترجمہ یہہ چراغ مینو ہے
۱۳۰۲ھ

خاتمہ از جانب مطبع

ہزار ہزار شکر و سپاس جہان آفرین و حمد خداوند زمان و زمین کہ سوانح عمری نیر آسمان طریقت ۔ و گوہر بحر معرفت حضرت مولانا جلال الدین قونوی رومی قدس سرہ العزیز مصنفہ حضرت مولانا شمس الدین افلاکی کا اردو ترجمہ بزبان سلیس و مضامین نفیس مترجمہ قدردان علم و ہنر فیض رسان و شریعت پرور جناب حافظ احمد علی خان صاحب شوق دام اقبالہ مالک مطبع احمدی بکمال محنت و جانکاہی کار پردازان مطبع مذکور نظر افروز دیدہ جہان و جہانیان و ضیا افزائی قلوب زمان و زمان و زمانیان ہوا اللہ تعالی جل جلالہ و عم نوالہ

اپنے حبیب پاک اور اونکے آل و اصحاب کے طفیل مین اسکو مقبول عام فرماوے آمین

قطعہ تاریخ طبع کتاب از سخنور یگانہ و شاعر فرزانہ منشی عبد الحکیم خانصاحب

ہوا معرفت سے وہی باخبر — پیا جس نے ابدال ایاغ سلوک
نشان دے رہا ہے رخ مہر کا — نہان جس کے دل مین ہے داغ سلوک
مناقب کا یہہ ترجمہ چھپ گیا — نسیم روان بخش باغ سلوک
[illegible] سے طوبیٰ لکھون — مین تاریخ اسکی چراغ سلوک
۱۳۲۰

انتصار الحق (اردو)

تصنیف حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین صاحب مجددی رامپوری قدس سرہ یہ کتاب رد غیر مقلدین مین لاجواب ہے اور اسکے علاوہ اوقات نماز کے متعلق جو بحث ہے اوسکی بھی پوری تفصیل ہے قلتین وغیرہ کی تحقیق ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلدین اگر اس کتاب کو ایکبار پڑھ لیوین تو کبھی مباحثہ مین مغلوب نہین ہو سکتے تقطیع کلان چکنا کاغذ ۲۰۶ صفحہ عمدہ چھاپہ قیمت عہ طلبا کے ساتھ عہ

سعید البیان فی مولد سید الانس والجان اردو

تصنیف قدوۃ العلما عمدۃ الاولیا قطب جہان غوث زمان حضرت شاہ احمد سعید محدث مجددی دہلوی مدنی قدس سرہ۔ حضرت شاہ صاحب نے کتب احادیث صحاح ستہ سے معتبر روایت کے موافق میلاد شریف کو جمع فرمایا تہا اور خاندان مجددیہ مین بھی مولد شریف پڑہا جاتا ہے حاشیہ پر کتابوں کے نام بھی لکھدیے ہین جن سے روایتین لیگئی ہین۔ مروجہ مولدون مین اکثر ضعیف اور موضوع روایتین ہین ایسی مولودونکے پڑہنے سے بجائے ثواب کے عذاب مین گرفتار ہوتے ہین ہر ایک مسلمان کو چاہیے کہ ایک جلد ضرور اس مولود شریف کی اپنے پاس رکہین کاغذ عمدہ چکنا قیمت ۳ر

کتب مطبوعہ مطبع احمدی کوچہ لنگر خانہ ریاست رامپور سے طلب

مولانا بہاء الدین کے اثنائے سفر مین جا بجا اُنکی

تعظیم کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی

مولانا بہاء الدین ولد کا داخلہ بغداد اور شیخ شہاب الدین

سہروردی کا استقبال کرنا اور مدرسہ مستنصریہ میں ٹھیرانا

بغداد میں آپکا وعظ۔ خلیفہ بغداد کو آپنے نصیحت کی کہ

مغل تمہیں شہید کرینگے۔ حج حرمین شریفین۔ مولانا جلال الدین

رومی کا عقد۔ قونیہ مین قیام۔ ۱۸ ربیع الاول

۶۲۸ھ مین رحلت۔ حالت زندگی مین بہت سی

کرامتیں صادر ہوئیں انکا بیان۔ وغیرہ۔

حالات تفصیلی فصل دوم

حضرت سید برہان الدین ترمذی۔ ترمذ مین ۱۸ ربیع الآخر ۶۲۸ھ کو وعظ کہتے تھے تو آپ نے کرامت سے اپنے مرشد مولانا بہاء الدین کی وفات معلوم کی۔ اپنے مرشد زادہ سے ملاکر سلوک [illegible] کی خدمت [illegible] مولانا روم کی تلاش مین قونیہ تشریف لانا ۔ مولانا روم کو [illegible] سے ملاکر سلوک [illegible] کی تکمیل [illegible] بیہوش ہوجاتے کہ گھنٹوں تک سجدہ کیا [illegible] انتقال [illegible] روزمرہ کے حالات اور کرامتیں

حالات تفصیلی فصل سوم

مولانا روم کا درس۔ سلوک کا ترک کرنا۔ شمس الدین تبریزی کی ملاقات۔ اُنکا [illegible] آپکے ملفوظات۔ وعظ و نصیحت۔ [illegible] شاہان سلاجقہ کی [illegible] نائب ہونا۔ اولاد کی پیدائش و تعلیم [illegible] سلاجقہ کا [illegible] مجاہدہ چلہ کشی۔ قلت غذا۔ غربا کی پرورش۔ امرا سے کم تعلق۔ مثنوی شریف کا لکھا جانا۔ مغلوں کی فوج کشی۔ قونیہ کا بچاؤ۔ قونیہ کی ترقی کی پیشین گوئی جو آجکل سچی ہورہی ہے۔ کرامتیں آپکے خاص کلمات جو کتابوں مین اپنے ہاتھ سے لکھی تھیں۔ روزمرہ مکہ معظمہ جانا۔ مسافروں کی امداد۔ مریدوں کی حالت سفر مین معاونت۔ پتھر اور مٹی کو زر و جواہر بنا دینا۔ ایک نظر میں بالغوں کو واصل الی اللہ کر دینا۔ حاسدوں کی بدکیشوں کی عداوت۔ ترک خواہشات دنیا۔ وعظ و پند کے جلسے۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت کی پابندی اور لوگوں کو اسکی ترغیب دینا۔ رحلت کے حالات اور مختلف کرامتیں وغیرہ

ترجمہ اردو مقامات مولانا روم صاحبکی خریداری کے قواعد

۱- کتاب تخمیناً ۳۰ جز پر ختم ہوگی۔

۲- کاغذ چکنا لگایا ہے۔ اور لکھائی چھپائی بھی اچھی ہے۔

۳- پوری کتاب کی قیمت عہ علاوہ محصول ہے

۴- ہر مہینے میں اسکے دو جز شائع ہوسکتے ہیں۔

۵- جو صاحب ماہواری اجزا طلب کرتے ہیں انکو چھ ماہ ابتدائی اجزا بذریعہ ویلیو بھیجے جاتے ہیں

۶- باقی اجزا ہر مہینے میں دو دو جز بیرنگ روانہ ہوتے ہیں۔

۷- جو صاحب مکمل کتاب کے خریدار ہوتے ہیں انکا نام درج رجسٹر کرلیا جاتا ہے
جس وقت پوری کتاب طبع ہوجائیگی بذریعہ ویلیو پیابل علاوہ محصول ڈاک روانہ ہوگی

۸- جن صاحبکی خدمت میں ڈاکخانہ کی غلطی سے کسی مہینے کے اجزا نہ پہنچیں تو ایک ہفتہ کے
اندر اطلاع دینگے تو وہاں اجزا مفت روانہ ہوسکتے ہیں ورنہ ۲۰/ قیمت میں روانہ ہونگے

(نوٹ)

- آرڈر کرتے وقت صاف لکھئے کہ ماہوار اجزا آپ لینگے یا بعد طبع پوری کتاب بھیجی جائے